سُوْرَۃُ الْاَحْقَافِ مَکِّیَّۃٌ | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | وَھِیَ خَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰیَۃً

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

حٰمٓ ○ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ○ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ

حٰم یہ کتاب اللہ زبردست حکمت والے کی طرف سے بھیجی گئی ہے ہم نے آسمان اور زمین کو اور ان چیزوں کو جو انکے درمیان ہیں حکمت کے ساتھ اور ایک

اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ○ قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَرُوْنِیْ

میعاد معین کے لئے پیدا کیا ہے اور جو لوگ کافر ہیں اُن کو جس چیز سے ڈرایا جاتا ہے وہ اس سے بے رخی کرتے ہیں آپ کہیے کہ یہ تو بتلاؤ جن چیزوں کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو مجھ کو

مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَھُمْ شِرْکٌ فِی السَّمٰوٰتِ ؕ اِیْتُوْنِیْ بِکِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ ھٰذَآ اَوْ اَثٰرَۃٍ مِّنْ عِلْمٍ

یہ دکھلاؤ کہ انہوں نے کون سی زمین پیدا کی ہے یا اُن کا آسمانوں میں کچھ ساجھا ہے میرے پاس کوئی کتاب جو اس سے پہلے کی ہو یا کوئی اور مضمون منقول لاؤ

اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗٓ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَ

اگر تم سچے ہو اور اُس شخص سے کون زیادہ گمراہ ہوگا جو خدا کو چھوڑ کر ایسے معبود کو پکارے جو قیامت تک بھی اُس کا کہنا نہ کرے اور

ھُمْ عَنْ دُعَآئِھِمْ غٰفِلُوْنَ ○ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ کَانُوْا لَھُمْ اَعْدَآءً وَّکَانُوْا بِعِبَادَتِھِمْ کٰفِرِیْنَ ○

اُن کو اُن کے پکارنے کی بھی خبر نہ ہو اور جب سب آدمی جمع کیے جاویں تو وہ اُنکے دشمن ہو جاویں اور اُن کی عبادت ہی کا انکار کر بیٹھیں۔

سورۃ الاحقاف مکیۃ وآیہا اربع او خمس وثلثون کذا فی البیضاوی۔ ربط طرفین سورتین یعنی آخر سابق واول لاحق میں ارتباط توحید ومعاد میں دونوں کا اشتراک ہے مگر سابق میں معاد مفصل اور توحید مجمل ہے اور لاحق میں بالعکس تمہید بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ حٰمٓ ○ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ○

توحید مفصل ومعاد مجمل

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (الیٰ قولہ) وَکَانُوْا بِعِبَادَتِھِمْ کٰفِرِیْنَ ○ حٰم (اسکے معنے اللہ تعالیٰ کو معلوم ہیں) یہ کتاب اللہ زبردست حکمت والے کی طرف سے بھیجی گئی ہے (پس اسکے مضامین قابل غور کے ہیں آگے توحید اور معاد کا بیان ہے کہ) ہم نے آسمان اور زمین کو اور اُن چیزوں کو جو انکے درمیان میں ہیں حکمت کے ساتھ اور ایک میعاد معین (تک) کے لئے پیدا کیا ہے (وہ حکمت دلالت علی التوحید اور مجازاۃ ہے کما مر تقریرہ غیر مرۃ اور وہ میعاد قیامت ہے) اور جو لوگ کافر ہیں انکو جس چیز سے ڈرایا جاتا ہے (مثلاً یہ کہ توحید کے انکار پر تم کو قیامت میں عذاب ہوگا) وہ اُس سے بے رخی (اور بے التفاتی) کرتے ہیں (اور توحید کو قبول نہیں کرتے) آپ (اُن سے توحید کے بارہ میں احتجاجاً) کہیے کہ یہ تو بتلاؤ جن چیزوں کی تم خدا (کی توحید) کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو (انکے مستحق الوہیت ہونے کی کیا دلیل ہے اگر دلیل عقلی ہے تو) مجھ کو یہ دکھلاؤ کہ انہوں نے کون سی زمین پیدا کی ہے یا انکا آسمانوں (کے پیدا کرنے) میں کچھ ساجھا ہے (اور ظاہر ہے کہ تم بھی اُن کو خالق نہیں مانتے جو کہ دلیل ہو سکتی ہے استحقاق الوہیت کی بلکہ مخلوق کہتے ہو جو کہ منافی ہے استحقاق الوہیت کی پس دلیل عقلی تو منتفی ہوئی بلکہ خود نفی پر دلیل عقلی قائم ہو گئی اور اگر تمہارے پاس دلیل نقلی ہے تو) میرے پاس کوئی (صحیح) کتاب (لاؤ جس میں شرک کا امر ہو اور) جو اس (قرآن) سے پہلے کی ہو (کیونکہ قرآن میں نفی شرک کی تم بھی جانتے ہو پس اور ہی کتاب کی ضرورت ہوگی) یا (اگر کتاب نہ ہو تو) کوئی اور (معتبر) مضمون (جو زبانی) منقول (ہوتا چلا آتا ہو اور کتاب میں مدون نہ ہو) لاؤ اگر تم (دعوئے شرک میں) سچے ہو (مطلب یہ کہ دلیل نقلی کے لئے

النحو قولہ تعالیٰ ارءیتم الخ بمعنی اخبرونی الموصول ای ماتدعون مفعول اول لارأیتم وقولہ تعالیٰ اروني تاکید والمفعول الثانی جملۃ ماذا خلقوا ۱۲ البلاغۃ قولہ ام لھم الخ فی الرد وتخصیص الشرکۃ فی النظم الجلیل بقولہ سبحانہ فی السمٰوٰت مع انہ لاشرکۃ فیہا وفی الارض ایضاً لان القصد الزامہم بما ہو مسلم لہم ظاہر لکل احد الشرکۃ فی الحوادث السفلیۃ لیست کذلک لتملکم وایجادہم لبعضہا بحسب الصورۃ الظاہرۃ [illegible] ۱۲

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ؕ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ

اور جب ہماری کھلی کھلی آیتیں ان لوگوں کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو یہ منکر لوگ اس سچی بات کی نسبت جبکہ وہ ان تک پہونچتی ہے یوں کہتے ہیں کہ یہ صریح جادو ہے کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے اس کو اپنی طرف سے

قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِیْ مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ ؕ كَفٰی بِهٖ شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ؕ

آپ کہدیجیے کہ اگر میں نے اس کو اپنی طرف سے بنالیا ہوگا تو پھر تم لوگ مجھ کو خدا سے ذرا بھی نہیں بچا سکتے وہ خوب جانتا ہے تم قرآن میں جو جو باتیں بنارہے ہو میرے اور تمہارے درمیان وہ کافی گواہ ہے

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَاۤ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤی

اور وہ بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہے آپ کہدیجیے کہ میں کوئی انوکھا رسول تو ہوں نہیں اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جاویگا اور نہ تمہارے ساتھ میں تو صرف اسی کا اتباع کرتا ہوں جو میرے پاس

اِلَیَّ وَمَاۤ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ

اور میں تو صرف صاف صاف ڈرانیوالا ہوں آپ کہدیجیے کہ تم مجھ کو یہ بتلاؤ کہ اگر یہ قرآن منجانب اللہ ہو اور تم اس کے منکر ہو اور بنی اسرائیل میں سے کوئی گواہ اس جیسی کتاب پر

اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

گواہی دے کر ایمان لے آوے اور تم تکبر ہی میں رہو بے شک اللہ تعالیٰ بے انصاف لوگوں کو ہدایت نہیں کیا کرتا

یہ ضرور ہے کہ اصل منقول عنہ کا قابل تصدیق ہونا ثابت ہو اور سند اس تک متواتر یا متصل موجود ہو خواہ وہ منقول عنہ کسی نبی کی کتاب ہو یا اُن کا زبانی قول ہو) اور ظاہر ہے کہ ایسی دلیل کوئی پیش نہیں کرسکتا مگر اپنے باطل سے پھر بھی باز نہ آوے ایسے شخص کی نسبت فرماتے ہیں کہ) اس شخص سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو (باوجود عجز عن الدلیل اور باوجود قیام دلیل علی النقیض پھر بھی وہ) خدا کو چھوڑ کر ایسے معبود کو پکارے جو قیامت تک بھی اس کا کہنا نہ کرے (بوجہ عدم سماع اصنام میں اور بوجہ عدم قدرت مستقلہ ذوات الارواح میں اور نیز بوجہ عدم رضا ملائکہ وغیرہم میں) اور ان کو ان کے پکارنے (تک) کی بھی خبر نہ ہو (جمادات تو بوجہ عدم قوت سامعہ کے اور ذوات الارواح میں بایں معنی کہ جیسی خبر کے کفار معتقد تھے کہ سماع لازم و دائم اور مفید ہو وہ منفی ہے) اور (پھر) جب (قیامت میں) سب آدمی (حساب کے لیے) جمع کیے جاویں تو وہ (معبود) اُن (عابدین) کے دشمن ہو جاویں (کقولہ تعالیٰ ویکونون علیہم ضدا) اور ان کی عبادت ہی کا انکار کر بیٹھیں (کقولہ تعالیٰ فی یونس قال شرکاؤہم ما کنتم ایانا تعبدون پس ایسے معبودین کی عبادت کرنے سے بڑھکر کیا غلطی ہے کہ مقتضی عبادت ایک نہیں اور عدم عبادت کے مقتضی بکثرت متحقق) ربط اوپر توحید و معاد کا اثبات تھا آگے نبوت کا مضمون ہے:

تحقیق رسالت

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا (الی قولہ) اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ اور جب ہماری کھلی کھلی آیتیں (جو کہ اپنی صفت اعجاز سے رسالت کی دلیل ہیں) ان (منکر رسالت) لوگوں کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو یہ منکر لوگ اس سچی بات کی نسبت جبکہ وہ اُن تک پہونچتی ہے یوں کہتے ہیں کہ یہ صریح جادو ہے (حالانکہ جادو کے معارضہ کا ممکن ہونا اور اس کے معارضہ کا ممتنع ہونا صریح دلیل ہے اس قول کے بطلان کی جیسا کہ لفظ بینات میں اس جواب کیطرف اشارہ بھی ہے اور اس سے بڑھکر اور سنو) کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے (یعنے آپ نے نعوذ باللہ) اس (قرآن) کو اپنی طرف سے بنالیا ہے (اور خدا کیطرف منسوب کردیا اور افترا کا سحر سے بڑھکر ہونا اس سے ظاہر ہے کہ سحر کا قبح متفق علیہ نہیں ہے چنانچہ بعضے اس کو کمال سمجھتے ہیں اور کذب کا اور خصوص کذب علی اللہ کا قبح متفق علیہ ہے آگے اس قول کا جواب ہے کہ) آپ کہدیجیے کہ اگر میں نے اس کو اپنی طرف سے بنالیا ہوگا (اور خدا کے ذمہ لگا دیا ہوگا) تو (خدا تعالیٰ

النحو قولہ ان افتریتہ جوابہ مقدر ای عاجلنی بالعقوبۃ والمذکور سبب عنہ قولہ ان کان من عند اللہ جوابہ مقدر ای فمن اظلم منکم دل علیہ قولہ ان اللہ لا یہدی القوم الظلمین و ہو قریب من قولہ تعالیٰ قل ارأیتم ان کان من عند اللہ ثم کفرتم بہ من اضل ممن ہو فی شقاق بعید ۱۲ **البلاغۃ** قولہ وشہد الخ فی الروح الجمل المذکورات بعد الواو لیست متعاطفۃ علی النسق واحد بل	مجموع شہد فامن واستکبرتم معطوف علی المجموع کان ما معہ ومثلہ فی المفرد ہو الاول والاخر والظاہر والباطن والمعنی ان اجتمع کونہ من عند اللہ مع کفرکم واجتمع شہادۃ الشاہد فایمانہ مع استکبارکم عن الایمان ۱۲ **ملحقات الترجمۃ** ۵ قولہ قبل ام یقولون اس سے بڑھکر اسفارۃ الی ان ام منقطعۃ ومعنے بل فیہا الترقی کما قرر فی الترجمۃ ۱۲

موافق اپنی عادت کے کہ اپنے بندوں کو مظنہ تلبیس میں تلبیس سے بالکل جو بچاتا ہے مجھ کو نبوت کے دعوے کا ذبہ پر جلدی ہلاک کر دیگا کقولہ تعالیٰ ولو تقول علینا
بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین) پھر (جب وہ مجھ کو ہلاک کرنے لگیگا تو) تم (یا اور) لوگ مجھ کو خدا (کے عقاب) سے ذرا بھی نہیں بچا سکتے
(مطلب یہ کہ عقاب کا ترتب دعویٰ کاذبہ نبوت پر ایسا لازم ہے کہ کوئی میرا حامی مددگار بھی اسکے تخلف پر قادر نہیں مگر لازم منتفی ہے پس ملزوم بھی منتفی ہے
اور ان افتریتہ میں کلمہ ان سے خصوصیت استقبال کی مقصود نہیں بلکہ مطلق اتصال کا مقدم وتالی میں بیان کرنا ہے چنانچہ آیت لو تقول میں لو ماضی
کے لیے آیا ہے پس یہ شبہ نہ رہا کہ تکلم کے وقت تو انتفار لازم کا حکم نہیں ہو سکتا اور اگر مستقبل ہی کے لیے لیا جاوے تب بھی تھوڑا انتظار مضر نہیں بعد
چندے انتفار لازم کا مشاہدہ ہو جاوے گا اور اگر اتنے روز تک عقاب نازل نہونے سے لزوم پر شبہ ہو تو اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ حدوث دعویٰ کو ملزوم نہ کہا
جاوے بلکہ بقاء علی الدعویٰ کو ملزوم کہا جاوے اور اگر مدت تحقیق بقاء کے اعتبار سے تلبیس کا شبہ ہو تو اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ دعویٰ نبوت کے وقت معجزہ کا ظاہر کرنا یا نہ کرنا رفع
تلبیس کے لیے کافی ہے اور درصورت کذب اور عدم ظہور معجزہ کے کبھی عقاب ہونا اس رفع تلبیس کے تاکد کے لیے ہے پس موکد رفع کے عدم سے رفع کا عدم جو کہ موجب محذور ہے لازم
نہیں آیا۔ اور شروع تقریر میں اکمل وجوہ جو کہی تاکہ مراد ہے یہ تمام تر تقریر تو بر تقدیر افترا کی تھی آگے عدم افترا کی تقدیر کے متعلق ارشاد ہے کہ اگر میں مفتری نہ ہوا تو یہ سمجھ رکھو کہ) وہ خوب جانتا ہے
تم قرآن میں جو جو باتیں بنا رہے ہو پس تمکو سزا ہوگی غرض یہ کہ) میرے اور تمہارے درمیان میں (بطریق مذکور فیصلہ کرنے کے لیے) وہ (صدق صادق و کذب کاذب کا) کافی گواہ ہے (یعنی اسپر مطلع
ہے پس اگر میں کاذب ہونگا مجھکو عقاب دیگا عاجلاً اور اگر تم کاذب ہوگے تو تمکو عقاب دیگا عاجلاً یا آجلاً اور یہ نہ سمجھا جاوے کہ مدار اثبات مسئلہ نبوت کا یہی مضمون ہے بلکہ اصل مدار تو اظہار
معجزہ ہے جو کہ ہو چکا تھا یہ تو صرف ان کی ہٹ دھرمی کے آخری جواب کے طور پر ہے) اور (اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ جب اعلم بما تفیضون فیہ فرمایا ہے اور پھر بھی ہم پر
عذاب نہیں آیا تو جیسے مدعی نبوت پر عقاب نہ آنا دلیل اسکے صدق کی ہے اسی طرح ہم منکروں پر عذاب نہ آنا دلیل ہمارے صدق کی ہو سکتی ہے اور حاصل اس
شبہ کا معارضہ ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ) وہ بڑی مغفرت والا ہے (اسلیے بعض اقسام مغفرت کے یعنی عدم نزول عذاب فی الدنیا کفار کے لیے بھی واقع
کر دیتا ہے اور) بڑی رحمت والا ہے (اسلیے بعض اقسام رحمت بھی جس کو رحمت عامہ کہتے ہیں کفار کے لیے واقع کر دیتا ہے پس انکار پر عذاب فی الدنیا نہ ہونا
دلیل نہیں ہے انکے صدق کی اور ایسا احتمال مدعی نبوت میں نہیں ہو سکتا کیونکہ وہاں دعویٰ کاذبہ و نزول عقاب میں لزوم عادی ثابت ہے اور یہاں انکار
حق و نزول عقاب میں لزوم ثابت نہیں پس وہاں عدم عقاب کو انتفار لازم کہا جاویگا اور یہاں عدم عقاب کو انتفار لازم نہ کہیں گے اور وہاں لزوم کا راز
یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرجع اخیر تحقیق حق و باطل کا نبوت ہے اور مرجع اخیر فکر و نظر کا بدیہی ہونا چاہیے اور مقصود جس قدر مہتم بالشان ہو اسی قدر اس بداہت کا اجلی
ہونا چاہیے اور ابہام تلبیس بداہت یا اجلاء بداہت کا مفوت تھا اسلیے نبوت میں ابہام تلبیس بھی گوارا نہیں کیا گیا بخلاف مادہ معارضہ کے کہ بعد رفع
تلبیس عن النبوۃ کے پھر اس میں احتمال تلبیس کا نہیں ہو سکتا کیونکہ صدق احد النقیضین جو مستلزم ہے کذب نقیض آخر کو اور جب صدق میں التباس نہو گا تو کذب
میں بھی التباس نہو گا اسلیے وہاں انکار حق و نزول عقاب میں لزوم نہیں ہوا بلکہ اکثر استدراجاً عدم عقاب تجویز کیا گیا آگے اثبات نبوت بالدلیل المذکور کی تاکید ہے
کہ) آپ کہدیجئے کہ میں کوئی انوکھا رسول تو ہوں نہیں (کہ تمہارے لیے موجب تعجب ہو گو انوکھا ہونا بھی فی نفسہ منافی رسالت کے نہیں ہے چنانچہ جو سب سے پہلے
پیغمبر تھے باوجود انوکھے ہونے کے بھی پیغمبر تھے مگر انوکھا ہونا موجب تعجب ہو سکتا ہے گو وہ تعجب زائل کر دیا جاوے لیکن یہاں تو تعجب بھی نہونا چاہیے کیونکہ
مجھ سے پہلے بہت سے پیغمبر آچکے ہیں جن کی خبر تواتر سے تمنے بھی سنی ہے) اور (اسی طرح کسی اور عجیب بات کا بھی میں دعویٰ نہیں کرتا جیسا مثلاً علم غیب ہے چنانچہ میں
خود کہتا ہوں کہ مجھ کو غیبیات میں سے بجز معلومات بطریق الوحی کے اور کسی بات کی خبر نہیں حتی کہ) میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جاویگا اور نہ (یہ
معلوم کہ) تمہارے ساتھ (کیا کیا جاویگا پس جب اپنے اور تمہارے احوال آیندہ کے علم کا باوجود شدت تلبس ان احوال کے میں مدعی نہیں ہوں تو اور
مغیبات بعیدہ کی نسبت تو میں کیا دعوے کرتا پس اس باب میں بھی کسی امر عجیب کا مدعی نہیں ہوں نظیرہ کقولہ تعالےٰ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم
الغیب الخ فافہم فانہ من المواہب البتہ جن احوال و امور کا وحی سے علم ہوگیا ہے خواہ وہ اپنے متعلق ہوں یا غیر کے اور خواہ دنیوی احوال ہوں یا اخروی
انکا علم بیشک کامل ہے چنانچہ آگے ارشاد ہے کہ) میں تو (علم و عمل میں) صرف اسی کا اتباع کرتا ہوں جو میرے پاس وحی کے ذریعہ سے آتا ہے اور (اسی کی تبلیغ
بھی کرتا ہوں اور اگر تم اس کو نہیں مانتے تو میرا کوئی ضرر نہیں کیونکہ) میں تو صرف صاف صاف ڈرانیوالا ہوں (جس کو میں اقامت دلائل و جواب شبہات
سے ثابت کر چکا ہوں اور اوپر جو عدم افترا کی تقدیر پر تقریر اجمالی تھی ھو اعلم بما تفیضون فیہ الخ آگے اس کی تفصیل کے واسطے ارشاد ہے کہ

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ۭ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ

اور یہ کافر ایمان والوں کی نسبت یوں کہتے ہیں کہ اگر یہ قرآن کوئی اچھی چیز ہوتا تو یہ لوگ اس کی طرف ہم سے سبقت نہ کرتے اور جب ان لوگوں کو قرآن سے ہدایت نصیب نہ ہوئی تو یہی کہینگے کہ

اِفْكٌ قَدِيْمٌ ۝ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ

یہ قدیمی جھوٹ ہے   اور اس سے پہلے موسٰی کی کتاب ہے   جو رہنما اور رحمت تھی   اور یہ ایک کتاب ہے   جو اس کو سچا کرتی ہے عربی زبان میں   ظالموں کے ڈرانے کیلئے

ظَلَمُوْا ڰ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ۝

اور نیک لوگوں کو بشارت دینے کے لیے۔

آپ کہدیجیے کہ تم مجھ کو یہ بتلاؤ کہ اگر یہ قرآن منجانب اللہ ہو (جیسا کہ عدم افتراء کی تقدیر پر لازم ہے) اور (پھر) تم اسکے منکر ہو اور (کسی دلیل سے اس احتمال عدم افتراء منجانب اللہ ہونے کی ترجیح اور تعیین بھی ہوجاوے مثلاً ایک ایسی دلیل سے کہ) بنی اسرائیل (کے علماء) میں سے کوئی (معتبر) گواہ (جو باعتبار علم و دیانت مسلمہ کے معتبر ہو اور واحد ہو یا متعدد ماضی میں یا حال میں یا مستقبل میں) اس جیسی کتاب (یعنے اس کتاب کے منجانب اللہ ہونے) پر گواہی دیکر ایمان لے آوے اور تم (باوجود بے علم ہونیکے اس کتاب پر ایمان لانے سے) تکبر ہی میں رہو تو اس صورت میں تم سے زیادہ بے انصاف کون ہوگا اور بے انصافوں کی یہ حالت ہے کہ) بیشک اللہ تعالٰے بے انصاف لوگوں کو (انکے عناد کے سبب) ہدایت نہیں کیا کرتا (بلکہ ہمیشہ ضلالت میں رہتے ہیں اور ضلالت کا انجام نار ہے)

ف یہ ارشاد وشہد شاہد الخ ایسا ہے جیسا سورہ شعراء کے اخیر رکوع میں ارشاد ہوا ہے اولم یکن لھم اٰیۃ ان یعلمہ علماء بنی اسرائیل جس کی تفسیر وہاں قابل ملاحظہ ہے اور مقصود حصر کرنا مرجح احتمال نبوت کا اس شہادت میں نہیں ہے اسلیئے احقر نے لفظ مثلاً لکھ دیا ہے اور شاہد تنوین جنس و تفخیم سے شامل ہے بنی اسرائیل کے تمام علماء معتبرین مومنین کو خواہ قبل اس آیت کے ایمان لائے ہوں یا بعد میں اور ان علماء میں عبداللہ بن سلام بھی داخل ہیں پس انکے بارہ میں آیت کا نازل ہونا بایں معنی ہے کہ جو کلی اس آیت کا مورد ہے وہ بھی اُس کی ایک جزئی ہیں چنانچہ دُر منثور میں سعید بن جبیرؓ کے قول سے میمون بن یامین رئیس علماء یہود کے بارہ میں اس آیت کا نزول مروی ہے اس سے عدم تخصیص کی تائید ہوتی ہے اب خواہ یہ آیت عبداللہ بن سلام کے اسلام کے بعد آئی ہو جیسا بعض مفسرین نے اس کو مدنی کہا ہے اور خواہ قبل نازل ہوئی ہو جیسا بعض نے مثل تمام سورت کے اس کو بھی مکی کہا ہے اور مثلہ کو قرآن میں مثل القرآن سے تعبیر کرنے میں علاوہ مبالغہ کے یہ نکتہ ہوسکتا ہے کہ علماء بنی اسرائیل کو کتب سابقہ سے قرآن کا علم جو کہ سبب ہے ایمان لانے کا درجہ اجمال میں تھا اور قرآن منزل مفصل ہے اور اجمال و تفصیل میں من وجہ اتحاد اور من وجہ تغایر ہوتا ہے تو اُس کو مثل سے تعبیر کرنا نہایت احسن و ابلغ ہے اور کفرتم و استکبرتم میں تکرار نہیں کیونکہ کفرتم کا تحقق قبل شہادت کے مقصود ہے اور استکبرتم کا تحقق بعد شہادت کے اور ہوا علم بما تفیضون مع اپنی تفصیل قل ان افتریتہ الخ کے ایک شق ہے اور دوسری شق ان افترینہ ہے حاصل مقام کا یہ ہوا کہ تم جو مفتری کہتے ہو دو حال سے خالی نہیں یا تو میں مفتری ہوں یا نہیں شق اول منتفی ہے کیونکہ اُسکے لوازم میں سے ہلاک عاجل ہے اور وہ منتفی ہے اور شق ثانی میں جو کہ واقع ہے تم کو اپنی فکر کرنا چاہیئے ربط اور تحقیق نبوت میں جو مضامین مذکور تھے آگے اُن میں سے بعض مفصل کا اجمال اور بعض مجمل کی تفصیل ہے جس سے تاکید مضامین سابقہ کی مستفاد ہوگئی ۔۔

تکریر و تاکید مضمون بالا باختلاف عنوان

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الٰی قولہ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ۝ اور یہ کافر ایمان والوں (کے ایمان لانے) کی نسبت یوں کہتے ہیں کہ اگر یہ قرآن (جس پر یہ لوگ ایمان لائے ہیں) کوئی اچھی (یعنی سچی) چیز ہوتا تو یہ (کم درجہ کے) لوگ اس کی طرف ہم سے سبقت نکرتے (یعنے ہم لوگ بڑے عاقل ہیں اور یہ لوگ

النحو قولہ اذلم یھتدوا فی الروح قیل اذ تعلیلیۃ للقول وتعقب بانہ معلل بکفرہم کما اذنت بہ الفاء اھ قلت والتعقب مدفوع بان عدم الاہتداء والکفر ھما شئ واحد ۔۔

البلاغۃ قولہ عربیا وفائدۃ التقیید بہ مع انہ معلوم لکل احد الاشعار بکونہ الیسر ما یھتدی بہ

یہ اول مخاطب للایذان بکونہ معجزا ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر مستقیم رہے سو اُن لوگوں پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہونگے یہ لوگ اہل جنت ہیں

خَالِدِينَ فِيهَا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَ

جو اُس میں ہمیشہ رہیں گے بعوض اُن کاموں کے جو کہ وہ کرتے تھے اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا۔ اُس کی ماں نے اُسکو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور

وَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ

اور بڑی مشقت کے ساتھ اُس کو جنا اور اُس کو پیٹ میں رکھنا اور اُس کا دودھ چھڑانا تیس مہینہ ہے یہاں تک کہ جب اپنی جوانی کو پہنچ جاتا ہے اور چالیس برس کو پہونچتا ہے تو کہتا ہے کہ اے

أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي

مجھ کو اس پر مداومت دیجئے کہ میں آپ کی اُن نعمتوں کا شکر کیا کروں جو آپ نے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں اور میں نیک کام کیا کروں جس سے آپ خوش ہوں اور میری اولاد میں بھی

کم عقل ہیں اور حق بات کو عاقل پہلے قبول کرتا ہے تو اگر یہ حق ہوتا تو ہم پہلے مانتے جب ہمنے نہیں مانا تو یہ حق نہیں یہ لوگ بے عقلی سے اُدھر دوڑنے لگے ہیں اور یہ قول اُنکا دال ہے غایت استکبار پر جو کہ استکبر تم میں مذکور تھا حالانکہ اگر عقل سے مراد عقل معاش لیجاوے تو یہ مقدمہ کہ حق بات کو الخ علی الاطلاق غلط ہے اور اگر عقل سے مراد عقل معاد لیجاوے تو پہلا مقدمہ کہ ہم لوگ الخ غلط ہے پس یہ کہنا کہ اگر حق ہوتا الخ بناء الفاسد علی الفاسد ہے) اور جب (غایت استکبار و عناد کے سبب ان لوگوں کو قرآن سے ہدایت نصیب نہ ہوئی تو (بقاعدہ الناس اعداء ما جهلوا) یہی کہینگے کہ یہ (نعوذ باللہ) قدیمی (جھوٹے مضامین ایک) جھوٹ (مضمون) ہے (کقولہ تعالٰی ان ھذا الا اساطیر الاولین اس سے اُنکے اس قول مذکورہ بالا فترنہ کی وجہ پر دلالت ہوگئی کہ عناد و تعصب ہے جیساکہ اوپر اُس قول کا رد اور جواب تھا) اور اس (قرآن) سے پہلے موسیٰ (علیہ السلام) کی کتاب (نازل ہوچکی) ہے جو (اُمت موسویہ کے لیے بالعموم) رہنما (تھی) اور (اہل ایمان کے لیے بالخصوص) رحمت تھی (اس سے اوپر کے دو مضمونوں کی تقویت ہوگئی ایک تو اُس کی کہ ما کنت بدعا من الرسل دوسرے اس کی وشہد شاہد کیونکہ شہادت مذکورہ بناء علی التورٰۃ تھی پس حاصل یہ ہوا کہ اُس شاہد کا قول من حیث ہو حجت نہیں ہے کہ اثبات النبوۃ بقول غیر صاحب النبوۃ کا شبہہ کیا جاوے اور کہا جاوے کہ جو نبی کو نہ مانے گا وہ غیر نبی کو کیوں مانے گا بلکہ اُسکا قول من حیث ان حکایۃ للتورٰۃ حجت ہے پس اصل میں توریت سے احتجاج ہے اور توریت کی حقیت پہلے سے ثابت ہے پس احتجاج میں کوئی اشکال نہیں رہا) اور جس طرح توریت میں اس کی پیشین گوئی ہے) یہ (اسی طرح کی) ایک کتاب ہے جو اُس (کی پیشین گوئی) کو سچا کرتی ہے (اور) عربی زبان میں (ہے) ظالموں کے ڈرانے کے لیے اور نیک لوگوں کو بشارت دینے کے لیے (نازل ہوئی ہے اس توضیح ہوگئی ان اللہ لا یھدی القوم الظالمین کی کیونکہ اس سے اشارۃً وعید مفہوم ہوتی ہے اس میں وعید مصرح ہوگئی گو کیفیت اب بھی مجمل ہے اور چونکہ موقع وعید میں مفہوم مخالف بالاتفاق معتبر ہے اسلیے اُس وعید سے اُسکے مقابلہ میں غیر ظالمین کے لیے وعدہ بھی اشارۃً مفہوم ہوگیا تھا بشریٰ للمحسنین سے اس کی بھی تصریح ہوگئی) ربط اوپر متصلاً ظالمین کے حق میں وعید و محسنین کے حق میں وعدہ مذکور ہوا ہے آگے اس ظلم و احسان کی اور اُس وعدہ و وعید کی کسی قدر تفصیل ہے ؎

بشرے از اعمال و مآل متعلق اہل رشد و اہل ضلال

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ (الی قولہ) وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُونَ ۝ جن لوگوں نے (صدق دل سے) کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے (یعنی توحید کو تعلیم

اللغات ۔ کرھًا مشقۃ و ثقلا قولہ اوزعنی انظر فی سورۃ النمل ۱۲

النحو قولہ اذا بلغ العامل فیہ قال رب الخ ۱۲ البلاغۃ قولہ کرھًا ای حالا ۱۲ کرہ قولہ وحملہ ای مدۃ حملہ ۱۲ قولہ اصلح لی فی ذریتی نفی مع انہ یعدی بلا واسطۃ تنزیلہ منزلۃ اللازم ای اجعل الصلاح ساریا فی ذریتی راسخا فیہم ۱۲

ملحقات الترجمۃ

لـہ قولہ فی افک قدیم ای المبارک توہم افک قدیم ای کذب متقادم کقولہم اساطیر الاولین ۱۲ ۔ اور بیان لفظ مثل اس لیے بڑھایا کہ کفار جو قرآن کو افک قدیم کہتے تھے ظاہر ہے کہ خود اس کے تقدم کو کبھی نہ کہتے تھے بلکہ قدیم کے مثل تشبیہ دینا مقصود تھا۔

اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ نَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّاٰتِهِمْ

میں آپ کی جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں فرمانبردار ہوں ۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ ہم انکے نیک کاموں کو قبول کرلیں گے ۔ اور انکے گناہوں سے درگذر کردینگے

فِیْۤ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ۝ وَ الَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَاۤ اَتَعِدٰنِنِیْۤ

اس طور پر کہ یہ اہل جنت میں سے ہونگے ۔ اس وعدہ صادقہ کی وجہ سے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا ۔ اور جس نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ تف ہے تم پر کیا تم مجھ کو یہ وعدہ دیتے ہو کہ میں قبر سے

اَنْ اُخْرَجَ وَ قَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ ۚ وَ هُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ ۖۗ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚۖ فَیَقُوْلُ

نکالا جاؤنگا حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سی امتیں گذر گئیں ۔ اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کر رہے ہیں کہ ارے تیرا ناس ہو ایمان لا ۔ بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے ۔ تو یہ کہتا ہے کہ

مَا هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ فِیْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ

یہ بے سند باتیں اگلوں سے منقول چلی آرہی ہیں ۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ انکے حق میں بھی ان لوگوں کے ساتھ اللہ کا قول پورا ہوکر رہا جو ان سے پہلے

مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِیْنَ ۝ وَ لِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَ لِیُوَفِّیَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝

جن اور انسان ہوگذرے ہیں ۔ بے شک یہ خسارہ میں رہے ۔ اور ہر ایک کے لیے انکے اعمال کی وجہ سے الگ الگ درجے ملیں گے اور تاکہ اللہ تعالیٰ سب کو انکے اعمال پوری

وَ یَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ طَیِّبٰتِكُمْ فِیْ حَیَاتِكُمُ الدُّنْیَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْیَوْمَ

اور جس روز کفار آگ کے سامنے لائے جاوینگے ۔ کہ تم اپنی لذت کی چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں حاصل کرچکے ۔ اور ان کو خوب برت چکے ۔ سو آج تم کو

تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۝ ع

ذلت کی سزا دیجاویگی ۔ اس وجہ سے کہ تم دنیا میں ناحق تکبر کیا کرتے تھے ۔ اور اس وجہ سے کہ تم نافرمانیاں کیا کرتے تھے ۔

رسول کے قبول کیا) پھر (اسپر) مستقیم رہے (یعنے اس کو چھوڑا نہیں) سو (اس کا مقتضا یہ ہے کہ) ان لوگوں پر (آخرت میں) کوئی خوف (کی بات واقع ہونے والی) نہیں اور نہ وہ (وہاں) مغموم ہونگے (یہ تو انکے مضرت سے بچنے کا بیان تھا اور آگے انکے حصول منفعت کا ذکر ہے کہ) یہ لوگ اہل جنت ہیں جو اس میں ہمیشہ رہینگے بعوض ان (نیک) کاموں کے جو کہ وہ کرتے تھے (جن میں سے ایمان و استقامت علی الایمان کا اوپر ذکر ہے) اور (جس طرح ہمنے حقوق اللہ کو واجب کیا ہے جسکا ذکر ہوچکا اسی طرح حقوق العباد کو بھی واجب کیا ہے چنانچہ ان میں سے ایک بہت بڑا حق والدین کا ہے اسلیئے) ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنیکا حکم دیا ہے (اور بالخصوص ماں کے ساتھ اور زیادہ کیونکہ) اس کی ماں نے اس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا گو وہ مشقت زیادہ بعد چندے ہوتی ہے) اور (پھر) بڑی مشقت کے ساتھ اس کو جنا اور اس کو پیٹ میں رکھنا اور اس کا دودھ چھڑانا (اکثر) تیس مہینہ (میں پورا ہوتا) ہے (اتنے دنوں طرح طرح کی مصیبت اٹھاتی ہے اور کم و بیش ان مصیبتوں میں باپ کی بھی شرکت ہوتی ہے بلکہ اکثر امور کا انتظام عادۃً باپ ہی کو کرنا پڑتا ہے اور اپنے آرام میں خلل آجاتا ہے دونوں میں اکثر بدرجہ مساوی ہوتا ہے اسلیئے بھی ماں باپ کا حق انسان پر زیادہ واجب کیا گیا ہے غرض اسکے بعد نشو و نما پاتا ہے) یہاں تک کہ جب (نشو و نما پاتے پاتے) اپنی جوانی کو (یعنے بلوغ کو) پہونچ جاتا ہے اور (پھر بلوغ کے بعد ایک زمانہ میں) چالیس برس (کی عمر) کو پہنچتا ہے تو (جو سعید ہوتا ہے وہ) کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار مجھ کو اسپر مداومت دیجئے کہ میں آپ کی ان نعمتوں کا شکر کیا کروں جو آپنے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں (اگر ماں باپ مسلمان

اللغات قوله مما عملوا من للتعليل ۱۲

النحو قوله وعد الصدق مفعول به للمقدر ای انجز او مفعول له لنتقبل و نتجاوز قوله والذی قال مبتدأ خبره اولئك الذين الخ والمراد بالذی جنس القائل فلذلك اورد الخبر مجموعا و يجوزان يكون الخبر عاما فی القائل و فی امثاله قوله يوم يعرض عامله يقال المقدر والمذكور من قوله اذهبتم مفعول لهذا القول المقدر ۱۲ البلاغة قوله اف لكما اللام للتبيين ومعنى التبيين ای اقول لكما . قوله

يستغيثن ای يقولان الغياث بالله تعالى منك والمراد الانكار قوله واستعظامه كانهما لجأ الى الله سبحانه فی دفعه كما يقال العياذ بالله تعالى من كذا قوله ويلك اصله هلاك ثم يقام مقام الحث على الفعل او تركه اشعارا بان مرتكبه حقيق بان يهلك فكأنه يطلب الهلاك كذا فی الروح قوله اذهبتم كناية عن عدم الايمان المسبب عن حرمانهم عن طيبات الآخرة والانطلاق الاستمتاع بالطيبات لانه ترتب عليه عذاب الهون المشعر بقرينة الفاء ۱۲

ملحقات الترجمة ۵ قوله قبل حتى نشوونما الخ اشارة الى المغيا يحتى يعنى عاش حتى الخ ۵ قوله فی اشده کا بلوغ نظيره قوله تعالى فی الانعام و فی سورة بنی اسرائیل ولا تقربوا مال اليتيم الا بالتی هی احسن حتى يبلغ اشده ۱۲

ہیں تب تو نعمت دینیہ بھی ورنہ نعمت دنیویہ تو ظاہر ہی ہے اور ماں باپ کی نعمت کا چونکہ اولاد پر بھی اثر پہونچتا ہے چنانچہ اُن کی نعمت دنیویہ وجود و بقاء وغیرہ کی بدولت تو خود اولاد کا وجود ہی ہوتا ہے اور نعمت دینیہ کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اُن کی تعلیم قولی و فعلی اُس کے لئے واسطہ علم و عمل ہوتا ہے) اور (وہ یہ بھی کہتا ہے کہ مجھکو اسپر بھی مداومت نصیب کیجئے کہ) میں نیک کام کیا کروں جس سے آپ خوش ہوں اور میری اولاد میں بھی میرے (نفع کے) لئے صلاحیت پیدا کر دیجئے (نفع دنیوی یہ کہ دیکھ دیکھ کر راحت ہو اور نفع دینی یہ کہ اجر و ثواب ہے اور) میں آپ کی جناب میں (گناہوں سے بھی) توبہ کرتا ہوں اور میں (آپکا) فرمانبردار ہوں (مقصود اس سے غلامی کا اقرار ہے نہ کہ دعویٰ فافہم۔ حاصل مقام کا یہ ہوا کہ جو شخص سعید ہوتا ہے وہ اللہ کا حق بھی ادا کرتا ہے جیسا کہ ان معروضات[۵] کا مضمون صریح اسپر دلالت کر رہا ہے اور حقوق والدین کے بھی جو کہ حقوق العباد میں سے ہیں ادا کرتا ہے جیسا اوزعنی ان اشکر انتہ سے مفہوم ہو رہا ہے کیونکہ منجملہ نعم الٰہیہ کے وہ نعمت بھی ہے جو والدین کے واسطہ سے اُسپر ہوئی جیسا کہ علی والدی میں اُس کا استحضار بھی ہو گیا اور اُس کا شکر تام موقوف ہے بر بالوالدین پر کما قال تعالیٰ ان اشکر لی ولوالدیک۔ اور اُسپر مداومت کی دُعا کرنا دال ہے اس پر کہ اس شخص کو اُس کی رغبت ہے اور اُس کا عزم ہے اور رغبت و عزم عادۃً مفضی ہو جاتے ہیں فعل کی طرف پس ان وسائط سے اُس شخص سے صدور ادائے حقوق والدین کا مفہوم ہو گیا آگے اُن اعمال کا مآل فرماتے ہیں کہ) یہ وہ لوگ ہیں کہ ہم اُنکے نیک کاموں کو قبول کر لیں گے اور اُنکے گناہوں سے درگذر کر دینگے اس طور پر کہ یہ اہل جنت میں سے ہونگے (یہاں تو بہ پر جو کہ تبت علیک میں مذکور ہے تجاوز کے مرتب فرمانے سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ بدوں توبہ کے گناہ معاف نہیں ہوتے کیونکہ فضل محض سے بھی معاف ہو جاتے ہیں اصل یہ ہے کہ یہاں توبہ پر تجاوز کا توقف مقصود نہیں بلکہ وعدہ تجاوز کا توقف مقصود ہے سو غایت ما فی الباب بدون توبہ کے وعدہ تجاوز نہوگا لیکن تجاوز خود وعدہ ہی پر موقوف نہیں ہے بدوں وعدہ کے بھی تجاوز ہو سکتا ہے اور یہ سب) اُس وعدۂ صادقہ کی وجہ سے (ہوا) جس کا اُن سے (دُنیا میں) وعدہ کیا جاتا تھا (یہاں تک تو اہل سعادت و محسنین کا بیان تھا آگے اہل شقاوت و ظالمین کا ذکر ہے یعنی) اور جس نے (حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کو ضائع کیا جیسا اُسکے اس حال سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے) اپنے ماں باپ سے کہا (جن کا حق حقوق العباد میں نہایت مؤکد ہے خصوص جبکہ وہ مسلمان بھی ہوں اور بخصوص جبکہ وہ اُس کو بھی اسلام کی تعلیم کرتے ہوں مگر اس شقی نے باوجود اتنے دواعی ادا حقوق کے اُن سے جبکہ وہ اُس کو دعوت الی الدین کر رہے تھے یوں کہا) کہ تف ہے تم پر کیا تم مجھ کو یہ وعدہ (یعنی خبر) دیتے ہو کہ میں (قیامت میں دوبارہ زندہ ہو کر) قبر سے نکالا جاؤنگا حالانکہ مجھ سے پہلے بہت اُمتیں گذر گئیں (جنکے ہر زمانہ میں اُنکے پیغمبر یوں ہی وعدے دیتے چلے آئے مگر آج تک کسی وعدہ کا ظہور نہوا اس سے معلوم ہوا کہ یہ سب باتیں ہی باتیں ہیں) اور وہ دونوں (غریب ماں باپ اُسکے اس انکار سے کہ کفر عظیم ہے گھبرا کر) اللہ سے فریاد کر رہے ہیں (اور غایت دردمندی سے اُس سے کہہ رہے ہیں) کہ ارے تیرا ناس ہو ایمان لا (اور قیامت کو بھی برحق سمجھ) بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو یہ (اس پر بھی) کہتا ہے کہ یہ بے سند باتیں اگلوں سے منقول چلی آرہی ہیں (مطلب یہ کہ ایسا شقی ہے کہ کفر اور عقوق دونوں کا مرتکب ہے اور عقوق بھی اس درجہ کا کہ ماں باپ کی مخالفت کے علاوہ اُنسے کلام میں بھی بدتمیزی اور درشتی کرتا ہے آگے اُن اعمال کا مآل فرماتے ہیں کہ) یہ وہ لوگ ہیں کہ اُنکے حق میں بھی اُن لوگوں کے ساتھ اللہ کا قول (یعنی وعدۂ عذاب) پورا ہو کر رہا جو ان سے پہلے جن اور انسان (کفار) ہو گزرے ہیں بیشک یہ (سب) خسارہ میں رہے اور (آگے تفصیل مذکور کو بطور خلاصہ احکام کے فرماتے ہیں کہ فریقین مذکورین میں سے) ہر ایک (فریق) کے لئے اُنکے اعمال (مختلفہ) کی وجہ سے الگ الگ درجے (کسی کو جنت کے کسی کو دوزخ کے) ملیں گے اور (مختلف[۱] درجے اسلئے ملیں گے) تاکہ اللہ تعالےٰ سب کو اُنکے اعمال (کی جزا) پوری کر دے اور اُنپر (کسی طرح کا) ظلم نہوگا اور (اوپر اُن ظالمین کے عذاب کی تعیین نہ آئی تھی مبہماً فرمایا تھا حق علیھم القول اور کانوا خاسرین اور محسنین کی جزا میں جنت کی تعیین فرما دی تھی اسلئے آگے تعیین عذاب کی فرماتے ہیں کہ وہ دن یاد کرنے کے قابل ہے) جس روز کفار آگ کے سامنے لائے جاوینگے (اور اُن سے کہا جاویگا) کہ تم اپنی لذت کی چیزیں اپنی دُنیوی زندگی میں حاصل کر چکے (یہاں کوئی لذت تم کو نصیب نہ ہوگی) اور انکو خوب برت چکے (حتی کہ اُس میں پڑ کر ہم کو بھی بھول گئے) سو آج تم کو ذلت کی سزا دی جاوے گی (چنانچہ سزا کے لئے نار ہے اور ذلت میں سے ملامت اور پھٹکار ہے) اسوجہ سے کہ تم دُنیا میں ناحق تکبر کیا کرتے تھے (فی الارض کی قید اس اشارہ کے لئے ہے کہ ارض پر رہ کر تکبر کرنا اور بھی زیادہ مذموم ہے اور بغیر الحق قید واقعی ہے کیونکہ مخلوق سے صدور تکبر کا ہمیشہ بغیر الحق ہی ہوگا ۱۲)

ملحقات الترجمہ: ۱ قولہ قبل ولیوفیہم مختلف درجے الخ اشارۃ الی متعلق لام کے ۱۲ ۔ ۵ ان معروضات الخ اقول ان جملوں کو لفظ معروضات سے اسلئے تعبیر کیا کہ جمع[illegible]

وَاذْكُرْ أَخَا عَادٍ ۭ إِذْ أَنذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ أَلَّا

اور آپ قوم عاد کے بھائی کا ذکر کیجیے جبکہ انہوں نے اپنی قوم کو جو کہ ایسے مقام پر رہتے تھے کہ وہاں ریگ کے مستطیل خمدار تودے تھے اس پر ڈرایا کہ تم خدا کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور ان کے پہلے اور

تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۭ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَأْفِكَنَا عَنْ آلِهَتِنَا فَأْتِنَا بِمَا

ان کے پیچھے بہت سے ڈرانے والے گذر چکے ہیں مجھ کو تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے وہ کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس ارادہ سے آئے ہو کہ ہم کو ہمارے معبودوں سے پھیر دو سو اگر

استکبار سے مراد استکبار عن الایمان ہے کہ عذاب خلود اسی کے خواص سے ہے) اور اس وجہ سے کہ تم نافرمانیاں کیا کرتے تھے (اس میں تمام کفریات فسقیات وجوہ ظلم داخل ہو گئے) **ف** ان الذین قالوا ربنا اللہ الخ کی تقریر میں بندہ نے جو کہا ہے کہ اس کا مقتضا یہ ہے اس سے مقصود ایک شبہ کا رفع کرنا ہے شبہ یہ ہے کہ مومن مستقیم بالمعنی المذکور کا بھی اجیانا بوجہ دوسری معاصی کے مبتلائے خوف و حزن ہونا ثابت ہے جواب یہ ہے کہ اس سے ایمان و استقامت کے اقتضا میں کوئی نقص نہیں ہوا کیونکہ اگر مقتضی پر مقتضا کا ترتب بوجہ کسی مانع کے نہ ہو تب بھی وہ مقتضی ہے اور حملتہ امہ کرہا کے ترجمہ میں جو بالخصوص کہا ہے اس سے وجہ مکارہ ام کی تخصیص ذکری کی معلوم ہو گئی اور ماں کا حق زیادہ ہونا اشارۃً حدیث سے بھی مفہوم ہوتا ہے چنانچہ صحاح میں ہے کہ ایک شخص نے حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں کس کی خدمت زیادہ کروں فرمایا ماں کی اس نے پوچھا پھر کس کی آپ نے فرمایا ماں کی اس نے پوچھا پھر کس کی آپ نے فرمایا ماں کی اس نے پوچھا پھر کس کی تب آپ نے فرمایا کہ پھر باپ کی اور حتے اذا بلغ سے پہلے ذکر حقوق والدین میں جو احقر نے کہا ہے) اسلئے بھی یہ اسلئے کہ اگر ماں اتنی مشقتیں نہ اٹھاوے یا باپ بالکل نہ اٹھاوے تب بھی والدین کا حق اولاد کے ذمہ ہے اور حملہ و فصالہ کی مدت جو تیس مہینہ یعنے اڑھائی برس فرمائی سو جمہور کے نزدیک اس حساب پر مبنی ہے کہ اقل مدت حمل چھ ماہ اور اکثر مدت رضاع دو سال مجموعہ اڑھائی سال ہو گیا اب یہ بات کہ ایک چیز کی اقل مدت فرمائی اور دوسری کی اکثر مدت سو اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ منضبط یہی مدتیں ہیں بخلاف اکثر مدت حمل کے کہ کسی دلیل قطعی سے منضبط نہیں اور اسیطرح اقل مدت رضاع کی کہ وہ بھی منضبط نہیں اور اقل مدت حمل چھ مہینے ہونیکے متعلق روح المعانی میں جالینوس و ابن سینا کا مشاہدہ لکھا ہے صرف جالینوس کے مشاہدہ کی ہوئی حکایت میں چھ ماہ سے چار دن زائد ہو گئے تھے۔ اور سہل تر یہ ہے کہ مجموعہ کو عادۃ غالبہ پر محمول کیا جاوے کہ حمل نو ماہ اور مدت رضاع پونے دو سال کہ اکثر عورتیں دو سال کے قبل دودھ چھڑا دیتی ہیں اور مدارک میں امام ابو حنیفہ سے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے حمل یا لا کف یعنے گود میں اور ہاتھوں پر لیئے لیئے پھرنا جو کہ ایام شیر خواری میں غالب الوقوع ہے پس اس تفسیر پر یہ آیت دال ہوگی مدت رضاع کے اڑھائی سال ہونے پر جیسا امام صاحب کا مذہب ہے۔ اور امور مذکورہ فی المقام میں اس طرح ترتیب ہوگی اول حمل فی البطون پھر وضع پھر حمل بالا کف اور فصال۔ اور جو لبن کا ملین کا جواب ہے سکتا ہے کہ وہ مدت مطلق رضاع کی نہیں بلکہ رضاع بالاجرت کی ہے یعنی کہ جب تک باپ سے دودھ پلانیکی اُجرت لیجاوے گی احقر کہتا ہے کہ گو فتوی جمہور ہی کے قول پر ہے مگر احتیاط یہ ہے کہ دودھ پلانے میں تو دو سال سے زیادہ نہ پلاویں اور اگر کسی نے دو سال کے بعد پلا دیا ہو تو نکاح میں احتیاط کریں واللہ اعلم اور بلوغ اشد کا ذکر توطیہ ذکر اربعین کا ہے اور بلغ اربعین سنۃ سے تقیید حکم کی مقصود نہیں کہ اس سے کم میں ایسا ہونا چاہیئے بلکہ مقصود یہ ہے کہ چالیس برس کے بعد پھر غفلت نہ ہونی چاہیئے کیونکہ جوانی میں قوۃ عقلیہ مغلوب ہوتی ہے اور چالیس سال پر قوۃ عقلیہ کامل غالب ہوتی ہے تو اسوقت تو رجوع الی اللہ بہت ضرور ہے اور اگر آیت کا مورد کوئی خاص قصہ ہے جیسا دُر منثور میں ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت صدیقؓ کی شان میں وارد ہے اور انہوں نے یہ بات چالیس سال کی عمر میں کہی تھی چنانچہ وہ اس طرح پوری ہوئی کہ یہ خود تو مع اپنی اولاد کے پہلے ہی اسلام لائے ہوئے تھے فتح مکہ کے بعد انکے والد ابو قحافہ بھی مسلمان ہو گئے تھے اور ان کی والدہ ام الخیر بھی مسلمان تھیں کذا فی الروح والخازن تو تخصیص بعضین کی وجہ ظاہر ہے مگر محققین عموم پر محمول کرتے ہیں اور روایات خصوص مورد کو اسکے محمول کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ بھی اسکے اول مصداق ہیں اور دوسری آیت والذی قال لوالدیہ الخ کو جو مروان نے حضرت عبد الرحمن بن ابی بکرؓ کی شان میں بتلایا تو صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے اس کی تکذیب منقول ہے پھر مروان نے جو عبد الرحمن پر اسکے کہنے کا بتایا تھا و تقریبۃ قولہ اولٰئک الذین حق علیہم القول لان ایمانہ یستلزم عدم دخولہ فی الذین حق علیہم القول فاذفہم اور جنتوں کو دونوں مضمونوں میں حیثیت مستقل تخصیص نہیں جیسا کہ نتیجہ جزا و سزا جو ہم قیود پر موقوف نہیں اور استمتاع سے مراد مطلق استمتاع نہیں کہ وہ غیر مذموم ہو بلکہ استمتاع مودی الی الکفر جیسا تقریر ترجمہ میں اس طرح کہ یہ ربط پر آیات متصلہ میں یعنی کہ کو تنبیہ کے لیئے کفر اور انہماک فی الدنیا کی قباحت اور بدست مذکور ہوئی آگے قصہ عاد کی کہ وہ بھی عبرت کے لئے ہے جس سے مقصود مضمون بالا کی تائید و تقریر ہے قصہ عاد واذکر اخا عاد الخ

تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ

تم سچے ہو تو جس کا تم ہم سے وعدہ کرتے ہو اس کو ہم پر واقع کردو انہوں نے فرمایا کہ پورا علم تو خدا ہی کو ہے اور مجھ کو تو جو پیغام دے کر بھیجا گیا ہے میں تم کو وہ پہونچا دیتا ہوں لیکن میں تم کو دیکھتا ہوں

قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۭ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ

کہ تم لوگ نری جہالت کی باتیں کرتے ہو سو اُن لوگوں نے جب اُس بادل کو اپنی وادیوں کے مقابل آتا دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ تو بادل ہے جو ہم پر برسے گا نہیں نہیں بلکہ یہ وہی ہے جس کی تم جلدی مچاتے تھے

بِهٖ ۭ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۢ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۭ كَذٰلِكَ

ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے، وہ ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے ہلاک کردیگی چنانچہ وہ ایسے ہوگئے کہ بجز اُنکے مکانات کے اور کچھ نہ دکھائی دیتا تھا ہم مجرموں کو یوں ہی

نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ۡ فَمَآ اَغْنٰى

سزا دیا کرتے ہیں اور ہم نے اُن لوگوں کو اُن باتوں میں قدرت دی تھی کہ تم کو اُن باتوں میں قدرت نہیں دی اور ہم نے اُن کو کان اور آنکھ اور دل دیئے تھے سو چونکہ

عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْــِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ

وہ لوگ آیات الٰہیہ کا انکار کرتے تھے اس لیے نہ اُنکے کان اُن کے ذرا کام آئے اور نہ اُن کی آنکھیں اور نہ اُن کے دل جس کی وہ ہنسی کیا کرتے تھے

مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

اُسی نے اُن کو آگھیرا

ع ۳ ۴۳

وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اور آپ قوم عاد کے بھائی (یعنے ہود علیہ السلام) کا (اُنسے) ذکر کیجیے جبکہ اُنہوں نے اپنی قوم کو جو کہ ایسے مقام پر رہتے تھے کہ وہاں ریگ کے مستطیل خمدار تودے تھے (یہ تقیید استحضار فی ذہن الناظرین کے لیئے ہے) اس (بات) پر (عذاب الٰہی سے) ڈرایا کہ تم خدا کے سوا کسی کی عبادت مت کرو (ورنہ تم پر عذاب نازل ہوگا) اور (یہ ایسی ضروری اور صحیح بات ہے کہ) اُن (ہود علیہ السلام) سے پہلے اور اُنسے پیچھے (اسی مضمون کے متعلق) بہت سے ڈرانے والے (پیغمبر تک) گذر چکے ہیں (اور عجب نہیں کہ ہود علیہ السلام نے اُن سب کا متفق ہونا دعوت الی التوحید میں اُنکے سامنے بیان کیا ہو پس جملہ وقد خلت النذر کا بیچ میں بڑھا دینا اُن فوائد کے لیئے ہے کہ مضمون دعوت کی تاکید ہو جاوے اور ہود علیہ السلام نے انذار میں یہ فرمایا کہ) مجھ کو تم پر ایک بڑے (سخت) دن کے عذاب کا اندیشہ ہے (ورنہ توحید قبول کرلو) وہ کہنے لگے کیا تم ہمارے پاس اس ارادہ سے آئے ہو کہ ہم کو ہمارے معبودوں سے پھیردو (سو ہم ہرگز پھرنے والے نہیں ہیں باقی) اگر تم سچے ہو تو جس (عذاب) کا تم ہم سے وعدہ کرتے ہو اُس کو ہم پر واقع کردو اُنہوں نے فرمایا کہ پورا علم تو خدا ہی کو ہے (کہ عذاب کب تک آویگا) اور مجھ کو تو جو پیغام دیکر بھیجا گیا ہے میں تم کو وہ پہونچا دیتا ہوں (چنانچہ اُس میں مجھ سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ تم پر عذاب آویگا میں نے تم کو اطلاع کردی اس سے زیادہ نہ مجھ کو علم ہے اور نہ قدرت) لیکن میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم لوگ نری جہالت کی باتیں کرتے ہو (کہ ایک تو توحید کو نہیں قبول کرتے پھر اپنے منہ سے بلا مانگتے ہو پھر مجھ سے اس کی فرمائش کرتے ہو البتہ اپنے صدق کا میں مدعی ہوں جس پر دلیل قائم کرچکا ہوں اور جس واقعہ میں تم کو شبہ ہے اُس کا وقت وقوع مجھ کو نہیں بتلایا گیا ہاں نفس وقوع کو جب اللہ چاہے دیکھ لینا غرض جب کسی طرح اُنہوں نے حق کو قبول نہ کیا اب عذاب کا اس طرح سامان شروع ہوا کہ اول ایک بادل اُٹھا) سو اُن لوگوں نے جب اُس بادل کو اپنی وادیوں کے مقابل آتا دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ تو بادل ہے جو ہم پر برسیگا (ارشاد ہوا کہ) نہیں (برسنے والا بادل) نہیں بلکہ یہ وہی (عذاب) ہے جس کی تم جلدی مچاتے تھے (کہ وہ عذاب جلدی لاؤ اور اس بادل میں) ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے وہ (آندھی) ہر چیز کو (جسکے ہلاک کا اُسکو حکم ہوگا) اپنے رب کے حکم سے ہلاک کردے گی چنانچہ (وہ آندھی چھٹی اور آدمیوں کو اور مواشی کو اُٹھا اُٹھا کر پٹک دیتی تھی جس سے) وہ ایسے (تباہ) ہوگئے کہ بجز

اللغات العارض السحاب ۱۲ **النحو** **قولہ** رأوہ الضمیر عائد الی الموعود او ہو مبہم یوضحہ قولہ عارضا سحاب عرض فی نواحی السماء والاضافۃ فی قولہ مستقبل اودیتہم وممطرنا لفظیۃ ولذا صح وقوعہا صفۃ للنکرۃ ۱۲

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا

اور ہم نے تمہارے آس پاس کی اور بستیاں بھی غارت کی ہیں اور ہم نے بار بار اپنی نشانیاں بتلادی تھیں تاکہ وہ باز آئیں سو خدا کے سوا جن جن چیزوں کو انہوں نے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

خدا تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنیکو اپنا معبود بنا رکھا ہے انہوں نے اُن کی مدد کیوں نہ کی بلکہ وہ سب اُن سے غائب ہوگئے اور وہ محض اُن کی تراشی ہوئی اور گھڑی ہوئی بات ہے

اُنکے مکانات کے اور کچھ (آدمی اور حیوان) نہ دکھلائی دیتا تھا ہم مجرموں کو یوں ہی سزا دیا کرتے ہیں اور ہم نے اُن (قوم عاد کے) لوگوں کو اُن باتوں میں قدرت دی تھی کہ تم کو اُن باتوں میں قدرت نہیں دی (مراد ان باتوں سے وہ تصرفات ہیں جو قوت جسمی و مالی پر موقوف ہیں) اور ہم نے اُنکو کان اور آنکھ اور دل (سب ہی کچھ) دیئے تھے سو چونکہ وہ لوگ آیات الٰہیہ کا انکار کرتے تھے اسلیئے (جب اُنپر عذاب آیا ہے تو) نہ اُنکے کان اُنکے ذرا کام آئے اور نہ اُن کی آنکھیں اور نہ اُنکے دل اور جس (عذاب) کی وہ ہنسی کیا کرتے تھے اُسی نے اُنکو آگھیرا (یعنے نہ اُنکے حواس اُنکو عذاب سے بچا سکے اور نہ اُن کی تدبیر جس کا ادراک قلب سے ہوتا ہے اور نہ اُن کی قوت پس تمہاری تو کیا حقیقت ہے) **ف** اُن لوگوں کا مسکن بقول اکثر بلاد یمن میں تھا اور وہاں ریگ کے تودے تھے عرب کے لوگ تجارت کے لیئے اکثر سفر کیا کرتے تو اُن مقامات پر گذرتے تھے اور آدمیوں کا اور مواشی کا اُس ہوا میں اُڑے اُڑے پھرنا درمنثور میں ابن عباس رضی سے مروی ہے اور وادی کہتے ہیں نشیب زمین کو جہاں پانی جمع ہوجاتا ہے اسی وجہ سے کبھی اُسکا ترجمہ میدان سے کیا جاتا ہے اور کبھی ندی نالہ سے ؛ ربط اوپر عاد کا قصہ تفصیلاً مذکور تھا آگے اور اُمم ہلاکہ کا قصہ کہ اہل مکہ اُنکے مساکن پر بھی گذرتے تھے اجمالاً مذکور ہے ؛

قصہ اجمالیہ بعض دیگر اُمم ہالکہ

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا (الیٰ قولہ) وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ اور ہم نے تمہارے آس پاس کی اور بستیاں بھی (اُن کے کفر و شرک کے سبب) غارت کی ہیں (جیسے ثمود و قوم لوط کہ شام کو جاتے ہوئے اُنکے مساکن سے گذرتے تھے اور چونکہ مکہ سے ایک طرف یمن ہے دوسری جہت میں شام ہے اسلیئے ما حولکم فرما دیا) اور ہم نے ہلاک کرنے سے پہلے (اُن کی فہمایش کے لیئے) بار بار اپنی نشانیاں (اُنکو) بتلادی تھیں تاکہ وہ (کفر و شرک سے) باز آئیں (مگر باز نہ آئے اور ہلاک ہوئے) سو خدا کے سوا جن جن چیزوں کو انھوں نے خدا تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کو اپنا معبود بنا رکھا تھا (کہ یہ مصیبت میں ہمارے کام آویں گے ہلاکت عذاب کے وقت) انھوں نے اُن کی مدد کیوں نہ کی بلکہ وہ سب اُن سے غائب ہوگئے اور وہ (معبود اور شفیع سمجھنا) محض اُن کی تراشی ہوئی اور گھڑی ہوئی بات ہے (اور کہیں واقع میں وہ شفیع یا معبود تھوڑا ہی تھے) ربط اوپر تستكبرون فی الارض بغیر الحق وبما كنتم تفسقون میں کفار مکہ کو سنانے کے لیئے کفر و استکبار کی مذمت مذکور تھی آگے اسی کی تاکید کے لیئے بطور تعبیر کے بعض جنات کے اسلام لانے کا قصہ بیان کیا جاتا ہے جس کا حاصل مقصود باعتبار مقام کے یہ ہے کہ جنات جو کہ تکبر میں انسان سے زیادہ ہوتے ہیں وہ تو تکبر چھوڑ کر کفر سے دست بردار ہوگئے مگر تم کہ انسان ہو تکبر اور کفر سے باز نہیں آتے اور جن جنات کے ایمان لانیکا آیت میں ذکر ہے اُنکا قصہ حدیثوں میں اس طرح آیا ہے کہ جب بعثت نبویہ کے وقت جنات کو آسمانی خبریں سننے سے بذریعہ شہب کے روکا گیا تو جنات میں تذکرہ ہوا کہ اس کا سبب تحقیق کرنا چاہیئے کہ کونسا نیا واقعہ دنیا میں ہوا ہے جسکے سبب یہ امر ہوگیا جنات مختلف اقطار میں تحقیق کیواسطے روانہ ہوئے بعضے جنات تہامہ کی طرف بھی چلے اُس روز حضور صلے اللہ علیہ وسلم مع اپنے چند اصحاب کے بطن نخلہ میں کہ ایک مقام کا نام ہے تشریف رکھتے تھے اور سوق عکاظ کو تشریف لیجانیکا قصد تھا (غالباً بغرض دعوت اسلام و تبلیغ دین تشریف لیجاتے تھے) غرض آپ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے جو وہ جنات یہاں پہونچے قرآن سن کر کہنے لگے کہ بس وہ نئی بات جو ہمارے اور خبر آسمانی کے درمیان حائل ہوگئی یہ ہے رواہ احمد و عبد بن حمید والشیخان والترمذی والنسائی وجماعۃ عن ابن عباس رض اور ایک روایت میں ہے کہ وہ جنات جب یہاں آئے باہم کہنے لگے کہ خاموش ہو کر قرآن سنو جب آپ نماز صبح سے

النحو قولہ الذین اتخذوا فی المدارک احد مفعولی اتخذوا محذوف ای اتخذوہم والثانی آلہۃ وقربانا حال ہو مصدر او اسم لما یتقرب الی اللہ عز وجل ۱۲ **البلاغۃ** قولہ قربانا صرح بہ تہکما بہم وتنبیہا علی خطاءہم قولہ ذلك افكهم وما كانوا يفترون کرر معنی لاقتضاء المقام التاکید ۱۲

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ

اور جبکہ ہم جنات کی ایک جماعت کو آپکی طرف لے آئے جو قرآن سننے لگے تھے غرض جب وہ لوگ قرآن کے پاس آپہونچے تو کہنے لگے کہ خاموش رہو پھر جب قرآن پڑھا جاچکا تو وہ لوگ اپنی

مُّنْذِرِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ

قوم کے پاس خبر پہنچانیکے واسطے واپس گئے کہنے لگے کہ اے بھائیو ہم ایک کتاب سن کر آئے ہیں جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہو حق اور راہ راست کیطرف

مُّسْتَقِيْمٍ ۝ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَمَنْ لَّا يُجِبْ

رہنمائی کرتی ہے اے بھائیو تم اللہ کی طرف بلانے والے کا کہنا مانو اور اس پر ایمان لے آؤ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کردیگا اور عذاب دردناک سے محفوظ رکھے گا اور جو شخص

دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

اللہ کی طرف بلانے والے کا کہنا نہ مانے گا تو وہ زمین میں ہرا نہیں سکتا اور خدا کے سوا اور کوئی اس کا حامی بھی نہ ہوگا۔ ایسے لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔

فارغ ہوئے معتقد اور مومن ہوکر اپنی قوم کے پاس واپس گئے اور انکو خبر اور ایمان کی ترغیب دی اور آپکو انکے آنے جانے کی خبر نہیں ہوئی یہانتک کہ سورہ جن کے نزول سے آپکو خبر دی گئی رواہ ابن المنذر عن عبدالملک۔ اور ایک روایت میں ہو کہ یہ جن اہل نصیبین سے تھے اور نو شخص تھے جب انھوں نے اپنی قوم کو خبر پہنچائی تو ان میں سے تین سو اشخاص اسلام لانیکے لئے حاضر خدمت ہوئے رواہ ابونعیم والواقدی عن کعب الاحبار والروایات کلها فی الروح اور دوسری حدیثوں میں جنات کے آنیکی اور طور پر بھی روایتیں آئی ہیں مگر چونکہ یہ سب واقعات متعددہ ہیں اسلئے تعارض کا شبہہ نہ کیا جاوے۔ کذا قالوا ویؤیدہ ما اخرجہ الطبرانی فی الاوسط وابن مردویہ عن الحبرانہ قال صرفت الجن الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرتین اھ ای مرۃ بعد مرۃ لما قال الخفاجی انہ قد دلت الاحادیث علی ان افادۃ الجن کانت ست مرات کذا فی الروح۔

قصہ ایمان آوردن جن و وعظ شان بقوم خود

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ (الی قولہ تعالیٰ) اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اور (ان سے اسوقت کا قصہ ذکر کیجیے) جبکہ ہم جنات کی ایک جماعت کو آپ کی طرف لے آئے جو (اخیر میں یہاں پہونچکر) قرآن سننے لگے غرض جب وہ لوگ قرآن (کے پڑھے جانیکے موقع) کے پاس آپہونچے تو (آپس میں) کہنے لگے کہ خاموش رہو (اور اس کلام کو سنو) پھر جب قرآن پڑھا جاچکا (یعنی جتنا اسوقت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو نماز میں پڑھنا تھا ختم ہوچکا) تو وہ لوگ (اسپر ایمان لے آئے اور) اپنی قوم کے پاس (اسکی) خبر پہونچانے کے واسطے واپس گئے (اور جاکر ان سے) کہنے لگے کہ اے بھائیو ہم ایک (عجیب) کتاب سن کر آئے ہیں جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد نازل کی گئی ہو جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہو (اور دین) حق اور راہ راست کی طرف رہنمائی کرتی ہو (یہ اثبات واخبار واظہار ہو حقیقت دین اسلام کا آگے امر ہے اسکے قبول کرنیکا اول ترغیبا پھر ترہیبا یعنے) اے بھائیو تم اللہ کیطرف بلانیوالے کا کہنا مانو (مراد داعی سے قرآن یا نبی ذی شان ہیں) اور (کہنا ماننا یہ ہے کہ) اسپر ایمان لے آؤ (اس میں اشارہ ہوگیا کہ وہ ایمان لانیکی طرف داعی ہو نہ کہ کسی دنیوی غرض کی طرف پس اگر تم ایسا کروگے تو) اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کردیگا اور تم کو عذاب دردناک سے محفوظ رکھیگا اور جو شخص اللہ کیطرف بلانیوالے کا کہنا نہ مانے گا تو وہ زمین (کے کسی حصہ) میں (بھاگ کر خدا کو) ہرا نہیں سکتا (یعنے اس طرح کہ ہاتھ نہ آسکے) اور (جیسا وہ خود نہیں بچ سکتا اسی طرح) خدا کے سوا اور کوئی اسکا حامی بھی نہ ہوگا (کہ وہ اس کو بچاسکے اور) ایسے لوگ صریح گمراہی میں (مبتلا) ہیں (کہ باوجود قیام دلائل کے داعی کے حق ہونے پر پھر اس کی اجابت نکریں)۔ ف من بعد موسی کہنے سے بعض علماء نے یہ سمجھا ہو کہ وہ جن یہودی تھے لیکن اس کی کوئی دلیل نقلی نہیں اور استنباط مذکور ناکافی ہو اور اس کہنے کی وجہ یہ ہوسکتی ہو کہ انجیل اکثر شرائع میں توراۃ کے تابع ہے

البلاغۃ قولہ اولیاء جمع الاولیاء باعتبار معنی من فیکون من باب مقابلۃ الجمع بالجمع لانقسام الآحاد علی الآحاد ۱۲

ملحقات الترجمۃ ۱ قولہ فی یستمعون جو اخیر میں یہاں الخ اشارۃ الی کون الحال مقدرۃ ۱۲ ۲ قولہ فی منذرین خبر اطلاقا للمقید علی المطلق ۱۲

مسائل السلوک
قولہ تعالیٰ امنـ
لعل الاقتصـ
ذکر وعدم ذکـ
الثواب للا
العبد لو نجا
ولم یفز بالثـ
اکثر من السـ
ینبغی لمن
اھلا للثواب
وھذا الثواب
مذاق الفـ

ترجمہ
قولہ تعالیٰ امـ
الآیۃ شاید ثواب
طرف اشارہ ہو
پاجانا یہی اسکے
زیادہ ہے اپنے
اہل کیوں سمجھے
ہے قلندر

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ ۚ بَلَىٰ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ

کیا ان لوگوں نے یہ نہ جانا کہ جس خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور انکے پیدا کرنے میں ذرا نہیں تھکا وہ اسپر قدرت رکھتا ہے کہ مردوں کو زندہ کردے کیوں نہو بیشک وہ ہر

شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَلَيْسَ هَٰذَا بِالْحَقِّ ۖ قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا ۚ قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا

چیز پر قادر ہے اور جس روز کافر لوگ دوزخ کے سامنے لائے جاوینگے کیا یہ دوزخ امر واقعی نہیں ہے وہ کہیں گے کہ ہم کو اپنے پروردگار کی قسم ضرور امر واقعی ہے۔ ارشاد ہوگا تو اپنے کفر کے بدلے

كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ ۚ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ

میں اسکا عذاب چکھو تو آپ صبر کیجئے جیسا اور ہمت والے پیغمبروں نے صبر کیا تھا اور ان لوگوں کے لیئے جلدی نہ کیجئے جس روز یہ لوگ اس چیز کو دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا

لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ ۚ بَلَاغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ۝

تو گویا یہ لوگ دن بھر میں ایک گھڑی رہے ہیں یہ پہونچا دینا ہے سو وہی برباد ہونگے جو نافرمانی کریں گے

ع ۴

اور قرآن مثل توراۃ کے مستقل ہے پس ممکن ہے کہ مقصود بیان کرنا تشابہ کا ہو کہ جیسی کتاب مستقل موسیٰ علیہ السلام پر آئی تھی اُس شان کی کتاب موسیٰ علیہ السلام کے بعد یہ آئی ہے رہا یہ کہ انہوں نے تھوڑا سا قرآن سن کر یہ کیسے پہچان لیا جواب یہ ہے کہ کسی قرینہ مضمون یا طرز بیان و جلالت شان سے ظناً معلوم ہوا ہوگا اور وہ ظن واقع کے موافق مکمل آیا اور من ذنوبکم میں بعض نے من تبعیضیہ اسلیئے لیا ہے کہ اسلام سے حقوق العباد معاف نہیں ہوتے اور بعض نے زائدہ لیا ہے اور اسلام سے کل ذنوب کے معاف ہونے میں حقوق العباد کا اشکال لازم نہیں آتا کیونکہ جو حقوق ذنوب ہیں مثل قتل وغیرہ انکا معاف ہونا تو متفق علیہ ہے اور جو حقوق غیر ذنوب ہیں مثل قرض وغیرہ وہ ذنوبکم میں داخل ہی نہیں پھر تبعیض کی کوئی حاجت نہیں اور جنات کو عقاب ہونا کفر و معصیت پر متفق علیہ ہے اور ثواب و جنت ملنا ایمان و طاعت پر متکلم فیہ ہے جمہور تو اسکے قائل ہیں للعمومات الشرعیۃ ولخصوص قولہ تعالیٰ لم یطمثھن انس قبلھم ولا جان وقولہ تعالیٰ فی سورۃ الانعام بعد ذکر الانس والجن ولکل درجات مما عملوا اور امام ابوحنیفہؒ نے غایت احتیاط سے بوجہ کسی خاص نص قطعی الثبوت و قطعی الدلالۃ کے نہ پائے جانیکے اس میں توقف فرمایا ہے کما فی الروح وقال النسفی فی التیسیر توقف ابوحنیفۃ فی ثواب الجن ونعیمھم لانہ لا استحقاق للعبد علی اللہ تعالیٰ ولم یقل بطریق الوعد فی حقھم الا المغفرۃ والاجارۃ من العذاب واما نعیم الجنۃ فموقوف علی الدلیل اھ اور یہ جو امام صاحب کا قول مشہور ہوگیا ہے کہ وہ انکے عدم دخول فی الجنۃ کے قائل ہیں غالباً توقف کی تقریر میں ناقلین کو غلطی ہوئی ہے واللہ اعلم۔ اور حق اور طریق مستقیم میں یا تو اصول و فروع کا تغایر مانا جاوے یا عطف صفۃ علی اخری کے قبیل سے ہو۔ ربط اوپر آیت یوم یعرض الذین کفروا میں مجازاۃ قیامت کا ذکر تھا اور متصل کی آیتوں میں بھی یجرکم من عذاب الیم کے بعد لیس لہ من دونہ اولیاء کا آنا مشیر تھا عذاب قیامت کیطرف چونکہ بعضے خود امکان قیامت ہی کے منکر تھے اسلیئے آگے اولاً اُسکا امکان پھر اُسکا اور اس میں عذاب کا وقوع اور پھر اسپر امر تسلیہ رسول و تعلیم صبر کی تفریع اور اس کی تاکید کے لیئے بعنوان کلی کفار کی تفریع ارشاد فرماتے ہیں :۔

تقریر معاد و عقوبت اہل عناد و تسلیہ خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم الی یوم التناد

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ (الیٰ قولہ) فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ۝ کیا ان لوگوں نے یہ نہ جانا کہ جس خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور انکے پیدا کرنے میں ذرا نہیں تھکا وہ اسپر (بدرجہ اولیٰ) قدرت رکھتا ہے کہ مردوں کو (قیامت میں) زندہ کردے (اور وہ اسپر قادر) کیوں نہو بیشک وہ (تو) ہر چیز پر قادر ہے (یہ تو امکان ثابت ہوا) اور جس روز (اُسکا وقوع ہوگا اور) کافر لوگ دوزخ کے سامنے لائے جاوینگے (اور اُن سے پوچھا جاویگا کہ) کیا یہ دوزخ امر واقعی نہیں ہے (جیسا دنیا میں اس کی واقفیت کی نفی کیا کرتے تھے قال تعالیٰ عنھم وما نحن بمعذبین) وہ کہیں گے کہ ہم کو

البلاغۃ قولہ بقادر فی الکشاف محلہ الرفع لانہ خبر ان یدل علیہ قرأۃ عبد اللہ قادر وانما دخلت الباء لاشتمال النفی فی اول الآیۃ علی ان وما فی خبرہا وقال الزجاج لو قلت ما ظننت ان زیدا بقائم جاز کانہ قیل الیس اللہ بقادر الا تری الی وقوع بلیٰ مقررۃ للقدرۃ علی کل شیء من البعث وغیرہ الا ایتہم قولہ وربنا

فی الروح واکدوا بالقسم کانہم یطمعون فی الخلاص بالاعتراف بحقیقۃ ذلک کما فی الدنیا وانیٰ لہم ۱۲

النحو :۔ بلغ ای ہذا تبلیغ من اللہ ومن الرسول ۱۲

سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم مَدَنِيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا

جو لوگ کافر ہوئے اور اللہ کے رستہ سے روکا خدا نے اُنکے عمل کالعدم کردیئے اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے اور وہ اُس سب پر ایمان لائے

بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ

جو محمدؐ پر نازل کیا گیا ہے اور وہ اُنکے رب کے پاس سے امر واقعی ہے اللہ تعالیٰ اُنکے گناہ اُن پر سے اُتار دیگا اور اُن کی حالت درست رکھیگا یہ اس وجہ سے ہے کہ

كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝ ربع

کافر تو غلط رستہ پر چلے اور اہل ایمان صحیح رستہ پر چلے جو اُنکے رب کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ اسی طرح لوگوں کے لیئے اُنکے حالات بیان فرماتا ہے

اپنے پروردگار کی قسم ضرور امر واقعی ہے ارشاد ہوگا (اچھا) تو اپنے کفر کے بدلہ میں (جس میں انکار دوزخ بھی آگیا) اس (دوزخ) کا عذاب چکھو (آگے تسلیہ کی تفریع ہے کہ جب اُنسے انتقام کفر کا لیا جانا معلوم ہوگیا) تو آپ (ویسا ہی) صبر کیجئے جیسا اور ہمت والے پیغمبروں نے صبر کیا تھا اور اُن لوگوں کے لیئے (انتقام الٰہی کی) جلدی نہ کیجئے (جسکو آپ انتصار للمسلمین کی حیثیت سے چاہتے تھے اور عجب تر یہ ہے کہ وہ مستحقین عذاب استعجال کرتے ہیں اور عجیب تر ہونا ظاہر ہے کہ مدعی اگر مدعیٰ علیہ کی سزا جلدی چاہے تو بعید نہیں لیکن مدعیٰ علیہ اگر اپنی سزا جلدی چاہے نہایت امر غریب ہے سو گو حکمت الٰہیہ سے عذاب مستعجل نہیں ہوگا لیکن مشاہدہ کے وقت اُنپر اسکا وہی اثر ہوگا جو عذاب مستعجل کا ہوتا ہے کیونکہ) جس روز یہ لوگ اُس چیز کو (یعنی عذاب کو) دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو (اُسوقت نہایت شدت عذاب سے ایسا معلوم ہوگا کہ) گویا یہ لوگ (دُنیا میں) دن بھر میں ایک گھڑی رہے ہیں (یعنی دُنیا کی مدت طویلہ قصیر معلوم ہوگی اور یہی معلوم ہوگا کہ استعجالاً عذاب آگیا آگے کفار کو تفریع ہے کہ) یہ (خدا کی طرف سے اتمام حجت کے لیئے) پہونچا دینا ہے (جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ہوچکا) سو (اسکے بعد) وہی برباد ہونگے جو نافرمانی کرینگے (کیونکہ بعد تبلیغ کے کوئی عذر نہیں رہا اور رسول کا اس میں کوئی ضرر نہیں اس سے تاکید تسلیہ کی بھی ہوگئی)، **ف** اولوا العزم سے محققین نے سب پیغمبر مراد لیئے ہیں کیونکہ سب کا اہل عزم واہل ہمت ہونا ظاہر ہے اور من الرسل میں کلمہ من بیانیہ ہے اور چونکہ حسب ارشاد فضلنا بعضهم علی بعض اس صفت میں بعض رسل کرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام اوروں سے بڑھے ہوئے ہیں اس بنا پر یہ لقب بعض خاص رسل کا بھی مشہور ہوگیا ہے جیسا اعلام غالبہ میں ہوتا ہے اور اُس کی تعیین میں بھی اختلاف ہے اور اکثر کا قول یہ ہے کہ اولوا العزم بالمعنے الثانی وہ ہیں جنکا ذکر خصوصیا سورۂ احزاب کی اس آیت میں ہے واذ اخذنا من النبيين ميثاقهم ومنك ومن نوح وابراهيم وموسىٰ وعيسى ابن مريم الخ واللہ اعلم۔ سورۂ احقاف ختم ہوئی آگے سورۂ محمدؐ آتی ہے۔ سورة محمد صلى الله عليه وسلم مدنية وقيل مكية وايها اربعون او ثمان وثلثون كذا في البيضاوي والاكثر على الاول وضعف الثاني ربط سورت سابقہ کے ختم پر فاسقین یعنی کفار کی مذمت مذکور تھی اور اُس سے اوپر وعظ جنات میں مؤمنین کی فضیلت اور کفار کی مذمت کا ذکر تھا اس سورت کے شروع میں بھی یہی مدح اور ذم مذکور ہے۔

تہجین کافرین و تحسین مؤمنین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا (الیٰ قولہ) كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝ جو لوگ (خود بھی) کافر ہوئے اور (دوسروں کو بھی) اللہ کے رستہ سے روکا (جیسا رؤسا کفار کی عادت تھی کہ جان اور مال ہر طرح سے اُس میں کوشش کرتے تھے سو) خدا نے اُنکے عمل کالعدم کردیئے (یعنی جن کاموں کو وہ نیک سمجھ رہے ہیں بوجہ عدم ایمان کے وہ مقبول نہیں بلکہ اُن میں سے بعضے کام اور اُلٹے موجب عقاب ہیں جیسے انفاق

لغات البال الحال كذا في القاموس **البلاغة** وصلا في تقييد الكافر بالصد عن سبيل الله وعدم تقييد المؤمن بالهداية اليه اشارة الى ان الغضب الشديد متوجه اذا انضم الاضلال الى الضلال بخلاف الرحمة الكاملة فانها متوجه بمحض الاهتداء من غير توقف على هداية الغير ١٢

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ

سو تمہارا جب کفار سے مقابلہ ہو جاوے تو اُن کی گردنیں مارو　　یہاں تک کہ جب تم اُن کی خوب خونریزی کر چکو تو خوب مضبوط باندھ لو پھر اسکے بعد یا تو بلا معاوضہ چھوڑ دینا

وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۚ قف

اور یا معاوضہ لیکر چھوڑ دینا جبتک کہ لڑنے والے اپنے ہتھیار نہ رکھ دیں۔

مع ۱۳ عند المتقدمین

بغرض صد عن سبیل اللہ کما قال تعالیٰ فسینفقونھا ثم تکون علیھم حسرۃ الخ) اور (برخلاف اُنکے) جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے اچھے کام کیے اور (اُنکے ایمان کی کیفیت تصریحًا بیان کرتے ہیں کہ) وہ اس سب پر ایمان لائے جو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پر نازل کیا گیا ہے اور وہ (جو نازل کیا گیا ہے وہ) اُنکے رب کے پاس سے (آیا ہوا) امر واقعی (بھی) ہے (جسکا ماننا ہے بھی ضروری سو) اللہ تعالےٰ اُنکے گناہ اُن پر سے اُتار دیگا (یعنے معاف کر دیگا) اور (دونوں جہان میں) اُن کی حالت درست رکھے گا (دنیا میں تو اس طرح کہ اُنکو اعمال صالحہ کی توفیق بڑھتی جاوے گی اور آخرت میں اس طرح کہ اُنکو نجات ہوگی) اور یہ (جو مؤمنین کی خوش حالی اور کفار کی بدحالی بیان کی گئی) اسوجہ سے ہے کہ کافر تو غلط رستہ پر چلے اور اہل ایمان صحیح رستہ پر چلے جو اُنکے رب کیطرف سے (آیا) ہے (اور غلط رستہ کا موجب ناکامی ہونا اور صحیح رستہ کا سبب کامیابی ہونا ظاہر ہے اسلیے وہ ناکام ہوئے اور یہ کامیاب ہوئے اور اگر اسلام کے صحیح رستہ ہونے میں کوئی شبہہ ہو تو من ربھم سے اُسکا جواب ہو گیا کہ دلیل اسکے صحیح ہونے کی یہ ہے کہ وہ منجانب اللہ ہے اور منجانب اللہ ہونا معجزات نبویہ بالخصوص اعجاز قرآنی سے ثابت ہے اور) اللہ تعالےٰ اسی طرح (جیسے یہ حالت بیان فرمائی) لوگوں کے (نفع وہدایت کے) لیے اُن (مذکورین) کے حالات بیان فرماتا ہے (تاکہ ترغیب وترہیب مفضی الی الہدایت ہو) **ف** اضلال اعمال کے ترتب کے لیے مجموعہ کفر وصد شرط نہیں صرف کفر پر بھی حبط اعمال مرتب ہوتا ہے لیکن اُن لوگوں کی واقعی حالت بیان فرما دی اور اضل اعمالھم میں آیت ومن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ کے تعارض کا شبہہ نکیا جاوے کیونکہ اس حکم یرہ میں عمل مقرون بالایمان شرط ہے۔ ربط اوپر سے اہل ایمان کا مصلح ہونا اور کفار کا مفسد ہونا بھی مفہوم ہوتا ہے کما دل علیہ قولہ تعالےٰ صدوا وقولہ تعالیٰ عملوا الصّٰلحٰت آگے بطور تفریع کے بعض احکام متعلق جہاد کے جسکا مبنی مصلحین کے ہاتھ سے مفسدین کا فساد دبانا ہے ارشاد فرماتے ہیں:۔

بعض احکام متعلقہ جہاد

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (الیٰ قولہ) حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا قف (جب کفار ایسے مفسد ہیں تو ہم تم کو اُنکے فساد دفع کرنے کے لیے حکم دیتے ہیں) سو تمہارا جب کفار سے مقابلہ ہو جاوے تو اُن کی گردنیں مارو (یعنی قتل کرو) یہاں تک کہ جب تم اُن کی خوب خونریزی کر چکو (جس کی حد یہ ہے کہ اب اگر قتل موقوف کر کے بجائے اُسکے قید پر اکتفا کیا جاوے تو محتمل مضرت مسلمین وغلبہ کفار نہو) تو (اُسوقت کفار کو قید کر کے) خوب مضبوط باندھ لو پھر اسکے بعد (علی سبیل منع الحجج تم کو دو باتوں کا اختیار ہے) یا تو بلا معاوضہ چھوڑ دینا اور یا معاوضہ لیکر چھوڑ دینا (اور یہ قید اور قتل جسکے بعد من وفدا جائز ہے اُسوقت تک ہے) جبتک کہ لڑنے والے (دشمن) اپنے ہتھیار نہ رکھ دیں (مراد اس سے اسلام اور استسلام ہیں سے کسی امر کا قبول کرنا ہے پس اگر قتل اور قید سے پہلے اسلام لے آویں یا ذمی ہونا قبول کریں تو اب نہ قتل جائز　　اور نہ قید جائز ہے) **ف** حنفیہ کے نزدیک یہ آیت سورۂ براءت سے منسوخ ہے کہ وہ اس سے نزول میں متاخر ہے تو اگر اما منا واما فداء سے الخلو پر بھی محمول ہو تو بھی مضر نہیں کیونکہ منسوخ ہے اور جو ائمہ منسوخ نہیں کہتے وہ منع الحجج پر محمول رکھینگے بہرحال اس آیت سے بعض ہوا پرستوں کا استدلال کرنا نفی استرقاق پر محض باطل ہے۔ اور حکم قتل سے نساء واطفال مستثنے ہیں اور تحقیق اس مقام کی سورۂ انفال آیت ما کان لنبی

فوائد متعلقہ لفظ عن کل شئ من المدارک ولقیتم من اللقاء وھو الحرب۔ قولہ فضرب الرقاب اصلہ فاضربوا الرقاب ضربا وضرب الرقاب عبارۃ عن القتل لان الواجب ان تضرب الرقاب خاصۃ لان قتل الانسان اکثر مایکون بضرب رقبتہ قولہ اثخنتموھم اکثرتم فیھم القتل قولہ فشدوا الوثاق فاسروھم والوثاق بالفتح والکسر مایوثق بہ المعنے فشدوا الوثاق الاساری حتی لایفلتوا منکم قولہ فاما منا واما فداء منصوبان بفعلیھما مضمرین ای فاما تمنون منا واما تفدون فداء قولہ بعدای بعد ان تاسروھم قولہ حتی تضع الحرب اوزارھا اثقالھا وآلاتھا التی لاتقوم الا بھا کالسلاح والکراع و قولہ حتی تضع علق بالضرب والشد فالمعنے انھم یقتلون ویوسرون حتی تضع الحرب اوزارھا انتہی ما فی المدارک قولہ حتی تضع الحرب فیہ اسناد مجازی والمسند الیہ الحقیقی ھو اہل الحرب فی الخازن عن الکلبی فی تفسیرہ حتی یسلموا ولیسالموا واللہ اعلم ۱۲

ذٰلِكَ ۛ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۗ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

یہ حکم بجالانا۔ اور اگر اللہ چاہتا تو اُن سے انتقام لے لیتا لیکن تاکہ تم میں ایک کا دوسرے کے ذریعہ سے امتحان کرے اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں

فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

اللہ تعالےٰ اُنکے اعمال کو ہرگز ضائع نہ کریگا اللہ تعالیٰ اُن کو مقصود تک پہنچا دیگا اور انکی حالت درست رکھے گا اور اُن کو جنت میں داخل کریگا جس کی اُن کو پہچان کرا دیگا اے ایمان والو اگر

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ

تم اللہ کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا اور جو لوگ کافر ہیں اُنکے لیے تباہی ہے اور اُنکے اعمال کو خدا تعالیٰ کالعدم کردیگا یہ اس

بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ

سبب سے ہوا کہ اُنہوں نے اللہ تعالےٰ کے اُتارے ہوئے احکام کو ناپسند کیا سو اللہ نے اُنکے اعمال کو اکارت کردیا کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں اور انہوں نے دیکھا نہیں

عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۡ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ

کہ جو لوگ اُن سے پہلے ہو گزرے ہیں اُن کا انجام کیسا ہوا کہ خدا تعالےٰ نے اُن پر کیسی تباہی ڈالی اور ان کافروں کے لیے بھی اسی قسم کے معاملات ہونیکو ہیں یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا

الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝

کافروں کا کوئی کارساز نہیں۔

ان یکولِیٰ اسری کے تحت میں مُلاحظہ فرمالیجاوے ربط اوپر فضرب الرقاب میں مسلمانوں کو کفار سے قتال کرنیکا حکم تھا آگے ذٰلک سے اس حکم کی تقریر اور لو یشاء سے اُس حکم کی حکمت اور والذین قتلوا الخ سے قتال میں مسلمانوں کے مقتول ہونیکے متعلق بشارت اور ان تنصروا الخ میں قتال کی ترغیب اور والذین کفروا میں کفار کی مذمت اور وعید اور ذٰلک بانھم الخ میں اُس مذمت اور وعید کی علت اور افلم یسیروا الخ میں اُس وعید کے وقوع کا رفع استبعاد اور ذٰلک بان اللہ الخ میں احکام متعلق فریقین کی علت مذکور ہے۔

تقریر و حکمت و فضیلت و ترغیب جہاد و ذم و وعید اہل عناد مع بیان علت و دفع استبعاد

ذٰلِكَ ۛ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ (الیٰ قولہ) وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝ یہ حکم (جہاد کا جو مذکور ہوا) بجالانا اور (یعنے جو بعض صورتوں میں کفار سے انتقام لینے کے لیے طریقہ جہاد کا مقرر کیا ہے اس میں حکمت ہے ورنہ) اگر اللہ چاہتا تو اُن (کفار) سے (خود ہی دوسرے حوادث خسف و غرق و رجفہ وغیرہ کے واسطے) انتقام لے لیتا (جیسے امم سابقہ سے اسطرح انتقام لیا گیا اور تم کو جہاد وغیرہ نہ کرنا پڑتا) لیکن (تم کو جہاد کرنے کا حکم اسلیئے دیا) تاکہ تم میں ایک کا دوسرے کے ذریعہ سے امتحان کرے (مسلمانوں کا امتحان یہ کہ کون حکم الٰہی پر جان کو ترجیح دیتا ہے اور کفار کا امتحان یہ کہ اس عقوبت سے متنبہ ہو کر کون حق کو قبول کرتا ہے پس اس حکمت کے لیے بھی جہاد مشروع کیا گیا) اور (جہاد میں جیسے قاتل ہونا کامیابی ہے اسیطرح مقتول ہونا بھی ناکامی نہیں ہے چنانچہ) جو لوگ اللہ کی راہ (یعنے جہاد) میں مارے جاتے ہیں اللہ تعالےٰ اُنکے اعمال کو (جن میں وہ عمل بھی آگیا جس کی بدولت وہ مارے گئے) ہرگز ضائع نہ کریگا (جیسا کہ ظاہراً متوہم ہوسکتا ہے کہ جب مارا گیا تو اُسکے قتال پر کوئی نتیجہ مطلوبہ مرتب نہیں ہوا اور وہ ضائع گیا سو واقع میں ضائع نہیں ہوا کیونکہ اُسپر دوسرا نتیجہ جو ظاہری نتیجہ سے بدرجہا فائق ہے مرتب ہوا وہ یہ کہ) اللہ تعالےٰ اُن کو (منزل مقصود تک (جسکا بیان آتا ہے) پہونچا دیگا اور اُن کی حالت (قبر میں اور حشر میں اور صراط پر اور تمامی مواقع آخرت میں) درست رکھے گا (کہیں کوئی خرابی

اللغات تعسا فی القاموس الہلاک۔ والعثار۔ والسقوط۔ والشر۔ والبعد۔ والانحطاط وانتصابہ علے المصدر بفعل من لفظہ یجب اضمارہ لانہ للدعاء قولہ دمر اللہ علیہم فی الخازن یقال دمرہ اللہ یعنی اہلکہ ودمر علیہ اذا اہلک ما یختص بہ اھ قلت فالثانی ابلغ من الاول ۱۲۔

النحو قولہ امثالہا ای العاقبۃ المذکورۃ فی قولہ عاقبۃ الذین ۱۲

البلاغۃ قولہ تعسا لہم فی الروح عن الکشف المراد من قول تعسا لہم الہلاک الا ان ثم دعاء و ذلک لا یدعی علی شخص الا وہو مستحق لہ فاذا اخبر تعالےٰ انہ یدعو علیہ دل علی تحقق الہلاک لا سیما وظاہر اللفظ ان الدعاء منہ عز وجل ۱۲۔

ملحقات الترجمۃ ۵ قولہ فی ذلک بجالانا اشارۃ الی تقدیر العامل ای افعلوا ذلک ۱۲۔

الربع ۱۱ ۵

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ

بے شک اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور اُنہوں نے اچھے کام کیے ایسے باغوں میں داخل کریگا جنکے نیچے سے نہریں بہتی ہونگی اور جو لوگ کافر ہیں وہ عیش کر رہے ہیں

وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَهُمْ ۝ وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِنْ قَرْيَتِكَ الَّتِي

اور اس طرح کھاتے ہیں جس طرح چوپائے کھاتے ہیں اور جہنم اُن لوگوں کا ٹھکانا ہے اور بہت سی بستیاں ایسی تھیں جو قوت میں آپکی اس بستی سے بڑھی ہوئی تھیں جس کے رہنے والوں نے آپکو

اور مضرت اُنکو نہ پہونچے گی) اور (اس منزل مقصود تک پہونچنے کا بیان یہ ہے کہ) اُنکو جنت میں داخل کریگا جسکی اُنکو پہچان کرا دیگا خواہ علم ضروری کے طور پر یا کسی فرشتہ وغیرہ کیواسطے سے جس سے باوجود پہلے سے نہ دیکھنے بھالنے کے ہر جنتی اپنے اپنے درجہ اور مکان میں بے تکلف جا پہونچیگا پس جہاد میں ہر حالت میں کامیابی ہی ہوتی ہے آگے جہاد کی دنیوی کامیابی کو جو کہ مجموعہ مومنین کے متعلق ہے بیان کرکے جہاد کی ترغیب دیتے ہیں کہ) اے ایمان والو اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کریگا (جسکا نتیجہ دنیا میں بھی مجموعہ مومنین کا مجموعہ کافرین پر غالب آنا ہے خواہ ابتداءً خواہ انتہاءً اور بعض مومنین کا مقتول ہوجانا یا جماعت مومنین کا کسی معرکہ میں مغلوب ہوجانا اسکے منافی نہیں) اور (اسیطرح دشمنوں کے مقابلہ میں) تمہارے قدم جما دے گا (اسیطرح کا مطلب یہ ہے کہ مجموع بمقابلہ مجموع کے خواہ ابتداءً ہی سے خواہ انتہاء میں ثابت قدم رہکر کفار پر غالب آجاویگا چنانچہ مشاہد ہے یہ تو مسلمانوں کا حال بیان کیا گیا) اور جو لوگ کافر ہیں اُنکے لیے (دنیا میں جبکہ مومنین سے مقابلہ کریں) تباہی (اور مغلوبیت) ہے (اسکی تفصیل مذکور ہے فی غلبۃ المؤمنین) اور (آخرت میں) اُنکے اعمال کو خدا تعالیٰ کالعدم کردیگا (جیسا شروع سورت میں بیان ہوا غرض کفار دارین میں خاسر ہیں اور اول مقام پر اضلال اعمال کا بیان مقصود بالذات ہے اور یہاں اس حیثیت سے بیان کرنا مقصود ہے کہ وہ خسران دارین کا ایک جزء ہے اور) یہ (تعس و اضلال مذکور اُنکے لیے) اس سبب سے ہوا کہ اُنہوں نے اللہ کے اُتارے ہوئے احکام کو ناپسند کیا (عقیدۃً بھی اور عملاً بھی حاصل یہ کہ کفر کیا) سو اللہ نے اُنکے اعمال کو (اول ہی سے) اکارت کردیا کیونکہ کفر کا جو اعلیٰ درجہ کی بغاوت ہے یہی اثر ہے اور یہ لوگ جو ان وعیدوں کے وقوع کو اسلیے مستبعد سمجھتے ہیں کہ مبنیٰ ان سب کا کفر کا مبغوض عند اللہ ہونا ہے اور یہ کفر کو مبغوض عند اللہ سمجھتے نہیں تو یہ انکا امر بدیہی سے انکار ہے ورنہ) کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں اور اُنہوں نے دیکھا نہیں کہ جو کافر لوگ اُنسے پہلے ہو گذرے ہیں اُنکا انجام کیسا ہوا کہ خدا تعالیٰ نے اُنپر کیسی تباہی ڈالی (جو کہ اُنکے آثار دیار سے نمایاں ہے پس یہ صاف دلیل ہے مبغوضیت کفر پر) اور (جب مبغوضیت ثابت ہوگئی تو اُنکو بھی بیفکر رہنا اور وقوع وعید کو مستبعد سمجھنا نہ چاہیے کیونکہ) ان کافروں کے لیے بھی اسی قسم کے معاملات ہونیکو ہیں (کیونکہ اشتراک فی العلۃ اعنی الکفر مقتضی ہے اشتراک فی المعلول اعنی العقوبت کو خواہ دنیا میں بھی یا صرف آخرت میں چنانچہ کفار مکہ کو مسلمانوں کے ہاتھوں دنیا میں بھی سزا ہوئی کما قال تعالیٰ قاتلوھم یعذبھم اللہ بایدیکم۔ اور آخرت میں تو ظاہر ہی ہے یہ بیان ہوا کفار کے حال کا آگے اجمالاً اس مجموعہ حال فریقین کی تعلیل فرماتے ہیں کہ) یہ (مجموعہ وعدہ وعید متعلق فریقین واقع فی الدارین) اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا کارساز ہے (اسلیے دارین میں اُنکو کامیاب فرماتا ہے) اور کافروں کا کوئی (ایسا) کارساز نہیں (کہ خدا کے مقابلہ میں اُنکے کام بنا سکے اسلیے وہ دارین میں ناکام رہتے ہیں ہاں یہ ممکن ہے کہ دنیا میں کبھی مسلمانوں کو ظاہراً ناکامی ہوجاوے اور کفار کو ظاہراً کامیابی لیکن باعتبار حقیقت کا ہے سو اسکے اعتبار سے مسلمان ہمیشہ کامیاب اور کافر ہمیشہ ناکام رہتا ہے) ف۔ کفار متاخرین کے لیے امثالہا فرمایا سو اُنپر جو عقوبات نازل ہوں اگر وہ متعدد ہوں تب تو جمع لانا امثال کا ظاہر ہے اور اگر غیر متعدد ہوں تو جمع لانا باعتبار تعدد محل نزول عقوبات کے ہے اور مثلیت سے مراد مثلیت باعتبار جنس العقوبت ہے نہ باعتبار نوع العقوبت اور یہاں کفار کے لیے فرمایا لا مولیٰ لہم اور ایک جگہ فرمایا ثم ردوا الی اللہ مولاہم الحق سو وہاں مولیٰ بمعنے مالک ہے اور مالکیۃ حق تعالیٰ کی سب کو شامل ہے اور احبط اعمالہم کی تفسیر میں اول ہی سے اسلیے کہا کہ یہاں حبط سے مراد حبط بعد الصحۃ نہیں ہے کیونکہ جب وہ اول ہی سے کافر ہیں تو اُنکے اعمال تو کسی وقت صحیح ہوئے ہی نہیں ربط اوپر مومنین کی کامیابی اور کفار کی ناکامی آخرت کے متعلق مجملاً مذکور تھی آگے اس کی تفصیل اور کمن ہو میں بیان تفاوت باہم کرکے اس تفصیل کی تکمیل ہے اور درمیان میں بمناسبت ذکر کفار کے دنیوی تمتع کے انکا دفع اغترار اور تسلیہ سید الابرار آیت وکاین من قریۃ الخ میں مذکور ہے **تفصیل و تکمیل ثواب و عقاب ابرار و اشرار و در اثنائش دفع اغترار کفار و تسلیہ رسول مختار** إِنَّ الَّذِينَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا (الی قولہ) فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ۝

النحو قولہ قریتک المراد اہل القریۃ ۱۲ الروایات فی الدر المنثور اخرج عبد بن حمید وابو یعلی وابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ عن ابن عباس رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما خرج من مکۃ الی الغار التفت الی مکۃ وقال انت احب بلاد اللہ الی اللہ وانت احب بلاد اللہ الی ولولا ان اہلک اخرجونی منک لم اخرج منک الی قولہ وکاین من قریۃ الآیۃ ۱۲ قلت تمام الروایۃ لم اخرج منک فاعتی الاعداء

من عتا علی اللہ فی حرمہ او قتل غیر قاتلہ او قتل بذحول الجاہلیۃ فانزل اللہ تعالیٰ وکاین الآیۃ کذا فی تفسیر ابن جریر ۱۲ ملحقات الترجمۃ لہ قولہ فی تنصر اللہ دین اشارۃ الی تقدیر المضاف ۱۲

أَخْرَجَتْكَ ۚ أَهْلَكْنَٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۝ أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِۦ كَمَن زُيِّنَ لَهُۥ سُوٓءُ عَمَلِهِۦ وَٱتَّبَعُوٓا۟

گھر سے بے گھر کردیا کہ ہم نے اُن کو ہلاک کردیا سو اُن کا کوئی مددگار نہ ہوا تو جو لوگ اپنے پروردگار کے واضح رستہ پر ہوں کیا وہ اُن شخصوں کی طرح ہوسکتے ہیں جن کی بدعملی اُنکو مستحسن معلوم ہوتی ہو اور جو اپنی نفسانی

أَهْوَآءَهُم ۝ مَّثَلُ ٱلْجَنَّةِ ٱلَّتِى وُعِدَ ٱلْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَآ أَنْهَٰرٌ مِّن مَّآءٍ غَيْرِ ءَاسِنٍ وَأَنْهَٰرٌ مِّن لَّبَنٍ

خواہشوں پر چلتے ہوں جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا جاتا ہے اُس کی کیفیت یہ ہے کہ اُس میں بہت سی نہریں تو ایسے پانی کی ہیں جن میں ذرا تغیر نہ ہوگا اور بہت سی نہریں دودھ کی ہیں

لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُۥ وَأَنْهَٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّٰرِبِينَ وَأَنْهَٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۖ وَلَهُمْ فِيهَا مِن

جن کا ذائقہ ذرا بدلا ہوا نہ ہوگا اور بہت سی نہریں ہیں شراب کی جو پینے والوں کو بہت لذیذ معلوم ہوگی اور بہت سی نہریں ہیں شہد کی جو بالکل صاف ہوگا اور اُنکے لیے وہاں ہر قسم کے پھل ہونگے

كُلِّ ٱلثَّمَرَٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ ۖ كَمَنْ هُوَ خَٰلِدٌ فِى ٱلنَّارِ وَسُقُوا۟ مَآءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَآءَهُمْ

اور اُنکے رب کی طرف سے بخشش ہوگی کیا ایسے لوگ اُن جیسے ہوسکتے ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہینگے اور کھولتا ہوا پانی اُنکو دیا جاویگا سو وہ اُن کی انتڑیوں کو

بیشک اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور اُنھوں نے اچھے کام کیے (جنت کے) ایسے باغوں میں داخل کریگا جنکے نیچے سے نہریں بہتی ہونگی اور جو لوگ کافر ہیں وہ (دُنیا میں) عیش کررہے ہیں اور اس طرح (آخرت سے بیفکر ہوکر) کھاتے (پیتے) ہیں جس طرح چوپائے کھا (پیا کر) تے ہیں (کہ وہ یہ نہیں سوچتے کہ ہم کو کیوں کھلایا پلایا جاتا ہے اور ہمارے ذمہ اس کا کیا حق واجب ہے) اور جہنم اُن لوگوں کا ٹھکانا ہے اور (جس تمتع کا ذکر ہوا ہے اُسپر آپکے اُن مخالفین کو مغرور نہ ہونا چاہیے اور نہ آپکو اُن کی اس غفلت پر کچھ افسوس وحزن ہونا چاہیے جو کہ سبب ہوگئی مخالفت کا حتی کہ آپکو تنگ کرکے مکہ میں بھی نہیں رہنے دیا کیونکہ بہت سی بستیاں ایسی تھیں جو قوت (جسمی و مالی وحشمی) میں آپکی اس بستی سے بڑھی ہوئی تھیں جسکے رہنے والوں نے آپکو گھر سے بے گھر کردیا کہ ہم نے اُنکو (عذاب سے) ہلاک کردیا سو اُنکا کوئی مددگار نہ ہوا (تو بیچارے تو کیا چیز ہیں ایسی حالت میں نہ اُنکو مغرور ہونا چاہیے کیونکہ جب چاہیں اُن کی بھی صفائی کرسکتے ہیں اور نہ آپ محزون ہوں کیونکہ ہم اُنکو بھی اکثر اُس علت کفر و مخالفت کیوجہ سے کہ اخراج اُسکا ایک شعبہ ہے وقت پر سزا دینے والے ہیں اور یہ لوگ کہ اہل باطل ہیں بمقابلہ آپکے اور جمیع اہل حق کے کیونکر قابل سزا نہ ہوں جبکہ اہل باطل محض نفس کی راہ پر ہیں اور اہل حق خدا کی راہ پر ہیں جب یہ تفاوت ہے) تو جو لوگ اپنے پروردگار کی واضح (ثابت بالدلیل) رستہ پر ہوں کیا وہ اُن شخصوں کی طرح ہوسکتے ہیں جن کی بدعملی اُنکو مستحسن معلوم ہوتی ہو اور جو اپنی نفسانی خواہشوں پر چلتے ہوں (یعنے جب اعمال میں تفاوت ہے تو مآل میں بھی تفاوت ہوگا پس جس طرح اہل حق مستحق ثواب ہیں اہل باطل مستحق عقاب ہیں چنانچہ اُس ثواب و عقاب کا کچھ بیان کیا جاتا ہے کہ) جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا جاتا ہے اُس کی کیفیت یہ ہے کہ اُس میں بہت سی نہریں تو ایسے پانی کی ہیں جس میں ذرا تغیر نہیں ہوگا (نہ بو میں نہ رنگ میں نہ مزہ میں) اور بہت سی نہریں دودھ کی ہیں جن کا ذائقہ ذرا بدلا ہوا نہ ہوگا اور بہت سی نہریں ہیں شراب کی جو پینے والوں کو بہت لذیذ معلوم ہوگی اور بہت سی نہریں ہیں شہد کی جو بالکل (میل کچیل سے پاک) صاف ہوگا اور اُنکے لیے وہاں ہر قسم کے پھل ہونگے اور (اُس میں داخل ہونے سے پہلے) اُنکے رب کیطرف سے (گناہوں کی) بخشش ہوگی کیا ایسے لوگ اُن جیسے ہوسکتے ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہینگے اور کھولتا ہوا پانی اُنکو پینے کو دیا جاویگا سو (پینے کے بعد جس کا سبب شدت تشنگی ہوگی) وہ اُنکی انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے گا (غرض یہ کہ جب اُنکے اعمال میں تفاوت ہے کما دل علیہ قولہ تعالیٰ افمن کان علیٰ بینۃ من ربہ الخ تو اُنکے مآل میں یہ تفاوت ہوگا جس کا بیان اب کیا گیا) ف چونکہ دُنیا کا پانی کبھی رنگ میں کبھی مزہ میں کبھی بو میں متغیر ہوجاتا ہے اسیطرح دُنیا کا دودھ بگڑ جاتا ہے اسیطرح دُنیا کی شراب اکثر بدمزہ و تلخ ہوتی ہے صرف بعض منافع موہومہ کے خیال سے پی جاتی ہے پھر عادت پڑجاتی ہے اور دوسری مضرات خمر کی نفی خمر جنت سے سورۂ صافات کی آیت لا فیہا غول ولا ھم عنہا ینزفون میں بیان ہوچکی ہے اسی طرح دُنیا کے شہد میں میل کچیل موم وغیرہ مخلوط ہوتا ہے اسلیئے وہاں کے انہار میں ان امور کی نفی کے لیئے قیود بڑھائی گئیں اور ایک آیت

النحو قولہ مثل الجنۃ مبتدأ خبرہ قولہ فیہا الخ قولہ کمن ھو خالد خبر مبتدأ محذوف ای امن ذکر کمن ھو خالد البلاغۃ لذۃ مصدر وصف بہ مبالغۃ ۱۲

مسائل السلوک
قولہ تعالیٰ فیہا انہار من ماء غیر آسن الخ
عسل مصفی
غیر آسن هو
الروحانیة
المکث وانہا
هو العلم الحقانی
غذاء الارواح
التی فطر الناس
یتغیر طعمه
واکلاوهام
البلاء وانہاره
للشاربین ذوقا
والمحبة والف
هو عسل الوصال
الملال خوف الز

ترجمہ
قولہ تعالیٰ فیہا
عسل مصفی
پانی کو حیات روحا
کو علم حقانی کی اذ
د محبت کی او شہد
کی صورت فرمایا
یہ ان احوال کی ا

وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ حَتَّىٰ إِذَا خَرَجُوا مِنْ عِندِكَ قَالُوا لِلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ آنِفًا أُولَٰئِكَ

اور بعضے آدمی ایسے ہیں کہ وہ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ لوگ آپکے پاس سے باہر جاتے ہیں تو دوسرے اہل علم سے کہتے ہیں کہ حضرت نے ابھی کیا بات فرمائی تھی یہ لوگ وہ

الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ○ وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ ○

ہیں کہ حق تعالیٰ نے اُنکے دلوں پر مُہر کردی ہے اور اپنی نفسانی خواہشوں پر چلتے ہیں اور جو لوگ راہ پر ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو اور زیادہ ہدایت دیتا ہے اور اُنکو اُنکے تقوی کی توفیق دیتا ہے

فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً ۖ فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا ۚ فَأَنَّىٰ لَهُمْ إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ ○

سو یہ لوگ بس قیامت کے منتظر ہیں کہ وہ اُن پر دفعۃً آپڑے سو اُس کی علامتیں تو آچکی ہیں تو جب قیامت اُنکے سامنے آکھڑی ہوئی اُسوقت اُنکو سمجھنا کہاں میسر ہوگا

ہیں حمیم کی نسبت فرمایا گیا ہے لیشوی الوجوہ سو خارج ہیں وہ اثر ہوگا پھر جب شدت عطش کیوجہ سے اضطراراً اُسکو پئیں گے داخل جوف میں یہ اثر ہوگا اور چونکہ ماء اور لبن اور خمر اور عسل اپنے معانی حقیقیہ پر محمول ہو سکتے ہیں لہٰذا مجاز لینے کی کوئی ضرورت نہیں باقی یہ ضرور نہیں کہ وہ یہاں کی اشیاء اربعہ کے بالکل متماثل ہوں اور لبن میں طعم کے بدلنے کی نفی اور رائحہ سے تعرض نہیں کیا وجہ یہ کہ تغیر رائحہ مستلزم ہے تغیر طعم کو جب لازم کی نفی کردی ملزوم کی بھی نفی ہوگئی ربط اوپر کفار و مؤمنین کے احوال و اعمال اور وعدے اور وعید مذکور تھے آگے منافقین کی حالت اور مذمت اور اُن کی وعید اور درمیان میں زیادت معرفت کے لیے بطور مقابلہ کے اہل ایمان کی حالت جو مضاد ہے اُن کی حالت کے بیان کیجاتی ہے

تفضیح و تقبیح منافقین

وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ (الیٰ قولہ) فَأَنَّىٰ لَهُمْ إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ ○ اور (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) بعضے آدمی ایسے ہیں (مراد اس سے منافقین ہیں) کہ وہ (آپکی تبلیغ کے وقت ظاہر میں تو) آپکی طرف کان لگاتے ہیں (لیکن دل سے اصلا متوجہ نہیں ہوتے) یہانتک کہ جب وہ لوگ آپکے پاس سے (اُٹھکر مجلس سے باہر جاتے ہیں تو دوسرے اہل علم (صحابہ) سے کہتے ہیں کہ حضرت نے ابھی (جب ہم مجلس میں تھے) کیا بات فرمائی تھی (جس کی وجہ باقتضائے اُن کی حالت خبیثہ کے یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ اس سے تعریض کرتے تھے کہ ہم آپ کی باتوں کو قابل توجہ کے نہیں جانتے اور بظاہر استعلام ظاہر کرتے تھے اور یہ بھی اُنکے نفاق کا ایک شعبہ ہے ارشاد ہوتا ہے کہ) یہ وہ لوگ ہیں کہ حق تعالیٰ نے اُنکے دلوں پر مُہر کردی ہے (پس ہدایت سے بعید ہوگئے) اور اپنی نفسانی خواہشوں پر چلتے ہیں اور (ان ہی کی قوم میں سے) جو لوگ راہ پر ہیں (یعنی مسلمان ہو چکے ہیں) اللہ تعالیٰ اُنکو (احکام سننے کے وقت) اور زیادہ ہدایت دیتا ہے (کہ وہ اُن احکام جدیدہ پر بھی ایمان لاتے ہیں اور پہلے سے بھی اُسوقت تک کے احکام پر ایمان لائے ہوئے تھے پس تصدیق کے افراد باعتبار متعلقات کے بڑھ گئے اور یہ مقابل ہے طبع اللہ الخ کے) اور اُن کو اُنکے تقوے کی توفیق دیتا ہے (یعنی ایمان لانیکے بعد اُن احکام پر عمل بھی کرتے ہیں اور یہ مقابل ہے اتبعوا اھواءھم کا آگے ان منافقین کی وعید ہے کہ یہ جو قرآن واحکام و دلائل سنکر بھی تذکر نہیں حاصل کرتے) سو (معلوم ہوتا ہے کہ) یہ لوگ بس قیامت کے منتظر ہیں کہ وہ اُن پر دفعۃً آپڑے (یہ مجاز ہے توبیخ سے یعنی کیا قیامت میں تذکر حاصل کرینگے) سو (یاد رکھو کہ قیامت بھی نزدیک ہی ہے چنانچہ) اُس کی (متعدد) علامتیں تو آچکی ہیں (چنانچہ بروے حدیث

اللغات آنفا اسم فاعل علی غیر قیاس او تجرید فعلہ من الزوائد لانہ لم یسمع لہ فعل ثلاثی بل استانف وائتنف ثم غلب علیہ معنی الظرفیۃ فی الاستعمال وبمعنی زمان الحال ۱۲

النحو فانی لھم الیٰ خبر مقدم وذکراہم مبتدا والجملۃ جواب الشرط کذا یفہم من الخازن حیث قال یعنی فمن این لہم التذکر والاتعاظ والتوبۃ اذا جاءتہم الساعۃ بغتۃ ۱۲

البلاغۃ قولہ فقد جاء دلیل علی مایفہم من الکلام السابق وھو اتیان الساعۃ فافہم ۱۲

الروایات

فی الدر المنثور عن ابن جریج رض قال کان المومنون والمنافقون یجتمعون الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فیستمع المؤمنون منہ مایقول ویعونہ ویسمعہ المنافقون فلا یعونہ فاذا خرجوا سألوا المؤمنین ماذا قال آنفا فنزلت ومنہم من یستمع الیک وعن عکرمۃ رض ان

ناسا من اہل الکتاب آمنوا برسلہم وبمحمد صلے اللہ علیہ وسلم قبل ان یبعث فلما بعث آمنوا بہ فذلک قولہ والذین اہتدوا الخ قلت وبہ یتایّد ماقلت فی ترجمۃ قولہ تعالیٰ والذین اہتدوا من قولی ان ہی کی قوم میں سے الخ وبہ حسن ذکر المؤمنین فی اثناء ذکر المنافقین واستحسن المقابلۃ ۱۲

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ

تو آپ اس کا یقین رکھیے کہ بجز اللہ کے اور کوئی قابل عبادت نہیں اور آپ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیے اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لیے بھی اور اللہ تمہارے چلنے پھرنے اور رہنے

خود بعثت نبویہ علامات قیامت سے ہے اور شق القمر علاوہ معجزہ نبویہ ہونیکے علامات قیامت سے بھی ہے کما یشیر الیہ اقترانہ باقتراب الساعۃ اور لوگوں کا جھوٹا دعوی کرنا نبوت کا نیز علامات قیامت ہے کما فی الدر المنثور عن ابی شیبۃ واحمد عن جابر مرفوعا وفیہ منہم صاحب الیمامۃ وصاحب صنعاء العنسی اور یہ سب علامات خود زمانہ نزول قرآن میں موجود ہو چکی تھیں خواہ نزول آیت کے وقت علامات مذکورہ سب واقع ہو چکی ہوں یا بعض کا نزول عنقریب ہونیوالا ہو جیسے مسیلمہ کہ آخر زمان نبوت میں ہوا اور اگر ان میں سے بعض لیجاویں تب بھی اشراط کی جمعیت کو بنسبت پر محمول کرنے سے کلام صحیح ہو سکتا ہے اور یہاں اشراط سے مراد اشراط غیر مضیقہ ہیں یعنی جو قیامت سے بہت پہلے واقع ہوئیں اور علامات مضیقہ مثل نزول مسیح وخروج دجال وطلوع الشمس من المغرب یہاں مراد لینا اسلیئے مناسب نہیں کہ اس سے تخذیر زمانہ نزول آیت کے لوگوں کی خالی از تکلف نہیں اور فقد جاء اشراطها سے مقصود وعید ہے آگے تو قف تذکر میں ان کی رائے کا فاسد ہونا اور قیامت میں تذکر کا نافع نہونا جو لی نیظرون سے اشارۃً معلوم ہو چکا تھا صراحۃً فرماتے ہیں کہ جب اب کہ وقت سمجھنے کا ہے نہیں سمجھتے تو جب قیامت انکے سامنے آکھڑی ہوئی اسوقت انکو سمجھنا کہاں میسر ہوگا (یعنے مفید نہوگا) ربط اوپر شروع سورت سے یہاں تک مؤمنین و کافرین و منافقین کے احوال مع مآل مذکور ہیں آگے اوروں کے سنانے کے لیے آپ کو بطور تفریع کے استقامت علی الدین و تدارک امور منقصہ للدین کا خطاب مع اشارہ الے الجزاء وعداً ووعیداً فرماتے ہیں۔ قرینہ اوروں کو سنانے کا ضمیر جمع کی ہے متقلبکم ومثوکم میں اور حکمت آپکو بظاہر مخاطب بنانے کی مبالغہ ہے حکم کے مہتم بالشان ہونے میں کہ جب معصوم بھی اسکا مامور ہے تو غیر معصوم کس شمار میں ہیں اور توجیہ تفریع کی یہ ہے کہ جب سامع نے دین وایمان کی جزا اور کفر وعصیان کی سزا سن لی تو سامع کو چاہیے کہ دین ایمان پر قایم رہے اور جو چیز دین کی منقص بھی ہو گو مزیل نہو جیسے ذنوب اولاً ان سے بچے اور احیاناً اگر انکا صدور ہو جاوے تو استغفار سے فی الفور اس کا تدارک کرے اور حق تعالے کے حاضر و ناظر ہونیکے استحضار کے ذریعہ سے جزا وسزا کو پیش نظر رکھے کہ ادا امر مذکور کے بجا لانے میں معین ہو۔

مسائل السلوک
قولہ تعالی فاعلم انہ لا الہ الا اللہ الی قولہ فیہ اشارۃ یلیق بہم الا تباعہم
ترجمہ
قولہ تعالے فاعلم انہ لا الہ الا اللہ الی قولہ اس میں اشارہ زیبا ہے کہ اپنی شان کے لیے بھی دعا کرے

امر بہ ثبات علی الایمان و باستغفار من العصیان مع استحضار وعد و وعید حضرت دیان

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ۝ (جب آپ مطیعین وعاصین کا حال اور مآل سن چکے) تو آپ (مثل ماضی کے مستقبل میں بھی) اس کا (باکمل وجوہ) یقین رکھیے کہ بجز اللہ کے اور کوئی قابل عبادت نہیں (اس میں دین کے تمام اصول و فروع آگئے کیونکہ علم سے مراد علم کامل اکمل ہے اور علم کامل مستلزم ہے عمل بجمیع مابہ التعبد کو فہو کقولہ تعالی فاستمسک بالذی اوحی الیک اور اس عنوان سے اس لیئے تعبیر کر دیا گیا کہ یہ اساس ہے جمیع شرایع کا حاصل یہ کہ جمیع اوامر و نواہی کے امتثال پر مداومت رکھو) اور (اگر احیاناً کوئی خطا سرزد ہو جاوے جو کمال دین میں مخل ہے سو گو وہ آپ سے صادر ہونیکے وقت میں بوجہ آپ کے معصوم ہونیکے واقع میں خطا نہو گی بلکہ مباح ہو گی بلکہ بعض اوقات من وجہ عبادت ہو گی و نیز بوجہ اسکے کہ اجتہاد سے اس کا صدور ہوا ہے وہ عبادت اور موجب اجر ہے لیکن چونکہ اس اعتبار سے کہ اس فعل کا اشتغال مخل ہو گیا اس سے افضل عمل میں اور عمل افضل کا ترک آپکی شان ارفع کے اعتبار سے صورۃً خطا ہے اسلیئے) آپ اپنی (اس) خطاء (صوری) کی معافی مانگتے رہیئے اور (چونکہ ایسا امر مخل بکمال دین آپ کی امت کے کسی مسلمان مرد یا عورت سے صادر ہو سکتا ہے اور وہ واقع میں بھی گناہ ہو سکتا ہے اسلیئے آپ) سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لیئے بھی (بخشش کی دعا مانگتے رہیئے تاکہ آپ کی شان کے مناسب جو کمال دین ہے اور اسی طرح آپ کی امت کی شان کے مناسب جو کمال دین ہے اس کی مخل چیزوں کا تدارک ہوتا رہے اور وہ محفوظ رہے) اور (یہ بھی یاد رہے کہ) اللہ تعالے تمہارے چلنے پھرنے اور رہنے سہنے کی (یعنی سب احوال و اعمال کی) خبر رکھتا ہے (پس اسکے وعدہ کے امیدوار اور اس کی وعید سے خائف رہنا چاہیئے) ف اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ذنب سے مراد ذنب مجازی ہے اور اسی

البلاغۃ قولہ للمومنین علی حذف مضاف لقرینۃ ما قبل ای ولذنوب المؤمنین واعید الجار لان ذنوبہم جنس آخر قیل وفی حذف المضاف وتعلیق الاستغفار بذواتہم اشعار بفرط احتیاجہم الیہ فکان ذواتہم عین الذنوب کذا فیہ اشعار بکثرتہا کذا فی الروح ۱۲

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ ۚ فَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ ۙ رَأَيْتَ الَّذِينَ

اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ کہتے رہتے ہیں کہ کوئی سورت کیوں نہ نازل ہوئی سو جس وقت کوئی صاف صاف سورت نازل ہوتی ہے اور اس میں جہاد کا بھی ذکر ہوتا ہے تو جن لوگوں کے دلوں میں

فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ۝ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ

بیماری ہے آپ اُن لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھتے ہیں جیسے کسی پر موت کی بیہوشی طاری ہو سو عنقریب اُنکی کمبختی آنیوالی ہے اُن کی اطاعت اور بات چیت

مَّعْرُوفٌ ۚ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۝ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ

معلوم ہے پھر جب سارا کام تیار ہی ہو جاتا ہے تو اگر یہ لوگ اللہ سے سچے رہتے تو اُنکے لیے بہت ہی بہتر ہوتا سو اگر تم کنارہ کش رہو تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے

ذنب کی مثال یہ ہے کہ مثلاً آپ کی خدمت میں ایکبار ابن ام مکتوم صحابی نابینا آئے آپ اُسوقت کسی کافر کو سمجھا رہے تھے اُنہوں نے بیچ میں ٹوک دیا اور خود پوچھنے لگے اُسوقت آپکو ناگوار ہوا جسکا ذکر سورۂ عبس کے اول میں ہے اب ظاہر ہے کہ اگر ایک طرف مسلمان ہو اور ایک طرف ایک کافر تو اُسوقت مسلمان کے فرعی سوال کو ملتوی کر کے اُس کافر کو اصل دین کی طرف مدعو کرنا کون نہیں جانتا کہ عبادت ہے اور آپ نے اجتہاد سے اُس کو مقدم رکھا کہ تعلیم اصل کی اہم ہے تعلیم فرع سے لیکن چونکہ مورد آیت میں مسلمان کو نفع ہونا متیقن تہا اور کافر کو متوہم اور متیقن مقدم ہے متوہم سے اسلیے آیات جو ظاہری عنوان سے عتاب پر مشتمل ہیں نازل ہوئیں اور وہ تقدیم تعلیم اصل کی وہاں ہے جہاں تیقن و توہم میں دونوں ایک مرتبہ پر ہوں پس آپکا فعل بھی عبادت تھا مگر جو فعل متروک ہو گیا وہ اس سے زیادہ عبادت تھی پس ایسے اُمور میں استغفار کا حکم ہے اور ایسے ہی اُمور شروع سورۂ انا فتحنا میں مراد ہیں جن کو ذنب سمجھ کر بشارت مغفرت دی گئی خوب سمجھ لو۔ اور فاعلم میں مراد ثبات علی العلم ہے اور گو احتمال عدم ثبات کا آپ میں بوجہ معصوم ہونیکے نہیں ہے لیکن معصوم ہونا مامور و منہی ہونیکے منافی نہیں جس سے مقصود کبھی اعلام ہوتا ہے اور اگر مامور بہ منہی عنہ اُس کو معلوم ہو تو مقصود اوروں کو اس حکم کا سُنانا بغرض اہتمام ہوتا ہے ربط اوپر مومنین و کفار کے ذکر کے بعد منافقین کا ذکر تھا آگے بھی اُنکے حال کی زیادہ تفصیل ہے جیسا شروع سورۂ بقرہ میں مومنین و کافرین کا حال کم ہے اور منافقین کا زیادہ کیونکہ اُنکا کوشش کرنا اخفاء حال میں بغرض تلبیس مقتضی ہے اُسکے زیادہ کشف کو بمصلحت دفع تلبیس کے اور اول میں مومنین کا قول تمہید کے لیے بیان کیا گیا ہے ؞

تفصیل و تکمیل شنایع منافقین

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ ۝ اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ (تو ہمیشہ اس بات کے مشتاق رہتے ہیں کہ کلام الٰہی اور نازل ہو تاکہ ایمان تازہ ہو اور احکام جدید آویں تو اُنکا ثواب بھی حاصل کریں اور اگر احکام سابقہ کی تاکید ہو تو اور زیادہ ثبات حاصل ہو اور اس اشتیاق میں) کہتے رہتے ہیں کہ کوئی (نئی) سورت کیوں نہ نازل ہوئی (اگر نازل ہو تو تمنا پوری ہو) سو جس وقت کوئی صاف صاف (مضمون کی) سورت نازل ہوتی ہے اور (اتفاق سے) اُس میں جہاد کا بھی (صاف صاف) ذکر ہوتا ہے تو جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے آپ ان لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف اس طرح (بھیانک نگاہ سے) دیکھتے ہیں جیسے کسی پر موت کی بیہوشی طاری ہو (اس طرح دیکھنے کا سبب خوف اور جبن ہے کہ اب حفظ و منع کے لیے جہاد میں جانا پڑا اور مصیبت آئی اور جو اس طرح خدا کے حکم کو جی چُراتے ہیں) سو (اصل یہ ہے کہ) عنقریب اُن کی کمبختی آنیوالی ہے (خواہ دنیا میں بھی کسی وبال میں گرفتار ہوں ورنہ بعد موت کے تو ضروری ہی ہے اور گو فرصت میں یہ بہت باتیں اطاعت اور تملق کی بنایا کرتے ہیں لیکن) اُن کی اطاعت اور بات چیت (کی حقیقت) معلوم ہے (جس کا اب بنزول حکم قتال کے وقت اُنکی حالت سے سب ہی پر ظہور ہو گیا) پھر (بعد نزول حکم جہاد کے) جب سارا کام (اور سامان لڑائی کا) تیار ہی ہو جاتا ہے تو (اُسوقت بھی) اگر یہ لوگ (دعوائے ایمان باللہ میں) اللہ سے سچے رہتے (یعنی دعوائے ایمان کے مقتضا پر عمل

اللغات

لولا للتحضیض اولی لهم فی الروح عن الصحاح عن الاصمعی اولی له قاربه ما یهلکه ای نزل به

فہو فعل مستتر فیہ ضمیر الہلاک بقرینۃ السیاق واللام زائدۃ ١٢

الخ طاعۃ وقول معروف انظر فی حواشی آیۃ واقسموا باللہ جہد ایمانہم من سورۃ النور ١٢

أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ۝

کہ تم دُنیا میں فساد مچا دو اور آپس میں قطع قرابت کردو یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے اپنی رحمت سے دُور کردیا پھر اُن کو بہرا کردیا اور اُنکی آنکھوں کو اندھا کردیا

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ۝ إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِم مِّن بَعْدِ مَا

تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا دلوں پر قفل لگ رہے ہیں جو لوگ پشت پھیر کر ہٹ گئے بعد اس کے کہ

تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ

سیدھا رستہ اُن کو صاف معلوم ہوگیا شیطان نے اُن کو چکمہ دیا ہے اور اُن کو دُور کی سوجھائی ہے یہ اس سبب سے ہوا کہ ان لوگوں نے ایسے لوگوں سے جو کہ خدا کے اتارے ہوئے

اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ۝ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ

احکام کو ناپسند کرتے ہیں یہ کہا کہ بعضی باتوں میں ہم تمہارا کہنا مان لینگے اور اللہ تعالیٰ اُن کی خفیہ باتیں کرنیکو جانتا ہے سو ان کا کیا حال ہوگا جبکہ فرشتے اُن کی جان قبض کرتے ہونگے

وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۝

اور اُنکے مونہوں پر اور پشتوں پر مارتے جاتے ہونگے یہ اس سبب سے کہ جو طریقہ خدا کی ناراضی کا موجب تھا یہ اُسی پر چلے اور اُس کی رضا سے نفرت کیا کیئے اسلیئے اللہ تعالیٰ نے اُنکے سب اعمال

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَن لَّن يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنَاكَهُمْ

جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کبھی اُن کی دل کی عداوتوں کو ظاہر نہ کریگا اور اگر ہم چاہتے تو آپ کو اُنکا پورا پتہ تلادیتے

بالاحکام عموماً وبحکم الجہاد خصوصاً ہے عمل کرتے اور صدق دل سے جہاد کرتے) تو اُنکے لیے بہت ہی بہتر ہوتا (یعنی ابتداء میں اگر منافق تھے تو خیر ہی میں نفاق سے تائب ہوجاتے تب بھی ایمان مقبول ہوجاتا اور انتہا کو اس میں منحصر نہ سمجھا جاوے کیونکہ وقت موت تک صدق مقبول ہے۔ آگے تقویت امر جہاد وذم متخلفین عن الجہاد کے لیئے جہاد کے ترک پر ایک ظاہری محذور بھی منافقین کو بطور التفات کے خطاب کرکے بیان فرماتے ہیں کہ تم لوگ جو جہاد سے کراہت کرتے ہو) سو (اس میں دُنیوی مضرت بھی ہے چنانچہ) اگر تم (اور اسی طرح سب فقیہ تغلیب جہاد سے) کنارہ کش رہو تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے (یعنی ہونا چاہیئے فالاستفہام للتقریر) کہ تم (یعنے مجموعہ ناس) دُنیا میں فساد مچادو اور آپس میں قطع قرابت کردو (یعنی جہاد سے بڑا فائدہ اقامت عدل و اصلاح و امن کا ہے اگر اس کو چھوڑ دیا جاوے تو مفسدین کا غلبہ ہوجاوے اور کوئی انتظام جس میں جمیع مصالح مرعی ہوں نہ رہے اور ایسے انتظام نہونے کے لیئے فساد اور اضاعۃ حقوق لازم ہے گو جہل بالاحکام الصحیحہ سے کوئی شخص اُس کو لڑائی جھگڑا نہونے سے امن اور عدل سمجھ جاوے جیسا قوانین مخالفہ شرع کے یہی آثار مشاہد ہیں کہ ظاہرا اسلاف اور حقیقۃً حقوق کا اتلاف پس جہاد میں دُنیوی منفعت بھی ہوا اس سے تقاعد کرنا اور بھی عجیب ہے آگے بطور التفات الے الغیبۃ کے ان منافقین مذکورین کی تقبیح ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے اپنی رحمت سے دُور کردیا (اسلیئے اُسکے احکام پر عمل کی توفیق نہ رہی) پھر (رحمت سے بعید کرنے پر یہ امر مرتب ہوا کہ) اُن کو (گوش قبول احکام الٰہیہ سننے سے) بہرا کردیا اور (راہ حق کے دیکھنے سے) اُن کی (باطنی) آنکھوں کو اندھا کردیا (آگے اُنپر توبیخ ہے کہ باوجودیکہ قرآن میں جہاد اور دیگر احکام کا وجوب مع دلائل حقانیت قرآن کے اور اُن احکام کے مصالح و منافع اُخرویہ دائماً اور دُنیویہ بھی احیاناً اور اُن احکام کی مخالفت پر وعیدیں مذکور ہیں پھر جو یہ لوگ اُس طرف التفات نہیں کرتے) تو کیا یہ لوگ قرآن (کے اعجاز اور مضامین) میں غور نہیں کرتے (اسلیئے اُنکو انکشاف نہیں ہوتا) یا (غور کرتے ہیں مگر) دلوں پر (غیبی) قفل لگ رہے ہیں (یہ منع انخلو ہے اور واقع میں دونوں امر مجتمع ہیں اول اُن کا فعل ہے یعنے عدم تدبر بوجہ انکار کے

اللغات

سول فی القاموس سولہ الشیطان اغواہ قولہ املے مدلہم الشیطان فی الامانی قولہ اضغان جمع ضغن حقد وعداوۃ ۱۲

البلاغۃ قولہ فاصمہم فی الروح جاء التركيب فاصمہم لم یات فاصم آذانہم کما جاء واعمی ابصارہم او واعماہم کما جاء فاصمہم قیل لان الاذن لو اصیبت بقطع او قلع یسمع الکلام فلم یحتج لذکر الاذن والبصر وھو العین لو اصیب لا تمنع الابصار فالعین لہا دخل فی الرویۃ والاذن لا دخل لہا فی السمع اھ قولہ ام علے قلوب تنکرہ لتہویل حالہا فی القساوۃ ۱۲

فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ؕ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ

سو آپ اُن کو اُنکے حلیہ سے پہچان لیتے اور آپ اُن کو طرز کلام سے ضرور پہچان لیں گے اور اللہ تعالیٰ تم سب کے اعمال کو جانتا ہے اور ہم ضرور تمہاری سب کی آزمایش کرینگے تاکہ ہم اُن لوگوں کو

مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۠ اَخْبَارَكُمْ ۝

معلوم کرلیں جو تم میں جہاد کرنیوالے ہیں اور جو ثابت قدم رہنے والے ہیں اور تاکہ تمہاری حالتوں کی جانچ کرلیں

پھر اُسکے وبال میں قفل لگ گیا جس کو طبع اور ختم بھی کہا گیا ہے اور دلیل اس ترتیب کی یہ آیت ہے ذٰلك بانهم اٰمنوا ثم كفروا فطبع على قلوبهم اور اس مجموعہ پر فهم (لا يفقهون) مرتب ہے آگے اس عدم تدبر کی وجہ فرماتے ہیں کہ) جو لوگ (حق) سے پُشت پھیر کر ہٹ گئے بعد اسکے کہ سیدھا رستہ اُن کو (دلائل عقلیہ مثل اعجاز قرآن اور دلائل نقلیہ مثل پیشین گوئی کتب سابقہ کلان اکثر المنافقین کانوا اھل کتاب) صاف معلوم ہو گیا شیطان نے اُنکو چکمہ دیا ہے اور اُنکو دُور کی سوجھائی ہے (کہ ایمان لانے سے فلاں فلاں مصلحتیں موجودہ اور جو آیندہ متوقع ہیں فوت ہو جاوینگے اور یہ ملا رہا ہے اسلیئے ایمان نہ لانا ہی بہتر ہے یہ تسویل ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ اس عدم تدبر کی وجہ عناد ہے کہ بعد تبیین ہدی کے ارتداد علی الادبار ان سے صادر ہوا اور اس عناد کے بعد تسویل شیطانی ہوئی اور اُس تسویل سے عدم تدبر ہوا اور عدم تدبر سے ختم اور طبع پھر) یہ (ارتداد علی الادبار بعد تبیین الہدی) اس سبب سے ہوا کہ ان لوگوں نے ایسے لوگوں سے جو کہ خدا کے اُتارے ہوئے احکام کو (حسداً) ناپسند کرتے ہیں (مراد اس سے رؤسا یہود ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حسد کرتے تھے اور باوجود معرفت حق کے اتباع سے عار کرتے تھے حاصل یہ کہ ان منافقین نے رؤسا یہود سے) یہ کہا کہ بعضی باتوں میں ہم تمہارا کہنا مان لیں گے (یعنی تم جو ہم کو اتباع محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے منع کرتے ہو اسکے دو جزو ہیں ایک عدم اتباع ظاہراً دوسرا عدم اتباع باطناً سو جزو اول میں تو ہم بمصلحت تمہارا کہنا نہیں مان سکتے لیکن جزو ثانی میں مان لیں گے کیونکہ عقائد میں ہم تمہارے ساتھ ہیں کما قال انا معکم مطلب یہ ہوا کہ حق سے پھرنے کا سبب قومی تعصب اور کورانہ تقلید ہے غرض ابتدا سلسلہ کی اس سے ہے اور انتہا ختم و طبع پر) اور (گو اس قسم کی باتیں یہ منافقین خفیہ کرتے ہیں مگر) اللہ تعالےٰ اُن کی خفیہ باتیں کرنے کو (خوب) جانتا ہے (اور بعض اُمور پر وحی کے ذریعہ سے آپ کو مطلع کر دیتا ہے آگے وعید ہے جو کہ ملے لہم کی تفسیر کے طور پر ہو سکتی ہے یعنی جو ایسی حرکتیں کر رہے ہیں) سو اُن کا کیا حال ہو گا جبکہ فرشتے اُن کی جان قبض کرتے ہونگے اور اُنکے مونہوں پر اور پشتوں پر مارتے جاتے ہونگے (اور) یہ (عقوبت) اس سبب سے (ہو گی) کہ جو طریقہ خدا کی ناراضی کا موجب تھا یہ اُسی پر چلے اور اُس کی رضا (یعنے اعمال موجبہ رضا) سے نفرت کیا کیئے اسلیئے اللہ تعالےٰ نے اُنکے سب اعمال (نیک ابتدا ہی سے) کالعدم کر دیئے (پس اس عقوبت کے مستحق ہو گئے اور اگر کسی کے پاس کوئی عمل مقبول ہو تو اُس کی برکت سے عقوبت میں کچھ تو کمی ہو ہی جاتی ہے آگے واللہ یعلم اسرارہم کے مضمون کی شرح کے طور پر ہے کہ) جن لوگوں کے دلوں میں مرض (نفاق) ہے (اور وہ اُسکے چھپانیکی کوشش کرتے ہیں) کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کبھی اُن کی دلی عداوتوں کو ظاہر نہ کریگا (یعنے یہ اُن کو کیسے اطمینان ہو گیا جبکہ حق تعالےٰ کا عالم الغیب ہونا ثابت اور مسلم ہے) اور ہم (تو) اگر چاہتے تو آپ کو اُن کا پورا پتہ بتلا دیتے سو آپ اُن کو اُنکے حلیہ سے پہچان لیتے (پورے پتہ کا مطلب یہی ہے کہ ہر ایک کا پورا حلیہ بتا دیتے اور وہ حلیہ گو مفہوم کلی ہوتا مگر جو کلی منحصر فی فرد واحد ہو اُس کا انطباق اُسی جزئی معین پر ہوتا ہے اسلیئے اس کلی کا بتلا دینا بمنزلہ اشارہ جزئیہ کے ہے اُس جزئی کی طرف) اور (گو بمصلحت ہم نے اس طرح نہیں بتلایا لیکن آپ اُن کو طرز کلام سے (اب بھی) ضرور پہچان لیں گے (کیونکہ اُن کا کلام صدق سے ناشی نہیں اور آپ کو نور فراست سے اللہ تعالےٰ نے صدق و کذب کی پہچان دی تھی کہ صدق کا اثر قلب پر ہوتا تھا اور کذب کا اور کما فی الحدیث الصدق طمانینۃ والکذب ریبۃ اور (آگے مومنین و منافقین سب کو خطاب میں جمع کر کے بطور ترغیب و ترہیب کے فرماتے ہیں کہ) اللہ تعالےٰ تم سب کے اعمال کو جانتا ہے (پس مسلمانوں کو اُنکے اخلاص پر جزا اور منافقین کو اُنکے نفاق و خداع پر سزا دے گا) اور (آگے احکام شاقہ مثل جہاد وغیرہ کی ایک حاکمانہ حکمت ارشاد ہے جیسا اوپر فصل عسیتم الخ میں ایک حکیمانہ حکمت ارشاد فرمائی تھی یعنی) ہم (ایسے امور شاقہ کا حکم دے کر) ضرور تمہاری سب کی آزمایش کریں گے تاکہ ہم (ظاہری طور پر بھی) اُن لوگوں کو معلوم (اور متمیز) کر لیں

اللغات قوله لحن القول فی الروح اسلوب من اسالیبه او المائلة عن الطریق اه والاولی ان یراد به ہہنا الاول قوله اخبارکم ای احوالکم التی یخبر عنہا ۱۲

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَن يَضُرُّوا

بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے اللہ کے رستہ سے روکا اور رسول کی مخالفت کی بعد اسکے کہ ان کو رستہ نظر آچکا تھا یہ لوگ اللہ کو

اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ

کچھ نقصان نہ پہونچا سکینگے اور اللہ تعالیٰ اُن کی کوششوں کو مٹا دیگا اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو برباد مت کرو

جو تم میں جہاد کرنے والے ہیں اور جو (جہاد میں) ثابت قدم رہنے والے ہیں اور تاکہ تمہاری حالتوں کی جانچ کرلیں (یہ اس لئے بڑھا دیا کہ علاوہ حکم جہاد کے اور احکام بھی داخل ہوجاویں اور علاوہ حالت مجاہد و صبر کے دوسری حالات بھی داخل ہوجاویں) **ف** درمنثور میں ابن عباسؓ سے روایت ہے فدل الله النبی صلے الله علیہ وسلم بعد علی المنافقین فکان یدعو باسم الرجل من اہل النفاق اور روح المعانی میں حضرت انسؓ سے بلا سند ایک روایت ہے کان علیہ الصلوٰۃ والسلام یعرفہم بسیماہم اور اسی مضمون کی روایت طبری نے ابن زید سے روایت کی ہے سو پہلی روایت میں آیت سے کوئی منافات ظاہری بھی نہیں کیونکہ یہ دلالت معرفت باللحن سے بھی ہوسکتی ہے البتہ روایت ثانیہ و ثالثہ ظاہراً منافی ہے لیکن لنشاء الخ میں ماضی کیلئے ہے اور انتفاء فی الماضی انتفاء فی المستقبل لازم نہیں آتا سو ممکن ہے کہ بعد نزول اس آیت کے معرفت بالسیما بھی عطا ہوگئی ہو اور حضرت حذیفہؓ کو منافقین کا بتلا دینا جو بعض روایات سے مفہوم ہوتا ہے اس میں آپ کی معرفت کے متعلق دونوں احتمال ہیں اور نعلم المجاہدین میں ظاہری طور کہا گیا ہے اس کی شرح پارہ دوم کی شروع لنعلم من یتبع الرسول کی تفسیر میں گذری ہے اور سورۃ میں جو محکمۃ کی قید ہے یہ محکم مقابل متشابہ کے ہے جیسا شروع آل عمران میں ہے اور فائدہ اس قید کا یہ ہے کہ اگر کوئی آیت خفی المعنی دربارۂ جہاد کے نازل ہوتی تو انکو بہانہ مل سکتا تھا کہ ہم اسکے معنی نہیں سمجھے اور محکم میں چونکہ اس کی گنجائش نہ تھی انپر سخت شاق ہوتا تھا اور اگر شبہہ ہو کہ جہاد کا حکم ایکبار نازل ہونا بھی ان کی ناگواری کے لیے کافی تھا تعدد نزول کو اس میں کیا دخل۔ جواب یہ ہے کہ اکثر آیتیں جہاد کی ایسی ہیں کہ جب کوئی نیا قصہ پیش آیا اور خاص کسی قوم سے جہاد کی ضرورت ہوئی خاص اُسکے متعلق آیتیں آگئیں پس اگر نئی آیتیں نہ آتیں تو وہ اس سے بیفکر رہتے کہ آیات سابقہ کا مورد تو ختم ہوچکا اب نئے قصہ میں تو جہاد کا حکم نہیں ہوا ہے مگر جب اس میں بھی نزول آیات جہاد کا ہوتا تو پھر ان کی جان کو بنتی (ربط اوپر شروع سورۃ سے یہاں تک مسلمانوں کی تحسین اور کفار کی تہجین اور درمیان میں کفار سے جہاد کا حکم مذکور ہے آگے خاتمہ میں ان مضامین کی کچھ تلخیص کچھ تفریع کچھ تتمیم کچھ تاکید ہے چنانچہ کفار کی مذمت تہجین کفار کی تلخیص ہے اور اللہ و رسول کی اطاعت کا حکم تحسین مؤمنین پر تفریع ہے اس طور پر کہ جب اہل ایمان کے لئے ایسی ایسی خوبیاں ثابت ہیں تو تم ان خوبیوں کی علت یعنی اطاعت کو مت چھوڑنا اور ان خوبیوں کے منافی یعنی ابطال عمل سے بچنا پھر اس تحسین و تہجین کے مجموعہ پر لا تہنوا کی تفریع ہے کہ جب دونوں فریق میں یہ تفاوت ہے تو مقبولین کو مخذولین سے دبنا نہ چاہیئے اور یہ مضمون تاکید ہے فضرب الرقاب کی اور انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب کا مضمون حکم جہاد کی تتمیم ہے اور بالکل ختم پر مضمون ترہیب کا ان مذکورہ و غیر مذکورہ جمیع اوامر و نواہی کی تاکید ہے۔

تحذیر مؤمنین در طرفین کلام و ترغیب شان در اطاعت احکام خصوص در جہاد بالنفس و بالمال با کفار لئام

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا (الیٰ قولہ) ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ ۝ بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور انھوں نے (اوروں کو بھی) اللہ کے رستہ (یعنی دین)

الفقہ قولہ تعالیٰ لا تبطلوا الخ استدل بہا الحنفیۃ فی ایجاب قضاء النفل بعد الافساد ووجہ الدلالۃ ظاہر من تقریری لان اجزاء العبادۃ الواحدۃ بعضہا شرط لصحۃ بعضہا وبقاءہ للثانی فتحققہ ان یقولوا انا نسلم انہ ابطال لکن یمتنع ان یکون کل ابطال منہیا عنہ لحدیث ان المتطوع امیر نفسہ نحوہ وبالجملۃ فالمسئلۃ ظنیۃ والآیۃ ثابتۃ قطعا دالۃ علیہا ظنا فافہم ۱۲

الروایات فی لباب النقول اخرج ابن ابی حاتم ومحمد بن نصر المروزی فی کتاب الصلوٰۃ عن ابی العالیۃ (التابعی من رجال الصحیح) قال کان اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یرون انہ

لا یضر مع لا الہ الا اللہ ذنب کما لا ینفع مع الشرک عمل فنزل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم فخافوا ان یبطل الذنب العمل اہ قلت حاصلہ ان الذنب یضر فدفع بہ زعمہم بان الذنب لا یضر ۱۲ **ک** ۝ یہ مبتدا ہے اور اس کی خبر تہجین کفار کی تلخیص ہے اسی طرح بعد میں اطاعت کا حکم مبتدا اور تحسین مؤمنین پر لفظ تفریع خبر ہے۔

۱۲ منہ

مسائل السلوک
قولہ تعالیٰ ولا
فی الروح وقیل
ولا تبطلوا اعـ
طاعاتکم بمعا
عبد بن حمید
عن قتادۃ انہ
من استطاع منـ
عملا صالحا بعـ
فلیفعل و
الا باللہ تعالیٰ
والمراد نور الـ
برکتہا الا اذا
ویعرف ہذا
القلوب حین
فقد البرکات
بعد المعصیۃ
ترجمہ قولہ تعالیٰ ولا تبـ
روح میں قتادہ
کرکے عمل اہل سـ
مراد اس سے ذا
نور عمل ہے معصیت
برکات مضمحل ہو
تک توبہ نہ کرے

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۝ فَلَا تَهِنُوا

بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور انہوں نے اللہ کے رستہ سے روکا پھر وہ کافر ہی رہ کر مر گئے سو خدا تعالیٰ اُن کو کبھی نہ بخشے گا تو تم ہمت مت ہارو

وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَن يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ ۝ إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ

اور صلح کی طرف مت بلاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے اعمال میں ہرگز کمی نہ کرے گا یہ دنیوی زندگانی تو محض ایک لہو و لعب ہے

وَلَهْوٌ وَإِن تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ أُجُورَكُمْ وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ ۝ إِن يَسْأَلْكُمُوهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوا

اور اگر تم ایمان اور تقویٰ اختیار کرو تو تم کو تمہارے اجر عطا کرے گا اور تم سے تمہارے مال طلب نہیں کریگا اگر تم سے تمہارے مال طلب کرے پھر انتہا درجہ تک تم سے طلب کرتا رہے

وَيُخْرِجْ أَضْغَانَكُمْ ۝ هَا أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمِنكُم مَّن يَبْخَلُ وَمَن يَبْخَلْ

اور اللہ تعالیٰ تمہاری ناگواری ظاہر کردے ہاں تم لوگ ایسے ہو کہ تم کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنیکے لیے بلایا جاتا ہے سو بعضے تم میں سے وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں اور جو شخص بخل کرتا ہے

فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَن نَّفْسِهِ ۚ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنتُمُ الْفُقَرَاءُ ۚ وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُم ۝

تو وہ خود اپنے سے بخل کرتا ہے اور اللہ تو کسی کا محتاج نہیں اور تم سب محتاج ہو اور اگر تم روگردانی کرو گے تو خدا تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کردیگا پھر وہ تم جیسے نہ ہونگے

سے روکا اور رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کی بعد اسکے کہ انکو (دین کا) رستہ (دلائل عقلیہ سے مشرکین کیلئے اور نقلیہ سے بھی اہل کتاب کے لیے) نظر آچکا تھا یہ لوگ اللہ (کے دین) کو کچھ نقصان نہ پہونچا سکیں گے (بلکہ یہ دین ہر حال میں پورا ہو کر رہیگا چنانچہ ہوا) اور اللہ تعالیٰ اُن کی کوششوں کو (جو دین حق کے مٹانے کے لیے عمل میں لا رہے ہیں) مٹا دیگا (یہ تمہید تھی مسلمانوں کے تحذیر کی آگے ترغیب اطاعت کے ساتھ اس تحذیر کی تصریح ہے کہ) اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور (چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الٰہی کا حکم بتلاتے ہیں خواہ خاص جزئی کی وحی ہو یا کلی وحی شدہ میں کسی جزئی کو داخل کرنے سے اسلیئے) رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کی (بھی) اطاعت کرو اور (کفار کیطرح اللہ و رسول کی مخالفت کرکے) اپنے اعمال کو برباد مت کرو (اگر یہ مخالفت نفس ایمان میں ہے تب تو برباد ہونا اسلیئے ہے کہ کفر اگر سابق ہے جیسے کافر اصلی کا کفر تو وہ منافی صحت عمل ہے اور اگر لاحق ہے جیسے مرتد کا کفر تو وہ حابط عمل ہے اور اگر مخالفت نفس ایمان میں نہیں بلکہ کسی عمل میں ہے جیسے عصاۃ مؤمنین کا عصیان تب برباد ہونے کی یہ صورت ہے کہ جو ایک عمل کسی دوسرے عمل کی صحت یا بقا کی شرط ہے اس میں خلل ڈالا جائے جس کی تفصیل پارہ سوم آیت یا ایہا الذین اٰمنوا لا تبطلوا صدقاتکم الخ کی تفسیر میں گذری ہے اور ہر چند کہ کفار جو مخالفت کرتے تھے وہ نفس ایمان ہی میں تھی جو کہ مرتبہ بشرط شئ میں ہے لیکن چونکہ اس میں لابشرط شئ کا مرتبہ بھی پایا جاتا ہے جو کہ تمام مراتب میں مشترک ہے اس لیئے تحذیر میں اس مخالفت کو از قبیل مخالفت کفار قرار دینا جیسا مترجم نے بقرینہ مقام اس لفظ سے کہ کفار کیطرح اسکا اعتبار کیا ہے مضائقہ نہیں اور اوپر تو الذین کفروا وصدوا کا خسران فی الدنیا مذکور تھا آگے اس کا خسران فی الاخری کا ذکر فرماتے ہیں کہ) بیشک جو لوگ کافر ہوئے اور اُنھوں نے اللہ کے رستہ سے روکا پھر وہ کافر ہی رہ کر مر (بھی) گئے سو خدا تعالیٰ انکو کبھی نہ بخشے گا (عدم مغفرت کے لیئے کفر کے ساتھ صد عن سبیل اللہ شرط نہیں بلکہ صرف کفر و الی الموت تک کافی ہے اثر ہے لیکن زیادت تشنیع کے لیئے یہ قید واقعی بڑھادی کہ اُسوقت کے رؤسا کفار میں یہ امر بھی متحقق تھا آگے مؤمنین کے مدایح اور کفار کے قبایح پر بطور تفریع کے فرماتے ہیں کہ

اللغات قوله لن يتركم من الوتر والترة النقص ١٢ قوله فيحفكم الاحفاء المبالغة في المسئلة والاستيصال كاحفي شاربه اخذه اخذا متناهيا الاضغان العداوة والمراد بها ههنا مطلق الكراهة ولو لم تبلغ درجة العداوة ١٢ ٭

البلاغة قوله يبخل عن نفسه البخل فيه معنى المنع فناسب ان يعدى بعن ١٢

ع۔ مطلب یہ کہ اہل ایمان کو جو مخالفت سے تحذیر کی گئی ہے وہ مخالفت ظاہر ہے کہ از قبیل مخالفت کفار نہیں ہے کہ وہ ایمان میں تھی پھر لا تبطلوا اعمالکم میں یہ

کیوں کہا کہ از قبیل مخالفت کفار جواب یہ ہے کہ کفار کی یہ مخالفت مرتبہ بشرط شئ میں ہے اور مرتبہ بشرط شئ مشتمل ہوتا ہے لابشرط شئ کو بھی کہ وہ اسکا جزو ہے اور یہ دونوں مخالفتوں میں مشترک ہے اس لیئے ایک مخالفت کو دوسری مخالفت کے قبیل سے کہہ دینا مضائقہ نہیں بلکہ صحیح و موجہ ہے ٭

١٢ منہ

السلوک ع — ان تتولوا ... قوما غیرکم ... لا یجاب ... اتہ الدین ... بجزی نفسہ ... ان تتولوا ... قوما غیرکم ... ان کا قطع کرنا ... ت دینیہ کو ... موقوف سمجھے ... عجب اپنے ... سمجھتے ہیں ٭

کہ جب معلوم ہوگیا کہ مسلمان خدا کے محبوب ہیں اور کفار مبغوض ہیں) تو (اے مسلمانو) تم (کفار کے مقابلہ میں) ہمت مت ہارو اور (ہمت ہار کر انکو) صلح کیطرف مت
بلاؤ اور تم ہی غالب رہوگے (اور وہ مغلوب ہونگے کہ تم محبوب ہو اور وہ مبغوض ہیں) اور اللہ تمہارے ساتھ ہے (یہ تو تم کو دُنیا کی کامیابی ہوئی) اور (آخرت
میں یہ کامیابی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ) تمہارے اعمال (کے ثواب) میں ہرگز کمی نہ کریگا (یہ تو تشجیع سے جہاد کی ترغیب تھی آگے تزہید سے جہاد کی ترغیب اور انفاق
فی سبیل اللہ کی تمہید ہے کہ) یہ دُنیوی زندگانی تو محض ایک لہو و لعب ہے (اگر اس میں جان اور مال کو تمتع کے لیے بچانا چاہو تو وہ تمتع ہی کتنے دن کا ہے اور کیا
اُس کا حاصل) اور اگر تم ایمان اور تقویٰ اختیار کرو (جس میں جہاد بالنفس والمال بھی آگیا) تو (تم کو اپنے پاس سے نفع پہونچاویگا اس طرح سے کہ) تم کو تمہارا اجر
عطا کریگا اور (تم سے کسی نفع کا طالب نہ ہوگا چنانچہ) تم سے تمہارے مال (تک بھی جو کہ جان سے ادون ہے اپنے نفع کے لئے) طلب نہیں کریگا (جب تم سے ایسی چیز طلب
نہیں کرتا جسکا دینا آسان ہے تو جان جس کا دینا مشکل ہے وہ تو کیوں طلب کریگا چنانچہ ظاہر ہے کہ ہمارے جان و مال کے خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا کوئی نفع نہیں
اور نہ یہ ممکن ہے و ہذا کقولہ تعالیٰ وھو یطعم ولا یطعم اور لا یسئلکم کا ترتب ان تومنوا پر جیسا کہ اُسکے جزاء ہونیکا مقتضا ہے باین معنی نہیں ہے کہ اگر ایمان نہ
لاؤ تو تمہارا مال لے لیگا بلکہ باین معنی ہے کہ ایمان نہ لانیوالے سے تو ہماری کوئی خصوصیت ہی نہیں اُس میں تو سوال اموال کا احتمال ہی نہیں البتہ شاید ایمان
لانے کی صورت میں ڈر تا کہ کہیں دوستی میں فرمائشیں نہ ہونے لگیں جیسا اکثر اہل دُنیا میں مشاہدہ کیا جاتا ہے اسلیئے بطور مبالغہ کے اس کو اُس پر مرتب فرمایا
کہ اگر تم ایمان بھی لے آؤ تب بھی ہم تم سے اپنے لیئے مال طلب نہ کریں اور اپنے نفع کے لیئے سوال کرنا تو سوال کی ایک فرد محال ہے اس کا تو احتمال ہی نہیں ہماری
طرف سے تو سوال کی بعض فرد ممکن بھی کہ وہ سوال ہے جمیع مال کا واقع نہیں ہوتی کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اکثر لوگوں کو تمام مال خرچ کرنا ناگوار ہے چنانچہ) اگر (امتحاناً)
تم سے تمہارے مال طلب کرے پھر انتہا درجہ تک تم سے طلب کرتا رہے (یعنی سب مال طلب کرنے لگے) تو تم (یعنی تم میں سے اکثر) بخل کرنے لگو (یعنی دینا گوارا نہ کرو)
اور (اُسوقت) اللہ تعالیٰ تمہاری ناگواری ظاہر کردے (یعنے نہ دینے سے کہ فعل ظاہری ہے باطنی ناگواری کھل جاوے اسلیئے یہ فرد ممکن بھی واقع نہیں کی گئی اور) ہاں
(اس فرد ممکن پر ترتب بخل اور اخراج اضغان کی دلیل صاف ہے کہ) تم لوگ ایسے ہو کہ تم کو اللہ کی راہ میں (جس کا نفع تمہاری طرف عائد ہونا یقینی ہے تھوڑا سا
حصہ مال کا) خرچ کرنے کے لیئے بلایا جاتا ہے (اور بقیہ اکثر تمہارے قبضہ میں چھوڑ دیا جاتا ہے) سو (اس پر بھی) بعضے تم میں سے وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں (گو ایسے لوگ
قلیل سہی مگر یہ تو معلوم ہوگیا کہ اگر وہ فرد مذکور کہ اس سے بدرجہا اشق واشد ہے واقع ہوتی تو جیسے اب بعض قلیل بخل کرتے ہیں اُس وقت بعض کثیر بلکہ اکثر
بخل کرتے جیسا طبائع کے انداز سے صاف ظاہر ہے) اور (آگے اس فرد واقع پر بخل کی مذمت ہے کہ) جو شخص (ایسی جگہ خرچ کرنے سے) بخل کرتا ہے تو وہ
(درحقیقت) خود اپنے سے بخل کرتا ہے (یعنے اپنے ہی کو اُسکے نفع دائمی سے محروم رکھتا ہے) اور (نہیں تو) اللہ تو کسی کا محتاج نہیں (تاکہ احتمال اُسکے ضرر کا ہو) اور
(بلکہ) تم سب (اُسکے) محتاج ہو (اور تمہاری اسی احتیاج کی رعایت سے تم کو انفاق کا حکم کیا گیا کیونکہ آخرت میں تم کو ثواب کی حاجت ہوگی اور طریق اس کا
یہی اعمال ہیں اب تم اپنا نفع نقصان سمجھ لو اور اول تو ہم کو کسی عامل کے نفس عمل ہی کی حاجت نہیں) اور اگر (بعض حکمتوں کی وجہ سے دُنیا میں ایسے لوگوں کا
جو کہ اعمال صالحہ کریں رکھنا ہی ہوگا اور) تم (ہمارے احکام سے) روگردانی کروگے تو خدا تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کردیگا (اور) پھر وہ تم جیسے
(روگردانی کرنیوالے) نہ ہونگے (بلکہ نہایت فرمانبردار ہونگے اور یہ کام اُن سے لے لیا جاویگا اور اس طرح وہ حکمت پوری ہوجاویگی)۔ ف فلا تہنوا وتدعوا میں
جو صلح کی ممانعت ہے تو اس سے مراد مطلق صلح نہیں بلکہ صرف وہ صلح جس کا منشا محض ضعف ہمت ہو جو کہ معصیت ہے اور ظاہر ہے کہ جب معصیت ناجائز ہے
اُس پر کسی عمل کا مرتب کرنا بھی جائز نہ ہوگا اور جو صلح کسی مصلحت سے ہو گو وہ مصلحت ضعف قوت جسمانی یا قلت عدد یا قلت سامان ہو و نحو ذالک وہ جائز ہے
اور انتم الاعلون میں جو غلبہ کی بشارت دی ہے اگر یہ خاص مخاطب کے اعتبار سے ہے تب تو کچھ اشکال ہی نہیں کیونکہ اسی طرح واقع ہوا اور اگر عام مومنین کے اعتبار سے ہے
تو دوسری جگہ انتم الاعلون کو ان کنتم مومنین بمعنی کاملی الایمان کے ساتھ مقید فرمایا ہے اور اس کی پوری تحقیق پارہ ششم آیت ومن یتول اللہ ورسولہ الخ
کی تفسیر کے ذیل میں گذری ہے اور ان یسئلکموھا کی تقریر میں سوال کی جس فرد کو ممکن کہا گیا ہے اُسپر اگر یہ شبہ ہو کہ سوال تو خود ہی محال ہے کیونکہ وہ موقوف ہے
احتیاج پر جواب یہ ہے کہ سوال سے مراد مطلق طلب ہے گو بطور امر ہی چنانچہ آیت من ذا الذی یقرض اللہ میں حق تعالیٰ کیطرف استقراض یعنی سوال قرض کی اسناد
اسی معنی کے اعتبار سے خود ثابت ہے اور تبخلوا کے ترجمہ میں جو اکثر کہا گیا وجہ اُس کی یہ ہے کہ اللہ کے بعضے بندے ایسے ہیں کہ وہ خوشی سے سب ہی دیدیتے اور
اگر یہ شبہ ہو کہ پھر تبخلوا میں سب کیطرف کیوں اسناد کردی جواب یہ ہے کہ اسناد ما للاکثر الی الکل مجازاً جائز و شائع فی الکلام ہے اور اس

سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً

فرد ممکن کا عدم وقوع ظاہر ہو کیونکہ جسقدر نفقات واجبہ ابتدائیہ ہیں اُن میں سے کسی میں تمام مال دینا واجب نہیں اور یوں خود کوئی جمیع مال کی نذر کرے تو یہ اُس نے خود التزام کیا ہے اور اُسکے التزام کے بعد شرع کا ایجاب ہوا ہے اور اگر شبہ ہو کہ جان تو جمیع مال سے اعز ہے اُسکے بذل کا کیوں حکم ہوا جواب یہ ہے کہ اُسکی ضرورت صلاح میں انسان کو زیادہ ہے اور بذل جمیع مال اس قدر ضرورت نہیں اور چونکہ وہ منافع نہایت عظیم ہیں اس لیے مشقت عظیمہ کو گوارا کیا گیا اور چونکہ تھوڑی جانوں کے بچانے سے بعد شیوع فساد جو لازم ترک جہاد ہے بہت سی جانیں جاتیں اس لیے تھوڑی جانیں خرچ ہونا گوارا ہوا اور نفع آخرت علاوہ ہے اور تنفقوا کے ترجمہ میں جو تھوڑا سا کہا ہے دلیل اُس کی وقوع ہے اور کلام میں قرینہ اس کا حذف کرنا ہے مفعول تنفقوا کا جس سے یہ بات مستفاد ہوتی ہے کہ نفس انفاق کا تحقق ہونا چاہیئے اور وہ قلیل سے بھی ہو جاتا ہے البتہ تعیین عدم تعیین اس قلیل کی مفوض الی الشرع ہے اور منکم من یبخل کو بعض نے منافقین کی شان میں کہا ہے اس خیال سے کہ مؤمنین سے بخل کا صدور مستبعد ہے لیکن آگے جو ان تتولوا آیا ہے اُسکے متعلق ترمذی کی ایک حدیث میں صحابہؓ کا یہ سوال مروی ہے:- من هؤلاء الذين اذا تولينا استبدلوا بنا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تتولوا کا خطاب مؤمنین کو ہے اور ظاہر ہے کہ سب ضمائر کا مخاطب واحد ہی ہونا مناسب ہے پس ضمیر اول کے مخاطب بھی مؤمنین ہی کو کہنا مناسب ہے رہا یہ کہ اُنسے صدور بخل مستبعد ہے سو اول تو بجز انبیاء و ملائکہ کے ہم کسی کو معصوم نہیں کہتے دوسرے یہ کیا ضرور ہے کہ بخل مذموم واقع ہوا ہو یعنی محض انقباض عن الانفاق مذموم نہیں ہے جبکہ اُسکے مقتضا پر عمل نکیا جاوے رہا عتاب یہ اسلیئے ہو سکتا ہے کہ احیاناً یہ مفضی ہو جاتا ہے عمل کیطرف بھی اسلیئے اسکا ازالہ ضرور ہے اور ان تتولوا میں عدم تولی صحابہ کی یقینی ہے مگر اس سے لازم نہیں آتا کہ قوماً غیرکم پیدا نہ کی گئی ہو البتہ استبدال کی نفی متیقن ہے پس حدیث میں جو اس قوم کی تفسیر مؤمنین اہل فارس سے آئی ہے جو کہ پیدا کیئے گئے اس میں کوئی اشکال نہیں۔ الحمد للہ کہ سورۂ محمدؐ کی تفسیر ختم ہوئی آگے سورۂ فتح آتی ہے انشاء اللہ تعالٰے۔

سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ وَاٰيُهَا تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ كذا في البيضاوي

ربط سورۂ سابقہ کے ختم میں بذل انفس و اموال فی سبیل اللہ کی ترغیب تھی اور اس تمامی سورت میں اس بذل کے چند مواقع مذکور ہیں **فائدہ** اس سورت کی مختلف آیتوں میں متعدد واقعات کیطرف اشارہ ہے سہولت فہم آیات کے لیئے اُن واقعات کو لکھ دینا مناسب معلوم ہوتا ہے **واقعہ اول** حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں خواب دیکھا کہ ہم مکہ میں من و امان کے ساتھ گئے اور عمرہ کر کے حلق و قصر کیا آپ نے یہ خواب صحابہؓ سے بیان فرمایا گو آپ نے تعیین مدت کی نہ فرمائی تھی مگر شدت اشتیاق سے اکثروں کا خیال اس طرف گیا کہ امسال عمرہ میسر ہوگا اور اتفاقاً آپکا قصد بھی عمرہ کا ہو گیا **واقعہ دوم** آپ بقصد عمرہ ہمراہی تخمیناً ڈیڑھ ہزار آدمیوں کے مکہ کو چلے اور ہدی بھی آپکے ساتھ تھی جب یہ خبر مکہ میں پہونچی قریش نے بہت سا مجمع کر کے اتفاق کر لیا کہ آپکو مکہ میں نہ آنے دینگے چنانچہ آپنے حدیبیہ میں جو مکہ سے قریب ہے قیام فرمایا **واقعہ سوم** آپنے مکہ میں ایک قاصد بھیجا کہ ہم لڑنے نہیں آئے ہیں ہمکو آنے دو عمرہ کر کے چلے جائینگے مگر اُس کو کچھ جواب نہ ملا یہانتک کہ آپنے اس کام کے لیئے حضرت عثمانؓ کو بھیجا اور اُن کی زبانی بھی قریش کو یہی پیغام کہلا بھیجا اور بعضے مسلمان مرد اور عورت جو مکہ میں مغلوب و مظلوم تھے اُن کو بشارت کہلا بھیجی کہ اب عنقریب مکہ میں اسلام غالب ہو جاویگا حضرت عثمانؓ کو قریش نے روک لیا اُن کی واپسی میں جو دیر لگی یہاں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمانؓ قتل کر دیئے گئے اُسوقت آپنے اس خیال سے کہ شاید لڑائی کا موقع ہو جاوے سب صحابہؓ سے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر جہاد کی بیعت لی جب قریش نے بیعت کی خبر سنی ڈر گئے اور حضرت عثمانؓ کو واپس بھیجدیا **واقعہ چہارم** پھر مکہ کے چند رؤسا بغرض صلح آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صلحنامہ لکھنا قرار پایا جس پر اول بسم اللہ ہی میں قریش نے جھک جھک کی کہ ہم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھنے دینگے وہاں پرانا کلمہ لکھوایئے باسمک اللھم اور پھر آپکے نام کے ساتھ رسول اللہ لکھنے پر تکرار کی کہ صرف ابن عبد اللہ لکھنا چاہیئے اسپر گفتگو ہوتی رہی اور مسلمانوں کو غصہ بھی آیا اور جوش ہوا کہ تلوار سے معاملہ ایک طرف کر دیا جاوے لیکن آخر آپنے ان دونوں باتوں کو منظور فرمایا اور مسلمانوں نے بھی ضبط کیا اور صلحنامہ لکھا گیا جس میں ایک شرط یہ تھی کہ آپ اس سال واپس چلے جایئے اور سال آئندہ آکر عمرہ کر لیجیئے اور ایک یہ مضمون تھا کہ دس سال تک لڑائی نہوگی چنانچہ آپنے حدیبیہ ہی میں ہدی کو ذبح کیا اور حلق و قصر کر کے احرام کھول دیا اور مدینہ کو تشریف لیچلے **واقعہ پنجم** - حدیبیہ میں قبل صلح ایک واقعہ یہ ہوا کہ ایک جماعت مسلح اہل مکہ میں سے یہاں خفیہ اس ارادہ سے آئی کہ موقع پا کر نعوذ باللہ آپ کا کام تمام کر دیں صحابہؓ نے اُن کو دیکھ لیا اور پکڑ لیا مگر آپنے اُنکو رہا کر دیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں ۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ

بے شک ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے اور آپ پر اپنے احسانات کی تکمیل کر دے اور آپ کو

صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝

سیدھے رستہ پر لے چلے اور اللہ آپ کو ایسا غلبہ دے جس میں عزت ہی عزت ہو ۔

واقعہ پنجم جب آپ مکہ کو چلے تھے تو آپ کو بھی قریش کیطرف سے لڑائی کا شبہہ تھا اسلیے آپ نے زیادہ مجمع کے ساتھ جانا مصلحت سمجھا چنانچہ آپ نے اعراب یعنی اہل دیہات میں بھی اس کا اعلان کرادیا کہ تم کو بھی چلنا چاہیئے مگر یہ لوگ بوجہ نفاق کے نہیں گئے اور آپس میں کہنے لگے کہ مکہ میں بڑا مجمع ہوا ہے ہم تو انکے مقابلہ میں نہیں جاتے اور آپ کی اور مؤمنین کی نسبت کہا کہ یہ لوگ بچکر نہیں آوینگے اور جب آپ واپس تشریف لائے تو حاضر ہو کر جھوٹے جھوٹے عذر کر دیئے۔ **واقعہ ہفتم** آپ حدیبیہ سے مدینہ کو واپس تشریف لاتے تھے کہ راہ میں یہ سورت نازل ہوئی کل یا اکثر علی اختلاف القولین اور سب واقعات ذی قعدہ ۶ھ میں ہوئے **واقعہ ہشتم** آپ حدیبیہ سے واپس تشریف لاکر محرم ۷ھ میں اہل حدیبیہ کو لیکر فتح خیبر کے لیئے جو کہ مدینہ سے شمال میں چار منزل پر شام کی سمت میں یہود کا ایک شہر تھا تشریف لیچلے اور وہ فتح ہوگیا اس میں کوئی شخص متخلفین حدیبیہ سے شریک نہ تھا **واقعہ نہم** ۔ سال آیندہ ذیقعدہ ۷ھ میں آپ حسب معاہدہ بجائے عمرہ فوت شدہ کے پھر عمرہ کے لیئے تشریف لیچلے چنانچہ آپ نے مکہ پہونچ کر امن و امان سے عمرہ ادا فرمایا **واقعہ دہم** صلحنامہ میں جو دس سال لڑائی موقوف رہنے کا معاہدہ لکھا تھا قریش نے نقض عہد کیا آپ نے مکہ پر چڑھائی کی اور رمضان ۸ھ میں اس کو فتح کر لیا جس کی تفصیل شروع تفسیر سورۂ براۃ فائدہ سوم میں گذری ہے یہ سب روایات روح المعانی میں مع تصریح ماخذ موجود ہیں بعض آیات میں دوسرے واقعات کیطرف بھی اشارہ ہے مگر اولاً ان کی تفسیر مختلف فیہ ہے ثانیاً ان کی تفصیل پر تفسیر موقوف نہیں ہے اس لیے وہ ان ہی آیات کے ساتھ لکھ دیئے جاویں گے اب تفسیر شروع ہوتی ہے اول فتح مبین کے ساتھ امتنان حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر مع اس کی غایات عظیمۃ الشان کے ذکر فرماتے ہیں ۔

تہنیت سید المرسلین بفتح مبین مع غایات ملابستہ تقویت دین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝ (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝ بیشک ہم نے (اس صلح حدیبیہ سے) آپکو ایک کھلم کھلا فتح دی (یعنی اس صلح حدیبیہ سے یہ فائدہ ہوا کہ وہ سبب ہو گئی ایک فتح مطلوب یعنی فتح مکہ کا کامیابی پس گو یا یہ صلح ہی فتح ہو گئی اور فتح مکہ کو فتح مبین اس لیے کہا گیا کہ غایت فتح کی غلبہ ہوتا ہے اسلام کا تو نتیجہ اسلام سے یا استسلام سے اور یہی اس کا اثر مطلوب ہے اور فتح مکہ سے اسلام کو اس لیئے نہایت غلبہ ہوا کہ تمام قبائل عرب اس بات کے منتظر تھے کہ اگر آپ اپنی قوم پر غالب آگئے تو ہم بھی اطاعت کر لیں گے چنانچہ جب مکہ فتح ہوا تو چاروں طرف سے قبائل امنڈ پڑے اور خود یا بواسطہ وفد کے حاضر ہو کر اسلام لانا شروع کیا کذا رواہ البخاری عن عمرو بن سلمۃ پس چونکہ آثار غلبہ اسلام کے اس فتح پر زیادہ نمایاں ہوئے اسلیئے اس کو فتح مبین فرمایا گیا اور صلح حدیبیہ اس کا سبب اس طرح ہو گئی کہ اہل مکہ سے آئے دن لڑائی رہا کرتی تھی اور اس وجہ سے مسلمانوں کو اپنی قوت اور سامان بڑھانے کی فرصت اور مہلت نہ ملتی تھی اب جو صلح ہو گئی تو فراغ خاطر سے مسلمانوں نے کوشش کی جس سے بہت سے نئے آدمی مسلمان ہو گئے اور مجمع بڑھ گیا اور فتح خیبر وغیرہ سے سامان بھی درست ہو گیا اور ایسے ہو گئے کہ دوسروں پر دباؤ پڑ سکے پھر قریش کیطرف سے بدعہدی ہوئی تو آپ نے دس ہزار آدمیوں کے ساتھ مقابلہ کے لیئے چلے اہل مکہ اسقدر ڈرے کہ بہت زیادہ لڑائی بھی نہیں ہوئی اور اطاعت قبول کی اور لڑائی اس قدر معمولی اور خفیف ہوئی کہ اہل علم اس میں مختلف ہو گئے کہ مکہ صلحاً فتح ہوا ہے یا عنوۃً غرض اسطور پر

اللغات الفتح ازالۃ الاغلاق وفتح البلد الظفر بہ بحرب او غیرہ لانہ منغلق مالم یظفر بہ فاذا ظفر بہ وحصل فی الید فقد فتح کذا فی الروح ۱۲ ۔ **البلاغۃ قولہ** انا التاکید للاہتمام لا لدفع الانکار **قولہ** فتحنا الاسناد الی ضمیر جمع المتکلم لاظہار عظمۃ الفتح وفائدۃ الخبر الامتنان **قولہ** لیغفر لک اللّٰہ فیہ التفات الی الغیبۃ **قولہ** ینصرک اللّٰہ اظہار الاسم الجلیل لکون النصر خاتمۃ الغایات ۱۲

هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

وہ خدا ایسا ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں تحمل پیدا کیا تاکہ ان کے پہلے ایمان کے ساتھ اُن کا ایمان اور زیادہ ہو اور آسمان اور زمین کا سب لشکر اللہ ہی کا ہے

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ

اور اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا حکمت والا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو ایسی بہشتوں میں داخل کرے جنکے نیچے نہریں جاری ہونگی جن میں ہمیشہ کو رہیں گے اور

يُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ

تاکہ اُنکے گناہ دُور کردے اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے اور تاکہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں

الظَّاۗنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۭ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ

جو کہ اللہ کے ساتھ بُرے بُرے گمان رکھتے ہیں اُن پر بُرا وقت پڑنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ اُن پر غضبناک ہوگا اور ان کو رحمت سے دُور کردیگا اور اُنکے لئے دوزخ تیار کر رکھی ہے اور وہ

مَصِيْرًا ۝ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے اور آسمان اور زمین کا سب لشکر اللہ ہی کا ہے اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے

یہ صلح سبب فتح ہوگئی اسلئے مجازاً و اطلاقاً للمسبب علے السبب اس صلح کو فتح فرمادیا جس میں پیشینگوئی بھی ہے فتح کی آگے اس فتح کے ثمرات دنیویہ و اخرویہ فرماتے ہیں کہ یہ فتح اسلئے میسر ہوئی) تاکہ (اسکے بعد تبلیغ دین کے باب میں جو آپکے مساعی جمیلہ ابتداء سے مبذول ہو رہی ہیں انکا نتیجہ ظاہر ہو یعنی لوگ بکثرت مسلمان ہوں اور اس سبب سے کہ کسی کی کوشش سے کسی کا ایمان لانا موجب اجر مساعی ہوتا ہے گو نفس سعی سے بھی اجر ہوتا ہے لیکن مطابق حدیث من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بہا مسلمان ہونے سے اور زیادہ ثواب ملتا ہے اسلئے اس قبول اسلام خلق کثیر کے صلہ میں آپکا اجر بہت بڑھ جاوے اور کثرت اجر و قرب کی برکت سے) اللہ تعالیٰ آپکے سب اگلے پچھلے (صوری) خطائیں معاف فرمادے اور آپ پر (جو اللہ تعالیٰ) اپنے احسانات (کرتا آتا ہے مثلاً آپکو نبوت دی قرآن دیا بہت سے علوم دیئے بہت سے اعمال کا ثواب دیا اُن احسانات) کی (اور زیادہ) تکمیل کردے (یعنی ایک یہ نعمت دے کہ آپکے ہاتھ پر بہت سے آدمی مسلمان ہوں جس سے آپکا اجر اور قرب بڑھے یہ دو نعمتیں تو اخروی ہیں جن کا حاصل دفع مضرت اخروی و حصول منفعت اُخروی ہے اور دفع مضرت کے اہم ہونے سے اُسکو لیغفر الخ میں مقدم فرمایا اور (دو نعمتیں دنیوی ہیں ایک یہ کہ) آپکو (بے کسی کے کھٹکے کے دین کے) سیدھے رستہ پر لیچلے (اور پہلے سے بھی صراط مستقیم پر چلنا یقینی ہے لیکن اس میں کفار مزاحم و مصادم ہوتے تھے) اور (دوسری دنیوی نعمت یہ کہ) اللہ آپکو ایسا غلبہ دے جس میں عزت ہی عزت ہو (یعنی جسکے بعد پھر آپکو کبھی دبنا ہی نہ پڑے جیسا اسکے قبل کبھی کبھی مسلمانوں کو بمصلحت دبنا پڑا ہے پس ہدایت کا حاصل نفی ہے مغلوبیت کی جو کہ دفع مضرت ہے اور نصر کا حاصل اثبات ہے غالبیت کا جو کہ حصول منفعت ہے اور یہ مفہوم زائد ہے مفہوم اول سے چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا اور رفتہ رفتہ تمام جزیرہ عرب پر آپکا تسلط ہوگیا) **ف** ۔ لیغفر لک اللہ الخ میں لام کی یہ توجیہ سب سے اسہل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ فتح سبب ہے اسلام خلق کا اور اسلام خلق سبب ہے کثرت اجر و قبول عند اللہ کا اور کثرت اجر و قبول عند اللہ سبب ہے غفران کا اور سبب کا سبب بھی سبب ہے پس فتح سبب مغفرت ہوگیا اور بقیہ میں سببیت اور زیادہ ظاہر ہے اور اس مغفرت ذنوب کی حقیقت سورۂ محمد کے رکوع اول کے ختم پر گذر چکی ربط اوپر اُن نعمتوں کا ذکر تھا جو اس واقعہ میں آپکے متعلق تھیں آگے اُن نعمتوں کا ذکر ہے جو اس واقعہ میں آپکے ہمراہی مومنین کے متعلق ہیں اور تتمیم مقابلہ کے لئے کفار کی نقمت کا بھی اسکے تبعاً ذکر فرمایا

ذکر نعم بر مومنین و نقم بر کافرین

هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وہ خدا ایسا ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں تحمل پیدا کیا (جسکے دو اثر ہیں ایک

النحو قولہ لیدخل بدل اشتمال من قولہ لیزدادوا قولہ ظن السوء السوء مصدر بمعنی اسم الفاعل اضیف الیہ الموصوف قولہ علیہم دائرۃ السوء انظر ما علقت علی مثل ہذہ الجملۃ فی مفتتح الجزء الحادی عشر اعنی یعتذرون ۱۲

بیعت جہاد کے وقت جہاد کی ہمت وعزم رکھنا جس کا ذکر آیت لقد رضی اللہ عن المؤمنین الی قولہ فانزل السکینۃ الخ میں ہے اور دوسرا اثر کفار کی ضد بیجا کے وقت جوش کو ٹھنڈا کرنا جس کا ذکر واقعہ چہارم میں ہوا ہے اور جس کا ذکر آگے فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ میں آتا ہے پس سکینہ اس آیت میں عام ہے اور آگے دو موقعوں پر اس کی ایک ایک فرد خاص مذکور ہے اور یہ تحمل اس لئے پیدا کیا) تاکہ اُنکے پہلے ایمان کے ساتھ انکا ایمان اور زیادہ ہو (اس طرح سے کہ سکینۂ اول سے عزم علی القتال ہوا اور سکینۂ ثانیہ سے کف عن القتال ہوا اور یہ دونوں امر چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے امر اور رضا کے موافق تھے پس دونوں میں اطاعت ہوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کی ہر اطاعت سے نورِ ایمان بڑھتا ہے) اور (تم عزم علی القتال میں کبھی کثرت جنود کفار پر نظر کر کے پس وپیش نہ کرنا اور اسی طرح کف عن القتال میں جبکہ تم ہی مامور بہ ہو جیسا حدیبیہ میں اس کا وقوع ہوا یہ مت خیال کرنا کہ افسوس صلح ہو گئی اور کفار بچ گئے اُنکو سزا نہ ہوئی پس نہ اُس میں تردد کرنا نہ اس میں خیال لانا کیونکہ) آسمان وزمین کا سب لشکر (جیسے ملائکہ و دیگر مخلوقات یہ سب) اللہ ہی کا (لشکر) ہے (پس امر بالقتال میں تمہاری قلت کا تدارک اپنے جنود سے کر سکتا ہے اور گو اس کی کبھی ضرورت نہیں لیکن یہ بھی ایک طریقہ تائید کا ہے چنانچہ اس کا وقوع کبھی بار ہا ہوا ہجرت میں ایدہ بجنود لم تروہا بدر میں یمددکم ربکم بخمسة آلاف احزاب میں وجنودا لم تروہا حنین میں انزل جنودا لم تروہا اور اسی طرح امر بالکف میں یہ نہ خیال کرو کہ اگر ہمکو امر بالقتال ہو جاتا تو اُنکو ہلاک کر دیتے کیونکہ انکا ہلاک ہونا کچھ تم پر موقوف نہیں اگر ہم چاہیں اپنے اس دوسرے جنود سے ہلاک کر سکتے ہیں لیکن چونکہ اسوقت صلح میں حکمت تھی جس میں سے بعض کا بیان انا فتحنا لک الخ کی تقریر میں ہو چکا ہے) اور اللہ تعالیٰ (مصلحتوں کا) بڑا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے (جب قتال میں مصلحت ہوتی ہے اُس کا حکم دیتا ہے اسوقت اُس میں پس وپیش نہ کرنا چاہیے اور جب ترک قتال میں مصلحت ہوتی ہے اس کا حکم دیتا ہے اسوقت اُس میں کوئی رنج وافسوس نہ کرنا چاہیے آگے اسی غایت ازدیاد ایمان کو دوسرے عنوان سے جو کہ ثمرہ ہے ازدیاد ایمان کا بیان فرماتے ہیں یعنی) تاکہ اللہ تعالیٰ (اس اطاعت کی بدولت) مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو ایسی بہشتوں میں داخل کرے جنکے نیچے نہریں جاری ہونگی جن میں ہمیشہ کو رہینگے اور تاکہ (اُس طاعت کی بدولت) اُنکے گناہ دور کر دے (لان الاطاعۃ یعم التوبۃ وسائر الحسنات ومجموعہا مکفرۃ لمجموع السیئات) اور یہ (جو کچھ مذکور ہوا) اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے (اور لیدخل الخ بھی مثل لیزدادوا متعلق انزل السکینۃ کے ہے اور انزل السکینۃ بواسطہ ازدیاد ایمان کے سبب اس یدخل الخ کا ہے اس طرح سے کہ انزل السکینۃ سبب ہے اطاعت کا اور اطاعت سبب ہے یدخل الخ کا۔ اور اس بشارت میں عورتوں کے شامل ہونے کی نسبت یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ وہ تو حدیبیہ میں شریک نہ تھیں بات یہ ہے کہ مدار فضیلت کا اطاعت ہے خواہ اس امر خاص میں ہو جیسا اہل حدیبیہ سے صدور ہوا یا دوسرے امور میں ہو اور اُس میں مؤمنات بھی شریک ہیں نیز اسکے بڑھا دینے سے ایک گونہ عورتوں کی تسلی بھی ہے جو فضائل اہل حدیبیہ کو سُن کر ممکن تھا کہ شکستہ دل ہوتیں کہ ہم محروم ہیں اسلئے بتلا دیا کہ مدار اطاعت ہے تو جو کام تمہارے لئے ہیں تم اُن میں اطاعت کرو کہ تم بھی اُن بشارات کی مستحق ہو گی) اور (چونکہ آیت انزل السکینۃ الخ مقام مدح مؤمنین کا ہے اور مقام مدح اغلب محاورات میں مقتضی ہوتا ہے اختصاص ممدوح کو ممدوح بہ کے ساتھ اسلئے وہ آیت اسپر بھی دال ہے کہ یہ سکینہ غیر مؤمنین کے قلب میں نازل نہیں کیا گیا پس گویا مجموعہ کلام اس طرح ہوا کہ ھو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المؤمنین لم ینزل السکینۃ فی قلوب غیر المؤمنین اور اول جزو کی علت غائیہ لیزدادوا الی قولہ یدخل میں مذکور ہوئی اور جزو ثانی کی علت غائیہ آگے ارشاد فرماتے ہیں کہ کفار کو مطلق سکینہ سے اس کا اول ثمرہ ایمان ہے اسلئے محروم رکھا کہ اُنکو ایمان کی کبھی توفیق نہ ہوئی) تاکہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو (بوجہ اُنکے کفر کے) عذاب دے جو کہ اللہ کے ساتھ بُرے بُرے گمان رکھتے ہیں (اس بُرے گمان میں عقائد شرکیہ وکفریہ بھی سب داخل ہیں اور اُن میں رسول کی تکذیب امر نبوت و وعدۂ غلبۂ اسلام وغیرہ میں بھی داخل ہے اور اس میں تعریض ہے کفار مکہ کے ساتھ بھی جنہوں نے اس واقعہ میں آپ سے مزاحمت کی اور ضد باندھی اور منافقین مدینہ کے ساتھ بھی کہ اس واقعہ میں بوجہ عداوت کے اُنکے تمنی تھی کہ مسلمان بچ کر نہ آویں اور غلبۂ اسلام کی نسبت جو اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں جنکے منجانب اللہ ہونے پر دلائل قطعیہ قائم ہیں اُنکو غلط سمجھتے تھے وھو المراد فیما سیاتی من قولہ بل ظننتم ان لن ینقلب الرسول والمؤمنون الخ اور چونکہ مدار اس تعذیب کا کفر ہے اسلئے منافقات ومشرکات کو بھی شامل کر لیا نیز اس واقعہ میں بالخصوص بھی آپکے ساتھ مخالفت ہونے میں کافر عورتیں بھی شریک ہیں گو دل ہی سے سہی جیسا کہ استحسان قتال یا استحسان صلح میں مسلمان عورتیں بھی شریک تھیں گو دل ہی سے سہی پس دونوں جگہ عورتوں کے ذکر کی یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے آگے ان سب کفار کے لئے وعید ہے کہ دنیا میں) اُنپر بُرا وقت پڑنیوالا ہے (چنانچہ مشرکین چند ہی روز بعد مقتول ومأخوذ ہوئے اور منافقین کی تمام عمر حسرت اور پریشانی میں کٹی کہ اسلام بڑھتا تھا اور وہ گھٹتے جاتے تھے یہ تو دنیا میں ہوگا) اور (آخرت میں) اللہ تعالیٰ اُنپر غضبناک ہوگا اور اُنکو رحمت سے

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ

ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا اور ڈرانیوالا کرکے بھیجا ہے تاکہ تم لوگ اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اُس کی مدد کرو اور اُس کی تعظیم کرو اور صبح و شام اُس کی تسبیح میں

بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۚ فَمَن نَّكَثَ

لگے رہو۔ جو لوگ آپ سے بیعت کررہے ہیں تو وہ اللہ سے بیعت کررہے ہیں۔ خدا کا ہاتھ اُنکے ہاتھوں پر ہے۔ پھر جو شخص عہد توڑے گا

فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝

سو اُسکے عہد توڑنے کا وبال اُسی پر پڑے گا اور جو شخص اُس بات کو پورا کریگا جس پر خدا سے عہد کیا ہے تو عنقریب خدا اُس کو بڑا اجر دیگا۔

دور کر دیگا اور اُنکے لیے اُسنے دوزخ تیار کر رکھی ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے اور (آگے اس وعید کی تاکید ہے کہ) آسمان اور زمین کا سب لشکر اللہ ہی کا ہے اور اللہ تعالےٰ زبردست (یعنی پوری قدرت والا ہے اگر چاہتا کسی لشکر سے ان سب کی ایکدم سے صفائی کر دیتا کہ یہ اسکے مستحق ہیں لیکن چونکہ وہ) حکمت والا ہے (اسلئے بمصلحت عقوبت میں توقف فرماتا ہے) ف اوپر بھی وللہ جنود السمٰوٰت الخ آیا ہے مگر وہاں اس سے مقصود تھا مومنین کے غالب کرنے پر قادر ہونا جسکا حاصل تسلیہ ہے اور یہاں مقصود ہے کفار کے مقہور کرنے پر قادر ہونا جسکا حاصل تہدید ہے جیسا ترجمہ کی تقریر سے دونوں جگہ ظاہر ہے اور اسی لیے یہاں تتمہ کے ساتھ عزیزاً فرمایا جو دال علی القہر ہے بخلاف وہاں کے پس تکرار لازم نہیں آیا۔ ربط اوپر جن نعمتوں کا مسلمانوں پر ذکر تھا چونکہ معطی حقیقی اُن کا حق تعالیٰ ہے اور واسطہ عطا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں آگے اللہ و رسول کے حقوق کا اور اُن حقوق کے بجالانیوالوں کی فضیلت کا اور نہ بجالانیوالوں کی مذمت کا بیان ہے ۔

بیان حقوق اللہ و رسول مع وعد و وعید اہل امتثال و اہل اخلال

(إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا (الیٰ قولہ) فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو (اعمال اُمت پر قیامت کے دن) گواہی دینے والا (عموماً) اور (دنیا میں خصوصاً مسلمانوں کے لیے) بشارت دینے والا اور (کافروں کے لیے) ڈرانیوالا کرکے بھیجا ہے (اور اے مسلمانو ہم نے انکو اسلیے رسول بناکر بھیجا ہے) تاکہ تم لوگ اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اُس (کے دین) کی مدد کرو اور اُس کی تعظیم کرو (عقیدۃً بھی کہ اللہ تعالےٰ کو موصوف بالکمالات منزہ عن النقائص سمجھو اور عملاً بھی کہ اطاعت کرو) اور صبح و شام اُس کی تسبیح (و تقدیس) میں لگے رہو (اگر نماز سے تفسیر کیجاوے تو صبح و شام کی فرض نمازیں مراد ہونگی ورنہ مطلق ذکر گو مندوب ہو مراد ہوگا۔ آگے بعض حقوق خاصہ کے متعلق ارشاد ہے کہ) جو لوگ آپ سے (حدیبیہ کے روز اس بات پر) بیعت کر رہے ہیں (یعنی بیعت کرچکے ہیں کہ جہاد سے بھاگیں گے نہیں) تو وہ (واقع میں) اللہ تعالےٰ سے بیعت کر رہے ہیں (کیونکہ مقصود آپ سے اس بیعت کرنا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے احکام بجالاوینگے اور جب یہ بات ہے تو گویا) خدا کا ہاتھ اُنکے ہاتھوں پر ہے (یہ تاکید ہے ماقبل کی کیونکہ یہ بھی کنایہ ہے بیعت سے) پھر (بعد بیعت کے) جو شخص عہد توڑیگا (یعنی بجائے طاعت کے مخالفت کریگا) سو اُسکے عہد توڑنے کا وبال اُسی پر پڑیگا اور جو شخص اُس بات کو پورا کریگا جس پر (بیعت میں) خدا سے عہد کیا ہے تو عنقریب خدا اُسکو بڑا اجر دیگا۔ ف اس بیعت کا ذکر واقعہ سوم میں گذر چکا ہے اور چونکہ لفظ عام ہے اسلیے جس عہد واجب الایفا کو توڑیگا اسکے لیے یہی وعید ہے اور بیعت متعارفہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ مراد مطلق عہد ہے خواہ صراحۃً یا التزاماً مثلاً ایمان لانا تمام احکام کا التزام کرلینا ہے یا لزوماً جیسا ایمان لانا بنا بر عہد الست کے سب پر واجب ہے اور بیعت متعارفہ کے توڑنے کو یہ وعید شامل بھی نہیں کیونکہ اگر ایک پیر سے قطع تعلق کردیا لیکن احکام الٰہیہ ضروریہ خلال اعتقادی یا عملی نہیں واقع کیا فرد برابر گناہ نہیں البتہ بلا ضرورت شرعیہ یہ امر موجب برکتی ہے اور ممکن ہے کہ بواسطہ مفضی الی المعصیت ہوجاوے اور شرعی ضرورت سے واجب ہے جیسے کسی غیر متشرع شخص سے بیعت ہوجاوے تو اُس سے

اختلاف القراءة

فی قراءۃ الاکثر من اوفی بما عاہد علیہ بکسر الہاء کذا فی غیث النفع وہو الشائع واما ضمہا فلان الاصل فی ہذہ الہاء الضم بعد الفتحۃ والالف والسکون نحو انہ ولہ وہلاہ و بسبعۃ منہ انما یجوز کسرہا بعد الیاء نحو علیہم الیہم بعد الکسر نحو بہ بدارہ وضمہا جائز فی الموضعین لانہ الاصل وانما کسرت لتجانس ما قبلہا من الیاء والکسر کذا فی عنا

اللغات التعزیر النصر یبایعون مفاعلۃ من البیع یقال بایع السلطان مبایعۃ اذا ضمن بذل الطاعۃ بما رضخ لہ وکثیرا ما تقال علی البیعۃ المعروفۃ للسلاطین ونحوہم وان لم یکن رضخ ۱۲

النحو قولہ لتؤمنوا متعلق بمقدر دل علیہ انا ارسلناک ای ارسلناہ الیکم ایہا الناس لتؤمنوا ۱۲

البلاغۃ قولہ یبایعونک البیعۃ وقعت قبل نزول الآیۃ فالتعبیر بالمضارع لاستحضار الحال الماضیۃ ۱۲

من الالف اء فقلما سے ۃ السقۃ وقد الضاد ومن ضم الدار قال ان الہاء فی علیہ حقہا ان تکون الفا کما تثبت الالف مع الظاہر فلیست الیاء اصلی الالف فکما ان الہاء تضم بعد الالف فکذلک تضم بعد الیاء المبدلۃ منہا ومن

سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِم

جو دیہاتی پیچھے رہ گئے وہ عنقریب آپ سے کہیں گے کہ ہم کو ہمارے مال اور عیال نے فرصت نہ لینے دی سو ہمارے لیے معافی کی دعا کر دیجیے یہ لوگ اپنی زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں

مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ لَكُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۚ بَلْ كَانَ اللَّهُ

جو ان کے دل میں نہیں ہیں آپ کہہ دیجیے کہ سو وہ کون ہے جو خدا کے سامنے تمہارے لیے کسی چیز کا اختیار رکھتا ہو اگر اللہ تعالیٰ تم کو کوئی نقصان یا کوئی نفع پہونچانا چاہے بلکہ اللہ تعالیٰ

بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ بَلْ ظَنَنتُمْ أَن لَّن يَنقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ ذَٰلِكَ

تمہارے سب اعمال پر مطلع ہے بلکہ تم نے یہ سمجھا کہ رسول اور مومنین اپنے گھر والوں میں کبھی لوٹ کر نہ آویں گے اور یہ بات تمہارے

فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ وَكُنتُمْ قَوْمًا بُورًا ۝ وَمَن لَّمْ يُؤْمِن بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ

دلوں میں اچھی بھی معلوم ہوتی تھی اور تم نے برے برے گمان کیے اور تم برباد ہونے والے لوگ ہوگئے اور جو شخص اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان نہ لاوے گا سو ہم نے کافروں کے لیے دوزخ

سَعِيرًا ۝ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝

تیار کر رکھی ہے اور تمام آسمان و زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے وہ جس کو چاہے بخشدے اور جس کو چاہے سزا دے اور اللہ تعالیٰ بڑا غفور رحیم ہے۔

قطع تعلق واجب ہے اور ید اللہ فوق ایدیہم سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ بیعت کے وقت ہاتھ میں ہاتھ لینا ضرور ہے یا یہ کہ شیخ بیعت لینے والے کا ہاتھ اوپر ہی ہونا ضرور ہے حاصل یہ ہے کہ یہ عبارت ہے مطلق بیعت یعنی ضمان طاعت سے اور ید اللہ میں حقیقی معنی متشابہات میں سے ہیں اس میں زیادہ تفتیش نہ کریں ربط اوپر سفر کار حدیبیہ کے بیان تھے آگے متخلفین کے فضائح ہیں جن کا قصہ واقعہ ششم میں ذکر ہو چکا ہے۔

فضائح متخلفین منافقین

سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ جو دیہاتی (اس سفر سے) پیچھے رہ گئے (اور شریک نہیں ہوئے) وہ عنقریب (جبکہ آپ مدینہ پہونچیں گے کیونکہ یہ سورت رستہ میں نازل ہوئی ہے جیسا واقعہ ہفتم میں مذکور ہے) آپ سے (سخن تراشی کے طور پر) کہیں گے کہ (ہم جو آپ کے ساتھ شریک نہیں ہوئے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ) ہم کو ہمارے مال و عیال نے فرصت نہ لینے دی (یعنی ان کی ضروریات میں مشغول رہے ورنہ ضرور شریک ہونے کا ارادہ تھا) سو ہمارے لیے (اس کوتاہی کی) معافی کی دعا کر دیجیے (باوجود عذر صحیح کے استغفار کی درخواست اگر غیر مخلص کی طرف سے ہو ریا و فی الاخلاص پر محمول ہو سکتا ہے اور اگر مخلص کی طرف سے ہو تو اس کی بنا یہ ہے کہ عذر کا عذر ہونا اکثر امر اجتہادی ہوتا ہے اور اجتہاد کا مدار تحری پر ہوتا ہے اس میں بعض اوقات تسویل نفسانی و شیطانی سے تاول یا عمل بمقتضائے تاول بیجا کوتاہی ہو جاتی ہے لہٰذا استغفار کی حاجت ہوتی ہے آگے حق تعالیٰ ان کی تکذیب فرماتے ہیں کہ) یہ لوگ اپنی زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہیں (مطلب یہ کہ ان کا یہ عذر متضمن کئی مضمونوں کو ہے ایک یہ کہ ہم کو فرصت نہ تھی دوسری یہ کہ ہمارا ارادہ شریک ہونے کا تھا تیسرے یہ کہ ہم آپ کے استغفار کے مفید ہونے کے معتقد ہیں حالانکہ خود اپنے دل میں ان امور کو صحیح نہیں سمجھتے امرین اولین میں بوجہ عدم وقوع کے اور امر ثالث میں بوجہ عدم اعتقاد نبوت کے آگے آپ کو تلقین رد کی کہ جب لوگ آپ سے یہ عذر پیش کریں تو) آپ (ان سے جواب میں) کہہ دیجیے کہ (اول تو یہ عذر مطابق واقع کے بھی ہوتا تب بھی حکم قطعی کے ہوتے ہوئے محض لغو ہے کیونکہ وہ عذر واقع میں تو قضا و قدر سے بچا نہیں سکتا چنانچہ جو عذر تم نے بیان کیا ہے سو ہم اسی کے متعلق تم سے پوچھتے ہیں کہ) وہ کون ہے جو خدا کے سامنے تمہارے لیے (از قبیل نفع و ضرر کے) کسی چیز کا (کچھ بھی) اختیار رکھتا ہو اگر اللہ تعالیٰ تم کو کوئی نقصان یا کوئی نفع پہونچانا چاہے (تمہارے نفس میں یا مال میں یا اہل میں اور ظاہر ہے کہ کوئی ایسا نہیں پس ثابت ہوا

اللغات	
فمن یملک لکم فی الروح الملک الامساک بقوۃ لانہ بمعنی الضبط وہو حفظ عن حزم وحاصل الآیۃ لا احد یدفع ضرہ ولا نفعہ وقالت فالملک ہہنا عام للنفع والضر واکثر ما یستعمل فی الضر والشر کما ورد فی الآیات	البورۃ۔ قولہ بورا مصدر بمعنی اسم الفاعل او جمع بائر بمعنی ہالک ۱۲

سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انْطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ ۖ يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ ۚ

جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے وہ عنقریب جب تم غنیمتیں لینے چلو گے کہیں گے کہ ہم کو بھی اجازت دو کہ ہم تمہارے ساتھ چلیں وہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ خدا کے حکم کو بدل ڈالیں۔

قُلْ لَنْ تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِنْ قَبْلُ ۖ فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا

آپ کہہ دیجیے کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے خدا تعالیٰ نے پہلے سے یوں ہی فرما دیا ہے تو وہ لوگ کہیں گے بلکہ تم لوگ ہم سے حسد کرتے ہو بلکہ خود یہ لوگ بہت کم بات سمجھتے ہیں

قَلِيلًا ۞ قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ ۖ

آپ ان پیچھے رہنے والے دیہاتیوں سے کہہ دیجیے کہ عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں کی طرف بلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہونگے کہ یا تو اُن سے لڑتے رہو یا وہ مطیع ہو جاویں

فَإِنْ تُطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا ۖ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۞ لَيْسَ عَلَى

سو اگر تم اطاعت کرو گے تو تم کو اللہ تعالیٰ نیک عوض دیگا اور اگر تم روگردانی کرو گے جیسا اسکے قبل روگردانی کر چکے ہو تو وہ دردناک عذاب کی سزا دے گا نہ اندھے پر

الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ ۗ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ

کوئی گناہ ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی گناہ ہے اور نہ بیمار پر کوئی گناہ ہے اور جو شخص اللہ و رسول کا کہنا مانے گا اُس کو ایسی جنتوں میں داخل

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَمَنْ يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا ۞

کرے گا جنکے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور جو شخص روگردانی کریگا اُسکو دردناک عذاب کی سزا دے گا۔

ع ۱۰

کہ واقع میں کوئی عذر دافع قضا و قدر نہیں مگر جہاں شریعت نے مصلحت سمجھا حکمت تسلیہ نفس وغیرہ کے لیے بہت سے مواقع پر عذر واقعی کو رخصت کا مدار قرار بھی دیدیا ہے سو جہاں شریعت نے اُس کا اعتبار نہیں کیا اور حکم قطعی کر دیا جیسا محل بحث میں ہے وہاں عذر واقعی بھی ناپذیرا ہو گا دوسرے یہ عذر واقعی بھی نہیں جیسا آگے آتا ہے اور تم یوں سمجھتے ہو گے کہ مجھ کو اس کی خبر نہیں ہوئی سو واقع میں ایسا نہیں ہے) بلکہ اللہ تعالیٰ (نے جو کہ) تمہارے سب اعمال پر مطلع ہے (مجھ کو بذریعہ وحی کے اطلاع کر دی ہے کہ تمہاری تخلف کی وجہ وہ نہیں ہے جو تم نے بیان کی ہے) بلکہ (اصل وجہ یہ ہے کہ) تم نے یہ سمجھا کہ رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) اور (ہمراہی) مومنین اپنے گھر والوں میں کبھی لوٹ کر نہ آویں گے (بلکہ مشرکین سب کی صفائی کر دینگے) اور یہ بات تمہارے دلوں میں اچھی بھی معلوم ہوتی تھی (یعنی بوجہ عداوت رسول و مومنین کے اسی خیال کے موافق تمنا بھی تھی) اور تم نے بُرے بُرے گمان کیے (جس کا بیان اوپر الظانین باللہ الخ میں ہو چکا ہے) اور تم (ان بُری گمانوں کی وجہ سے جو کہ خیالات کفریہ ہیں) برباد (یعنی مستحق عذاب) ہونیوالے لوگ ہو گئے اور (اگر ان وعیدوں کو سن کر تم ایمان لے آؤ تو بہتر ورنہ) جو شخص اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان نہ لاویگا سو ہم نے کافروں کے لیے دوزخ تیار کر رکھی ہے اور (مومن و غیر مومن کے لیے قانون مذکور مقرر کرنے سے تعجب نکیا جاوے کیونکہ) تمام آسمان و زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے وہ جسکو چاہے بخشدے اور جسکو چاہے سزا دے (چنانچہ مومن کے لیے مغفرت اور کافر کے لیے عذاب چاہا اور اسی طرح ٹھیرا دیا) اور (گو کافر مستحق سزا ہوتا ہے لیکن) اللہ تعالیٰ (ایسا) بڑا غفور رحیم ہے (کہ وہ بھی اگر ایمان لے آوے اُس کو بھی بخشدیتا ہے) ف بعض تفاسیر میں ہے کہ ان میں سے بہت سے تائب و مخلص ہو گئے تھے ربط اوپر قل فمن یملک الخ میں متخلفین سے واقعہ حدیبیہ کے متعلق گفتگو کا حکم تھا آگے اور دو واقعوں کے متعلق ان سے گفتگو کا حکم ہے۔

امر بخطاب مع المتخلفین متعلق بعض واقعات دیگر

سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انْطَلَقْتُمْ (الی قولہ) وَمَنْ يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا ۞ جو لوگ (سفر حدیبیہ سے) پیچھے رہ گئے تھے وہ عنقریب جب تم (خیبر کی) غنیمتیں لینے چلو گے (مطلب یہ کہ جب خیبر فتح کرنے چلو گے جہاں غنیمت ملنے والی ہے پس انطلاق الی خیبر یا انطلاق الی مغانم ہے حاصل یہ کہ جب خیبر کو جانے لگو گے تو یہ لوگ تم سے) کہیں گے کہ ہم کو بھی اجازت دو کہ ہم تمہارے ساتھ (خیبر کو) چلیں (اور وجہ اس درخواست کی طمع تھی غنیمت کی جس کا حصول قرائن سے اُن کو متوقع تھا

النحو قولہ تقاتلونہم فی الروح الجملۃ مستانفۃ للتعلیل کما فی قولک سیعوک الامیر بحر بکما اویکبت عدوک ۱۲ ا

ملحقات الترجمۃ قولہ فی بل کان اللہ مجھ کو بذریعہ الخ اشارۃ الی ان المقصود بالاضراب اطلاعہ صلے اللہ علیہ وسلم علیہ اقیم المذکور مقامہ لکونہ سببا لہ فافہم ۱۲

بخلاف سفر حدیبیہ کے کہ اسمیں زحمت بلکہ ہلاکت زیادہ متوقع تھی آگے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ) وہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ خدا کے حکم کو (جو کہ اس واقعہ کے متعلق ہوا ہے کہ بجز اہل حدیبیہ کے خیبر اور کوئی نہ جاوے بالخصوص متخلفین لوگ اُس حکم کو) بدل ڈالیں (یعنی مسلمانوں سے اس کی درخواست کرنا گویا یہ درخواست ہے کہ مسلمان خدا کے حکم کے خلاف کریں جو اُنکے لئے شرعاً ممتنع ہے اور بایں معنی تبدیل کا فاعل مسلمان ہونگے لیکن چونکہ وہ لوگ بوجہ اس درخواست کے اس تبدیل کا سبب ہیں لہٰذا اُن کی طرف اسکی نسبت کیگئی اور تبدیل بالمعنی المذکور کے وقوع سے افعال وصفات الٰہیہ میں کوئی نقص نہیں آتا کیونکہ وہ حکم تشریعی تھا لیکن مؤمنین کا آثم ہونا لازم آتا ہے حاصل مطلب یہ ہوا کہ وہ اس کی درخواست کرتے ہیں کہ تم گناہ کے مرتکب ہو سو) آپ کہدیجئے کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے (یعنی ہم اس درخواست کو منظور نہ کرینگے اور تم کو ساتھ لیجا کر گناہگار نہ ہونگے کیونکہ ہم کو) خدا تعالیٰ نے پہلے سے یونہی فرمادیا ہے (یعنی یہی حکم دیدیا ہے کہ اوروں کو مت لیجانا اور پہلے سے[ع] اسلیئے کہا کہ حدیبیہ سے واپسی میں یہ حکم ہوگیا تھا یا تو وحی غیر متلو سے یا اس آیت سے واثابهم فتحا قريبا ومغانم كثيرة يأخذونها کہ ماضی کا صیغہ تیقن وعدہ کے وجہ سے ہے اور ضمیر ہم کا مرجع خاص اہل حدیبیہ ہیں جیسا اوپر اُن ہی کا ذکر ہے اور حضور کو اُس کا مطلب بھی سمجھا دیا گیا ہو[لہ] آگے اُنکے جواب کی اطلاع پیشین گوئی کے طور پر فرماتے ہیں کہ جب آپ اُنکو یہ جواب دینگے) تو وہ لوگ کہینگے (اور ظاہر یہ ہے کہ آپکے سامنے کہنا مراد نہیں بلکہ اوروں سے کہینگے کہ ہمارے نہ لے چلنے کو جو خدا کا حکم بتلایا جاتا ہے یہ بات نہیں ہے) بلکہ تم لوگ ہم سے حسد کرتے ہو (اسلیئے ہمارا شریک غنیمت ہونا گوارا نہیں حالانکہ ان مسلمانوں میں حسد کا نام ونشان نہیں) بلکہ خود یہ لوگ بہت کم بات سمجھتے ہیں (اس لئے مسلمانوں کے جواب کو حسد پر محمول کرتے ہیں اگر سمجھدار ہوتے تو وحی کی تو ضرور ہی تصدیق کرتے اور عجب نہیں کہ تخصیص خیبر باہل حدیبیہ کی وجہ اور انکے حرمان کی وجہ یہ بھی سمجھ لیتے[عٰ] چنانچہ اہل حدیبیہ کا ایک خطرہ عظیمہ میں اپنے کو واقع کردینا اور پھر ظاہراً ناکامی کے ساتھ لوٹ آنے کا اس تخصیص کے لئے مقتضی ہونا اور منافقین کی خود غرضی کا اس حرمان کے لئے مقتضی ہونا کچھ زیادہ خفی نہیں ہے اور غزوۂ خیبر میں اسی حکم پر عمل بھی ہوا جیسا کہ واقعہ ہشتم میں مذکور ہوا یہ مضمون خیبر کے متعلق ہوا آگے ایک دوسرے واقعہ کے متعلق گفتگو کے لیئے ارشاد ہے کہ) آپ ان پیچھے رہنے والے دیہاتیوں سے (یہ بھی) کہدیجئے کہ (اگر ایک خیبر میں نہ گئے نہ سہی ثواب حاصل کرنیکے اور بھی مواقع آنیوالے ہیں چنانچہ) عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں سے لڑنے کی طرف بلائے جاؤگے جو سخت لڑنے والے ہونگے (مراد اس سے فارس روم کے غزوات ہیں کذا فی الدر عن ابن عباس رض کہ اُن کی فوجیں قواعد دان باسامان تھیں کہ) یا تو اُن سے لڑتے رہو یا وہ مطیع (اسلام) ہوجاویں (خواہ اسلام سے یا جزیہ سے مطلب یہ کہ اس کام کے لئے بلائے جاؤگے) سو (اُسوقت) اگر تم اطاعت کروگے (اور اُنسے جہاد کروگے) تو تم کو اللہ تعالیٰ نیک عوض دیگا (یعنی جنت) اور اگر تم (اُسوقت بھی) روگردانی کروگے جیسا اسکے قبل (حدیبیہ وغیرہ میں) روگردانی کرچکے ہو تو دردناک عذاب کی سزادے گا (مراد دوزخ ہے البتہ دعوت الی الجہاد سے بعضے معذور مستثنٰے بھی ہیں چنانچہ) نہ اندھے پر کوئی گناہ ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی گناہ ہے اور نہ بیمار پر کوئی گناہ ہے اور (فان تطيعوا الخ میں جو خاص مجاہد متخلف کے لیئے وعدہ وعید مذکور ہے کچھ اُن کی تخصیص نہیں بلکہ قاعدۂ کلیہ[لہ] ہے کہ) جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا مانے گا اُسکو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی اور جو شخص (حکم سے) روگردانی کرے گا اُس کو دردناک عذاب کی سزادیگا **ف** قل لن تتبعونا میں جو کلمہ لن ہے مطلق تابید کے لیئے نہیں بلکہ خاص غزوۂ خیبر کے اعتبار سے ہے اور اُسکے ختم تک تابید ہے پس صاحب روح نے صاحب بحر سے جو نقل کیا ہے کہ اُن مخلفین میں سے مزینہ اور جہینہ قبائل بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعض غزوات میں شریک ہوئے اُس سے معارضہ نرہا اور فارس وغیرہ کے غزوات میں ان اعراب مذکورین کو حضرت عمر رضہ نے اپنی خلافت میں بلایا کذا فی الدر المنثور اور بعض تفاسیر میں ہے کہ یہ لوگ دل سے شریک بھی ہوئے اور مغانم خیبر کی تخصیص اہل حدیبیہ کے ساتھ جو مذکور ہوئی اس پر یہ شبہ نکیا جاوے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مہاجرین حبشہ کو جو اصحاب سفینہ کہلاتے ہیں اُس میں سے دیا ہے کیونکہ یہ دینا یا تو برضا اہل حقوق تھا یا آپ نے خمس میں سے دیا جو خاص غانمین کا حق نہیں ہے علی اختلاف القولین ربط اوپر متخلفین کی شناعات تھیں آگے مخلصین کی بشارات ہیں :-

ملحقات الترجمۃ

[لہ] قولہ . . . سمجھا دیا گیا ہو قالہ قتادۃ کما فی الطبری ۱۲ [عٰ] قولہ قبل ومن يطع قاعدۂ کلیہ وعلیہ فلا تکرار فی قولہ ومن يتول کما لا یخفی ۱۲

[ع] یہ جواب ہے سوال مقدر کا کہ قرآن مجید میں ہے کذلکم قال اللہ من قبل حالانکہ یہ قول کہیں قرآن مجید میں مذکور نہیں کہ اُن کو مت لے جانا جواب کی تقریر ظاہر ہے ۱۲ منہ

[عٰ] سمجھدار ہونے کا لازم ضروری تو تصدیق وحی تھا باقی سمجھدار ہونے پر وجہ سمجھ لینے کا ترتب گو ضروری نہیں لیکن غالب الوقوع ہوتا ہے

۱۲ منہ

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ

بالتحقیق اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے خوش ہوا جبکہ یہ لوگ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور اُنکے دلوں میں جو کچھ تھا اللہ کو وہ بھی معلوم تھا اور اللہ تعالیٰ نے اُن میں اطمینان

وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ

اور اُن کو ایک لگتے ہاتھ فتح دیدی اور بہت سی غنیمتیں بھی جن کو یہ لوگ لے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست بڑا حکمت والا ہے اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ

كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ

کر رکھا ہے جن کو تم لوگے سو سر دست تم کو یہ دیدی ہے اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تاکہ یہ اہل ایمان کے لیے ایک نمونہ ہو جاوے اور تاکہ تم کو ایک

صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝

سیدھی سڑک پر ڈالدے اور ایک فتح اور بھی ہے جو تمہارے قابو میں نہیں آئی خدا تعالیٰ اُس کو احاطہ میں لئے ہوئے ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

بشارات حسیہ و معنویہ مخلصین

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ (الیٰ قولہ) وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝ تحقیق اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے (جو آپکے ہمسفر ہیں) خوش ہوا جبکہ یہ لوگ آپ سے درخت (سمرہ) کے نیچے (جہاد میں ثابت قدم رہنے پر) بیعت کر رہے تھے اور اُنکے دلوں میں جو کچھ (اخلاص و عزم علی الوفاء) تھا اللہ کو وہ بھی معلوم تھا اور (اُسوقت) اللہ تعالیٰ نے اُن (کے قلب) میں اطمینان پیدا کر دیا (جس سے اُن کو خدا کا حکم ماننے میں ذرا پس و پیش نہیں ہوا یہ تو معنوی نعمتیں ہوئیں) اور (اسکے بعد) اُن کو حسی نعمتیں بھی دیں جو کہ معنوی نعمتوں کو بھی متضمن تھیں چنانچہ) اُن کو ایک لگتے ہاتھ فتح (بھی) دیدی (مراد اس سے فتح خیبر ہے) اور (اُس فتح میں) بہت سی غنیمتیں بھی (دیں) جنکو یہ لوگ لے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست (یعنی قادر) اور بڑا حکمت والا ہے (کہ اپنی قدرت اور حکمت سے جس کو چاہے اور جب مناسب ہو فتح دیدیتا ہے اور کچھ اسی خیبر پر بس نہیں بلکہ) اللہ تعالیٰ نے تم سے (اور بھی) بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کو تم لوگے سو (ان میں سے) سر دست تم کو یہ دیدی ہے اور (اسکے دینے کے لئے خیبر اور حلفاء خیبر کے) لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے (یعنی سب کے قلب میں رعب پیدا کر دیا کہ انکو زیادہ دراز دستی کی ہمت نہ ہوئی اور اس سے تمہارا نفع دنیوی بھی مقصود تھا تاکہ آرام و فراغت ہو) اور (نیز دینی نفع بھی مقصود تھا) تاکہ یہ (واقعہ) اہل ایمان کے لئے (دوسرے وعدوں کے سچے ہونے کا) ایک نمونہ ہو جاوے (یعنی خدا کے وعدوں کے سچا ہونے پر اور زیادہ ایمان مؤکد ہو جاوے) اور تاکہ (اس نمونہ کے ذریعہ سے) تم کو (آئندہ کے لئے ہر امر میں) ایک سیدھی سڑک پر ڈالدے (مراد اس سڑک سے توکل و وثوق باللہ ہے یعنی ہمیشہ کے لئے اس واقعہ کو سوچ کر اللہ پر اعتماد سے کام لیا کرو پس دینی نفع دو ہوئے ایک علمی اعتقادی ولتکون الخ اور دوسرا عملی و اخلاقی و یھدیکم الخ) اور ایک فتح اور بھی (موعود) ہے جو (اسوقت تک) تمہارے قابو میں نہیں آئی (مراد اس سے فتح مکہ ہے جو اب تک واقع نہیں ہوا تھا مگر) خدا تعالیٰ اُس کو احاطہ (قدرت) میں لئے ہوئے ہے (اور جب چاہے گا تم کو عطا فرما دے گا) اور (اسی کی کیا تخصیص ہے) اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے (چنانچہ جب مصلحت ہوئی مکہ بھی فتح ہو گیا جس کا ذکر واقعہ ۸ھ میں لکھا گیا) ف غزوہ خیبر بعد واپسی حدیبیہ کے ہوا پس اگر یہ آیتیں بھی رستہ میں نازل ہوئی ہیں تو اس سورت کا واپسی میں نازل ہونا باعتبار اکثر اجزاء کے ہے واقعہ ۶ھ میں علی اختلاف القولین ان ہی دو قول کیطرف اشارہ ہے اور وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ میں جتنے غنائم بعد نزول اس آیت کے حاصل ہوئیں سب داخل ہیں اور یہاں جو انزل السکینۃ آیا ہے چونکہ یہ بیعت کے وقت کا مضمون ہے اس لئے اس کی تفسیر تحمل و علم و ضبط نفس و قت الصلح سے نہیں کی گئی جیسا اس صورت میں آئندہ موقع پر ہے اور وعدکم اللہ مغانم الخ میں گو فتح مکہ بھی داخل ہے مگر اُس کی تخصیص کری اخری لم تقدروا علیہا الخ سے اعتبار شان فتح مکہ کے لئے ہے چونکہ وہ بحیثیت خصوصیت کے تنہا مطلوب تھی لہٰذا اور پھر اخری لم تقدروا علیہا میں فتح مکہ کا فی الحال عدم وقوع اور استقبال میں وعدہ وقوع مذکور ہے آگے فی الحال وقوع کی بعض مقتضیات اور بتقدیر قتال ان مقتضیات پر لزوماً اس کا ترتب اور باوجود ان مقتضیات کے عدم وقوع کی بعض حکمتیں مذکور ہیں جیسا ابتداء سورۃ میں بھی اس صلح کو کہ مراد ف عدم وقوع فتح ہے فتح سے تعبیر کرنے میں اشارہ کیا گیا ہے اُس کی بعض

النحو ولتکون عطف علی مقدر ای لتنفعوا ولتکون کما اشیر الیہ فی الترجمۃ قولہ واخری صفۃ لفتحۃ مقدرۃ مرفوعۃ بالابتداء والخبر محذوف ای ثمۃ ولم تقدروا صفۃ لاخری وکذا قد احاطہ اللہ بہا ۱۲

البلاغۃ وعدکم فیہ التفات ۱۲
ع مؤنث الفتح بمعنے الغلبۃ لا یقابل الضم الکسر ۱۲ منہ

وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ

اور اگر تم سے یہ کافر لڑتے تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگتے پھر نہ اُن کو کوئی یار ملتا نہ مددگار اللہ تعالیٰ نے یہی دستور کر رکھا ہے جو پہلے سے چلا

مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۝ وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ

آتا ہے اور آپ خدا کے دستور میں رد و بدل نہ پاوینگے اور وہ ایسا ہے کہ اُسنے اُنکے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ اُن سے عین مکہ میں روک دیئے

مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝ هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ

بعد اسکے کہ تم کو اُن پر قابو دے دیا تھا اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا تھا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تم کو مسجد حرام

الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا أَنْ يَبْلُغَ مَحِلَّهُ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُؤْمِنَاتٌ لَمْ تَعْلَمُوهُمْ أَنْ

سے روکا اور قربانی کے جانور کو جو رکا ہوا رہ گیا اُسکے موقع میں پہنچنے سے روکا اور اگر بہت سے مسلمان مرد اور بہت سی مسلمان عورتیں نہ ہوتیں جن کی تم کو خبر بھی نہ تھی یعنی انکے

تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُمْ مِنْهُمْ مَعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ

پس جانے کا احتمال ہوتا جس پر انکی وجہ سے تم کو بھی بے خبری میں ضرر پہنچتا تو سب قصہ طے کر دیا جاتا لیکن ایسا اس لیے نہیں کیا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں جس کو چاہے داخل کرے

كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ

جو کافر تھے ہم اُن کو دردناک سزا دیتے جبکہ ان کافروں نے اپنے دلوں میں عار کو جگہ دی اور عار بھی جاہلیت کی سو اللہ تعالیٰ نے

سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

اپنے رسول کو اور مومنین کو اپنی طرف سے تحمل عطا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تقویٰ کی بات پر جمائے رکھا اور وہ اسکے زیادہ مستحق ہیں اور اُسکے اہل ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے

حکمتوں کی طرف جس کو مؤلف احقر نے وہاں بیان کیا ہے۔

بیان بعضے مقتضیات و بعضے موانع قتال مفضی الی الفتح

وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا (الیٰ قولہ) وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ اور (چونکہ ان کفار کے مغلوب ہونے کے مقتضیات موجود تھے جو آگے آتے ہیں اسلئے) اگر تم میں باہم صلح نہ ہوتی بلکہ) تم سے یہ کافر لڑتے تو (اُن مقتضیات کی وجہ سے) ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگتے پھر نہ انکو کوئی یار ملتا اور نہ مددگار (ملتا اور) اللہ تعالیٰ نے (کفار کے لیے) یہی دستور کر رکھا ہے جو پہلے سے چلا آتا ہے (کہ مقابلہ میں اہل حق غالب اور اہل باطل مغلوب رہے ہیں و احیاناً کسی حکمت سے اس میں توقف ہونا منافی اس غلبہ کا نہیں) اور آپ خدا کے دستور میں (کسی شخص کی طرف سے) رد و بدل نہ پاوینگے (کہ خدا تعالیٰ کوئی کام کرنا چاہے اور کوئی اسکو نہ ہونے دے) اور وہ ایسا ہے کہ (باوجود اسکے کہ قتال میں تم کو ہی غلبہ ہوتا جیسا مذکور ہوا مگر بعض حکمتوں کی وجہ سے کہ وہ بھی آگے مذکور ہیں) اس نے انکے ہاتھ تم سے (یعنی تمہارے قتل سے) اور تمہارے ہاتھ ان (کے قتل) سے عین مکہ (کے قریب) میں (یعنی حدیبیہ میں) روک دیئے بعد اسکے کہ تم کو انپر قابو دے دیا تھا (یہ اشارہ ہے واقعہ تنعیم کی طرف یعنی اس میں حق تعالیٰ کی منت اور حکمت تھی سو کف ایدیہم عنکم میں منت ہونا ظاہر ہے اور ایدیکم عنہم میں یہ ہے کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو قتال میں امتداد ہو جاتا اور جو حکمتیں عدم قتال کی آگے مذکور ہیں فوت ہو جاتیں) اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو (اسوقت) دیکھ رہا تھا (اُن کاموں کے اثر کو جانتا تھا اسلیے ایسا کام نہیں ہونے دیا جس سے قتال ہو جاوے اب آگے مقتضیات مغلوبیت کفار کا بیان فرماتے ہیں کہ) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے (خدا کے ساتھ) کفر کیا اور تم کو (عمرہ کرنے کے لیے) مسجد حرام (سے جہاں طواف ہوتا اور اسکے توابع میں صفا و مروہ

النحو قولہ والهدی معطوف علی الضمير المنصوب فی صدوکم قولہ ان يبلغ منصوب بنزع الخافض ای عن ان ۱۲ قولہ ان تطوءهم بدل من رجال بتقدير مضاف ای لولا رجال ای کراہۃ وطأهم وجواب لولا مقدر ای لقضی الامر ووقع القتال قولہ ليدخل عامله مقدر مفهوم من جواب لولا المقدر المذکور آنفا ای لکن لم يقع القتال ليدخل الخ قولہ لعذبنا الذين كفروا منهم من للبيان ان كان المرجع هم الكفار وتبعيضية ان كان المرجع اهل مكة مطلقا ۱۲

البلاغة قولہ ببطن مكة لعل التقييد للاستحضار ۱۲ قولہ تعلموهم فيه تغليب المذكر على المؤنث ۱۲

مسائل السلوک قولہ تعالیٰ فتصیبکم معرة بغیر علم ای ... وفیہ اقوال تعبیر الکفار ... علیہم ... لولم ... المعصیة ... اهل القلب ...

ترجمہ قولہ تعالیٰ فتصیبکم معرة بغیر علم یہاں یہ ہے کہ جب بے خبری میں ہاتھ سے اہل ایمان پامال ہوتے تو اس میں کوئی معصیت نہیں ... اس میں کئی اقوال ہیں ... معصیت ... بعد علم کے تدارک کیا جاوے ... ظاہر ہوا ور اہل قلوب اس سے مدد کرتے ہیں

سے جہاں سے ہوتی ان سب مقامات) سے روکا اور (نیز) قربانی کے جانور کو جو (حدیبیہ میں) رکا ہوا رہ گیا اُسکے موقع (معہود یعنی منیٰ) میں (جو کہ توابع
مسجد حرام سے ہے) پہونچنے سے روکا (یہ اشارہ ہے واقعہ دوم کیطرف) اور (ان مقتضیات کا مقتضا یہ تھا کہ مسلمانوں سے اُن کا قتال کرا کر اُن کو مغلوب کر دیا جاتا لیکن
بعض حکمتیں مانع تاثیر مقتضی مذکور ہوگئیں چنانچہ ایک حکمت یہ ہے کہ اُسوقت وہاں بہت سے مسلمان تھے جو کفار کے ہاتھ میں محبوس و مظلوم تھے جیسا واقعہ سوم سے معلوم ہوا
سو بوجہ اُنکے مختلط ہونیکے قتال کا اثر اُن تک بھی ضرور پہونچتا جس سے انکو ظاہری مضرت اور قاتل مسلمانوں کو باطنی مضرت پہونچتی اسلئے قتال نہیں ہوا اسی) کو فرماتے
ہیں کہ) اگر (مکہ میں اُسوقت) بہت سے مسلمان مرد اور بہت سی مسلمان عورتیں نہوتیں جن کی تم کو خبر بھی نہ تھی یعنی اُنکے پس جانیکا احتمال نہوتا جس پر اُن کی
وجہ سے تم کو بھی بے خبری میں ضرر پہونچتا (جیسے گناہ اور جی برا ہونا پس اگر یہ بات نہوتی) تو (مقتضیات مذکورہ ابھی) سب قصہ طے کر دیا جاتا لیکن ایسا اس لئے
نہیں کیا گیا تاکہ اللہ تعالےٰ اپنی رحمت میں جس کو چاہے داخل کر دے (چنانچہ اُن مسلمانوں کی جان بچی اور تمہارا دین بچا البتہ) اگر یہ (مذکور مسلمان مکہ سے کہیں) ٹل گئے ہوتے
تو ان (اہل مکہ) میں جو کافر تھے ہم انکو (مسلمانوں کے ہاتھ سے) دردناک سزا دیتے (اور انکو قتل کراتے نیز مقتضیات قتال میں سے ایک امر بھی قابل تذکرہ ہے جس کا
وقوع اُسوقت ہوا تھا) جبکہ ان کافروں نے اپنے دلوں میں عار کو جگہ دی اور عار بھی جاہلیت کی (اس عار سے وہ ضد مراد ہے جو بسم اللہ اور لفظ رسول اللہ لکھنے
میں اُنہوں نے مسلمانوں سے کی تھی جو واقعہ چہارم میں مذکور ہوئی اور اسی لئے اس کو جاہلیت سے مقید فرمایا ورنہ مطلق حمیت عار مذموم نہیں) سو (اس کا مقتضا یہ تھا
کہ مسلمان جوش میں آ کر لڑ پڑتے مگر) اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو اور مؤمنین کو اپنی طرف سے تحمل عطا فرمایا (جس سے اپنے کو ضبط کر کے ان کلمات کے لکھنے پر اصرار نہیں
کیا یہاں تک کہ صلح ہو گئی اور کفار قتال سے بچ گئے) اور (اسوقت) اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو تقوی کی بات پر جمائے رکھا (تقوی کی بات سے مراد ہے کلمہ طیبہ اقرار
توحید و رسالت کا کہ اس کی بدولت کفر و شرک سے بچاؤ ہو جاتا ہے اور نیز وہ مقتضی ہے جو تقوی یعنی اطاعت کو اور اسپر جمائے رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ مقتضا اعتقاد
توحید و رسالت کا اطاعت ہے اللہ و رسول کی جیسا ابھی بیان ہوا اور مسلمانوں کا یہ ضبط صرف اسوجہ سے تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ضبط کا حکم فرمایا تھا
پس یہ اطاعت کلمہ تقوی پر جمنا ہے) اور وہ (مسلمان) اُس (کلمہ تقوی) کے (دنیا میں بھی) زیادہ مستحق ہیں (کیونکہ انکے قلوب میں طلب حق ہے اور طلب حق ہی
مفضی الی الایمان ہوتی ہے) اور (آخرت میں بھی) اس (کے ثواب) کے اہل ہیں اور اللہ تعالےٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے (اسلئے اُس نے ان مذکورہ حکمتوں سے اُنکے
قلوب میں تحمل پیدا کر دیا اور باوجود مقتضیات کے ان موانع کو مؤثر بنا دیا) ف ظاہراً لم تعلموہم اور بغیر علم میں اور لولا رجال اور لو تزیلوا میں تکرار معلوم ہوتا ہے لیکن اگر اول بین
کو تفصیل اور اخیر بین کو اجمال اور تلخیص اُس تفصیل کی کہا جائے تو اس اجمال بعد التفصیل کو تکرار محترز منہ میں کوئی داخل نہیں کہہ سکتا۔ اور اگر یہ شبہ ہو کہ
بیخبری میں گناہ کیوں ہو گا جواب یہ ہے کہ جہاں بیخبری کا رفع قدرت میں ہو اور رفع میں کوشش نہ کیجاوے اُس کا گناہ ہو گا۔ اگر کہا جاوے کہ صحابہ میں یہ احتمال کب ہے
کہ وہ کوشش میں کوتاہی کرتے جواب یہ ہے کہ بعض اوقات اس طرف التفات نہیں ہوتا کہ ہم سے کوتاہی ہوئی اور صحابہ سے بے التفاتی کا صدور محل اشکال نہیں
اور حدیبیہ کو بطن مکہ جو بمعنی عین مکہ ہے مبالغۃً بوجہ مجاورت قرب کے فرما دیا جس سے ظاہراً تائید ہو سکتی ہے اُس قول کی کہ حدیبیہ کا ایک حصہ حرم میں ہے جیسا حنفیہ
قائل ہیں اور ان پر یہ شبہ ہو گا کہ معکوفا ان یبلغ محلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدی حرم میں نہیں پہونچی کیونکہ محل اصلی اسکا حالت عدم احصار میں بالاتفاق
حرم ہے اور حدیبیہ میں ہدی کا بلوغ متیقن ہے اس سے معلوم ہوا کہ حدیبیہ خارج از حرم ہے اُس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ محل سے مراد مطلق حرم نہیں بلکہ حرم کا موقع
معہود والے مراد ہے جہاں قربانی کرنا غالباً معتاد ہے یعنی ایام نحر میں منیٰ غیر ایام نحر میں مکہ کذا فی شرح اللباب سے اس کی اولویت نقل کی ہے اور روایت کا اطلاق حج اور
عمرہ دونوں کی قربانی کو شامل ہے اور بندہ نے ترجمہ میں اس طرف اشارہ کر دیا ہے اور جمہور حدیبیہ کو خارج حرم کہتے ہیں اُنکے نزدیک اُس کو بطن مکہ کہنا غایت
قرب کی وجہ سے نہ ہو گا بلکہ مطلق قرب کی وجہ سے ہو گا اور اُنپر یہ شبہ ہو گا کہ تمہارے نزدیک محصر کے لئے محل ہدی خود محل احصار ہے تو ہدی یہاں تک پہونچ
چکی تھی پھر معکوفا ان یبلغ محلہ کے کیا معنی وہ بھی وہی جواب دینگے کہ محل معہود مراد ہے اور احق کو صیغہ تفضیل سے لانا اور اہل کو بلا تفضیل لانا شاید اس نکتہ کیوجہ سے ہو کہ
مکلف بالایمان سب ہیں تو تھوڑی تھوڑی قابلیت ایمان کی سب میں پائی جاتی ہے اور مسلمانوں میں زیادہ اور آخرت میں کفار کے لئے ثواب کی ذرا بھی قابلیت
نہو گی پس نفس اہلیت بھی مسلمانوں ہی میں منحصر ہو گی۔ ربط اوپر جس واقعہ کا ذکر ہے اسکے قبل مدینہ میں آپنے ایک خواب دیکھا تھا جس کا ذکر واقعۂ اول میں ہوا
جب حدیبیہ میں رک گئے تو بعض صحابہؓ نے تعبیر واقع نہونے پر استکشافاً آپ سے سوال کیا اور آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں نے یہ نہیں کہا کہ اسی سال
اس کی تعبیر پوری ہو گی رواہ البخاری عن عمرؓ قال قلت اولیس کنت تحدثنا انا سنأتی البیت و نطوف قال صلے اللہ علیہ وسلم بلی افاخبرتک

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ

بے شک اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھلایا ہے جو مطابق واقع کے ہے تم لوگ مسجد حرام میں انشاء اللہ ضرور جاؤ گے امن و امان کے ساتھ کہ تم میں کوئی سر منڈاتا ہوگا

وَ مُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ۭ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ

کوئی بال کترتا ہوگا کسی طرح کا اندیشہ نہ ہوگا سو اللہ تعالےٰ کو وہ باتیں معلوم ہیں جو تم کو معلوم نہیں پھر اس سے پہلے لگتے ہاتھ ایک فتح دیدی اور وہ اللہ ایسا ہے کہ اُس نے اپنے رسول کو

رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ

ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اُس کو تمام دینوں پر غالب کر دے اور اللہ کافی گواہ ہے محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کی صحبت یافتہ ہیں

انک تاتیہ العام قلت لا قال فانک اٰتیہ ومطوف بہ اور خازن و مدارک میں بلا سند اور ابن جریر میں ابن زید سے بسند یہ بھی ہے کہ منافقین نے طعن و اعتراض کیا کہ خواب غلط نکلا۔ اگلی آیتوں میں اُس خواب کی تحقیق اور اس جواب کی تصدیق ارشاد ہے کما فی الدر المنثور عن مجاهد قال له اصحابه این رؤیاک یا رسول اللہ فانزل اللہ لقد صدق اللہ رسوله الرءیا الخ ؞

تصدیق رؤیا نبویہ

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ (الے قولہ) فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ بیشک اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھلایا ہے جو (بالکل) مطابق واقع کے ہے تم لوگ مسجد حرام (یعنی مکہ) میں انشاء اللہ ضرور جاؤ گے امن و امان کے ساتھ کہ تم میں کوئی سر منڈاتا ہوگا کوئی بال کترتا ہوگا (اس سے مراد عمرہ ہے کہ اس میں حلق و قصر ہوتا ہے) اور اول سے آخر تک تم کو کسی طرح کا اندیشہ نہ ہوگا (مطلب یہ کہ خواب کی تعبیر ضرور واقع ہوگی چنانچہ سال آئندہ اسی طرح وقوع ہوا جسکا ذکر واقعہ نہم میں ہو چکا ہے رہی یہ بات کہ جس سال خواب دیکھا تھا اسی سال تعبیر ہو جاتی) سو بات یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو وہ باتیں (اور حکمتیں) معلوم ہیں جو تم کو معلوم نہیں (چونکہ اس تاخیر میں حکمت تھی اس لئے مؤخر فرما دیا) پھر (اس تاخیر سے جو رنج ہوا تھا اس کی اشک شوئی کے واسطے) اس (وقوع تعبیر) سے پہلے ایک لگتے ہاتھ ایک فتح دیدی (مراد فتح خیبر ہے) ف بالحق بتاویل متلبسا بالحق تاکید و اہتمام کے لئے ہے جس کو رفع تردد صحابہ کا یا دفع طعن مخالفین کا مقتضی ہے اور اٰمنین میں امن وقت الدخول ہے اور لا تخافون میں امن بعد الدخول الی الخروج پس اس میں تکرار نہیں اور فجعل من دون ذلك الخ میں یہ بھی احتمال ہے کہ بیان ہو ایک حکمت کا تقریر یہ ہوگی کہ اگر اسی سال عمرہ ہوتا تو قتل و قتال ضرور ہوتا اور صلح نہ ہوتی اور اس میں بہت سی مصلحتیں فوت ہوتیں جن کا ذکر اوپر گذر چکا ہے ایک ان میں سے یہ بھی تھی کہ خیبر کے مغانم ہاتھ نہ آتے کیونکہ اول تو قتال اہل مکہ سے تعب ہو چکا تو دو ہی مہینہ بعد دوسری معرکہ آرائی مشکل تھی دوسرے سفر کرنے میں اندیشہ اہل مکہ کیطرف لگا رہتا کہ کہیں وہ مدینہ پر نہ آ چڑھیں تو سفر واقع ہونا دشوار ہوتا پس اس تاخیر تعبیر و تکمیل صلح کے منافع میں سے ایک منفعت یہ فتح قریب بھی ہے واللہ اعلم اور یہاں انشاء اللہ تعلیق کے لئے نہیں بلکہ تحقیق و تاکید کے لئے ہے کذا فی تفسیر ابن کثیر (ربط) اوپر جو وعدے فتوحات کے اور بشارتیں اور فضائل اہل حدیبیہ کو خصوصاً اور صحابہ کو عموماً سنائے ہیں آگے خاتمہ میں ان مضامین کی تاکید اور تلخیص ہے اور چونکہ یہ سب نعمتیں بدولت اطاعت و تصدیق رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے عطا ہوئی ہیں تاکید استمرار علی التصدیق والاطاعت کے لئے وثیز صلحنامہ میں لفظ رسول اللہ لکھنے پر کفار کے ضد کرنے سے جو ان کا انکار رسالت کرنا معلوم ہوتا ہے اسکے رد کے لئے رسالت محمدیہ کی تحقیق اور تنصیص ہے اور وعدوں کا عام ہونا اس سے ظاہر ہے کہ اوپر وعدکم اللہ مغانم کثیرة الخ فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ مغانم جن غزوات میں ہاتھ آئے ہیں اُن میں غیر اہل حدیبیہ بھی شریک تھے اسی طرح فتح مکہ میں اخری لم تقدروا علیها فرمایا ہے اس میں بھی اہل حدیبیہ وغیرہ اہل حدیبیہ شریک تھے اور بشارت میں لیدخل المؤمنین عام عنوان سے فرمایا ہے اسی طرح آئندہ آیات میں والذین معہ عام عنوان ہے جس میں اہل حدیبیہ بھی داخل ہیں اور بوجہ مورد نزول ہونیکے اس میں احق و اسبق ہیں تاہم عموم الفاظ سے داخل سب صحابہ ہیں کہ معہ سب پر صادق آتا ہے ؞ **اثبات رسالت سید المرسلین و بشارت فتوحات دنیا و دین لصحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین** هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى (الے قولہ) مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وہ اللہ ایسا ہے کہ اُس نے اپنے رسول

اللغات

قولہ صدق فی الروح ان المعنی لقد صدق اللہ رسوله فی رؤیاه علی انہ من باب الحذف والایصال کما فی قولهم صدقنی سن بکره وتحقیقه انه تعالیٰ اراه الرؤیا الصادقة وقال الراغب الصدق یکون بالقول بالفعل ما فی الآیة صدق بالفعل وهو التحقیق ای حقق سبحانه رؤیاه ۱۲

أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم

وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں آپس میں مہربان ہیں اے مخاطب تو انکو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں کبھی سجدہ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں

مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ

انکے چہروں پر نمایاں ہیں یہ انکے اوصاف توریت میں ہیں اور انجیل میں اُن کا یہ وصف ہے کہ جیسے کھیتی کہ اُس نے اپنی سوئی نکالی پھر اُس نے اُس کو قوی کیا۔

فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

پھر وہ کھیتی اور موٹی ہوئی پھر اپنے تنہ پر سیدھی کھڑی ہو گئی کہ کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی تاکہ اُن سے کافروں کو جلاوے اللہ تعالیٰ نے اُن صاحبوں سے جو کہ ایمان لائے ہیں اور نیک کام کر رہے ہیں

مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿٢٩﴾

مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے

(صلے اللہ علیہ وسلم) کو ہدایت (کا سامان یعنی قرآن) اور سچا دین (یعنی اسلام) دیکر (دُنیا میں) بھیجا ہے تاکہ اُس (دین) کو تمام دینوں پر غالب کر دے (باعتبار حجت و دلیل کے تو ہمیشہ اور باعتبار شوکت و سلطنت اہل دین اسلام کے بشرط اصلاح اہل دین کے اور چونکہ یہ شرط صحابہ میں پائی جاتی تھی کما یدل علیہ قولہ والذین معہ الخ اسلیئے یہ آیت اثبات رسالت کے ساتھ بشارت بھی ہو گئی صحابہ کے لیئے فتوحات عامہ کی چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا کما یظھر بالنا ریخ) اور یہ اہل حمیت جاہلیت جو آپ کی رسالت کے منکر ہیں آپ مغموم نہ ہوں کیونکہ آپ کی رسالت پر) اللہ کافی گواہ ہے (اور وہ آپ کی رسالت کی تصدیق کرتا ہے اور کافی کا یہ مطلب نہیں کہ دلائل کی حاجت نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اُن کا انکار مضر نہیں اور گواہی اللہ تعالیٰ کی یہی ہے کہ اُس نے رسالت پر دلائل قائم کیئے من المعجزات واعجاز القرآن پس دلائل سے یہ بات ثابت ہو گئی) محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں (اس میں اثبات رسالت کے ساتھ آپ کا تسلیہ بھی ہے کہ اگر یہ لوگ صلحنامہ میں آپکے نام کے ساتھ لفظ رسول اللہ نہیں لگانے دیتے تو ہم اپنے قرآن میں آپکے نام کے ساتھ یہ لفظ قیامت تک کے لیئے مقرون کیئے دیتے ہیں) اور (آگے آپکے متبعین صحابہؓ کے فضائل و بشارات ہیں کہ) جو لوگ آپ کی صحبت یافتہ ہیں (عموماً اور جو اس سفر حدیبیہ میں ہمراہ ہیں خصوصاً اور صحبت عام ہے قلیل و کثیر کو پس سب صحابہ اس میں آ گئے غرض وہ حضرات ان صفات و کمالات کے ساتھ موصوف ہیں کہ) وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں (اور) آپس میں (یعنی مسلمانوں کے ساتھ) مہربان ہیں (اور) اے مخاطب تو انکو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں کبھی سجدہ کر رہے ہیں (اور) اللہ تعالیٰ کے فضل (یعنی ثواب) اور رضامندی (یعنی قرب) کی جستجو میں لگے ہیں اُن (کی عبدیت) کے آثار بوجہ تاثیر (اُنکے) سجدہ (اور عبادت) کے اُنکے چہروں پر نمایاں ہیں (وہ آثار خشوع و خضوع کے انوار ہیں جو مؤمن متقی کے چہرہ میں مشاہدہ کیئے جاتے ہیں) یہ (جو) اُنکے اوصاف (مذکور ہوئے) توریت میں (موجود) ہیں اور انجیل میں اُن کا یہ وصف (مذکور) ہے کہ جیسے کھیتی کہ اُس نے (اول زمین سے) اپنی سوئی نکالی پھر اُس نے (عناصر سے متغذی ہو کر اپنی) اُس (سوئی) کو قوی کیا (مطلب یہ کہ وہ کھیتی قوی ہوئی) پھر وہ کھیتی اور موٹی ہوئی پھر اپنے تنہ پر سیدھی کھڑی ہو گئی کہ (اپنے نشو و نما سے) کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی (اسی طرح صحابہ میں اول ضعف تھا پھر روزانہ قوت بڑھتی گئی اس میں بھی بشارت ہے فتوحات اسلامیہ کی۔ اور اللہ تعالےٰ نے صحابہؓ کو اسلیئے نشو و نما دیا) تاکہ اُن (کی اس حالت) سے کافروں کو (حسد میں) جلاوے (اور آخرت میں) اللہ تعالیٰ نے اُن صاحبوں سے جو کہ ایمان لائے ہیں اور نیک کام کر رہے ہیں (گناہوں کی) مغفرت اور (طاعات پر) اجر عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے (اشداء الخ میں اُنکے اُخروی اعمال اور کزرع میں اُنکے دنیوی احوال اور وعد الخ میں اُن کا حسن مآل مذکور ہے) **ف** زراع کی تخصیص اس لیئے کی کہ وہ مبصر ہوتے ہیں جب انکو وہ کھیتی خوش معلوم ہوتی ہے تو واقع ہی میں اچھی ہے اور اس میں صحابہؓ کی نہایت بلیغ مدح ہے اور منہم میں من بیانیہ ہے پس سب صحابہؓ اس میں داخل ہیں البتہ یہ مسلم ہے کہ ختم علے الایمان شرط ہے صحابیت اور برکات و فضائل صحابیت کی لیکن اس سے شاتمین صحابہؓ کی کاربرآری نہیں ہو سکتی اس لیئے کہ علم الٰہی میں حقیقی صحابی معدودے چند ہوتے جیسا کہ اُس فرقہ کا

اللغات

شطأہ فی القاموس فراخ النخل والزرع او ورقہ ومن الشجر ما خرج حول اصلہ ١٢

التوقیف قولہ فاستغلظ راجع الی الزرع کذا فی الخازن ١٢ البلاغۃ قولہ فآزرہ ١٢ الاسناد مجازی

ملحقات الترجمۃ

لہ قولہ فی الذین معہ خصوصاً وعلیہ یحمل ما فی الروح عن ابن عباس رضی من شہد الحدیبیۃ ١٢

سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | وَهِيَ ثَمَانِيْ عَشْرَةَ اٰيَةً

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اے ایمان والو | اللہ اور رسول سے پہلے تم سبقت مت کیا کرو | اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے | اے ایمان والو

اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ

اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے بلند مت کیا کرو | اور نہ ان سے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو | کبھی تمہارے

اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ

اعمال برباد ہو جاویں اور تم کو خبر بھی نہ ہو | بے شک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول کے سامنے پست رکھتے ہیں | یہ وہ لوگ ہیں

زعم فاسد ہے تو اس عنوان سے جس سے محاورات فصیحہ کی رو سے کلیت اور بر تقدیر تسلیم من کے تبعیضیہ ہونیکے اکثریت مفہوم ہوتی ہے تعبیر نہ فرماتے کہ موہم سخت غلطی کو ہے اس سے صاف معلوم ہوا کہ کل یا قریب کل کے صحبت یافتہ ایسے ہی تھے اگر احیاناً کوئی فرد جس نے صحبت کم پائی ہو خارج ہو جاوے تب بھی فرقہ مذکورہ کو یہ آیت مضر نہیں اور بعض نے اس آیت سے اس فرقہ کی تکفیر پر استدلال کیا ہے کیونکہ وہ بھی غیظ رکھتے ہیں لیکن یہ استدلال مشکل ہے کیونکہ آیت سے کافر کا ذی غیظ ہونا ثابت ہوتا ہے کلیاً یا اکثریا اور ذی غیظ کا کافر ہونا ثابت نہیں ہوتا اور ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ الخ میں چند احتمال ہیں **اول** ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ پر کلام ختم ہو جاوے اور ذٰلک سے اشارہ ہو اوپر کے اوصاف کی طرف اور مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ سے دوسرا کلام شروع ہو اور خبر اس کی کَزَرْعٍ الخ ہو اس بنا پر اوصاف بالا توریت میں مذکور ہونگے اور تمثیل اخیر انجیل میں ہوگی **دوسرا احتمال** فِي الْاِنْجِيْلِ پر کلام ختم ہو اور ذٰلک کا اشارہ اوصاف بالا کی طرف ہو تو اس بنا پر اوصاف سابقہ کا توریت و انجیل میں ہونا چاہیئے اور کَزَرْعٍ یہ مستقل جملہ ہو جس کا مضمون کسی سے منقول نہ ہو **تیسرا احتمال** نہ توریت پر کلام ختم ہو نہ انجیل پر اور ذٰلک سے اشارہ تمثیل آیندہ کی طرف ہو تو اس بنا پر مضمون تمثیل توریت و انجیل دونوں میں ہونا چاہیئے اگر توریت و انجیل اصلی ہوتیں تو ایک احتمال متعین اور متیقن ہو جاتا مگر جس حالت میں وہ پائی جاتی ہیں اُنکے اعتبار سے احتمال اول راجح ہے چنانچہ تفسیر حقانی میں توریت سفر استثناء تینتیسویں باب کے شروع سے نقل کیا ہے خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اُن پر طلوع ہوا فاران کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا۔ پھر اسی باب سے آگے چل کر نقل کیا ہے۔ ہاں وہ اُس قوم سے بڑی محبت رکھتا ہے اُسکے سارے مقدس تیری ہاتھ میں ہیں اور وہ تیرے قدموں کے نزدیک بیٹھے ہیں اور تیری باتوں کو مانینگے اھ۔ فاران پہاڑ مکہ کے پاس ہے اور شعیر مدینہ کے پاس اور یہ مضمون اشداء علی الکفار الخ سے ملتا ہوا ہے کیونکہ یہ سب اطاعت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جو اوپر مذکور ہوئی کہ تیری باتوں کو مانینگے اور انجیل متی کے تیرہویں باب کے آٹھویں جملہ اور پھر ۳۱ و ۳۲ جملہ سے نقل کیا ہے اور کچھ تخم اچھی زمین میں گرا اور پھل لایا کچھ سو گنا کچھ ساٹھ گنا کچھ تیس گنا اھ بندہ کتب سابقہ سے بالکل واقف نہیں اس لیئے زیادہ تحقیق نہ کر سکا۔ اور اشداء او رحماء سے مقصود بغض فی اللہ و حب فی اللہ ہے لیس احیاناً حسب حکم شرعی مؤمن کے ساتھ عنف اور کافر کے ساتھ ترحم اسکے منافی نہیں۔ الحمد للہ کہ سورۂ فتح کی تفسیر ختم ہوئی اب سورۂ حجرات کی آتی ہے انشاء اللہ تعالےٰ ۔

سورة الحجرات مدنية وآيها ثماني عشر كذا في البيضاوي

ربط اوپر کی سورت میں اصلاح آفاق بالجہاد ہے اس میں اصلاح انفس بالارشاد ہے اور حاصل مجموعہ اجزاء سورت کا بیان حقوق حضرت سید المرسلین و حقوق اخوان فی الدین ہے۔

احکام موجب اجلال و تعظیم رسول کریم علیہ الصلوٰة والتسلیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (الىٰ قوله) وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

البلاغة قوله لا تقدموا مفعوله محذوف لافادة التعميم اى امرا من القول او الفعل قوله بين يدى الله اى قبل امر الله ورسوله لما كان الاذنان متلازمين لا حاجة الى ان يقال ان ذكر الله للايذان بجلالة محله عليه السلام قوله يا ايها الذين امنوا لا ترفعوا اعادة النداء مع قرب العهد به للمبالغة في الايقاظ والتنبيه والاشعار باستقلال كل من الكلامين باستدعاء الاعتناء بشانه ۱۲

مسائل السلوک

قوله تعالىٰ يا ايها الذين امنوا لا تقدموا بين يدى الله ورسوله فى الر[illegible] الى لزوم العمل بالشرع و الادب وترك مقتضى الطبع اھ۔ قوله تعالىٰ يا ايها الذين امنوا لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت ال[illegible] قالوا الآيات اصل فى ا[illegible] الشيخ وحرمته وفى الر[illegible] تحت اية ولو انهم صبروا ورأيت فى بعض الكتب ا[illegible] الحبر ابن عباس كان يأتى الى ابى فى بيته لاخذ القرآن العظيم عنه فيقف عند الباب ولا يدق الباب عليه حتى يخرج فاستعظم ذلك ا[illegible] منه فقال له يوماً هلا دققت الباب يا ابن ع[illegible] فقال العالم فى قومه كالنبى فى امته وقد قال الله تعالى فى حق نبيه عليه الصلوٰة والسلام ولو انهم صبروا حتى تخرج اليهم لكان خيرا لهم وقد رأيت هذه الا[illegible] صغيرا فعملت بموجبه مع مشايخى والحمد لله تعالىٰ

ترجمہ

قوله تعالےٰ يا ايها الذين لا تقدموا بين يدى الله ورسوله اس میں عمل بالشرع کا لزوم اور ادب کی رعایت اور مقتضیات طبع کا ترک مذکور ہے۔ قوله تعالىٰ يا ايها الذين امنوا لا ترفعوا اصواتكم فوق

امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاۗءِ

جنکے قلوب کو اللہ تعالےٰ نے تقوے کے لیئے خالص کردیا ہے اُن لوگوں کے لیئے مغفرت اور اجر عظیم ہے — بے شک جو لوگ حجروں کے باہر سے آپ کو پکارتے ہیں

الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ

اُن میں اکثروں کو عقل نہیں ہے — اور اگر یہ لوگ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود باہر انکے پاس آتے جاتے تو یہ ان کے لیئے بہتر ہوتا

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اور اللہ غفور رحیم ہے۔

(قصہ ان آیتوں کے نزول کا یہ ہے کہ ایک بار بنی تمیم کے کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما میں باہم آپکی مجلس میں اس امر میں گفتگو ہوگئی کہ ان لوگوں پر حاکم کس کو بنایا جاوے حضرت ابوبکرؓ نے قعقاع بن معبد کی نسبت رائے دی اور حضرت عمرؓ نے اقرع بن حابس کی نسبت رائے دی اور گفتگو بڑھ کر دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں اس پر یہ حکم نازل ہوا رواہ البخاری کہ) اے ایمان والو اللہ اور رسول (کی اجازت) سے پہلے تم (کسی قول یا فعل میں) سبقت مت کیا کرو (یعنے جب تک قرائن قویہ یا تصریح سے اذن گفتگو کا نہ ہو گفتگو مت کرو جیسا مورد آیت میں انتظار کرنا چاہیے تھا کہ یا تو آپ خود کچھ فرماتے یا آپ پوچھتے بدون انتظار کے مبادرت میں خیال تھا کہ شاید یہ مبادرت آپ کی مرضی کے خلاف ہو تو جائز نہ ہوگا کیونکہ جواز موقوف ہے اذن شرعی پر خواہ قطعی ہو یا ظنی اور جیسے غیبت رسول میں اول نص پھر تامل و تفکر نص میں ضروری ہے اسی طرح حضور میں اول انتظار نص پھر تامل قرائن میں ضروری تھا پس غلطی یہ ہوئی کہ انتظار نہیں کیا اسی طرح ہر فعل میں یہی حکم ہے) اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالےٰ (تمہارے سب اقوال کو) سننے والا (اور تمہارے افعال کو) جاننے والا ہے (اور) اے ایمان والو تم اپنی آوازیں پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور نہ انسے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو (یعنی نہ بلند آواز سے بولو جبکہ آپکے سامنے بات کرنا ہو گو باہم ہی مخاطبت ہو اور نہ برابر کی آواز سے بولو جبکہ خود آپ سے مخاطبت کرو) کبھی تمہارے اعمال برباد ہوجاویں اور تم کو خبر بھی نہ ہو (اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض اوقات رفع صوت کہ صورۃً بیباکی ہے اور جہر کہ بظاہر گستاخی ہے طبعاً بوجہ اسکے تابع قالاً و حالاً مدعی التزام ادب متورع ہوتا ہے اور اس میں اس التزام کا ترک ہے ناگوار اور موجب تاذی ہوسکتا ہے اور تاذی رسول کی موجب حبط عمل ہے اور گو اور معاصی موجب حبط نہیں ہوتے لیکن یہ اس عام میں سے مخصوص ہے البتہ بعض اوقات جبکہ طبیعت زیادہ منبسط ہو یہ امور ناگوار نہیں ہوتے اسوقت بوجہ عدم تحقق ایذا موجب حبط نہیں ہوتے اور چونکہ تاذی سامع کا تحقق یا عدم تحقق بعض اوقات متکلم کو معلوم نہیں ہوتا اور اس بنا پر ممکن ہے کہ تاذی ہوجاوے اور اس سے حبط بھی ہوجاوے اور متکلم اسی گمان میں ہے کہ تاذی نہیں ہوئی پس حبط کی بھی خبر نہ ہو لا تشعرون کے یہی معنی ہیں اور اسیوجہ سے مطلق رفع صوت و جہر بالقول کو منہی عنہ ٹہرایا کہ گو اسکے بعض افراد موجب تاذی نہ ہوتے لیکن اُس کی تعیین کیسے ہوگی لہذا مطلقاً تمام افراد کو ترک کردینا چاہیئے یہ ترہیب تھی رفع صوت پر آگے ترغیب ہے خفض صوت کی) بیشک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے سامنے پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنکے قلوب کو اللہ تعالےٰ نے تقوی کے لیئے خالص کردیا ہے (یعنے انکے قلوب میں غیر تقوی نہیں ہے مطلب یہ کہ متقی کامل ہیں مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس باب خاص میں وہ کمال تقوی کے ساتھ موصوف ہیں کیونکہ کمال تقویٰ حسب حدیث مرفوع ترمذی یہ ہے لا یبلغ العبد ان یکون من المتقین حتی یدع ما لا باس بہ حذرا لما بہ باس اور رفع صوت کی ایک فرد فی نفسہ غیر ذی باس ہے جس میں تاذی نہو اور ایک فرد ذی باس ہے جس میں تاذی ہو جب انہوں نے مطلقاً رفع صوت کو ترک کردیا تو ذی باس کے حذر سے غیر ذی باس کو ترک کردیا پس کمال تقوی متحقق ہوگیا اور فی نفسہ کی قید اس لیئے لگائی کہ بعد نہی کے پھر تو دونوں فرد ذی باس ہیں آگے انکے اس عمل کا ثمرہ اخروی مذکور ہے کہ) ان لوگوں کے لیئے مغفرت اور اجر عظیم ہے (اور اگلی آیتوں کا قصہ یہ ہے کہ وہی بنی تمیم جب آپکے حضور میں آنے کے لیئے آئے تو اُسوقت آپ دولتخانہ میں تشریف رکھتے تھے

اللغات

قولہ امتحن مجاز عن الاخلاص لان الذھب یمتحن و یذاب لیخلص ابریزہ من خبثہ و ینقی و فی الروح ان تفسیر امتحن باخلص رواہ ابن جریر و جماعۃ عن مجاہد قولہ من وراء یعنے خارج اعم من قدام و خلف

ومن ابتدائیۃ لان ابتداء النداء من المنادی وھو خارج من الحجرات ۱۲

البلاغۃ

قولہ ینادونک عبر عن الماضی بالمضارع للاستحضار ۱۲

اُن لوگوں نے باہر سے بوجہ قلت تہذیب کے آپ کو نام لے لے کر پکارنا شروع کیا یا محمد اخرج الینا اسپر یہ آیتیں نازل ہوئیں کذا فی الدرالمنثور بروایتہ ابن اسحٰق عن ابن عباس کہ) جو لوگ حجروں کے باہر سے آپکو پکارتے ہیں اُن میں اکثروں کو عقل نہیں ہے (ورنہ آپکا ادب کرتے اور ایسی جرأت نہ کرتے اور اکثر کہ فرمانے کی وجہ یا تو یہ ہے کہ بعض پکارنیوالے فی نفسہ جری نہ ہونگے لیکن دیکھا دیکھی اُن سے بھی غلطی ہوگئی اور یا سب ایک ہی طرح کے ہوں لیکن اس لفظ کے کہنے سے کسی کو اشتعال نہ ہوگا کیونکہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ شاید مجھ کو کہنا مقصود نہ ہو اور یہ طریقہ آداب حفظ سے ہے) اور اگر یہ لوگ (ذرا صبر (وانتظار) کرتے یہانتک کہ آپ خود باہر انکے پاس آجاتے تو یہ اُنکے لیئے بہتر ہوتا (کیونکہ یہ ادب کی بات تھی) اور (یہ لوگ اگر اب بھی توبہ کرلیں تو معاف ہوجاوے کیونکہ) اللہ غفور رحیم ہے ف بعد نزول آیات سابقہ کے صحابہؓ کی یہ کیفیت ہوگئی کہ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ قسم ہے کہ اب مرتے دم تک آپ سے اس طرح بولوں گا جیسا کوئی کسی سے سرگوشی کرتا ہو کذا فی الدرعن البیہقی اور حضرت عمرؓ اس قدر آہستہ بولنے لگے کہ بعض اوقات دوبارہ پوچھنا پڑتا کذا فی الصحاح اور حضرت ثابت بن قیس کی باوجودیکہ خلقۃً آواز بلند تھی مگر یہ سن کر وہ بہت ڈرے اور روئے اور نہایت تکلف کر کے اپنی آواز کو گھٹایا کذا فی الدر اور علماء نے تصریح کی ہے کہ جو حضرات دین کی بزرگی رکھتے ہوں اُنکے ساتھ بھی یہی آداب برتنا چاہیئے گو سوء ادب کا وبال اُس درجہ کا نہ ہوگا لیکن تاذی بلا ضرورت میں حرمت ضرور ہے اور حبط اعمال کی تقریر میں جو کہا گیا ہے کہ یہ اِس عام میں سے مخصوص ہے احقر کے نزدیک سہل محمل یہی ہے اور اس سے معتزلہ و خوارج کے استدلال کی بھی گنجایش نہ رہی کہ گناہ کرنے سے خارج عن الایمان یا داخل فی الکفر ہوجاتا ہے اور نہ اہل حق کی طرف سے جواب دینے کے لیئے اس امر کی ضرورت رہی کہ رفع صوت کا کفر ہونا بواسطہ تاذی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بتکلف ثابت کیا جاوے کیونکہ کفر وہی رفع صوت وغیرہ ہوسکتا ہے جس سے خاص مقصود آپ کو ایذا دینی پہونچانا ہو بخلاف معصیت کے کہ امر اُسکا اہون ہے فعل محتمل ایذاء کا بھی معصیت قرار دینا بعید نہیں خوب سمجھ لو غایت ما فی اللباب ایک معصیت کو بھی حابط اعمال کہنا پڑیگا سو اس موجبہ جزئیہ کی نقیض کوئی سالبہ کلیہ منصوص نہیں ہے اس لیئے اس کا قائل ہونا مضائقہ نہیں اور اس میں اجلال نبوی کی خاص رعایت ہے اسلیئے اسکا قائل ہونا ارجح ہے ایک تقریر توجیط اعمال کی یہ ہے مگر اس کی تحریر کے بعد اس کا یہ جز و قلب میں کھٹکتا تھا کہ اہلسنت کے اس قاعدہ کو جو ظاہراً عام معلوم ہوتا ہے کہ معاصی حابط اعمال نہیں مخصوص کہنا پڑے گا جس پر بجز ضرورت توجیہ قریب آیت کے اور کوئی دلیل نہیں اور چونکہ دوسری توجیہات بھی محتمل ہیں اس لیئے احتمال کے ہوتے ہوئے اس ظاہر کا دلیل بننا مشکل ہے اور بلا دلیل تخصیص کا دعوی مشکل اس لیئے ایسی توجیہ کی تلاش ہوئی جس میں تخصیص کا بھی قائل ہونا نہ پڑے اور آیتہ میں بھی کسی بعید تاویل کا ارتکاب کرنا نہ پڑے پس متعدد تفاسیر میں بھی تلاش کیا گیا اور دوسرے احباب سے بھی مشورہ کیا گیا مگر میرے قلب کو کسی توجیہ سے شفا نہ ہوئی آخر حضرت مولانا رومیؒ کے کلام سے جناب باری تعالیٰ میں دعا کر کے استمداد کی کہ اُنکے کلام میں کوئی ایسا مضمون ظاہر فرما دیجیے جو اس آیت کی تفسیر میں معین ہو جاوے یہ دعا کر کے جو مثنوی کھولی تو دوسری اشعار مناسبہ کے ساتھ یہ شعر نکلا ؎ چوں دل آن شاہ زین سان خون بود ٭ عصمت اوانت فیہم چون بود جس میں بہت ہی تھوڑا تامل کرنے سے فوراً قلب میں تقریر ذیل وارد ہوئی وہ یہ کہ بے ادبی اور گستاخی سے جبکہ بقصد ایذاء رسول نہو صرف گناہ ہی... ہوگا مگر چونکہ یہ سبب ہوگا ایذاء رسول کا (وینطبق علی قول مولانا زین سان خون بود) اور ایذاء رسول حق تعالےٰ کے نزدیک اس قدر مبغوض ہے کہ بعض اوقات وہ سبب ہوجاتا ہے خذلان و عدم توفیق و عدم حفظ حق للعبد کا (وینطبق علی قول مولانا عصمت چون بود) اور یہ خذلان سبب قریب ہوجاتا ہے وقوع فی الکفر الاختیاری کا اور کفر کا حابط اعمال ہونا معلوم ہے پس معنی یہ ہوئے کہ تم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے رفع صوت و جہر بالقول مت کرو کبھی ایسا نہو کہ آپکو تکلیف پہونچے جس سے تم مخذول ہوجاؤ اور اس خذلان کے سبب خدانخواستہ تم قصداً کفر کے اعمال کرنے لگو اور جسوقت تم رفع صوت جہر بالقول کے مرتکب ہوئے تھے اُسوقت تم کو اس تسبب رفع و جہر للکفر بواسطہ تاذی رسول و خذلان حق کی خبر اور اس کا احتمال بھی نہ تھا کیونکہ اُسکے احتمال پر صحابہؓ سے اُسکے ارتکاب کا کب احتمال ہوسکتا تھا پس میں نے جو کہا ہے کہ کبھی ایسا نہو الخ یہ حاصل ہے ان تحبط بتاویل مخافۃ ان تحبط کا اور یہ جو کہا ہے اُسوقت تم کو الی قولہ خبر اور اُس کا احتمال بھی نہ تھا یہ حاصل ہے وانتم لاتشعرون کا پس اس تقریر پر کسی معصیت کا حابط بلا واسطہ ہونا بھی لازم نہ آیا اور اسی حبط بلا واسطہ ہی کی اہل سنت نے نفی فرمائی ہے اور اس معصیت کا دوسرے معاصی سے اشد ہونا بھی جو کہ مفہوم عن المقام ہے ثابت ہوگیا کہ دوسرے معاصی میں اس شان کی وعید نہیں آئی الحمد للہ کہ اس تقریر سے سب غبار صاف ہوگئے اور لفظاً بھی کسی تکلف کا ارتکاب کرنا نہیں پڑا و ہذا من فضل اللہ تعالےٰ ثم من برکات مولانا عبد اشرف علی عارض ہے کہ تقریر بالا میں جملہ حالیہ انتم لا تشعرون کی مقارنت عامل کے ساتھ حکمیہ ہوگی اسکے بعد ایک تقریر اس حال کی مقارنت حقیقیہ کی ذہن میں آئی جس کو ہنوز ضبط نہ کرنے پایا کہ مشفقی

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى

اے ایمان والو | اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لاوے تو خوب تحقیق کر لیا کرو کبھی کسی قوم کو نادانی سے کوئی ضرر نہ پہنچا دو | پھر

مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝

اپنے کیے پر پچھتانا پڑے۔

مولوی حبیب احمد صاحب نے مجھ کو لکھ کر دکھلائی چونکہ وہ بالکل وہی تقریر تھی جس کو میں لکھنا چاہتا تھا اس لئے میں اس میں بالکلیہ متفق ہوا اور ذیل میں اس کو نقل کیا جاتا ہے وھو ہذا چونکہ انتم لاتشعرون حال ہے ان تحبط اعمالکم سے اسلئے مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے کہ عنوان بیان یہ ہو پس یہ معنی ہوئے کہ تم رفع صوت و جہر بالقول مت کرو مبادا اس کی شامت سے تمہارے اعمال حبط ہو جائیں (اس طرح کہ رفع صوت و جہر بالقول موجب ایذار رسول ہو کر مفضی الی الخذلان ہو اور خذلان منجر بکفر اختیاری اور کفر اختیاری موجب حبط اعمال ہو جاوے) اور تمہیں احساس بھی نہ ہو کہ اس کا اصلی سبب تمہارا رفع صوت و جہر بالقول ہی تھا اور تمہاری اس لاابالی پن نے تم کو یہ روز بد دکھلایا اس عنوان میں پورا مقصود بھی آگیا اور انتم لاتشعرون کی حالیت بھی ظاہر رہی انتہی تقریر المشفق الموصوف اور الیہم اس لیے بڑھایا کہ اگر خروج ہو مگر قرائن سے معلوم ہوا کہ ان سے ملنے کو نہیں تشریف لائے مثلاً باہر آکر اور کسی کام کیطرف متوجہ ہو گئے تو ان کو اس وقت اور صبر کرنا چاہیئے یہانتک کہ آپ اُن کی طرف متوجہ ہوں کیونکہ یہ خروج الیہم نہیں ہے جو کہ غایت تھی صبر کی بلکہ توجہ الیہم جو کہ حاصل ہے خروج الیہم کا صبر کی غایت ہو گی (ربط) اوپر آداب نبویہ میں ارشاد تھا لاتقدموا بین یدی اللہ ورسولہ یعنے اذن شرعی کے قبل کسی امر میں سبقت مت کرو آگے اس امر عام میں سے ایک خاص امر کا ذکر فرما کر اس حکم شرعی سے سبقت کرنے کی ممانعت فرماتے ہیں (وہ امر خاص کسی شخص یا مجمع کی شکایت پہنچنا ہے اور سبقت قبل اذن الشرعی بلا تحقیق اُس شکایت کے مقتضا پر عمل کرنا ہے)۔

نہی از عمل بالنمیمہ بلا تحقیق

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝ (اس کا قصہ نزول کا اس طرح ہوا اور پھر حکم عام ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ولید بن عقبہ کو بنی مصطلق سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا اور ایک روایت میں بنی وکیعہ آیا ہے ولید میں اور ان میں زمانہ جاہلیت میں کچھ عداوت تھی ولید کو وہاں جاتے ہوئے اندیشہ ہوا اُن لوگوں نے سن کر استقبال کیا ولید کو گمان ہوا کہ یہ لوگ بارادہ قتل آئے ہیں واپس جا کر اپنے خیال کے موافق کہہ دیا کہ وہ تو مخالف اسلام ہو گئے آپ نے حضرت خالد کو تحقیق حال کے لیے بھیجا اور فرما دیا کہ خوب تحقیق کرنا اور جلدی مت کرنا چنانچہ انھوں نے وہاں بجز اطاعت اور خیر کے کچھ نہ دیکھا آکر آپ کا اطمینان کر دیا اسپر یہ حکم نازل ہوا اخذتہ من عدۃ روایات فی الدر سا اور بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ لوگ خود حاضر خدمت ہوئے اور آپ کو اطمینان دلایا وجہ تطبیق یہ ہو سکتی ہے کہ دونوں واقعے ہوئے ہوں یعنی) اے ایمان والو جس طرح ولید بن عقبہ کی خبر پر (وجہ ذلک وان لم یحکم علیہ بالفسق نہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کرنے میں جلدی نہیں کی بلکہ اُس کی تحقیق فرمائی جس سے ایک حکم شرعی ثابت ہو گیا کہ بدون تحقیق کے ایسی خبر پر عمل کرنا چاہیئے اور اوپر تم کو معلوم ہو چکا ہے کہ حکم شرعی سے سبقت کرنا منہی عنہ ہے پس لامحالہ اس حکم شرعی سے بھی سبقت منہی عنہ ہو گی اور جب غیر محکوم علیہ بالفسق میں یہ حکم ہے تو فاسق کے باب میں بدرجہ اولیٰ بدرجہ اولیٰ اسلئے ہم تم کو اہتمام کے لیے مکرر حکم دیتے ہیں کہ) اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لاوے (جس میں کسی کی شکایت ہو) تو (بدوں تحقیق کے اُس پر عمل مت کیا کرو بلکہ اگر عمل کرنا ہو تو) خوب تحقیق کر لیا کرو کبھی کسی قوم کو نادانی سے کوئی ضرر نہ پہنچا دو پھر اپنے کیے پر پچھتانا پڑے ف مطلب یہ کہ جیسا اس واقعہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے ایسا ہی تم کو کرنا چاہیئے کہ اسکے خلاف وہی تقدیم بین یدی اللہ ورسولہ ہے جس کی ممانعت ہو چکی ہے پس یا ایہا الذین آمنوا میں مخاطب عام مومنین ہیں اور فاسق سے مراد عام فاسقین ہیں اور فاسق کا ذکر افادہ مبالغہ فی الحکم کے لیے ہے یہ نہیں کہ جس قصہ میں اس کا نزول ہوا ہے اُس کو فاسق کہا گیا ہو پس اس آیت سے نہ ولید کا فاسق ہونا لازم آیا اور نہ اس کا شبہ رہا کہ یہ موہم ہے کہ آپ نے بے تحقیق کچھ

النحو: ان تصیبوا ای لئلا تصیبوا او کراہۃ ان تصیبوا ۱۲ ۞

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ

اور جان رکھو تم میں رسول اللہ ہیں بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر اس میں تمہارا کہنا مانا کریں تو تم کو بڑی مضرت پہونچے لیکن اللہ تعالےٰ نے تم کو

اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ

ایمان کی محبت دی اور اس کو تمہارے دلوں میں مرغوب کر دیا اور کفر اور فسق اور عصیان سے تم کو نفرت دیدی ایسے لوگ خدا تعالےٰ کے

هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۙ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

فضل اور انعام سے راہ راست پر ہیں اور اللہ تعالےٰ جاننے والا حکمت والا ہے

کارروائی کرنا چاہا ہو گا وجہ دفع شبہہ ظاہر ہے کہ آپ اس میں مخاطب نہیں بلکہ عام مومنین کو حکم ہے کہ اس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا اقتدا کرو۔ اور اس خبر سے مراد مطلق خبر نہیں ہے بلکہ جس پر عمل کرنے سے کسی کا ضرر لازم آتا ہو بقرینہ ان تصیبوا الخ تو اس محتمل الفسق و مقطوع الفسق دونوں کی خبر غیر مقبول ہے پس اس مقام پر مطلقاً خبر واحد کے مقبول یا غیر مقبول ہونے کی تفصیل سے بحث کرنا امر زائد ہے اسی طرح صحابہؓ کے عدول و غیر عدول ہونیکی بحث کرنا امر زائد ہے کیونکہ ولید کا فاسق ہونا آیت سے لازم ہی نہیں آتا بلکہ نہ حدیث سے اسلیئے کہ ممکن ہے کہ ولید کو خود گمان میں غلطی ہوئی ہو اور فتبینوا سے یہ مقصود نہیں کہ ضرور اس خبر کی تحقیق کی جاوے کیونکہ اس پر اجماع ہے کہ اگر ہم کسی شخص کی برائی سن کر بالکل التفات نہ کریں جائز ہے بلکہ بعض جگہ تو تجسس حرام ہے بلکہ مقصود اس سے نہی ہے عمل بلا تحقیق سے جیسا کہ تقریر ترجمہ میں ظاہر کر دیا ہے اور یہ مسئلہ مستقل ہے کہ تحقیق کہاں واجب ہے کہاں جائز ہے کہاں ممنوع ہے سو اس میں قول مجمل یہ ہے کہ جہاں تحقیق نہ کرنے سے کوئی واجب شرعی فوت ہوتا ہو وہاں واجب ہے مثلاً سلطان کسی کے ارتداد کی خبر سنے تو چونکہ ارتداد کی صورت میں اس پر واجب ہے کہ اس کو توبہ کرادے ورنہ قتل کرے اس لیئے تحقیق واجب ہے گی یا سلطان نے سنا کہ فلاں شخص فلاں کو قتل کرنا چاہتا ہے تو چونکہ بوجہ سلطان ہونیکے حفاظت رعایا کی اس کے ذمہ واجب ہے اسلیئے اس کی تحقیق اور انتظام واجب ہے، اور جہاں تحقیق نہ کرنے سے کوئی واجب فوت نہیں ہوتا اور تحقیق کرنے سے اس مبلغ عنہ کا بھی کوئی ضرر نہیں ہوتا تو وہاں تحقیق جائز ہے جیسے یہ سنا کہ فلاں شخص مجھ کو ماریگا اور اگر تحقیق کرنے سے اپنی کوئی دفع مضرت نہیں اور اس دوسرے کو ناگواری ہے تو تحقیق حرام ہے جیسے کسی نے سنا کہ فلاں شخص خفیہ شراب پیتا ہے تو تحقیق نہ کرنے سے اپنا کوئی ضرر نہیں اور تحقیق کرنے سے وہ فضیحت ہوتا ہے خوب سمجھ لیا جاوے **ربط** اوپر لاتقدموا بین یدی اللہ و رسولہ میں ایک ادب نبوی یہ بتلایا گیا ہے کہ کسی امر میں آپ کے حکم سے سبقت نہ کیجاوے اور اس امر کے بعض افراد وہ ہیں کہ وہ امور دینیہ نہیں بلکہ امور دنیویہ ہیں جیسے آپ نے حضرت زینب اور آنکے بھائی کو فرمایا تھا کہ زید بن حارثہ سے زینب کا نکاح کر دیا جاوے تو ایسے امور میں بوجہ دنیوی ہونیکے جواز سبقت اور عدم وجوب اطاعت کا شبہہ ہو سکتا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ایسے امور میں بعض اوقات یہ بھی متخیل ہو سکتا ہے کہ یہ امور متعلق رائے اور تدبیر کے ہیں خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ہماری رائے کی موافقت مناسب اور مصلحت ہے آگے اسکے متعلق ارشاد ہے اور چونکہ ایسے امور حضور کی حیات ہی تک پیش آ سکتے ہیں اسلیئے واعلموا ان فیکم رسول اللہ فرما کر اس تخصیص کی تصریح کر دی

ایجاب اطاعت مطلقہ رسولؐ بر امت وسنت وخاعکس

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ (الے قولہ) وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اور جان رکھو کہ تم میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں جو خدا کی بڑی نعمت ہیں کما قال تعالیٰ لقد من اللہ الخ پس اس نعمت کا شکریہ ہے کہ کسی بات میں تم آپکے خلاف مت کرو گو دنیوی ہی کیوں نہو اور اس فکر میں مت پڑو کہ امور دنیویہ میں خود حضور ہماری رائے کی موافقت فرمایا کریں کیونکہ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر اس میں تمہارا کہنا مانا کریں تو تم کو بڑی مضرت پہونچے کیونکہ وہ مصلحت کے خلاف ہو تو ضرور اسکے موافق عمل کرنے میں مضرت ہو بخلاف اسکے کہ آپ کی رائے پر عمل کیا جاے کیونکہ گو بر تقدیر اسکے دنیوی امر ہونیکے

النحو فضلا تعلیل للراشدین ۱۲	اشارۃ الے ان الایمان المحبب المزین ای الکامل ما لایکون فیہ کفر ولا فسق ولا عصیان ای
البلاغۃ فی قولہ کرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان فی مقابلۃ الایمان المحبب والمزین	مایکون فیہ التصدیق بالجنان والعمل بالارکان والاقرار باللسان ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ لو یطیعکم فی کثیر من الامر لعنتم

لا یطمع الموافقۃ من الشیخ الکامل یسعی فیہا کبعض اہل بعقلہ یستنبر شیئ ومنشأہ فی الحقیقۃ ضعف الاعتقاد

ترجمہ

قولہ تعالےٰ لو یطیعکم فی کثیر من الامر لعنتم اسی طرح اس کی کوشش کہ شیخ کو اپنی رائے پر چلاوے

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا ۖ فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي

اور اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو اُنکے درمیان اصلاح کر دو پھر اگر اُن میں کا ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو اُس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے

تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا ۖ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ

یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کیطرف رجوع ہو جاوے پھر اگر رجوع ہو جاوے تو اُن دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ اصلاح کر دو اور انصاف کا خیال رکھو بے شک اللہ انصاف والوں کو پسند کرتا ہے

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ ع

مسلمان تو سب بھائی ہیں سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان اصلاح کر دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم پر رحمت کی جاوے۔

(ع ۱۳ — ربع)

اُس میں خلاف مصلحت ہونیکا احتمال فی نفسہٖ مستبعد اور خلاف شان نبوت نہیں لیکن اول تو ایسے اُمور جنمیں ایسا احتمال ہو شاذ و نادر ہونگے پھر علی سبیل التنزل اگر ہوں بھی اور اُن میں مصلحت بھی فوت ہو جاوے لیکن یہ کتنی بڑی بات ہے کہ اُس مصلحت کا نعم البدل یعنی اجر و ثواب اطاعت رسول کا ضرور ہی میسر ہوگا بخلاف اسکے کہ تمہاری رائے پر عمل ہو کہ گو شاذ و نادر ایسے امور بھی نکلیں گے جن میں مصلحت ہو لیکن متعین تو ہیں نہیں اور پھر بہت ہی کم ہونگے زیادہ احتمال مضرت ہی کا ہے پھر اُس مضرت کا کوئی تدارک نہیں اور اس تقریر سے فائدہ کثیر کی قید کا بھی معلوم ہو گیا بہر حال اگر آپ تم لوگوں کی موافقت کرتے تو تم بڑی مصیبت میں پڑتے لیکن اللہ تعالیٰ نے (تم کو مصیبت سے بچا لیا اس طرح سے کہ) تم کو ایمان (کامل) کی محبت دی اور اُس (کی تحصیل) کو تمہارے دلوں میں مرغوب کر دیا اور کفر اور فسق (یعنی گناہ کبیرہ) اور (مطلق) عصیان (یعنی گناہ صغیرہ) سے تم کو نفرت دیدی (جس سے تم کو ہر وقت رضائے رسول کی جستجو رہتی ہے اور جس سے تم احکام متضمنہ اعمال موجبہ رضائے رسول کو مان لیتے ہو چنانچہ جب کہ یہ معلوم ہو گیا کہ اُمور دنیویہ میں بھی اطاعت رسول کی واجب ہے اور بدون اطاعت مطلقہ کے ایمان کامل نہیں ہوتا اور ایمان کامل کی تحصیل کی رغبت پہلے سے موجود ہے پس تم نے فوراً اُس حکم کو بھی قبول کر لیا اور قبول کر کے ایمان کی اور تکمیل کر لی) ایسے لوگ (جو کہ تکمیل ایمان کے محب ہیں) خدا تعالیٰ کے فضل اور انعام سے راہ راست پر ہیں اور اللہ تعالیٰ (نے جو یہ احکام فرمائے ہیں تو وہ اُن کی مصلحتوں کو) جاننے والا ہے اور چونکہ حکمت والا ہے اسلیے ان احکام کو واجب کر دیا ہے) **ف** واعلموا ان فیکم رسول اللہ کے ظاہر الفاظ قرینہ ہے کہ اُس میں کسی ایسے امر کا بیان ہے جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات کے ساتھ مخصوص تھا اور وہ احقر کے نزدیک یہی امر ہے کہ دنیوی اُمور میں اطاعت کرنا اور فی کثیر کہنا بھی قرینہ ہے کہ ایسے ہی اُمور مراد ہیں کیونکہ اُمور دینیہ میں سے تو کسی ایک امر میں بھی طاعت کی گنجائش نہیں اور وجہ تخصیص کی یہ نہیں کہ اگر آپ اپنے بعد کے لیے ایسے احکام فرما جاتے تو اطاعت واجب نہ ہوتی بلکہ وجہ تخصیص کی یہ ہے کہ آپ نے ایسے احکام فرمائے نہیں کیونکہ یہ احکام جزئی تھے اور حضور نے شریعت موبدہ جو چھوڑی ہے وہ احکام کلیہ ہیں اور تحقیق اس مسئلہ کی کہ دنیوی اُمور میں وجوب طاعت کس شرط سے ہے شروع پارہ ومن یقنت آیت ما کان لمؤمن الخ میں گذر چکی ہے ربط اوپر حقوق نبویہ کا ذکر تھا آگے بعضے باہمی حقوق و آداب معاشرت کا بیان ہے جس میں کئی حکم مذکور ہیں اور مابہ الاشتراک سب میں نہی عن الایذاء ہے۔

حکم اول اصلاح بین المسلمین و دفع شر مفسدین

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا (الیٰ قولہ) وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ اور اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو اُنکے درمیان اصلاح کر دو (یعنی مابہ النزاع رفع کر کے لڑائی موقوف کرا دو) پھر اگر (بعد کوشش اصلاح کے بھی) اُن میں کا ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے (اور لڑنا موقوف نہ کرے)

اللغة اقتتلوا وکان الظاہر اقتتلتا والعدول الی ضمیر الجمع رعایۃ المعنے فان کل طائفۃ من الطائفتین جماعۃ فقد روعی فی الطائفتین معناہما اولا ولفظہما ثانیا علی عکس المشہور فی الاستعمال والنکتۃ فی ذلک ما قیل انہم اولا فی حال القتال مختلطون فلذا جمع اولا ضمیرہم فی حال الصلح متمیزون متعارفون فلذا ثنی الضمیر قولہ فاصلحوا بین اخویکم الفاء للایذان بان الاخوۃ الدینیۃ موجبۃ للاصلاح ووضع الظاہر موضع المضمر مضافا الی المامورین للمبالغۃ فی تاکید وجوب الاصلاح والتخصیص علیہ وتخصیص الاثنین بالذکر لاثبات وجوب الاصلاح فیما فوق ذلک بطریق الاولیۃ لتضاعف الفتنۃ والفساد ۱۲

الروایات فی الدر عن الصحیحین وغیرہما عن انس قال قیل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم لو اتیت عبد اللہ بن ابی فانطلق ورکب حمارا وانطلق المسلمون یمشون وہی ارض سبخۃ فلما انطلق الیہم قال الیک عنی فواللہ لقد آذانی ریح حمارک فقال رجل من الانصار واللہ لحمار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اطیب ریحا منک فغضب لکل منہما اصحابہ فکان بینہم ضرب بالجرید والایدی والنعال فانزل فیہم ان طائفتان من المؤمنین الخ قلت المراد بالمؤمنین مؤمنو قوم عبد اللہ وان غضبہم لیس لحمایۃ الکفر بل لعروق تعصبی للقوم ولیس المراد مولانا انما آمن ظاہرا بعد ہذہ الواقعۃ ولم یؤمن حقیقۃ قط ۱۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ

اے ایمان والو — نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیئے — کیا عجب ہے کہ وہ اُن سے بہتر ہوں — اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیئے — کیا عجب ہے

يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ

کہ وہ اُن سے بہتر ہوں — اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کو بُری لقب سے پکارو — ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا بُرا ہے

وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

اور جو باز نہ آوینگے — تو وہ ظلم کرنے والے ہیں۔

تو اُس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہانتک کہ وہ خدا کے حکم کیطرف رجوع ہوجاوے (حکم خدا سے مراد ترک قتال ہے) پھر اگر (وہ) زیادتی کرنیوالا فرقہ حکم خدا کیطرف) رجوع ہوجاوے (یعنی قتال ترک کردے) تو اُن دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ اصلاح کردو (یعنے حدود شرعیہ کے موافق اس معاملہ کو طے کردو محض ترک قتال پر کفایت نہ کرو ورنہ دوسرے وقت قتال محتمل رہیگا) اور انصاف کا خیال رکھو (یعنے غرض نفسانی کو غالب نہونے دو) بیشک اللہ انصاف والوں کو پسند کرتا ہے (اور ہمنے جو اصلاح کا حکم کیا ہے تو اُس کی وجہ یہ ہے کہ) مسلمان تو سب (اشتراک فی الدین کی وجہ سے جو کہ نسب معنوی ہے ایک دوسرے کے) بھائی ہیں سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان اصلاح کردیا کرو (تاکہ اخوۃ قایم رہے) اور (اصلاح کے وقت) اللہ سے ڈرتے رہا کرو (یعنے حدود شرعیہ کی رعایت رکھا کرو) تاکہ تم پر رحمت کیجاوے

ف مقتتلین بالقوۃ یا بالفعل جو کہ مسلمان ہوں خواہ اخلاصًا یا نفاقًا خواہ واحد واحد خواہ متعدد اُنکے احکام کی تفصیل یہ ہے کہ یا تو دونوں جماعتیں امام المسلمین کی تحت ولایت ہیں یا دونوں نہیں یا ایک ہے ایک نہیں پہلی صورت میں اگر عام لوگوں کی فہمایش سے آپس میں قتال موقوف ہنو تو امام پر اصلاح واجب ہے پھر ان میں حالتیں ہیں یا تو کوئی اطاعت سے خارج ہنو یا دونوں خارج ہوجاویں یا ایک خارج ہو جاوے دوسرا خارج ہنو پہلی حالت میں قصاص و دیت کے احکام جاری ہونگے اور یہ سب اصلحوا بینہما کے افراد میں داخل ہیں اور دوسری حالت ملحق ہے صورت دوم کے جسکا حکم آگے آتا ہے اور تیسری حالت ملحق ہے صورت سوم کے جسکا حکم بھی ابھی آتا ہے اور دوسری صورت میں دونوں باغی ہیں جن کا حکم ابھی آتا ہے اور تیسری صورت میں جو تحت الولایت ہے عادل کہلاتا ہے اور جو خارج ہے باغی کہلاتا ہے کہ خود امام ہی سے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہے ان بغت احدٰھما الخ میں اسی کا حکم بیان فرماتے ہیں اُس کی تفصیل یہ ہے کہ اول اُن کا شبہہ رفع کیا جاویگا اصلاح کی یہی ایک فرد ہے پھر اگر وہ بغاوت چھوڑ دیں تو اُس صورت میں اُن سے قتال نہیں ہے اور اگر باز نہ آویں تو اُن سے قتال کیا جاویگا پھر اگر اُن کو قوت و شوکت حاصل ہے تو قتال کے وقت تو اُنکے متعلق یہ احکام ہیں کہ اُنکے مجروح کو قتل کیا جاویگا اور بھاگنے والے کا تعاقب کیا جاوے گا اور بعد قتال کے یہ احکام ہیں کہ اُنکے ہاتھ سے جو عادل مقتول ہوں اُن کا قصاص نہ لیا جاویگا جو مال تلف کیا اُس کا ضمان نہ لیا جاوے گا عدل و قسط میں یہ سب احکام داخل ہیں اور اگر اُن کو قوت و شوکت نہیں ہے تو قتال کے وقت اُنکے متعلق یہ احکام ہیں کہ اُنکے مجروح کو قتل نہ کیا جاویگا اور بھاگنے والے کا تعاقب نکیا جاویگا اور بعد قتال کے یہ احکام ہیں کہ اُنکے ہاتھ سے عادل کا مال یا نفس جو تلف ہوا ہے اُس کا ضمان و قصاص لیا جاویگا یہ سب بھی عدل و قسط میں داخل ہیں اور احکام مشترکہ یعنی حالت قوت و عدم قوت دونوں میں یہ ہیں کہ قبل قتال اُنکے ہتھیار چھین لیے جاوینگے اور اُنکو گرفتار کرکے توبہ کرنیکے وقت تک قید رکھیں گے اور وقت قتال یا بعد قتال اُن کی ذریت کو غلام یا لونڈی نہ بناوینگے اُنکا مال غنیمت نہوگا البتہ توبہ کرنے تک اموال کو محبوس رکھا جاویگا بعد توبہ کے پھر واپس دیدینگے یہ سب بھی عدل و قسط میں داخل ہے اور یہ سب احکام جب ہیں کہ مسلمانوں کا کوئی امام موجود ہو ورنہ لزوم بیعت کا حکم اسی طرح عدم قدرت نصرت یا التباس حق و باطل کی صورتوں میں بھی لزوم بیعت کا حکم ان میں اکثر مسائل ہدایہ سے ہیں اور بعضے شاذ و نادر دوسری دلائل سے پس اصلحوا میں امام کو انتظام کا اور دوسروں کو نصرت امام کا بھی حکم داخل ہے۔

حکم دوم نہی از تمسخر و طعن و تداعی بالقاب مکروہہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ (الٰی قولہ تعالٰی) فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ اے ایمان والو نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیئے

اللغات القوم جماعۃ رجال خاصۃ اللمز التنبیہ علی المعائب سواء کان بحضرتہ ام لا التنابز التعاوی (التداعی) من النبز بمعنے اللقب وخص عرفا بما یکرہ الشخص من الالقاب ۱۲ **البلاغۃ** قولہ لا تلمزوا ولا تنابزوا اوثر التفاعل فی النبز دون اللمز لان الملموز قد لا یظفر فی الحال بعیب یلمز لامزہ فیحتاج الی تتبع احوالہ حتی یظفر ببعض عیوبہ بخلاف النبز فان من لقب بما یکرہ قادر علی تلقیب الآخر بنظیر ذلک حالا فوقع التفاعل کذا فی الروح عن الزواجر ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالٰی یا ایھا الذین آمنوا لا یسخر الخ یشیر الی ترک الاعجاب بالنفس والنظر الی الغیر بالاحتقار فان الانسان یحاسب بالباطن لا بالظاہر فرب اشعث اغبر ذی طمرین لو اقسم علی اللہ تعالٰی لابرہ اھ وفی الآیات من تعلیم الاخلاق ما لا یخفی قولہ تعالٰی ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ففیہ النھی

ترجمہ

قولہ تعالٰی یا ایھا الذین آمنوا لا یسخر الخ اور ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم میں نیک تعلیم ہے کی ٭ ٭ ٭

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ

اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں اور سراغ مت لگایا کرو اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے

بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝

کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھالے اس کو تو تم ناگوار سمجھتے ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

کیا عجب ہے کہ (جن پر ہنستے ہیں) وہ اُن (ہنسنے والوں) سے (خدا کے نزدیک) بہتر ہوں (پھر وہ تحقیر کیسے کرتے ہیں) اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیئے کیا عجب ہے کہ (جن پر ہنستی ہیں) وہ اُن (ہنسنے والیوں) سے (خدا کے نزدیک) بہتر ہوں (پھر وہ تحقیر کیسے کرتی ہیں) اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے لقب سے پکارو (کیونکہ یہ سب باتیں گناہ کی ہیں اور) ایمان لانیکے بعد (مسلمان پر) گناہ کا نام لگنا (ہی) بُرا ہے (یعنے یہ گناہ کرکے تمہاری شان میں یہ کہا جاسکتا کہ فلاں مسلمان جس سے تم مراد ہو گناہ یعنی خدا کی نافرمانی کرتا ہے نفرت کی بات ہے تو اس سے بچو) اور جو (ان حرکتوں سے) باز نہ آوینگے تو وہ ظلم کرنیوالے (اور حقوق العباد کو تلف کرنیوالے) ہیں (جو سزا ظالموں کو ملے گی وہی انکو ملے گی) **ف** تمسخر وہ ہنسی ہے جس سے دوسرے کی تحقیر اور دل آزاری ہو اور جس سے دوسرے کا دل خوش ہو وہ مزاح کہلاتا ہے یعنی خوش طبعی اور وہ جائز ہے۔ اور قوم اور نساء فرمانے سے یہ مقصود نہیں کہ کئی مرد کسی مردوں سے اور کئی عورتیں کئی عورتوں سے تمسخر نہ کریں بلکہ مراد اس سے جنس رجال اور جنس نساء ہے خواہ واحد ہو یا متعدد۔ اور اگر مرد عورت سے یا عورت مرد سے تمسخر کرے اُس کا بھی یہی حکم ہے اور شاید اس کی تخصیص اس لیے ہو کہ اکثر تمسخر ہم جنسوں ہی میں واقع ہوتا ہے اور یا اس لیے کہ جنس کے ساتھ تمسخر کرنے کی ممانعت خلاف جنس سے تمسخر کرنے کی ممانعت پر بدرجۂ اولیٰ دال ہے کیونکہ اُس میں تمسخر کے علاوہ ایک بیغیرتی اور بیحیائی بھی ہے اور گو دوسرا شخص بالفعل کیسا ہی حقیر ہو مگر چونکہ خاتمہ دونوں کا محتمل ہے اسلیے عسٰی ان یکونوا خیرا منھم کا ہر حال میں مصداق ہوگا اور بُری لقب سے ذکر کرنا اگر بلا غرض صحیح ہو تو حرام ہے اور اگر کوئی غرض صحیح ہو جیسے کوئی شخص لنگڑا ہے اور اسی پتہ سے پہچانا جاتا ہے تو اس لقب کے ذکر میں حرمت نہیں۔

حکم سوم و چہارم و پنجم نہی از ظن سوء و تجسس و غیبت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ (الی قولہ) اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝ اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں (اس لیے سب اقسام ظن کے حکم کو تحقیق کرکے کہ کونسا ظن جائز ہے کونسا ناجائز ہے حد جواز تک رہو) اور (کسی کے عیب کا) سراغ مت لگایا کرو اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے (آگے غیبت کی مذمت ہے کہ) کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھالے اس کو تو تم (ضرور) ناگوار سمجھتے ہو (پس غیبت بھی اسی کے مشابہ ہے اُس سے بھی نفرت ہونا چاہیئے مشابہت کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح انسان کو اُس کا گوشت جسمانی نوچ کر کھانے سے تالم جسمانی ہوتا ہے اسی طرح اُس کی آبرو کہ گوشت سے زیادہ اعز و اشرف ہے ریختہ ہونے سے تالم قلبی ہوتا ہے گو بالفعل بوجہ اسکے کہ اُس کو اس آبرو ریزی کی اطلاع نہیں عدم حس میں مشابہ مردہ کے ہے لیکن فی نفسہٖ تو مظنہ تالم ہے کذا فی الخازن) اور اللہ سے ڈرتے رہو (اور غیبت چھوڑ دو اور توبہ کرلو) بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنیوالا اور مہربان ہے **ف** ظن میں کثیرا اور بعض جو کہ مقابل جمیع کا اور شامل کثیر کو ہے اسلیئے فرمایا کہ ظن کی کئی قسم ہیں ایک واجب جیسے ظن فقہی غیر منصوص میں اور حسن ظن مع اللہ۔ اور دوسرا مباح جیسے ظن امور معاش میں اور ایسے شخص کے ساتھ بدگمانی کرنا جس میں علانیہ علامات فسق کے پائی جاتے ہیں جیسے شرابخانوں میں اور فاحشہ عورتوں کی دوکانوں مکانوں میں کسی کی آمدورفت ہو اور اُس پر فسق کا گمان ہو جائے جائز ہے مگر یقین نہ کرے اسی طرح جو سوء ظن غیر اختیاری ہو مگر اُسکے مقتضا پر عمل نہ ہو اس میں بھی گناہ نہیں بشرطیکہ حتی الامکان اُس کو دفع کرے اور تیسرا حرام جیسے الٰہیات و نبوات میں بلا دلیل قاطع کلامیات و فقہیات

البلاغۃ فی الروح وما احسن ما جاء الترتیب فی ہذہ الآیۃ جاء الامر اولا باجتناب الطریق التی لا تؤدی الی العلم وہو الظن ثم نہی ثانیا عن طلب تحقیق ذلک الظن لیصیر علما بقولہ سبحانہ ولا تجسسوا ثم نہی ثالثا عن ذکرہ ذلک اذا علم فہذہ ثلثۃ امور مرتبۃ ظن فعلم بالتجسس فاغتیاب قال ابن حجر علیہ الرحمۃ اللہ تعالی ختم کلا من الآیتین بذکر التوبۃ رحمۃ بعبادہ وتعطفا علیہم لکن لما بدئت الاولی بالنہی ختمت بالنفی فی ولم یتب لتقاربہما ولما بدئت الثانیۃ بالامر فی اجتنبوا ختمت بہ فی فاتقوا وکان حکمۃ ذکر التہدید الشدید فی الاولی فقط بقولہ تعالی ومن لم یتب ان ما فیہا افحش لانہ ایذاء فی الحضرۃ بالسخریۃ او اللمز او النبز بخلافہ فی الآیۃ الثانیۃ فانہ امر خفی اذ کل من الظن والتجسس والغیبۃ یقتضی الاخفاء وعدم العلم بہ غالبا ۱۲

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہ ہے

اَتْقٰكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝

جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو اللہ خوب جاننے والا پورا خبردار ہے۔

ہیں خلاف دلیل قاطع ظن کرنا یا جس میں علامات فسق کے قوی نہوں بلکہ ظاہراً صلاح کے آثار نمودار ہوں اُسکے ساتھ سوء ظن کرنا یہ حرام ہے چونکہ سب افراد ظن کے حرام نہ تھے اسلئے کثیراً فرما دیا گیا اور یہ کثرت فی نفسہ ہے یہ ضرور نہیں کہ اس کی فردیں دوسری قسم کی فردوں سے زیادہ ہوں اور اگر باعتبار عادت عامہ ناس کے دیکھا جاوے تو قسمین باقیین کے اعتبار سے بھی کثرت صحیح ہو سکتی ہے کیونکہ زیادہ ابتلا لوگوں کا ظن حرام ہی میں ہے یہ ہی تفصیل اُن اقسام کی جن کی طرف ان بعض الظن اثم کے ترجمہ میں اشارہ ہے اور سوء ظن کے بارہ میں جو مشہور ہے الحزم سوء الظن اس کا مطلب یہ ہے کہ مشتبہ شخص سے اپنی احتیاط رکھے پس سوء ظن کے مقتضا پر عمل کرنا مظنون بہ کے حق میں تو حرام ہے جیسے اُس کی تحقیر و تنقیص کرنا اُس کو ضرر پہونچانا اور خود ظان کو اپنے حق میں جائز ہے بایں معنی کہ اُس کی مضرت سے خود بچے اور تجسس کے احکام اوپر آیت ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا کی تفسیر میں بیان کیے گئے ہیں اور چھپ کر باتیں سُننا یا اپنے کو سوتا ہوا بنا کر باتیں سن لینا یہ تجسس میں داخل ہے البتہ اگر کسی سے مضرت پہونچنے کا احتمال ہو اور اپنی یا کسی مسلمان کی حفاظت کی غرض سے اُس مضرت رساں کی تدبیروں اور ارادوں کا تجسس کرے تو جائز ہے اور غیبت یہ ہے کہ کسی کے پیچھے اُس کی ایسی بُرائی کرنا کہ اُسکے سامنے کی جاوے تو اُس کو رنج ہو گو وہ سچی ہی بات ہو ورنہ بہتان ہے اور پیٹھ پیچھے کی قید سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ سامنے جائز ہے کیونکہ وہ لمز میں داخل ہے جس کی ممانعت اوپر آئی ہے ولا تلمزوا انفسکم اور محقق یہ ہے کہ غیبت گناہ کبیرہ ہے البتہ جس سے بہت کم تاذی ہو وہ صغیرہ ہو سکتا ہے جیسے کسی کے مکان یا سواری کی مذمت کرنا اور جو سامع دفع پر قادر ہو اُس کا سُننا بھی حکم تکلم میں ہے اور اس میں حق اللہ اور حق العبد دونوں ہیں اس لیے توبہ بھی واجب ہے اور معاف کرانا بھی ضروری ہے البتہ بعض علماء نے کہا ہے کہ جب تک اُس شخص کو اس غیبت کی خبر نہ پہونچے تو حق العبد نہیں ہوتا نقلہ فی الروح عن الحسن و الخیاطی ابن الصباغ والنووی وابن الصلاح والزرکشی وابن عبدالبر عن ابن المبارک لیکن اس صورت میں بھی جس شخص کے سامنے غیبت کی تھی اُسکے سامنے اپنی تکذیب کرنا ضروری ہے اور اگر ممکن نہ ہو تو مجبوری۔ اور بعد موت وارثوں سے معاف کرانا کافی نہیں بلکہ غائب اور میت میں اپنے اور اُنکے لیے کثرت استغفار کرتا رہے اور صبی اور مجنون اور کافر ذمی کی غیبت بھی حرام ہے کیونکہ اُس کی ایذا حرام ہے اور کافر حربی کی مصلحۃ الایذا کی غیبت بعلت تضییع وقت کے مکروہ ہے اور غیبت کبھی فعل سے بھی ہوتی ہے مثلاً کسی لنگڑے کی نقل بنا کر چلنے لگے جس سے اُس کی حقارت ہو اور جس سے معاف کیا جاوے اُسکے لیے مندوب ہے کہ معاف کر دے ولا یلزمہ لان ذلک تبرع منہ اور بعض روایات سے ثابت ہے کہ یہ آیت تحریم غیبت عام مخصوص البعض ہے یعنی اگر بُرائی ذکر کرنے کی کوئی ضرورت یا مصلحت ہو جو شرعاً معتبر ہو تو وہ غیبت حرام میں داخل نہیں جیسے ظالم کی شکایت ایسے شخص کے سامنے جو ظلم کو دفع کر سکے یا استفتی صورت واقعہ بیان کرنے کی غرض سے کسی کا ذکر کرے یا مسلمانوں کو کسی کے شر دنیوی یا دینی سے بچانے کے لیے کسی کا حال بتلا دے یا کسی معاملہ کے متعلق اُس سے مشورہ لینے کے وقت اُس کا حال ظاہر کر دے ومثل ذلک یا جو شخص اپنے فسق کو خود آشکارا کرتا ہو اور بلا اضطرار غیبت سُننا مثل غیبت کرنے کے ہے ھذا کلہ من الروح اور ایحب احدکم میں صرف غیبت کی مذمت شاید کثرت ابتلا کی وجہ سے ہو۔

حکم ششم نہی از تفاخر بالانساب

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى (الی قولہ تعالیٰ) اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ اے لوگو ہم نے تم (سب) کو ایک مرد اور ایک عورت (یعنی آدم وحوا) سے پیدا کیا ہے (پس اس میں تو سب برابر ہیں) اور (پھر جس بات میں فرق رکھا ہے کہ) تم کو مختلف قومیں اور (پھر اُن قوموں میں) مختلف خاندان بنایا

اللغات

قولہ شعوبا فی المدارک الشعب الطبقۃ الاولیٰ من الطبقات الست التی علیہا العرب فالشعب یجمع القبائل وہی تجمع العمائر وہی تجمع البطون وہی تجمع الافخاذ وہی تجمع الفصائل فخزیمۃ شعب وکنانۃ قبیلۃ وقریش عمارۃ وقصی بطن وہاشم فخذ والعباس فصیلۃ وسمیت الشعوب لان القبائل تتشعب منہا

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ

یہ گنوار کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے آپ فرما دیجیے کہ تم ایمان تو نہیں لائے لیکن یوں کہو کہ ہم مطیع ہوگئے اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم

تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ

اللہ اور اسکے رسول کا کہنا مان لو تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال میں سے ذرا بھی کمی نہ کرے گا بے شک اللہ غفور رحیم ہے پورے مومن وہ ہیں جو اللہ پر

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ

اور اسکے رسول پر ایمان لائے پھر شک نہیں کیا اور اپنے مال اور جان سے خدا کے رستہ میں محنت اٹھائی یہ لوگ

الصّٰدِقُوْنَ ۝ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ

سچے ہیں آپ فرما دیجیے کہ کیا خدا تعالیٰ کو اپنے دین کی خبر دیتے ہو حالانکہ اللہ کو تو سب آسمان و زمین کی سب چیزوں کی خبر ہے اور اللہ سب

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ

چیزوں کو جانتا ہے یہ لوگ اپنے اسلام لانے کا آپ پر احسان رکھتے ہیں آپ کہہ دیجیے کہ مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تم کو ایمان کی ہدایت دی

(اسو محض اسلیے) تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو جسمیں بہت سی مصلحتیں ہیں نہ اسلیے کہ ایک دوسرے پر تفاخر کرو کیونکہ) اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو (اور پرہیزگاری ایسی چیز ہے کہ اس کا حال کسی کو معلوم نہیں بلکہ اسکے حال کو محض) اللہ خوب جاننے والا (اور وہی اس سے) پورا خبردار ہے (پس اس پر کبھی شیخی مت کرنا کما قال تعالیٰ فلا تزکوا انفسکم) ف شعب خاندان کی جڑ کو کہتے ہیں اور قبیلہ اس کی شاخ کو مثلاً سید ایک شعب ہے اور حسنی و حسینی قبائل ہیں وعلیٰ ہذا اور تعارف کی مصلحتیں متعدد ہیں مثلاً ایک نام کے دو شخص ہیں خاندان کے تفاوت سے دونوں میں تمیز ہو سکتا ہے اور مثلاً یہ کہ اس سے دور کے اور نزدیک کے رشتوں کی پہچان ہوتی ہے اور بقدر قرب بعد نسب کے انکے حقوق شرعیہ ادا کیے جاتے ہیں اور مثلاً اس سے عصبات کا قرب بعد معلوم ہوتا ہے تو حاجب و محجوب متعین ہوتا ہے اور مثلاً یہ کہ اپنا خاندان معلوم ہو گا تو اپنے کو دوسرے خاندان کی طرف منسوب نہ کریگا جس کی ممانعت حدیث میں آئی ہے اور شرف نسبی معتبر ہونیکی حد اور درجہ پارۂ الم کے ختم آیت تلك امة قد خلت واقعہ موقع اول کی تفسیر میں لکھ چکا ہوں ملاحظہ کر لیجیے ربط اور پر تفاخر بالانساب کے بعد ان اکرمکم الخ میں دعویٰ تقدس سے منع کی طرف بھی اشارہ ہے جیسا اوپر تفسیر کی تقریر سے معلوم ہو چکا ہے آگے ایک ایسی ہی خاص جماعت کی تقبیح ہے جنھوں نے بطور ریا کے اسکا اظہار اور دعویٰ کیا تھا اور چونکہ وہ کاذب تھے اسلیے تقبیح اور زیادہ ہے اور شروع سورت میں جو مضمون تھا آداب نبویہ کا ان کا یہ دعویٰ چونکہ بطور احسان جتلانے کے تھا تو قطع نظر کذب اور ریا سے آپ کے ساتھ بھی گستاخی ہے پس یہ مضمون جیسا اپنے ماقبل متصل سے مرتبط ہے اسی طرح شروع سورت کے مضمون سے بھی مرتبط ہے اور سورت کا آداب نبویہ سے شروع اور اسی پر ختم ہونا مشیر ہے آپ کی عظمت شان کی طرف اور نیز اس طرف کہ اصل حقوق میں آپ ہی ہیں اور دوسرے اہل حق جن کا ذکر درمیان میں آگیا وہ حقوق میں اس حیثیت سے تابع ہیں کہ اکثر حقوق مخصوص اہل اسلام یہاں مذکور ہیں اور شرکت فی الاسلام ان سب کو آپ ہی کی بدولت ہوئی اور ان آداب کو بندہ نے ایک ہی حکم قرار دے کر تمام مضامین کو اس کی تفصیل قرار دی ہے ورنہ اگر انکو جدا کیا جاوے تو وہ بھی متعدد ہیں اول لا تقدموا ثانی لا ترفعوا ثالث لا تجہروا رابع لو انہم صبروا خامس ان جاءکم سادس اعلموا الخ سابع یہ جو آگے آتا ہے نہی عن الریاء والامتنان بحضرۃ الرسول اور چھ متعلق مومنین کے تھے یہ کل تیرہ ۱۳ ہوئے اور اگر تمسخر اور لمز و تنابز کو تین قرار دیے جاویں تو یہ سورت پندرہ حکموں پر مشتمل ہو گی ۔

نہی عن الامتنان بالایمان

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا (الٰی قولہ) وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ یہ (بعضے) گنوار (بنی اسد وغیرہ کے آپکے پاس آکر جو ایمان لانیکے مدعی ہوتے ہیں اس میں کچھ

اللغات قولہ لا یلتکم لات یلیت اجوف بمعنی النقص ۱۲ النحو ۔ ان اسلموا بتقدیر الباء ۱۲ ۔

لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

بشرطیکہ تم سچے ہو ۔ اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کی سب مخفی باتوں کو جانتا ہے اور تمہارے سب اعمال کو بھی جانتا ہے ۔

قبیح کے مرتکب ہوتے ہیں ایک تو کذب کہ بلا تصدیق قلب محض زبان سے) کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے آپ فرما دیجئے کہ تم ایمان تو نہیں لائے (کیونکہ وہ موقوف ہے تصدیق قلبی پر اور وہ منفی ہے جیسا عنقریب آتا ہے ولما یدخل الایمان) لیکن (ہاں) یوں کہو کہ (ہم مخالفت چھوڑ کر مطیع ہو گئے (اور اطاعت بمعنی ترک مخالفت محض ظاہری موافقت سے بھی متحقق ہو جاتی ہے) اور (باقی) ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا (اسلئے ایمان کا دعویٰ مت کرو) اور اگر اب تک تم ایمان نہیں لائے لیکن اب بھی) اگر تم اللہ اور اسکے رسول کا (سب باتوں میں) کہنا مان لو (جس میں یہ بھی داخل ہے کہ دل سے ایمان لے آؤ) تو اللہ تمہارے اعمال میں سے (جو کہ بعد ایمان کے ہونگے محض اسوقت کے کفر و کذب کی وجہ سے جو کہ اسوقت کے اعتبار سے گذشتہ ہوگا) ذرا بھی کم نہ کریگا (بلکہ سب کا پورا پورا ثواب دیگا کیونکہ) بے شک اللہ غفور رحیم ہے (اب ہم سے سنو کہ کامل مؤمن کون ہیں تاکہ اگر تم کو مؤمن بننا ہے تو ویسے بنو سو) پورے مؤمن وہ ہیں جو اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان لائے پھر (ایمان پر مستمر بھی رہے یعنی عمر بھر کبھی) شک نہیں کیا اور اپنے مال اور جان سے خدا کے رستہ میں (یعنی دین کے لئے) محنت اٹھائی (جسمیں جہاد وغیرہ سب آ گیا سو) یہ لوگ ہیں سچے (یعنی پورے سچے اور یوں اگر نفس تصدیق ہو تب بھی نفس صدق ہو جاویگا بخلاف تمہارے کہ ادنیٰ درجہ کا ایمان کہ تصدیق ہے وہ تک حاصل نہیں اور دعوے کرتے ہیں ایمان کامل کا پس ایک امر قبیح تو ان سے یہ صادر ہوا یعنی کذب کما قال تعالیٰ ومن الناس من یقول اٰمنا الی قولہ وما ہم بمؤمنین اور دوسرا امر قبیح یہ ہے کہ یہ دھوکہ دیتے ہیں کما قال تعالیٰ یخادعون اللہ سو) آپ (انسے) فرما دیجئے کہ کیا خدا تعالیٰ کو اپنے دین (قبول کرنے) کی خبر دیتے ہو (یعنی اللہ تعالیٰ تو جانتے ہیں کہ تم نے ایمان نہیں قبول کیا باوجود اسکے جو تم دعویٰ قبول کا کرتے ہو تو لازم آتا ہے کہ خلاف علم خداوندی خدا تعالیٰ کو ایک بات بتلاتے ہو حالانکہ (یہ محال ہے کیونکہ) اللہ تو سب آسمان اور زمین کی سب چیزوں کی (پوری) خبر ہے اور (علاوہ سموات و الارض کے) اللہ (اور بھی) سب چیزوں کو جانتا ہے (تو اس کو کوئی کیا بتلاوے گا اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کو جو تمہارے متعلق علم ہے کہ تم ایمان نہیں لائے وہی صحیح ہے والا استلزم المحال وہذا کما قال تعالیٰ قل اتنبئون اللہ بما لا یعلم فی السموات ولا فی الارض اور تیسرا امر قبیح جسکے یہ مرتکب ہوتے ہیں یہ ہے کہ) یہ لوگ اپنے اسلام لانیکا آپ پر احسان رکھتے ہیں (جو نہایت درجہ گستاخی ہے کہ دیکھیے ہم نہ لڑے نہ بھڑے مسلمان ہو گئے اور لوگ بہت پریشان کر کر کے مسلمان ہوئے ہیں سو) آپ کہہ دیجئے کہ مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ رکھو (اسلئے کہ قطع نظر گستاخی کے تمہارے اسلام سے میرا کیا نفع ہو گیا) اور (اسلام نہ لانے سے میرا کیا ضرر ہو گیا۔ اگر تم سچے ہوتے تو تمہارا ہی آخرت کا نفع تھا اور جھوٹے ہونے میں بھی تمہارا ہی دنیا کا نفع ہے کہ قتل و قید سے بچ گئے سو مجھ پر احسان رکھنا محض جہل ہے) بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تم کو ایمان کی ہدایت دی بشرطیکہ تم (اس دعوے ایمان میں) سچے ہو (کیونکہ ایمان بڑی نعمت ہے اور بدون تعلیم و توفیق حق تعالیٰ کے نصیب نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے کہ ایسی بڑی نعمت عطا فرما دی پس کذب و خداع و امتنان سے باز آؤ اور یہ یاد رکھو کہ) اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کی سب مخفی باتوں کو جانتا ہے اور (اسی علم محیط کی وجہ سے) تمہارے سب اعمال کو بھی جانتا ہے (اور ان ہی کے موافق تم کو جزا دیگا پھر اسکے سامنے باتیں بنانے سے کیا فائدہ) ف ان آیات کی تفسیر میں روایت کے متعلق جس قدر مضمون ہے وہ سب در منثور سے ہے اور بعض مضامین میں جو بظاہر تکرار معلوم ہوتا ہے وہ اختلاف غرض سے مندفع ہو گیا جیسا احقر نے بیان کیا ہے کہ تین چیزوں کا بیان مقصود ہے کذب و خداع و منت وہذا من المواہب للہ الحمد اور یمنون علیک ان اسلموا میں شبہہ نہ کیا جاوے کہ انکو قولوا اٰمنا کہنا تھا اسلمنا نہیں کہنا تھا جواب یہ ہے کہ اگر ان اسلمنا ہوتا تو اس کا شبہہ ہو سکتا اور صیغہ غائب تو ان کا کلام ہو ہی نہیں سکتا بلکہ انکے ایمان کو چونکہ اوپر اسلام فرمایا ہے اور وہ اسکے مدعی نہ تھے اسلئے اسلموا سے یہ مقصود ہے کہ وہ اپنی ظاہری اطاعت کا جس کو واقع میں اسلام کہنا زیادہ زیبا ہے اور وہ اس کو ایمان کہتے ہیں آپ پر احسان رکھتے ہیں اور آگے اسلامکم میں تو کوئی شبہہ ہی نہیں اور ہداکم للایمان میں لفظ ایمان فرمانے سے شبہہ نہ کیا جاوے کہ انکا ایمان ہونا تسلیم کر لیا گیا بات یہ ہے کہ یہاں بطور فرض کے گفتگو ہے جس میں ان کی طرف سے حکایت کی گئی ہے جیسا ان کنتم صادقین اسکا قرینہ ہے یعنی اگر بالفرض تمہارے دعوے کے موافق اسکو ایمان مان لیا جاوے تو بھی خدا ہی کا احسان ہے فتبصر و تشکر واللہ اعلم اور یہاں اسلام سے مراد اسلام لغوی ہے شرعی نہیں پس اس آیت سے ایمان و اسلام کے تغایر پر استدلال کرنا غیر صحیح ہے تم بحمد اللہ تفسیر سورۃ الحجرات للثلاثین من شہر ربیع الثانی وقت اذان الظہر یوم الاربعاء

سُوْرَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | وَهِيَ خَمْسٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

المنزل السابع

قٓ قف وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝

قٓ۔ قسم ہے قرآن مجید کی بلکہ ان کو اس بات پر تعجب ہوا کہ انکے پاس ان ہی میں سے ایک ڈرانے والا آ گیا سو کافر لوگ کہنے لگے کہ یہ عجیب بات ہے

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ج ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ ۝ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ج وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝

جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے تو کیا دوبارہ زندہ ہونگے یہ دوبارہ زندہ ہونا بہت ہی بعید بات ہے ہم اُن کے اُن اجزاء کو جانتے ہیں جن کو مٹی کم کرتی ہے اور ہمارے پاس کتاب محفوظ ہے

بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَ

بلکہ سچی بات کو جبکہ وہ ان کو پہونچتی ہے جھٹلاتے ہیں غرض یہ کہ وہ ایک متزلزل حالت میں ہیں کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر کی طرف آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اُس کو کیسا بنایا اور

زَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ

اُس کو آراستہ کیا اور اُس میں کوئی رخنہ تک نہیں اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور اُس میں پہاڑوں کو جما دیا اور اُس میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں اگائیں

بَهِيْجٍ ۝ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّ

جو ذریعہ ہے بینائی اور دانائی کا ہر رجوع ہونیوالے بندے کے لیے اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی برسایا پھر اُس سے بہت سے باغ اگائے اور

حَبَّ الْحَصِيْدِ ۝ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ط

کھیتی کا غلہ اور لمبی لمبی کھجور کے درخت جنکے گچھے خوب گندھے ہوئے ہوتے ہیں بندوں کے رزق دینے کے لئے اور ہم نے اُسکے ذریعہ سے مردہ زمین کو زندہ کیا

ویتلوہ المنزل السابع المفتتح بسورۃ قٓ انشاء اللہ تعالےٰ ؞

سُوْرَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً

ربط سورت گذشتہ کے ختم پر واللہ بصیر بما تعملون میں اشارہ ہے وقوع مجازاۃ کیطرف اور اس سورت میں تمامتر یہی بعث وجزا کا مضمون ہے اُس کا امکان اور اس کا وقوع اور اُسکے واقعات اور جو مضامین اُسکے مناسب ہیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ قٓ قف وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ج (الیٰ قولہ تم) بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ قٓ (اسکے معنے اللہ کو معلوم ہیں) قسم ہے قرآن مجید کی (یعنی جس کو دوسری کتابوں پر مجد و شرف ہے کہ ہم نے آپکو عذاب قیامت سے ڈرانے کے لیے بھیجا ہے مگر اُن لوگوں نے نہ مانا) بلکہ اُن کو اس بات پر تعجب ہوا کہ اُنکے پاس ان ہی (کی جنس) میں سے (کہ بشر ہیں) ایک ڈرانیوالا (پیغمبر) آگیا (جس نے اُن کو قیامت کے دن سے ڈرایا) سو (اسپر) کافر لوگ کہنے لگے کہ (اول تو خود) یہ (ایک) عجیب بات ہے (کہ بشر پیغمبر ہو دوسرے پھر دعوی بھی عجیب بات کا کری کہ دوبارہ زندہ ہونگے بھلا) جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے تو کیا دوبارہ زندہ ہونگے یہ دوبارہ زندہ ہونا (امکان سے) بہت ہی بعید ہے (اس دعوی محال سے اور بھی نفی پیغمبری کی

اللغۃ قولہ مریج مضطرب من مرج الخاتم فی اصبعہ اذا قلق من الہزال والاسناد مجازی مبالغۃ لان المضطرب صاحبہ فروج شقوق فتوق۔ زوج صنف بہیج حسن بہج ویسر من نظر الیہ حب الحصید حب الزرع الذی من شانہ ان یحصد من البر والشعیر امثالہما۔ باسقات طوالاً قولہ طلع الطرفی حواشی آخر الجزء السابع ۱۲

النحو قولہ بل عجبوا اضراب عن محذوف قدر مع جواب القسم ای اقسم بالقرآن انا ارسلناک نذیرا الیہم ما صدقوا بہ بل الخ قولہ ءاذا متنا جوابہ مقدر دل علیہ المذکور ۱۲ قولہ بل کذبوا ترق عن التعجب لان التکذیب اشد منہ ۱۲

البلاغۃ قولہ رزقا علۃ لقولہ فانبتنا وفی تعلیلہ بذلک بعد تعلیل نبتنا الاول بالتبصیر والتذکیر تنبیہ علی ان اللائق بالعبد ان یکون انتفاعہ بذلک من حیث التذکر والاستبصار اقدم واہم من تمتعہ بہ من حیث الرزق کذا فی الروح۔ قولہ احیینا وکذلک الخروج فی التعبیر عن اخراج النبات من الارض بالاحیاء وعن احیاء الموتی بالخروج تفخیم لشان الانبات وتہوین امر البعث وتحقیق للمماثلۃ بین اخراج النبات واحیاء الموتی لتوضیح منہاج القیاس وتقریبہ الی افہام الناس ۱۲

كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ اَصْحٰبُ الرَّسِّ وَ ثَمُوْدُ ۝ وَ عَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ وَ اِخْوَانُ

اسی طرح زمین سے نکلنا ہوگا ان سے پہلے قوم نوح اور اصحاب الرس اور ثمود اور عاد اور فرعون اور قوم

لُوْطٍ ۝ وَّ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَ قَوْمُ تُبَّعٍ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ

لوط اور اصحاب ایکہ اور قوم تبع تکذیب کر چکے ہیں سب پیغمبروں کو جھٹلایا سو میری وعید محقق ہوگئی کیا ہم پہلی بار کے پیدا کرنے میں تھک گئے

بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝

بلکہ یہ لوگ از سر نو پیدا کرنے کی طرف سے شبہ میں ہیں

ہوتی ہے حق تعالیٰ آگے امکان ثابت فرماتے ہیں کہ امکان سے بعید ہونا یا تو باعتبار قابل کے ہو کہ محل میں قابلیت حیوۃ کی نہ ہو یہ تو بالمشاہدہ باطل ہے کیونکہ محل بالفعل خود حیوۃ سے متصف ہے اور یا باعتبار فاعل کے ہو کہ اس کو علم اُن اجزاء مستحیلہ کا نہ ہو یا ان میں تصرف کرنے کی قدرت نہ ہو تو ہمارے علم کی تو یہ شان ہے کہ ہم اُنکے اُن اجزاء کو جانتے ہیں جن کو مٹی (کھاتی اور) کم کرتی ہے اور (یہ نہیں کہ آج سے جانتے ہیں بلکہ ہمارا علم قدیم ہے حتیٰ کہ ہم نے قبل وقوع ہی سب اشیاء کے سب حالات اپنے علم قدیم سے ایک کتاب میں کہ لوح محفوظ کہلاتی ہے لکھ دیئے تھے اور اب تک) ہمارے پاس (وہ) کتاب (یعنی لوح) محفوظ (موجود) ہے (جس میں ان اجزاء مستحیلہ کا مکان اور وضع اور مقدار اور وصف سب کچھ ہے سو اگر علم قدیم کسی کی سمجھ میں آوے تو یوں ہی سمجھ لے کہ وہ دفتر جس میں سب کچھ ہے حق تعالیٰ کے سامنے حاضر ہے مگر یہ لوگ پھر بھی بلا وجہ تعجب ہی میں ہیں) بلکہ (تعجب سے بڑھ کر یہ کہ) سچی بات کو (جس میں مسئلہ نبوت و بعث بھی ہے) جبکہ وہ ان کو پہنچتی ہے جھٹلاتے ہیں غرض یہ کہ وہ ایک متزلزل حالت میں ہیں (کہ کبھی تعجب ہے کبھی تکذیب ہے۔ یہ درمیان میں بطور جملہ معترضہ کے تھا اُن کی شناعت حال کے مؤکد کرنے کے لیے آگے بیان ہے قدرت کا یعنی) کیا ان لوگوں (کو ہماری قدرت کا علم نہیں ہے اور کیا انھوں) نے اپنے اوپر کی طرف آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو کیسا (اونچا اور بڑا) بنایا اور (ستاروں سے) اُس کو آراستہ کیا اور اُس میں (بوجہ غایت استحکام کے) کوئی رخنہ تک نہیں (جیسا اکثر تعمیرات میں زمانہ دراز کے بعد رخنہ پڑ جاتا ہے اور دوسری آیت میں جو دروازے آسمان کے آئے ہیں وہ شقوق و فروج کے مغایر ہیں یہ تو آسمان میں ہماری قدرت نمایاں ہے) اور زمین (میں یہ قدرت ظاہر ہے کہ اُس) کو ہم نے پھیلایا اور اُس میں پہاڑوں کو جما دیا اور اُس میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں اُگائیں جو ذریعہ ہے بینائی اور دانائی کا (یعنی ہماری قدرت کی معرفت کا) ہر رجوع ہونے والے بندے کے لئے (یعنی اس شخص کے لئے جو اسی غرض سے مصنوعات میں فکر کرنے کی طرف متوجہ ہو کہ وہ عین توجہ الی الصانع ہے اور (ہماری قدرت اس سے ظاہر ہے کہ) ہم نے آسمان سے برکت (یعنی نفع) والا پانی برسایا پھر اُس سے بہت سے باغ اُگائے اور کھیتی کا غلہ اور لمبی لمبی کھجور کے درخت جن کے گچھے خوب گوندھے ہوئے ہوتے ہیں بندوں کے رزق دینے کے لئے اور (دوسری نباتات مثل گیاہ وغیرہ جانوروں کے لئے بھی) ہم نے اُس (بارش) کے ذریعہ سے مردہ زمین کو زندہ کیا (پس) اسی طرح (سمجھ لو کہ مردوں کا) زمین سے نکلنا ہوگا (کیونکہ قدرت ذاتیہ کے اعتبار سے تمام مقدورات متساوی ہیں اور قدرت علی الاکبر کا قدرت علی الاصغر پر دال ہونا زیادہ اظہر ہے اسلئے آسمان و زمین کا ذکر اور زیادہ مناسب ہوا کما قال لخلق السموٰت والارض اکبر جب ان امور پر قدرت ہماری ثابت ہوگئی تو احیاء موتیٰ پر کیوں نہ ہوگی پس مقدور ممکن اور فاعل علم و قدرت سے متصف پھر تعجب یا تکذیب کیا معنے آگے وعید ہے مکذبین کی ان کی تخویف کے لئے یعنی جس طرح یہ لوگ انکار قیامت سے رسول کی تکذیب کرتے ہیں اسی طرح) ان سے پہلے قوم نوح اور اصحاب الرس اور ثمود اور عاد اور فرعون اور قوم لوط اور اصحاب ایکہ اور قوم تبع تکذیب کر چکے ہیں (یعنی) سب نے پیغمبروں کو (یعنی اپنے اپنے پیغمبر کو توحید اور رسالت اور بعث میں) جھٹلایا سو میری وعید (اُن پر) محقق ہوگئی (کہ اُن سب پر عذاب نازل ہوا اسی طرح ان مکذبین پر عذاب آویگا خواہ دنیا میں بھی یا صرف آخرت میں۔ وعید کے بعد پھر مضمون اول کی طرف دوسرے طور سے عود ہے کہ) کیا ہم پہلی بار کے پیدا کرنے میں تھک گئے (کہ دوبارہ زندہ نہ کر سکیں یعنی ایک مانع یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فی نفسہ محل بھی مقدور اور فاعل بھی عالم اور قادر مگر عارض تعب کی وجہ سے قدرت کی تنفیذ نہیں ہوتی اسلئے اس کی نفی بھی فرما دی یعنی اس کا بھی احتمال نہیں کیونکہ تعب بوجہ نقص قدرت کے ہوتا ہے اور صفات غیر مستفاد من الغیر میں نقص محال ہے پس صحت بعث دلائل سے ثابت ہوگئی اور یہ جو انکار کر رہے ہیں سو انکے پاس کوئی دلیل نہیں ہے) بلکہ یہ لوگ از سر نو پیدا کرنے کی

النحو قولہ بل ھم اضراب عن مقدر ای لیسوا علی برہان ۱۲

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۖ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝ اِذْ يَتَلَقَّى

اور ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اُسکے جی میں جو خیالات آتے ہیں ہم اُن کو جانتے ہیں اور ہم انسان کے اس قدر قریب ہیں کہ اُس کی رگ گردن سے بھی زیادہ جب دو اخذ

الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ۝ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ

کرنے والے فرشتے اخذ کرتے رہتے ہیں جو کہ داہنی اور بائیں طرف بیٹھے رہتے ہیں وہ کوئی لفظ مُنہ سے نہیں نکالنے پاتا مگر اُسکے پاس ہی ایک تاک لگانیوالا تیار ہے اور موت کی سختی حقیقۃً

الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ۝ وَجَآءَتْ كُلُّ

آپہونچی یہ وہ چیز ہے جس سے تو بدکتا تھا اور صور پھونکا جاوے گا یہی دن ہوگا وعید کا اور ہر شخص اس طرح آویگا

نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ۝ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ

کہ اُس کے ساتھ ایک اُس کو اپنے ہمراہ لاوے گا اور ایک گواہ ہوگا تو اس دن سے بے خبر تھا سو اب ہم نے تجھ پر سے تیرا پردہ ہٹا دیا سو آج تیری نگاہ بڑی تیز ہے

حَدِيْدٌ ۝ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ۝ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ

اور فرشتہ جو اسکے ساتھ رہتا تھا عرض کریگا یہ وہ ہے جو میرے پاس تیار ہے ہر ایسے شخص کو جہنم میں ڈال دو جو کفر کرنے والا ہو اور ضد رکھتا ہو اور نیک کام سے روکتا ہو

طرف سے محض بے دلیل اشبہہ میں (پڑے ہوئے) ہیں (جو دلائل کے سامنے کسی طرح قابل التفات نہیں) **ف** افلم ینظروا الی السماء سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ آسمان نظر آتا ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ یہ نیلگوں جو نظر آتا ہے کرۂ بخار ہے سو اس کی تطبیق دو طور سے ہو سکتی ہے ایک یہ کہ نظر آنا عام ہے بلا حجاب ہو یا وراء حجاب سے ہو پھر خواہ اُس حجاب کا لون بھی اُسکے لون میں ملجاوے یا نہ ملے پس یہ لون جو نظر آتا ہے اگر مسلم ہو کہ کرۂ بخار کا ہے تو ممکن ہے کہ اس میں لون آسمان کا بھی ممزوج ہو اور دوسری یہ کہ ینظروا سے مراد نظر فکری لیجاوے اور اُس کو مجازاً نظر کہدیا جاوے اور چونکہ سمٰوات کا وجود مع اُسکے اوصاف خاصہ کے دلائل صحیحہ سے ثابت ہے اسلیے وہ محل فکر ہو سکتا ہے اور اول صورت میں اُس کی تزیین کے دونوں طرفیں یعنی مزین و مزین بہ منظور بمعنے محسوس ہیں اور دوسری صورت میں مزین محل فکر اور مزین بہ محسوس ہے اور الی السماء کو بمعنے الی آثار السماء بھی کہہ سکتے ہیں مثل نجوم کے۔ اور قوم نوح اور عاد اور ثمود اور فرعون اور قوم لوط کے قصے تو متعدد جگہ آچکے ہیں اور اصحاب الرس کا قصہ پارۂ نوزدہم کے رکوع دوم میں اور اصحاب ایکہ کا اُسی پارہ کے رکوع چہاردہم میں اور قوم تبع کا سورۂ دخان کے پہلے رکوع میں گذر چکا ہے اور اخوان لوط کی ایک ضروری تحقیق سورۂ شعراء قصۂ لوط کے ختم پر گذری ہے۔

تتمہ سابق

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ (الی قولہ تعالیٰ) وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ (او پر امکان بعث ثابت ہو چکا) اور (آگے اُسکے وقوع کا بیان کرنا ہے اور چونکہ وقوع کی غایت مجازاۃ موقوف ہے اس پر کہ جزاء دینے والے کو اعمال کا علم اور عامل پر قدرت بھی ہو اسلیے اول اُس کو بتلاتے ہیں کہ) ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے (جو اعلیٰ درجہ کی دلیل ہے قدرت پر) اور اُسکے جی میں جو خیالات آتے ہیں ہم اُن (تک) کو (بھی) جانتے ہیں (اور اُس کی لسان اور جوارح سے جو صادر ہو اُس کو تو بدرجہ اولے جانتے ہیں) اور (بلکہ ہم کو اُسکے احوال کا ایسا علم ہے کہ اُسکو خود بھی اپنے احوال کا ویسا علم نہیں پس باعتبار علم کے) ہم انسان کے اس قدر قریب ہیں کہ اُس کی رگ گردن سے بھی زیادہ (جسکے قطع ہونے سے انسان مرجاتا ہے اور چونکہ عادۃً ناس میں طریقہ ازہاق روح کا غالباً قطع گردن ہے اس لیے یہ تعبیر اختیار کی گئی اور یہ گردن کی رگیں ورید اور شریان دونوں کو محتمل ہیں مگر شریان مراد لینا زیادہ مناسب ہے کیونکہ اُن میں روح غالب اور خون مغلوب رہتا ہے

اللغات حبل الورید فی الصراح رگ گردن ہما وریدان اضافۃ الحبل لیہ بیانیۃ والحبل العرق لشبہہا بہ الورید قال لواعرقان مے صفحتی العنق وہما الودجان یقطعان فی الذبح والاوردۃ عروق غیر ضوارب کالشرائین للضوارب تحمل العموم ۱۲ **قولہ** یتلقی من التلقی بمعنی الاخذ عتید معد متہیأ۔ سکرۃ شدۃ۔ تحید مال تمیل ۱۲ **النحو** **قولہ** توسوس بہ الباء للصلۃ ۱۲ **قولہ** قعید ای عن الیمین قعید وعن الشمال قعید فحذف من الاول لدلالۃ الثانی علیہ ۱۲ **البلاغۃ** **قولہ** اقرب الیہ فی الروح ای نعلم بہ باحوالہ لا یخفی علینا شیٔ من خفیاتہ علی انہ اطلق السبب واریدا المسبب لان القرب من الشیٔ فی العادۃ سبب العلم بہ باحوالہ والکلام من باب التمثیل وحبل الورید مثل فی فرط القرب قال ذو الرمۃ علیٰ ما فی الکشاف والموت ادنی لی من حبل الورید والحبل معروف والمراد بہ ہنا العرق لشبہہ بہ واضافتہ الی الورید للبیان کشف الاراک ص ۱۲۵

مسائل السلوک
…ونعلم ما توسوس … لا تذہب من … المواخذۃ علی … فان المرأ احاطۃ … حقیٰ بالوسوسۃ … ومعنی قولہ … ن اقرب ای … ہذا القرب لیس … الیہ تعالیٰ مالم … بہ تعالیٰ … لال بالآیۃ علیٰ … اتی المشترک … وبین الانسان … وجہ قولہ … لفظ الخ فیہ من … اللسان ما … ولہ تعالیٰ فکشفنا … ولہ الخ فیہ دلالۃ … طاویۃ الکشف … بین المؤمن … بعد الموت … باہدۃ ؞

…نعلم ما توسوس … سو اس سے وسو… فرمانا نہیں بلکہ بیان … تو اس سے قرب الٰہی … بعد میں شرک ہے … ہ نہیں قولہ … الخ اس میں حفظ … قولہ تعالیٰ … غطاءک الخ … کے لیے بھی بلا مجاہدہ … معلوم ہوتا ہے … کی مطلوب ہونا چاہئے

مُعْتَدٍ مُّرِيبٍ ۙ الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَأَلْقِيَاهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيدِ ۝ قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا

اور حد سے باہر جانیوالا ہو اور شبہ پیدا کرنے والا جس نے خدا کے ساتھ معبود تجویز کیا ہو سو ایسے شخص کو سخت عذاب میں ڈال دو ۔ وہ شیطان جو اسکے ساتھ رہتا تھا کہیگا کہ اے ہمارے پروردگار

مَا أَطْغَيْتُهُ وَلَٰكِن كَانَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ۝ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ إِلَيْكُم بِالْوَعِيدِ ۝

میں نے اسکو گمراہ نہیں کیا تھا لیکن یہ خود ہی دور دراز کی گمراہی میں تھا ۔ ارشاد ہوگا کہ میرے سامنے جھگڑے کی باتیں مت کرو اور میں تو پہلے ہی تمہارے پاس وعید بھیج چکا تھا

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ۝

میرے ہاں بات نہیں بدلی جاویگی اور میں بندوں پر ظلم کرنیوالا نہیں ہوں

اور ورید میں بالعکس اور یہاں جس کو روح میں زیادہ دخل ہو اُس کا مراد لینا مناسب ہے اور سورۂ حاقہ میں وتین بمعنی رگ دل سے تعبیر کرنا اس کا مؤید ہے کیونکہ جو رگیں قلب سے ثابت ہیں وہ شرائین ہیں اور گو قرآن میں لفظ ورید ہے مگر معنی لغوی اُسکے عام ہیں پس مطلب یہ ہوا کہ ہم باعتبار علم کے اُس کی روح اور نفس سے بھی نزدیک تر ہیں یعنی جیسا علم انسان کو اپنے احوال کا ہے ہم کو اُس کا علم خود اُس سے بھی زیادہ ہے چنانچہ علم حصولی میں انسان کو اپنی بہت سی حالتوں کا علم نہیں ہوتا اور جن کا علم ہوتا ہے بعض وقت اُن کا نسیان یا اُن سے ذہول ہو جاتا ہے اور حق تعالے میں یہ احتمالات گنجائش ہی نہیں رکھتے اور علم حضوری میں گو حضور معلوم کا لازم ہے مگر بوجہ حادث ہونے کے خود وجود معلوم سے متاخر ہے اور حق تعالے کا علم جو اس سے متعلق ہے وہ اسکے وجود سے متقدم ہے اور ظاہر ہے کہ جو علم ہر حالت میں اُس کا تعلق بہ نسبت اسکے کہ ایک حالت میں نہ ہو زائد ہوگا غرض علم باری کا جمیع احوال انسانیہ کے ساتھ متعلق ہونا بھی ثابت ہو گیا اور علاوہ اسکے کہ وہ اعمال ہمارے علم میں محفوظ اور منضبط ہیں اُس حفاظت اور انضباط کی ایک ظاہری صورت بھی تجویز فرما دی ہے جو بوجہ موافقت عادۃ کے ابلغ والزم فی الحجۃ ہے سو انکو اُس وقت کی بھی حالت بتلا دیجئے کہ جب دو اخذ کرنیوالے فرشتے (انسان کے اعمال کو جب وہ اُس سے صادر ہوتے ہیں) اخذ کرتے رہتے ہیں جو کہ داہنی اور بائیں طرف بیٹھے رہتے ہیں (اور برابر ہر عمل کو لکھتے رہتے ہیں لقولہ تعالے ان رسلنا یکتبون ما تمکرون وقولہ تعالے انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون یہاں تک کہ سب اعمال میں اہون و اخف عرفاً تکلم ہے مگر اُن کی یہ کیفیت ہے کہ) وہ کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالنے پاتا مگر اُسکے پاس ہی ایک تاک لگانے والا تیار (موجود ہوتا) ہے (اگر وہ نیکی کا کلام ہوا تو داہنے والا اُسکو ضبط اور تحریر میں لاتا ہے اور اگر بدی کا کلام ہوا تو بائیں والا پس ورا اعمال معتدبہ تو کیوں نہیں ضبط کیے جاوینگے پس علم الٰہی کے ساتھ اعمال کا دفتر ملائکہ میں منضبط ہونا ثابت ہو گیا) اور (آگے اصل مقصود تو قیامت و جزا کے قوع کو بتلانا ہے مگر اول اُسکے مقدمہ کو کہ موت ہے بتلاتے ہیں اور گو اُس کا کسی کو انکار نہیں مگر اکثر قیامت کا انکار موت ہی کے ذہول سے ہے پس موت کا نصب العین کر دینا انسان کو فکر اور طلب حق میں واقع کر سکتا ہے جسکے بعد دلائل صحیحہ میں غور کر کے اُسکے وقوع کا قائل ہو سکتا ہے پس ارشاد ہے کہ لو ہوشیار ہو جاؤ) موت کی سختی حقیقۃً (قریب) آپہونچی (یعنی ہر شخص کی موت قریب ہے چنانچہ ظاہر ہے آگے بطور صنعت التفات کے انسان کو جس کا ذکر لقد خلقنا الانسان میں تھا خطاب ہے کہ) یہ (موت) وہ چیز ہے جس سے تو بدکتا (اور بھاگتا) تھا (فاجر تو بوجہ حب دنیا کے اور غیر فاجر اقتضای طبعی سے اور اس طبعی پر کا ہے شوق کا غالب ہو جانا معارض اسکے نہیں کیونکہ مقصود بیان کرنا اثر فی نفسہٖ کا ہے نہ بالنظر الی العوارض) اور (بعد بیان مقدمہ کے اب وقوع کا بیان ہے جو کہ مقصود تھا یعنی قیامت کے دن دوبارہ) صور پھونکا جائے گا (جس سے سب زندہ ہو جاوینگے) یہی دن ہوگا وعید کا (جس سے لوگوں کو ڈرایا جاتا تھا) اور (وقوع یوم کے بعد اب قصات کا بیان ہے یعنی اُس روز) ہر شخص اس طرح (میدان قیامت میں) آوے گا کہ اُسکے ساتھ دو فرشتے ہونگے جن میں) ایک (تو میدان قیامت کیطرف) اُس کو اپنے ہمراہ لاوے گا اور ایک (اُسکے اعمال کا) گواہ ہوگا (حدیث مرفوع میں ہے کہ یہ سائق اور شہید وہی دو فرشتے کاتب حسنات و سیئات ہیں رواہ فی الدر اور اگر حدیث موافق شرائط محدثین کے قوی نہ ہو تو احتمال ہے کہ اور دو فرشتے ہوں جیسا بعض قائل ہوئے ہیں گو اس صورت میں بھی بوجہ موافقت حدیث کے راجح احتمال اول ہی ہوگا اور جب وہ میدان قیامت میں حاضر ہونگے تو اُن میں جو کافر ہوگا اُن سے خطاب ہوگا کہ) تو اس دن سے بیخبر تھا (یعنی اس کا قائل نہ تھا) سو اب ہم نے تجھ پر سے تیرا پردہ (غفلت و انکار کا) ہٹا دیا (اور قیامت کا معائنہ کرا دیا) سو آج (تو) تیری نگاہ بڑی تیز ہے (کہ کوئی امر مانع ادراک نہیں کاش دنیا میں بھی اس مانع غفلت کو رفع کر دیتا تو تیرے بھلے دن ہوتے) اور (اسکے بعد) فرشتہ (کاتب اعمال) جو اسکے ساتھ رہتا تھا اور اب بھی ایک قول پر سائق یا شاہد بن کر آیا ہے نامہ اعمال حاضر کر کے عرض کریگا کہ یہ وہ (روزنامچہ) ہے جو میرے پاس تیار ہے کذا فسر ھذا القرین بالملک ابن جریج والقرین الذی یلیہ بالشیطان رواہ فی الدر چنانچہ اُس روزنامچہ کے موافق کافروں کے بارہ میں دو فرشتوں کو خواہ وہ سائق و شہید

يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَّزِيدٍ ۝ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ ۝ هَٰذَا

جس دن کہ ہم دوزخ سے کہیں گے کہ تو بھر بھی گئی اور وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے اور جنت متقیوں کے قریب لائی جائیگی کچھ دور نہ رہے گی یہ وہ چیز ہے

مَا تُوعَدُونَ لِكُلِّ أَوَّابٍ حَفِيظٍ ۝ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ ۝ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ

جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا کہ وہ ہر ایسے شخص کے لیے ہے جو رجوع ہونے والا پابندی کرنے والا ہو جو شخص خدا سے بے دیکھے ڈرتا ہوگا اور رجوع ہونیوالا دل لیکر آویگا اس جنت میں

ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ ۝ لَهُم مَّا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ۝

یہ دن ہے ہمیشہ رہنے کا ان کو بہشت میں سب کچھ ملیگا جو جو چاہیں گے اور ہمارے پاس اور بھی زیادہ ہے

مذکور ہوں کما قبل یا اور دو فرشتے ہوں حکم ہوگا کہ ہر ایسے شخص کو جہنم میں ڈال دو جو کفر کرنے والا ہو اور (حق سے) ضد رکھتا ہو اور نیک کام سے روکتا ہو اور حد (عبدیت) سے باہر ہوجانیوالا ہو اور (دین میں) شبہہ پیدا کرنیوالا ہو جس نے خدا کے ساتھ دوسرا معبود تجویز کیا ہو سو ایسے شخص کو سخت عذاب میں ڈال دو (جب کفار کو معلوم ہوگا کہ اب خسارہ ابدیہ میں پڑنے والے ہیں اسوقت اپنے بچاؤ کے واسطے گمراہ کرنے والوں کے ذمہ الزام رکھیں گے کما قال تعالیٰ ولو ترىٰ اذ الظالمون موقوفون عند ربهم يرجع بعضهم الى بعض القول چونکہ ان مضلین میں شیاطین بھی ہونگے اسلیئے) وہ شیطان جو اسکے ساتھ رہتا تھا کہے گا کہ اے ہمارے پروردگار میں نے اس کو (جبرًا) گمراہ نہیں کیا تھا (جیسا اسکے الزام رکھنے سے مفہوم ہوتا ہے کہ اسکے فعل کو اصلا دخل نہو) لیکن (بات یہ ہے کہ) یہ خود ہی دور دراز کی گمراہی میں (باختیار خود) تھا (گو اغوا غیر جبری مجھ سے بھی صادر ہوا اسلیئے اس کی گمراہی کا اثر مجھ پر پہنچنا چاہیئے) ارشاد ہوگا کہ میرے سامنے جھگڑے کی باتیں مت کرو (کہ بے سود ہیں) اور میں تو پہلے ہی تمہارے پاس وعید (یہ) بھیج چکا تھا (کہ جو کفر کرے گا از خود یا کسی کے اغوا سے اور جو امر بالکفر کرے گا خواہ قسرًا یا بلا قسر سب کو جہنم کی سزا علی تفاوت المراتب دونگا سو) میرے ہاں (وہ) بات (وعید مذکور کی) نہیں بدلی جاویگی (بلکہ تم سب دوزخ میں جھونکے جاؤ گے) اور میں (اس تجویز میں) بندوں پر ظلم کرنیوالا نہیں ہوں (بلکہ بندوں نے خود ایسے ناشایستہ کام کیے جس کی سزا آج بھگت رہے ہیں) **ف** کاتبین اعمال کو قعید جو فرمایا تو ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بعضے حالات کے اعتبار سے فرمایا کیونکہ اس روایت میں یہ ہے کہ جب یہ شخص بیٹھتا ہے تو وہ فرشتے بیٹھ جاتے ہیں اور جب چلتا ہے تو ایک فرشتہ آگے اور ایک پیچھے ہو جاتا ہے اور جب لیٹتا ہے تو ایک سرہانے ایک پیروں کی طرف ہوتا ہے کذا فی الدر عن ابن جریج اور پائخانہ وغیرہ کے وقت وہ جدا ہوجاتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اُن کو کوئی ایسی پہچان دی ہے جس سے وہ ایسے اعمال کو پہچان لیتے ہیں جو ایسے وقت میں آدمی نے کیے ہوں اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال کے ارادہ کو بھی لکھتے ہیں اور کاتب حسنات وسیئات کا سائق وشہید ہونا جس روایت میں آیا ہے اس میں یہ تفصیل نہیں کہ سائق کون ہوگا اور شہید کون ہوگا عجب نہیں کہ اگر حسنات غالب ہوں تو کاتب حسنات کی شہادت چونکہ زیادہ مناسب ہے اسلیئے وہ شہید ہو اور کاتب سیئات سائق اور عکس میں عکس واللہ اعلم اور فرشتہ اور شیطان دونوں کو قرین کہنا بایں معنی ہے کہ حدیث مسلم میں مصرح ہے کہ ہر شخص کے ساتھ دو قرین ہیں ایک فرشتہ دوسرا شیطان اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ فرشتہ نیک باتیں بتلاتا ہے اور شیطان بری باتیں اور آیات مذکورہ میں اول کی آیتیں مشترک ہیں مؤمن کافر کے درمیان میں اور اخیر کی خاص ہیں کافر کے ساتھ اسکے بعد بقیہ حال جہنم کا بیان کرکے ازلفت سے خاص میں مؤمن کے ساتھ پس مجموعہ مضمون تفصیل بعد الاجمال ہوگیا۔

تتمہ سابق

يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ (الی قولہ تعالیٰ) لَهُم مَّا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ۝ (یہاں سے بقیہ واقعات کا بیان ہے کہ وہ دن لوگوں کو یاد دلایئے) جس دن کہ ہم دوزخ سے (بعد اسکے کہ کفار کو اس میں داخل کرچکیں گے) کہیں گے کہ تو بھر بھی گئی اور وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے (یہ پوچھنا شاید تنبیہ...)

النحو قولہ هذا ای الروح اشارة الی الجنة والتذکیر لما ان المشار الیه هو المسمی من غیر قصد لفظ یدل علیه فضلا عن تذکیره وتانیثه فانهما من احکام اللفظ العربی کما فی قوله تعالی فلما رای الشمس بازغة قال هذا ربی قوله غیر بعید حال من الجنة قصد به التاکید کما تقول عزیز غیر ذلیل لان العزة تنافی الذل ونفی ضدها والشیٔ تاکید اثباته وفیه دفع توهم ان ثم تجوزا ادشوبا من الضد ولم یقل غیر بعیدة لتاد

الجنة بالبستان قوله لكل اواب هو بدل من خبر لمبتدا مقدر ای هی لکل اواب والجملة تفسیر للوعد ای توعدون بهذا الطریق انها لكل الخ قوله ادخلوها مقول لیقال المقدر وهو خبر من شئ

البلاغة قوله توعدون صیغة المضارع لاستحضار الصورة الماضیة ۱۲

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِؕ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اور ہم ان سے پہلے بہت سی اُمتوں کو ہلاک کر چکے ہیں جو قوت میں ان سے زیادہ تھے اور تمام شہروں کو چھانتے پھرتے تھے کہیں بھاگنے کی جگہ بھی نہ ملی اس میں اُس شخص

لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا

کے لیئے بڑی عبرت ہے جسکے پاس دل ہو یا وہ متوجہ ہو کر کان ہی لگا دیتا ہو اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ اُن کے درمیان میں ہے

کفار کے لیئے ہو کہ جواب سُن کر اُنکے دل میں دوزخ کی اور ہول پیدا ہو جاوے کہ ہم کیسے غضب کے ٹھکانے پہونچے ہیں اور اس جواب کے بعد حدیث میں ہے کہ حق تعالےٰ اُس پر اپنا قدم رکھ دینگے اور وہ دب جائیگی اور سمٹ جاوے گی اور عرض کریگی کہ بس بس بھر گئی رواہ الشیخان وغیرہما اور یہ شبہہ نہ کیا جاوے کہ حق تعالےٰ کا ارشاد ہے لاملئن جہنم من الجنة والناس اور یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پُر نہ ہوگی جواب یہ ہے کہ لاملأن عام ہے ابتداء اور انتہاء کو پس انتہاءً بھر جانے پر بھی لاملأن صادق ہے اگر کہا جاوے کہ یہ پُر ہونا تو من القدم ہوا من الجنة والناس نہوا جواب یہ ہے کہ قدم کا محض تصرف ہو جاویگا باقی پُر ہونا جن اور انس ہی سے ہوگا محسوسات میں اس کی یہ مثال ہو سکتی ہے جیسے مثلاً کوئی ظرف گیلی مٹی کا بنایا جاوے اور اُس میں کنکر وغیرہ اس طرح بھری جاویں کہ وہ اوچھا رہے پھر کوئی شخص اُس کو ہاتھ سے یا پانوں سے دبا دیوے کہ وہ چاروں طرف سے دب کر اندر سے اتنا رہجاوے کہ وہ کنکر اُسکے مُنھ تک آجاویں اور قدم کے معنے متشابہات میں سے ہیں اور اس سوال وجواب ہونے میں کوئی استبعاد نہیں یہ تو جہنم کا بیان ہوا) اور (جنت کا بیان یہ ہے کہ وہ) جنت متقیوں کے قریب لائی جاویگی کہ کچھ دُور نہ رہے گی (اور متقیوں سے کہا جاویگا کہ) یہ وہ چیز ہے جس کا تم سے (بایں عنوان) وعدہ کیا جاتا تھا کہ وہ ہر ایسے شخص کے لیئے ہے جو (خدا کیطرف دل سے) رجوع ہونے والا (اور رجوع ہو کر اعمال و طاعات کی) پابندی کرنیوالا ہو (غرض یہ کہ) جو شخص خدا سے بے دیکھے ڈرتا ہوگا اور (اللہ کے پاس) رجوع ہونیوالا دل لیکر آویگا (اُنکو حکم ہوگا کہ) اس جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ یہ دن ہے ہمیشہ رہنے (کے لیئے حکم ہونے) کا اُن کو بہشت میں سب کچھ ملے گا جو جو چاہیں گے اور ہمارے پاس (اُن کی چاہی ہوئی چیزوں سے) اور بھی زیادہ (نعمت) ہے (کہ وہاں تک جنتی کا ذہن بھی نہ پہونچے گا کما قال تعالےٰ فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرة اعین وقال علیہ السلام مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر اُن میں سے ایک تجلی باری تعالےٰ ہے کذا فی الدر عن انس اور بعض حوریں ہونگی کہ وہ کہیں گی انا من المزید رواہ فی الدر مرفوعاً اور گو اجمالاً تجلی اور حور کا علم مومنین کو ہے مگر اُن کی جو خواہش علم تفصیلی پر موقوف ہے علم تفصیلی نہونے کی وجہ سے وہ مشیت بھی منفی ہوگی لہذا اس کا مزید علی ما یشاؤن ہونا صحیح ہوا) ف ازلاف جنت کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو اُس کی جگہ منتقل کر کے میدان قیامت میں لے آویں اور اللہ کو سب قدرت ہے تو اس صورت میں ادخلوہا فرمانا بایں معنی نہیں کہ ابھی چلے جاؤ بلکہ بشارت اور وعدہ ہے کہ تم بعد حساب وکتاب وغیرہ کے اس میں جانا اور دوسری صورت ہو سکتی ہے کہ بعد فراغ حساب وغیرہ کے ان لوگوں کو جنت کے قریب پہونچا کر باہر ہی سے کہا جاویگا کہ ہذا ما توعدون پھر اور قریب کر کے کہا جاویگا ادخلوہا الخ ربط۔ اوپر قیامت کے وقوع اور واقعات کا ذکر تھا جسمیں کفار کی عقوبت بھی مذکور تھی اور وقوع قیامت کا موقوف ہے اُسکے امکان پر اور واقعہ عقوبت موقوف ہے مبغوضیت کفر پر کفار دونوں کے منکر تھے اس لیئے آگے اثبات مبغوضیت کے لیئے کفار سابقین کا مہلک بالعذاب ہونا آیت وکم اہلکنا الخ میں اور قیامت کا امکان اور داخل تحت القدرت ہونا آیت ولقد خلقنا الخ میں اور باوجود اسکے اُن لوگوں کا انکار چونکہ موجب حزن تھا اس لیئے آیت فاصبر الخ میں آپ کا تسلیہ ارشاد ہے اور ہر چند کہ امکان اوپر بھی افلم ینظروا الخ میں مذکور ہوا ہے مگر چونکہ اس میں شغب زیادہ تھا اس لیئے اُس کا مؤکد کرنا مناسب مقام ہوا ؞

اثبات مبغوضیت کفر بذکر اہلاک کفار

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ (الیٰ قولہ) اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ۝ امکان بعث مکرر وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۝ تسلیہ

اللغات بطشا ای قوة او اخذا شدیدا قولہ نقبوا التنقیب التنقیر البحث عن احوال الشیٔ والمراد التعرف ۱۲

مسائل السلوک
قولہ تعالیٰ ان فی
ذلک الخ فیہ تنبیہ
نفع الکلام النا
ومن حرم عن
صحبة الشیخ الکا
نہم فاقد لہا
الشرط ؞
ترجمہ
قولہ تعالیٰ ان فی ذ
الخ اس میں کلام
کے نافع ہونیکے شرائ
ہیں ؞ ؞ ؞ ؞

بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ○ فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

اس سب کو چھ دن میں پیدا کیا اور ہم کو تکان نے چھوا تک نہیں سو ان کی باتوں پر صبر کیجئے اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہیئے آفتاب نکلنے سے پہلے

وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ○ وَمِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ○ وَاسْتَمِعْ یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِیْبٍ ﴿۴۱﴾

اور چھپنے سے پہلے اور رات میں بھی اس کی تسبیح کیا کیجئے اور نمازوں کے بعد بھی اور سن رکھ کہ جس دن ایک پکارنے والا پاس ہی سے پکارے گا

یَّوْمَ یَسْمَعُوْنَ الصَّیْحَةَ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ یَوْمُ الْخُرُوْجِ ○ اِنَّا نَحْنُ نُحْیٖ وَنُمِیْتُ وَاِلَیْنَا الْمَصِیْرُ ○

جس روز اس چیخنے کو بالیقین سب سن لیں گے یہ دن ہوگا نکلنے کا ہم ہی جلاتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری ہی طرف پھر لوٹ کر آنا ہے

تسلیہ

فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ (الیٰ قولہ) وَمِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ○ اور ہم ان (اہل مکہ) سے پہلے بہت سی امتوں کو (ان کی کفر کی شامت سے) ہلاک کر چکے ہیں جو قوت میں ان سے (کہیں) زیادہ تھے اور (دنیا کا سامان بڑھانے کے لئے) تمام شہروں کو چھانتے پھرتے تھے (یعنی قوت کے ساتھ اسباب معیشت میں بھی بڑی ترقی کی تھی لیکن جب ہمارا عذاب نازل ہوا تو ان کو) کہیں بھاگنے کی جگہ بھی نہ ملی (یعنی کسی طرح بچ نہ سکے) اس (واقعہ ہلاک) میں اس شخص کے لئے بڑی عبرت ہے جس کے پاس (فہیم) دل ہو (اگر فہم زیادہ ہو تو کم از کم یہی ہو کہ) وہ (دل سے) متوجہ ہو کر (بات کی طرف) کان ہی لگا دیتا ہو (اور منکر اجمالاً حقانیت کا معتقد ہو کر اتباعاً لاہل الفہم اس بات کو قبول کر لیتا ہو اور حاصل اس عبرت کا یہ ہے کہ ہلاک سے کفر کی مبغوضیت عند اللہ معلوم ہو گئی پس انکار مجازاۃ بنا بر عدم مبغوضیت کفر تو باطل ٹھیرا) اور (اگر انکار مجازاۃ بنا بر عدم مقدوریت بعث ہے تو وہ اس لئے باطل ہے کہ ہماری ایسی قدرت ہے کہ) ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے اس سب کو چھ دن (کے مقدار کے موافق زمانہ) میں پیدا کیا اور ہم کو تکان نے چھوا تک نہیں (پھر آدمی کا دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے وہذا کقولہ تعالیٰ فی الاحقاف اولم یروا ان اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض ولم یعی بخلقہن بقادر علی ان یحیی الموتی اور باوجود ان قاطع شبہات جوابوں کے یہ لوگ جو پھر انکار ہی پر اڑے ہیں) سو ان کی باتوں پر صبر کیجئے (یعنی رنج نہ کیجئے) اور (چونکہ بدوں اس کے کہ کسی طرف دل کو مشغول کیا جاوے وہ غم کی بات دل سے نہیں نکلتی اور بار بار یاد آ کر دل کو محزون کرتی ہے اس لئے ارشاد فرماتے ہیں کہ) اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہیئے (اس میں نماز بھی داخل ہے) آفتاب نکلنے سے پہلے (مثلاً صبح کی نماز) اور (اس کے) چھپنے سے پہلے (مثلاً ظہر و عصر) اور رات میں بھی اس کی تسبیح (و تحمید) کیا کیجئے (اس میں مغرب اور عشاء آ گئی) اور (فرض) نمازوں کے بعد بھی (اس میں نفل اور اوراد آ گئے حاصل یہ ہوا کہ ذکر اللہ میں اور اس کی فکر میں لگے رہیئے تاکہ ان کے اقوال کفریہ کی طرف توجہ نہ ہو)

ربط اوپر امکان کا مکرر بیان تھا آگے قیامت کے وقوع کا تاکید کے لئے مکرر ذکر ہے کیونکہ اس سے پہلے نفخ میں بیان ہو چکا تھا اور اس کے بعد پھر مکرر تسلیہ ہے اور تسلیہ پر سورت ختم ہے ؛

وقوع قیامت مکرر

وَاسْتَمِعْ یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ (الیٰ قولہ تعالیٰ) فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ ○ اور (اے مخاطب اس اگلی بات کو توجہ سے) سن رکھ کہ جس دن ایک پکارنے والا (فرشتہ یعنی اسرافیل علیہ السلام بذریعہ نفخ صور مردوں کو قبروں سے نکلنے کے لئے) پاس ہی سے پکارے گا (پاس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آواز سب کو بے تکلف پہونچے گی اور جیسے اکثر دور کی آواز کسی کو پہونچتی ہے کسی کو نہیں پہونچتی ایسا نہ ہوگا) جس روز اس چیخنے کو بالیقین سب سن لیں گے یہ دن ہوگا (قبروں سے) نکلنے کا ہم ہی (اب بھی) جلاتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری طرف پھر لوٹ کر آنا ہے (اس میں بھی اشارہ کر دیا قدرت علی الاحیاء کی طرف) جس روز زمین ان (مردوں)

اللغات

السجود الصلاۃ اطلاقاً للجزء علی الکل ادبار جمع دبر بمعنے عقب ۱۲

النحو — من اللیل مفعول لفعل المحذوف یفسرہ فسبحہ باعتبار الاتحاد والعطف للتغایر الشخصی قولہ واستمع ومفعولہ محذوف ای لما سأخبرک بہ وبین ذلک بقولہ تعالیٰ یوم ینادی قولہ یوم ینادی انتصب الیوم بما دل علیہ ذلک یوم الخروج ای یخرجون من القبور یوم ینادی ویوم یسمعون بدل من یوم ینادی ۱۲ ؛

الروایات

فی الدر نزول قولہ تعالیٰ وما مسنا من لغوب نزل رد علی الیہود القائلین فی شانہ تعالیٰ انہ استراح (ای بعد خلقہ السمٰوٰت والارض واستوائہ علی العرش) کما فی لباب النقول عن الحاکم مع تصحیحہ اقول ولا بعد فی قصد امرین بواحد والمعنے ایہا المشرکون ما مسنا من لغوب ان تفوہ بہ جہلۃ اہل الکتاب ۱۲

يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۭ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ

جس روز زمین ان سے کھل جاوے گی جبکہ وہ دوڑتے ہونگے یہ ہمارے نزدیک ایک آسان جمع کرلینا ہے جو کچھ یہ لوگ کہہ رہے ہیں ہم خوب جانتے ہیں اور آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں

بِجَبَّارٍ ۣ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۝

تو آپ قرآن کے ذریعہ سے ایسے شخص کو نصیحت کرتے رہیے جو میری وعید سے ڈرتا ہو

سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | وَهِيَ سِتُّوْنَ اٰيَةً

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۝ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۝ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۝

قسم ہے ان ہواؤں کی جو غبار وغیرہ کو اڑاتی ہیں پھر ان بادلوں کی جو بوجھ کو اٹھاتی ہیں پھر ان کشتیوں کی جو نرمی سے چلتی ہیں پھر ان فرشتوں کی جو چیزیں تقسیم کرتے ہیں تم سے جس کا وعدہ کیا جاتا ہے وہ ..

وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ۝ وَالسَّمَاۗءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۝ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ۝

اور جزا ضرور ہونے والی ہے قسم ہے آسمان کی جس میں رستے ہیں کہ تم لوگ مختلف گفتگو میں ہو اس سے وہی پھرتا ہے جس کو پھرنا ہوتا ہے

قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۝ يَسْــَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ۝ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ

غارت ہو جائیں بے سند باتیں کرنیوالے جو کہ جہالت میں بھولے ہوئے ہیں پوچھتے ہیں کہ روز جزا کب ہوگا جس دن وہ لوگ آگ پر تپائے جاوینگے

يُفْتَنُوْنَ ۝ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ۭ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝

اپنی اس سزا کا مزہ چکھو یہی ہے جس کی تم جلدی مچایا کرتے تھے بے شک متقی لوگ بہشتوں اور چشموں میں ہونگے۔

پر سے کھل جاویگی جبکہ وہ (نکلکر میدان قیامت کی طرف) دوڑتے ہونگے یہ (جمع کرلینا) ہماری نزدیک ایک آسان جمع کرلینا ہے (غرض مکرر در مکرر قیامت کا امکان اور وقوع سب ثابت ہوچکا مگر اس پر بھی جو لوگ نہ مانیں تو آپ غم نہ کیجیے کیونکہ) جو کچھ یہ لوگ (قیامت وغیرہ کے بارہ میں) کہہ رہے ہیں ہم خوب جانتے ہیں (ہم خود سمجھ لینگے) اور آپ ان پر (منجانب اللہ) جبر کرنیوالے (کرکے) نہیں (بھیجے گئے) ہیں (بلکہ صرف منذر اور مبلغ ہیں جب یہ بات ہے) تو آپ قرآن کے ذریعہ سے (عام تذکیر سے سب کو اور خاص تذکیر نافع سے صرف) ایسے شخص کو نصیحت کرتے رہیے جو میری وعید سے ڈرتا ہو (اس مفعول کی تقیید سے اشارہ ہوگیا کہ آپ گو تذکیر عام کرتے ہیں جیسا مشاہدہ ہے لیکن پھر بھی من یخاف وعید کوئی کوئی ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ یہ آپ کے اختیار میں نہیں جب آپکے اختیار میں نہیں پھر بے اختیار بات کی فکر کیا) **ف** الحمد للہ کہ سورہ ق کی تفسیر ختم ہوئی آگے انشاء اللہ تعالیٰ سورہ ذاریات آتی ہے۔

سُوْرَةُ وَالذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّاٰيٰهَا سِتُّوْنَ كذا فى البيضاوى

ربط - اوپر کی سورت میں معاد کا ذکر تھا اس سورت کا زیادہ حصہ بھی اسی مضمون میں ہے چنانچہ شروع بھی اسی سے ہوئی ہے۔

تحقیق معاد وذم منکرین وجزاء فریقین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝ (الیٰ قولہ تعالیٰ) اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ۝ قسم ہے ان ہواؤں کی

اللغات الحبك جمع حبيكة كالطريقة والطرق وزنًا ومعنى **قوله** يفتنون اصل الفتن اذابة الجوهر ليظهر غشه ثم استعمل فى الاحراق والتعذيب نحو ذلك يوم نصب على الظرفية لمحذوف دل عليه وقوع الكلام جوابا للسوال اى يقع يوم الجزاء **النحو** - يوم تشقق بدل بعد بدل من يوم ينادِ - ذروا مفعول مطلق ووقرا مفعول ويسرا صفة جريا المقدر بحذف المضاف اى جريا ذا يسر امرا مفعول به والمراد الجنس الشامل للامور **قوله** يؤفك عنه اى عن اعتقاد الدين ۱۲

البلاغة **قوله** ايان يوم الدين اى متى وقوع يوم الجزاء وقدر الوقوع ليكون السوال عن الحدث كما هو معروف فى ايان ولا ضير فى جعل الزمان زمانيا فان اليوم لما جعل موعودا ومنتظرا فى نحو قوله تعالى فارتقب يوم تاتى السماء صار ملحقا بالزمانيات وكذلك كل يوم له شان مثل يوم العيد والنيروز وهذا جار فى عرف العرب والعجم كذا فى الروح ۱۲

اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ۝ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۝ وَ

اُن کے ربنے اُن کو جو عطا کیا ہوگا وہ اُس کو لے رہے ہونگے وہ لوگ اسکے قبل نکوکار تھے وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے اور

بِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝ وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ۝ۙ

اخیر شب میں استغفار کیا کرتے تھے اور اُن کے مال میں سوالی اور غیر سوالی کا حق تھا اور یقین لانے والوں کے لیے زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں

وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ۝ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ

اور خود تمہاری ذات میں بھی تو کیا تم کو دکھلائی نہیں دیتا اور تمہارا رزق اور جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے سب آسمان میں ہے، تو قسم ہے آسمان اور زمین کے پروردگار کی کہ وہ برحق ہے

مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ۝

جیسا تم باتیں کر رہے ہو -

جو غبار وغیرہ کو اُڑاتی ہیں پھر اُن بادلوں کی جو بوجھ (یعنی بارش کو) اُٹھاتے ہیں پھر اُن کشتیوں کی جو نرمی سے چلتی ہیں پھر اُن فرشتوں کی جو (حکم کے موافق اہل ارض میں) چیزیں تقسیم کرتے ہیں (مثلاً جہاں جس قدر بارش کا حکم ہوتا ہے جو مادہ ہے رزق کا وہاں بادلوں کے ذریعہ سے اسی قدر پہونچاتے ہیں اسی طرح حسب حدیث رحم میں جنین کی صورت مذکر و مؤنث پوچھکر بناتے ہیں اور سکینہ اور رعب بھی تقسیم کرتے ہیں آگے قسموں کا جواب ہے کہ) تم سے جس (قیامت) کا وعدہ کیا جاتا ہے وہ بالکل سچ ہے اور (اعمال کی) جزا (وسزا) ضرور ہونے والی ہے (ان قسموں میں اشارہ ہے استدلال کی طرف یعنی یہ سب تصرفات عجیبہ قدرت الٰہیہ سے ہونا دلیل ہے عظمت قدرت کی پھر ایسے عظیم القدرت کو قیامت کا واقع کرنا کیا مشکل ہے اور تفسیر ان کلمات مقسم بہا کی دُرِّ منثور میں حدیث مرفوع سے اسیطرح نقل کی ہے اور تخصیص اُن کی شاید اس لیئے ہو کہ اس میں اشارہ ہو گیا مخلوق کی اصناف مختلفہ کی طرف چنانچہ ملائکہ سماویات میں سے ہیں اور ریاح وسفن ارضیات میں سے اور سحاب کائنات جو میں سے اور ارضیات میں دو چیزیں کہ ایک مبصر ہے ایک غیر مبصر شاید اس لیئے آئی ہوں کہ ارضیات سے زیادہ تلبس ہے اور توجیہ قسم بالمخلوق کی شروع سورۂ صافات میں گذری ہے آگے اسی قیامت کے متعلق ایک مضمون پر خود سماء کی قسم ہے جیسے اوپر سماویات کی تھی یعنی) قسم ہے آسمان کی جس میں (فرشتوں کے چلنے کے) رستے ہیں (کقولہ تعالیٰ ولقد خلقنا فوقکم سبع طرائق۔ آگے جواب قسم ہے) کہ تم (یعنی سب) لوگ (قیامت کے بارہ میں) مختلف گفتگو میں ہو (کوئی تصدیق کرتا ہے کوئی تکذیب کرتا ہے وہذا کقولہ تعالیٰ عن النبأ العظیم الذی ہم فیہ مختلفون الذی فسرہ قتادۃ کما فی الدر بقولہ مصدق بہ ومکذب اور آسمان کی قسم سے شاید اسطرف اشارہ ہو کہ جنت آسمان میں ہے اور آسمان میں رستے بھی ہیں مگر جو حق میں اختلاف کرے گا اُسکے لیئے راہ بند ہو جاوے گی۔ اور ان اختلاف والوں میں) اُس (وقوع قیامت و جزاء کے اعتقاد) سے وہی پھرتا ہے جس کو (بالکلیہ خیر و سعادت ہی سے) پھرنا ہوتا ہے (ہذا کما فی الحدیث من حرمہ فقد حرم الخیر کلہ رواہ ابن ماجۃ اور اختلاف والوں کے دوسرے فریق کا حال اسی کے مقابلہ سے معلوم ہو گیا کہ وہ خیر و سعادت سے پھرے ہوئے نہیں اب آگے اُن پھرنے والوں کی مذمت ہے کہ) غارت ہو جائیں بے سند باتیں کرنے والے (یعنی جو قیامت کا انکار کرتے ہیں بلا اسکے کہ اُنکے پاس کوئی اُس کی دلیل ہو) جو کہ جہالت میں بھولے ہوئے ہیں (بھولنے سے مراد اختیاری غفلت ہے اور وہ لوگ بطور استہزاء و استعجال کے) پوچھتے ہیں کہ روز جزا کب ہوگا (آگے جواب ہے کہ وہ اُس دن ہوگا) جس دن (کہ) وہ لوگ آگ پر تپائے جائینگے (اور کہا جاویگا کہ) اپنی اس سزا کا مزہ چکھو یہی ہے جس کی تم جلدی مچایا کرتے تھے (یہ جواب یوم ہم علی النار یفتنون اس طرز کا ہے جیسے کسی مجرم کے لیئے پھانسی کا حکم ہو جاوے مگر وہ احمق باوجود قیام براہین کے محض اس وجہ سے کہ اُس کو تاریخ نہیں بتلائی گئی تکذیب ہی کیئے جاوے اور کہے جاوے کہ اچھا وہ دن کب آوے گا چونکہ یہ سوال محض تعنت کی راہ سے ہے اس لیئے جواب میں بجائے تاریخ بتلانے کے یہ کہنا نہایت مناسب ہوگا کہ وہ دن اُس وقت آئیگا جب تم پھانسی پر لٹکا دیئے جاؤ گے آگے دوسرے فریق یعنی غیر مافوک کے ثواب کا ذکر ہے کہ) بے شک متقی لوگ بہشتوں میں اور چشموں میں

اللغات المحروم المتعفف الذی یحسبہ الجاہل غنیا فیحرم الصدقۃ من اکثر الناس۔
النحو قولہ کانوا قلیلا ما زائدۃ وقلیلا ظرف منتصب بیہجعون ای کانوا یہجعون فی طائفۃ قلیلۃ من اللیل قولہ فی السماء ای مقدر فی السماء قولہ مثل ما انکم حال من المستکن فی الحق وہو لا یتعرف بالاضافۃ لتوغلہ فی التنکیر او علی الوصف لمصدر محذوف ای انہ حق حقا مثل نطقکم۔
البلاغۃ قولہ مثل ما انکم فی الروح وہذا کقول الناس ان ہذا لحق کما انک ترٰی وتسمع اھ
الملحقات الترجمۃ لہ قولہ فی یؤفک عنہ بالکلیۃ الخ دل علیہ حذف المتعلق وہذا من المواہب ۱۲

ہونگے (اور) اُنکے ربنے اُن کو جو (ثواب) عطا کیا ہوگا وہ اس کو (خوشی خوشی[1]) لے رہے ہونگے (اور کیوں نہو) وہ لوگ اسکے قبل (یعنی دنیا میں) نکوکار تھے (پس حسب وعدہ ہل جزاء الاحسان الا الاحسان کے اُنکے ساتھ یہ معاملہ کیا گیا آگے اُن کی نکوکاری کی قدرے تفصیل ہے کہ) وہ لوگ (فرائض و واجبات سے ترقی کرکے نوافل و تطوعات کے ایسے التزام کرنے والے تھے کہ) رات کو بہت کم سوتے تھے (یعنے زیادہ حصہ رات کا عبادت میں صرف کرتے تھے) اور (پھر باوجود اسکے اپنی عبادت پر نظر نہ کرتے تھے بلکہ) اخیر شب میں (اپنے کو عبادت میں کوتاہی کرنے والا سمجھ کر) استغفار کیا کرتے تھے (یہ تو عبادت بدنیہ میں اُن کی حالت تھی) اور (عبادت مالیہ کی یہ کیفیت تھی کہ) اُنکے مال میں سوالی اور غیر سوالی (سب) کا حق تھا (یعنی ایسا التزام سے دیتے تھے جیسے اُنکے ذمہ اُنکا کچھ آتا ہو مراد اس سے غیر زکوٰۃ ہے ہکذا فی الدر عن ابن عباس و مجاہد و ابراہیم اور یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ نوافل جنات و عیون کا موقوف علیہ ہیں بلکہ یہاں اہل درجات عالیہ کا ذکر فرمایا گیا ہے) اور (چونکہ کفار قیامت کی صحت کا انکار کرتے تھے اسلئے آگے اس کی دلیل کیطرف اشارہ ہے کہ) یقین لانے (کی کوشش اور طلب کرنے) والوں کے لئے (قیامت کی مقدوریت پر) زمین (کے کائنات) میں بہت نشانیاں (اور دلیلیں) ہیں اور خود تمہاری ذات میں بھی (یعنی تمہارے ظاہری و باطنی احوال مختلفہ بھی دلائل امکان ہیں کیونکہ اُمور آفاقیہ و انفسیہ بالیقین داخل تحت القدرت ہیں اور قدرت ذاتیہ کی نسبت تمام ممکنات کے ساتھ یکساں ہے اور بوجہ انتفاء دلیل امتناع کے قیامت بھی ممکنات سے ہے پس وہ بھی مقدور ہے اور چونکہ ان دلائل کی دلالت بہت واضح تھی اس لیے توبیخاً فرماتے ہیں کہ جب ایسے دلائل موجود ہیں) تو کیا تم کو (مطلوب پھر بھی) دکھلائی نہیں دیتا اور (رہا تعین وقت وقوع جسکے عدم سے استدلال عدم وقوع پر کرتے تھے سو اُس کی نسبت یہ ہے کہ) تمہارا رزق اور جو تم سے (قیامت کے متعلق) وعدہ کیا جاتا ہے (ان) سب (کا معین وقت) آسمان میں (جو لوح محفوظ ہے اُس میں) درج ہے زمین پر اُس کا یقینی علم کسی مصلحت سے نازل نہیں کیا گیا چنانچہ وینزل الغیث میں بھی نہیں بتلایا گیا ہے اور مشاہد بھی ہے کہ یقینی تعیین کسی کو نہیں معلوم لیکن جب باوجود تعیین وقت کا علم نہ ہونے کے رزق کا وجود یقینی ہے پھر اس عدم تعیین سے قیامت کا عدم کیسے لازم آگیا اور اسی استدلال کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ماتوعدون کے ساتھ کہ مقصود مقام ہے رزقکم کہ غیر مقصود ہے بڑھا دیا آگے اس پر تفریع فرماتے ہیں کہ جب نفی کی کوئی دلیل نہیں اور اثبات کی دلیل ہے) تو قسم ہے آسمان اور زمین کے پروردگار کی کہ وہ (روز جزا) برحق ہے (اور ایسا یقینی) جیسا تم باتیں کر رہے ہو (اور کبھی اس میں شک نہیں ہوتا اسی طرح اُس کو یقینی سمجھو) **ف** بعض روایات مذکورہ دُر منثور میں کانوا قلیلا الخ کی تفسیر آئی ہے لاینامون حتے یصلوا العتمۃ اور کانوا ینامون اللیل کلہ پس قلیل مقابل کثیر کے نہ ہوگا بلکہ بمعنے بعض کے مقابل جمیع کا ہوگا یعنے ساری رات نہیں سوتے جیسے اکثر کفار سوتے تھے بلکہ عشاء بھی پڑھتے ہیں پس اس تفسیر پر تہجد مراد نہ ہوگا واللہ اعلم۔ اور قیامت کے وقوع کو جو انکم تنطقون کے ساتھ تشبیہ دی گئی اس میں علاوہ محاورہ کے ایک نکتہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس میں اشارہ ہے قیامت کی ایک نظیر کی طرف کہ زبان مشابہ زمین کے ہے اُس سے ایک حرف کا پیدا ہونا مشابہ آدمی کی خلقت ابتدائیہ کے ہے اور اس حرف کا منقضی ہونا مشابہ موت انسان کے ہے اور پھر اُس حرف کا دوبارہ پیدا ہوجانا مشابہ اعادہ قیامت کے ہے **ربط** اوپر کئی جگہ مکذبین کی مذمت اور عقوبت فرمائی ہے قولہ تعالیٰ یؤفک عنہ من افک قولہ تعالیٰ قتل الخراصون قولہ تعالیٰ یوم ہم علی النار یفتنون قولہ تعالیٰ افلا تبصرون آگے اس کی تاکید کے لئے چند قصے مکذبین کی عقوبت فی الدنیا کے مذکور ہیں جیسے قصہ ثانیہ قوم لوط علیہ السلام کا کہ باقتضائے مقام حسب تقریر مذکور کہا جاویگا کہ مقصود اعظم یہی ہے اور اُسکے تمہید ابراہیم علیہ السلام کا قصہ جس میں کسی کی عقوبت مذکور نہیں بعض وجوہ خاصہ سے آگیا ہے جن کا بیان سورۂ ہود تمہید آیات ولقد جاءت رسلنا ابراہیم الخ میں گذر چکا ہے یا یوں کہا جاوے کہ اوپر مکذبین کی مذمت کے ساتھ مصدقین کی مدح بھی تھی ابراہیم علیہ السلام کے قصہ سے کہ اول قصہ ہے اس طرف اشارہ ہو کہ مصدقین کو فلاح آخرت کے ساتھ فلاح دنیوی بھی عطا ہوتی ہے خواہ حساً خواہ معنےً جیسا سورۂ حجر میں قصہ ابراہیمیہ بعد نبئ عبادی انی انا الغفور کے اسی بنا پر آیا ہے اور پھر تقریر عقوبت کے متعلق قصہ ثالثہ فرعون کا پھر قصہ رابعہ عاد کا پھر قصہ خامسہ ثمود کا پھر قصہ سادسہ قوم نوح علیہ السلام کا مذکور ہے۔

قصہ ابراہیم علیہ السلام مشعرہ مثوبۂ مصدقین و دیگر قصص مخبرہ عقوبت مکذبین

ملحقات الترجمہ [1] قولہ فی اخذین خوشی خوشی فی الروح واعتبار الرضالان الاخذ قبول عن قصد ۱۲

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝

کیا ابراہیم کے معزز مہمانوں کی حکایت آپ تک پہنچی ہے　جب کہ وہ اُنکے پاس آئے پھر اُن کو سلام کیا　ابراہیم نے بھی کہا سلام　انجان لوگ ہیں

فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۝ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ ؕ وَ

پھر اپنے گھر کی طرف چلے　اور ایک فربہ بچھڑا لائے　اور اس کو اُن کے پاس لاکر کہا کہنے لگے کہ آپ لوگ کھاتے کیوں نہیں تو اُن سے دل میں خوف زدہ ہوئے انہوں نے کہا کہ تم ڈرو مت اور

بَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ۝ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ

اُن کو ایک فرزند کی بشارت دی جو بڑا عالم ہوگا　اتنے میں اُن کی بی بی بولتی پکارتی آئیں　پھر ماتھے پر ہاتھ مارا　اور کہنے لگیں کہ بڑھیا بانجھ　فرشتے کہنے لگے کہ تمہارے

رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ۝ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۝

پروردگار نے ایسا ہی فرمایا ہے کچھ شک نہیں کہ وہ بڑا حکمت والا جاننے والا ہے　ابراہیم کہنے لگے اچھا تو تم کو بڑی مہم کیا درپیش ہے اے فرشتو! فرشتوں نے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں

لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ۝ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ۝ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ

تاکہ ہم اُن پر کھنگر کے پتھر برسائیں　جن پر آپ کے رب کے پاس سے خاص نشان بھی ہے حد سے گذرنے والوں کے لئے تو ہم نے جتنے ایماندار تھے سب کو وہاں سے

الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝

علیحدہ کر دیا　سو بجز مسلمانوں کے ایک گھر کے اور کوئی گھر ہم نے نہیں پایا　اور ہم نے اس واقعہ میں ایسے لوگوں کے لئے عبرت رہنے دی جو دردناک عذاب سے

وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝ فَاَخَذْنٰهُ

اور موسٰی کے قصہ میں بھی عبرت ہے جبکہ ہم نے اُن کو فرعون کے پاس ایک کھلی ہوئی دلیل دیکر بھیجا　سو اُس نے مع اپنے ارکان سلطنت کے سرتابی کی اور کہنے لگا کہ یہ ساحر یا مجنون ہیں سو ہم نے اُس کو

وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ۝ وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ۝ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ

اور اُسکے لشکر کو پکڑ کر دریا میں پھینکدیا اور اُس نے کام ہی ملامت کا کیا تھا　اور عاد کے قصہ میں بھی عبرت ہے جب کہ ہم نے اُن پر نامبارک آندھی بھیجی　جس چیز پر گذرتی تھی اُس کو ایسا

عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ۝ وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ۝ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ

چھوڑتی تھی جیسے کوئی چیز گل کر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے　اور ثمود کے قصہ میں بھی عبرت ہے جبکہ اُن سے کہا گیا اور تھوڑے دنوں چین کر لو سو اُن لوگوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی سو اُن کو عذاب نے

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ (الٰی قولہ) وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ ع (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کیا ابراہیم (علیہ السلام) کے معزز مہمانوں کی حکایت آپ تک پہنچی ہے (معزز یا تو اسلیئے کہا کہ وہ ملائکہ تھے جن کی شان میں ہے بل عباد مکرمون اور یا اسلیئے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی عادت کے موافق اُن کا اکرام کیا تھا اور مہمان کہنا بنا بر ظاہری حالت کے ہے کہ بشکل انسان آئے تھے اور یہ قصہ اُسوقت ہوا تھا) جبکہ وہ (مہمان) اُنکے پاس آئے پھر اُنکو سلام کیا ابراہیم (علیہ السلام) نے بھی (جواب میں) کہا سلام (اور کہنے لگے کہ) انجان لوگ (معلوم ہوتے) ہیں (ظاہر تو یہی ہے کہ دل میں فرمایا قرینہ اسکا یہ ہے کہ آگے جواب فرشتوں کا مذکور نہیں اور احتمال بعید یہ بھی ہے کہ بطور پوچھنے کے اُن ہی سے کہہ دیا ہو کہ آپ لوگوں کو پہچانا نہیں اور اُنہوں نے جواب نہ دیا ہو اور ابراہیم علیہ السلام نے جواب کا انتظار نہ کیا ہو غرض یہ سلام و کلام ہو کر) پھر اپنے گھر کی طرف چلے اور ایک فربہ بچھڑا (تلا ہوا لقولہ تعالٰی بعجل حنیذ) لائے اور اُسکو

اللغات راغ مال او حسی بالخفیہ صرۃ صیحۃ من الصر صکت وجہها قال مجاہد ضربت جبہتها طین اے متحجر و ہو السجیل و فی تقییدہ دفع توہم کونہا بردا فان بعض الناس یسمی البرد حجارۃ ترکنا ابقینا بابقاء الذکر قولہ برکنہ کما فی قولہ تعالٰی او اوی الٰی رکن شدید ای عشیرۃ ملیم آت بما یلام علیہ من الکفر والطغیان و ہو الکلی المشکک تختلف باعتبار من وصف بہ فلا توہم انہ کیف ورد فی قصۃ ذی النون علیہ السلام العقیم بالانفعۃ فیہ الرمیم الشئ البالی من عظم او نبات او غیر ذلک ۱۲

النحو قولہ ترکنا فیہا ای فی الواقعۃ المذکورۃ فی المقام۔ قولہ وفی موسٰی عطف علٰی فیہا ای ترکنا وجعلنا فی قصۃ موسٰی آیۃ

البلاغۃ قولہ نبذنٰهم طرحناہم غیر معتدین بہ ۱۲

ملحقات الترجمۃ لے قولہ فی راغ چلے فیہ تجرید واصل الروغ الذہاب خفیۃ ۱۲

الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ۝ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ

آلیا اور وہ دیکھ رہے تھے سو نہ تو کھڑے ہی ہوسکے اور نہ بدلہ لے سکے اور ان سے پہلے قوم نوح کا یہی حال ہوچکا تھا

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝

وہ بڑے نافرمان لوگ تھے۔

ع ۲۳ ۲ ۱

اُن کے پاس (یعنی سامنے) لاکر رکھا (چونکہ وہ فرشتے تھے کیوں کھاتے اُسوقت ابراہیم علیہ السلام کو شبہہ ہوا اور) کہنے لگے کہ آپ لوگ کھاتے کیوں نہیں (جب پھر بھی نہ کھایا) تو اُن سے دل میں خوف زدہ ہوئے (کہ یہ لوگ کہیں مخالفین اور اعداء میں سے نہ ہوں کما مر فی سورۃ ہود) اُنھوں نے کہا کہ تم ڈرو مت (ہم آدمی نہیں ہیں فرشتے ہیں) اور (یہ کہکر) اُن کو ایک فرزند کی بشارت دی جو بڑا عالم (یعنی نبی) ہوگا (کیونکہ مخلوق میں سب سے زیادہ علم انبیاء کو ہوتا ہے اور مراد اس سے اسحٰق علیہ السلام ہیں یہ گفتگو اُن سے ہو ہی رہی تھی) اتنے میں اُن کی بی بی (حضرت سارہ جو کہیں کھڑی سن رہی تھیں لقولہ تعالےٰ وامرأتہ قائمۃ اولاد کی خبر سن کر) بولتی پکارتی آئیں پھر (جب فرشتوں نے اُن کو بھی یہ ہی خبر سنائی لقولہ تعالےٰ فبشرناہا باسحٰق تو تعجب سے) ماتھے پر ہاتھ مارا اور کہنے لگیں کہ (اول تو میں بڑھیا (پھر) بانجھ (اسوقت بچہ پیدا ہونا بھی عجیب بات ہے) فرشتے کہنے لگے کہ (تعجب مت کرو لقولہ تعالےٰ اتعجبین) تمہارے پروردگار نے ایسا ہی فرمایا ہے (اور) کچھ شک نہیں کہ وہ بڑا حکمت والا بڑا جاننے والا ہے (یعنی گو فی نفسہ یہ بات تعجب کی ہے مگر تم کہ خاندان نبوت میں رہتی ہو اور علم وفہم سے مشرف ہو یہ معلوم کرکے کہ خدا کا ارشاد ہے اور اُس کا علم وحکمت یعنی اتقان صنعت کہ اس میں قدرت بھی آگئی مسلم ہی ہے تعجب نہ رہنا چاہیئے اور ہرچند کہ اُنکے فرشتے ہونے سے ہی یہ بات معلوم تھی کہ خدا کی طرف سے کہہ رہے ہیں مگر نکتہ تنبیہ کے لئے عالم کو بمنزلہ غیر عالم کے ٹھیرا کر پھر کہا کذلک قال ربک اور) ابراہیم (علیہ السلام کو فراست نبوت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علاوہ بشارت کے اُنکے آنے سے اور بھی کچھ مقصود ہے تو اُن سے) کہنے لگے (کہ) اچھا تو (یہ بتلاؤ کہ) تم کو بڑی مہم کیا درپیش ہے اے فرشتو! فرشتوں نے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم (یعنی قوم لوط) کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ ہم اُنپر کھنگر کے پتھر برسائیں جن پر آپ کے رب کے پاس (یعنی عالم غیب میں) خاص نشان بھی ہے (جس کا بیان سورۂ ہود میں ہوا ہے اور وہ) حد سے گذرنے والوں کے لیے (ہیں آگے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب اُن بستیوں پر عذاب کا وقت قریب آیا) تو ہم نے جتنے ایماندار تھے سب کو وہاں سے علیحدہ کردیا سو بجز مسلمانوں کے ایک گھر کے اور کوئی گھر (مسلمانوں کا) ہم نے نہیں پایا (یہ کنایہ ہے کہ وہاں تھا ہی نہیں کیونکہ وجود کو وجدان یعنی علم الٰہی لازم ہے اور انتفاء لازم دلیل ہے انتفاء ملزوم کی) اور ہم نے اس واقعہ میں (ہمیشہ کیواسطے) ایسے لوگوں کے لیئے ایک عبرت رہنے دی جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں اور (آگے موسےٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ سنو کہ) موسیٰ (علیہ السلام) کے قصہ میں بھی عبرت ہے جبکہ ہم نے اُنکو فرعون کے پاس ایک کھلی ہوئی دلیل (یعنی معجزہ) دیکر بھیجا سو اُسنے مع ارکان سلطنت کے سرتابی کی اور کہنے لگا کہ یہ ساحر یا مجنون ہیں سو ہم نے اُس کو اور اُسکے لشکر کو پکڑ کر دریا میں پھینکدیا (یعنی غرق کردیا) اور اُس نے کام ہی ملامت (یعنی نکوہش) کا کیا تھا اور (آگے عاد کا قصہ سنو کہ) عاد کے قصہ میں بھی عبرت ہے جبکہ ہم نے اُن پر نامبارک آندھی بھیجی جس چیز پر گذرتی تھی (یعنی اُن اشیاء میں سے کہ جنکے اہلاک کا حکم تھا جس پر گذرتی تھی) اُس کو ایسا کر چھوڑتی تھی جیسے کوئی چیز گل کر ریزہ ریزہ ہوجاتی ہے اور (آگے ثمود کا قصہ سنو) ثمود کے قصہ میں بھی عبرت ہے جبکہ اُن سے کہا گیا (یعنی صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ) اور تھوڑے دنوں چین کرلو (یعنی کفر سے باز نہیں آؤگے تو بعد چندے ہلاک ہوگے) سو (اس ڈرانے پر بھی) اُن لوگوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی سو اُن کو عذاب نے آلیا اور وہ (اس عذاب کے آثار کو) دیکھ رہے تھے (یعنی مجاہرۃً ومعاینۃً آیا) سو نہ تو کھڑے ہی ہوسکے (بلکہ اوندھے منہ گر کر مرگئے لقولہ تعالےٰ جاثمین) اور نہ (ہم سے) بدلہ لے سکے اور اُن سے پہلے قوم نوح کا یہی حال ہوچکا تھا (یعنی اس سبب سے کہ) وہ بڑے نافرمان لوگ تھے (اُن کو بھی ہلاک کیا تھا) **ف** قصہ ابراہیم علیہ السلام کے متعلق بعض مضامین سورۂ ہود میں گذرے ہیں اور سورۂ ہود میں فرشتوں کا یہ کہنا کہ ہم قوم لوط علیہ السلام کی طرف آئے ہیں قبل مکالمہ حضرت سارہ کے مذکور ہے اور یہاں بعد مکالمہ مذکورہ کے مذکور ہے سو ظاہر یہ ہے کہ یہ قبل مکالمہ سارہ کے واقع ہوا ہے اور یہاں چونکہ کوئی حرف ترتیب کا نہیں ہے اس لیئے

اللغات الصاعقۃ کل عذاب مہلک کذا فی المدارک والخازن۔ **النحو** قولہ وقوم نوح عطف علی محل وفی عاد بقرینۃ قرأۃ جر قوم او معمول لمقدر ای اہلکنا ۱۲

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ○ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ○ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا

اور ہم نے آسمان کو قدرت سے بنایا اور ہم وسیع القدرت ہیں اور ہم نے زمین کو فرش بنایا سو ہم اچھے بچھانے والے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو دو دو قسم کا بنایا

زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ

تاکہ تم سمجھو تو تم اللہ ہی کی طرف دوڑو میں تمہارے واسطے اللہ کی طرف سے کھلا ڈرانیوالا ہوں اور خدا کے ساتھ کوئی اور معبود مت قرار دو

اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○ كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ○

میں تمہارے واسطے اللہ کی طرف سے کھلا ڈرانیوالا ہوں اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے ہوگذرے ہیں اُن کے پاس کوئی پیغمبر ایسا نہیں آیا جس کو انہوں نے ساحر یا مجنون نہ کہا ہو

اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ○ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ○ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى

کیا اس بات کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے چلے آئے تھے بلکہ یہ سب کے سب سرکش لوگ ہیں سو آپ اُن کی طرف التفات نہ کیجئے کیونکہ آپ پر کسی طرح کا الزام نہیں اور سمجھاتے رہیے

تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

کیونکہ سمجھانا ایمان والوں کو نفع دے گا۔

ترتیب ذکری کو ترتیب وقوعی کی دلیل نہ کہا جاوے گا اب کچھ تعارض نہ رہا اور قصہ ثمود میں جو یہاں تمتعوا آیا ہے یہ وہ تمتع نہیں ہے جس کو دوسری آیت میں ثلثة ایام سے مقید کیا ہے کیونکہ اسکے بعد فعتوا پر کلمہ فا آیا ہے حالانکہ عتوان کا اس تمتع سے یقیناً مقدم تھا یہاں جو مقصود ہے وہ تقریر ترجمہ سے ظاہر ہے ؛

ربط اوپر آغاز سورت میں معاد کی تحقیق مع جزاء مصدقین و مکذبین کے ارشاد فرمائی تھی اور مطلق تکذیب کی مناسبت سے امم سابقہ کا ذکر آگیا تھا آگے توحید و رسالت کی تحقیق ہے اور رسالت کے متعلق تسلیہ کا مضمون ہے ؛

تحقیق توحید و رسالت مع تسلیہ

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ○ (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ اور ہم نے آسمان کو (اپنی) قدرت سے بنایا اور ہم وسیع القدرت ہیں اور ہم نے زمین کو فرش (کے طور پر) بنایا سو ہم (کیسے) اچھے بچھانیوالے ہیں (یعنی اس میں کیسے کیسے منافع رکھے ہیں) اور ہم نے ہر چیز کو دو دو قسم کا بنایا (اس قسم سے مراد متقابل ہے سو ظاہر ہے کہ ہر شئے میں کوئی نہ کوئی صفت ذاتیہ یا عرضیہ ایسی معتبر ہوتی ہے جس سے دوسری چیز جس میں اس صفت کی نقیض یا ضد ملحوظ ہو اُسکے مقابل شمار کیجاتی ہے جیسے آسمان و زمین۔ جوہر و عرض۔ گرمی سردی۔ شیریں و تلخ۔ چھوٹی بڑی۔ خوشنما بدنما۔ سفیدی سیاہی۔ روشنی تاریکی وعلیٰ ہذا) تاکہ تم (ان مصنوعات سے توحید کو) سمجھو (اور اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرما دیجئے کہ جب یہ مصنوعات وحدۃ صانع پر دلالت کر رہی ہیں) تو تم کو چاہیے کہ ان سے استدلال کر کے) اللہ ہی کی (توحید کی) طرف دوڑو (اور اول تو بوجہ دلائل مذکورہ کے خود عقل ہی اعتقاد توحید کو ضروری بتلا رہی ہے پھر اوپر سے) میں (بھی) تمہارے (سمجھانے کے) واسطے اللہ کیطرف سے کھلا ڈرانے والا (ہو کر آیا) ہوں (کہ منکر توحید کو عذاب ہوگا پس خوف لحوق ضرر کے اعتبار سے اعتقاد توحید اور بھی ضروری ہوگیا) اور (پھر اور زیادہ توضیح سے کہتا ہوں کہ) خدا کے ساتھ کوئی اور معبود مت قرار دو (اس میں زیادہ توضیح اس لیے ہوئی کہ ففروا الی اللہ جو کہ امر بالتوحید ہے مستلزم ہے نہی عن الشرک کو اور لاتجعلوا عین نہی عن الشرک ہے اور عین کی دلالت کا بہ نسبت ملزوم کے اوضح ہونا ظاہر ہے آگے تغییر عنوان مضمون توحید کی وجہ سے انذار کی پھر تاکید ہے کہ) میں تمہارے (سمجھانے کے) واسطے اللہ کیطرف سے کھلا ڈرانے والا (ہو کر آیا) ہوں (آگے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آپ واقع میں بلاشبہ نذیر مبین ہیں جیسا ابھی مذکور ہوا لیکن یہ آپکے مخالفین ایسے جاہل ہیں کہ نعوذ باللہ آپ کو کبھی ساحر کبھی مجنون بتلاتے ہیں سو

اللغات الاید القوۃ ۱۲ ؛ النحو قولہ ففروا بتقدیر قبلہ قل کما اشرت قولہ کذلک یقدر قبلہ کما کذبک قومک۔ وقالوا ساحر او مجنون کما فی الخازن اشرت الیہ ایضا	البلاغۃ ۲ او مجنون او من الحکایۃ ای الا قالوا ساحر او قالوا مجنون وہی المنع الخلو ولیست من الحکی لیکون مقول کل مجموع ساحر او مجنون ۱۲

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝ مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعِمُونِ ۝ إِنَّ اللَّهَ

اور میں نے جن اور انسان کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں میں اُن سے رزق رسانی کی درخواست نہیں کرتا کہ وہ مجھ کو کھلایا کریں اللہ خود ہی سب کو

هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ۝ فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذَنُوبًا مِثْلَ ذَنُوبِ أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُونِ ۝

رزق پہونچانے والا ہے قوت والا نہایت ہی قوت والا ہے تو ان ظالموں کی بھی باری ہے جیسے ان کے ہم مشربوں کی باری تھی سو مجھ سے جلدی طلب نہ کریں

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ۝

غرض ان کافروں کے لیے اُس دن کے آنے سے بڑی خرابی ہوگی جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

آپ صبر کیجیے کیونکہ جس طرح یہ آپکو کہہ رہے ہیں) اسیطرح جو (کافر) لوگ انسے پہلے ہوگزرے ہیں اُنکے پاس کوئی پیغمبر ایسا نہیں آیا جس کو اُنہوں نے (یعنی کل نے یا بعض نے) ساحر یا مجنون نہ کہا ہو (آگے کفار کے اس قول ساحرؐ او مجنونؐ پر متفق ہونے سے تعجب دلاتے ہیں کہ) کیا اس بات کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے چلے آئے تھے (یعنی یہ اجماع تو ایسا ہوگیا جیسے ایکدوسرے کو کہتے چلے آئے ہوں کہ دیکھو جو رسول آوے تم بھی ہماری طرح کہنا آگے اس سے اضراب فرماتے ہیں کہ تواصی واقع نہوئی تھی کیونکہ بعض تو ہیں بعض قوموں سے ملیں بھی نہیں) بلکہ (وجہ اس اجماع کی یہ ہوئی کہ) یہ سب کے سب سرکش لوگ ہیں (یعنے سبب اس قول کا طغیان ہے چونکہ وہ مشترک ہے اس لیے قول بھی مشترک ہو گیا) سو (جب پہلے لوگ بھی ایسے گذرے ہیں اور سبب اس کا معلوم ہو گیا کہ ان ہی کا طغیان ہے تو) آپ ان کی طرف التفات نہ کیجیے (یعنے اُن کی تکذیب کی پروا اور غم نہ کیجیے) کیونکہ آپ پر کسی طرح کا الزام نہیں (کقولہ تعالیٰ ولا تسئل عن اصحٰب الجحیم) اور (اطمینان کے ساتھ اپنے منصبی کام میں لگے رہیے یعنی فقط) سمجھاتے رہیے کیونکہ سمجھانا (جن کی قسمت میں ایمان نہیں اُنپر تو اتمام حجت ہوگا اور جن کی قسمت میں ایمان ہے ان) ایمان (لانے) والوں کو (بھی اور جو پہلے سے مومن ہیں اُن کو بھی) نفع دے گا (بہرحال تذکیر میں عام فوائد اور حکمتیں سب کے اعتبار سے ہیں اس کو کیے جایئے اور کسی کے ایمان نہ لانے کا غم نہ کیجیے) **ف** آیت کذلک ما اتی الذین من قبلہم الخ کے ظاہر ترجمہ پر دو اشکال ہیں ایک یہ کہ بعض انبیاء و رسل کی کسی نے تکذیب نہیں کی جیسے آدم علیہ السلام یا جو رسل محض تقریر شرائع کے لیے آئے تھے جیسے یوشع علیہ السلام کہ جن بنی اسرائیل کے لیئے وہ مقرر کیے گئے وہ پہلے سے مومن تھے اور مومن رہے دوسرا اشکال یہ کہ جن رسل کی تکذیب لوگوں نے کی ہے بعض نے اُن کی تصدیق بھی کی ہے پھر قالوا میں سب کی طرف نسبت کیسے کی گئی جواب دونوں اشکالوں کا احقر کی تقریر ترجمہ سے ظاہر ہو گیا کہ الذین میں کافر کی قید لگا دی گئی اور قالوا میں کل یا بعض کی تاویل کرنے سے اندفاع ظاہر ہو جاویگا اور اس آیت میں قالوا کے ترجمہ میں جو کل اور بعض کی تعمیم ہے وجہ اُس کی یہ ہے کہ حسب حدیث بخاری یمر النبی لیس معہ احد الخ بعض انبیاء پر ایک شخص بھی ایمان نہیں لایا بلکہ کل نے تکذیب کی **ربط** اوپر معظم سورت میں اصول ثلثہ یعنی اعتقاد بعث و توحید و رسالت کا اور آیت ان المتقین الی والمحروم میں بعض فروع کا بیان تھا اور یہ سب عبادات ہیں اعتقادیہ اصلیہ یا عملیہ فرعیہ آگے خاتمہ میں بعنوان جامع عبادت کا مطلوب ہونا اور ترغیب و ترہیب سے اُس کی مطلوبیت کی تاکید فرماتے ہیں پھر جو عبادت فرض ہے اُس کا تاکد تو ظاہر ہے اور جو تطوع ہے اُس کا تاکد باعتبار اعتقاد کے ہے یعنی اُس کی مشروعیت کی تصدیق واجب ہے۔

مطلوبیت عبادت و تاکید آں بہ ترغیب و ترہیب

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝ (الیٰ قولہ تم) فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ۝ اور میں نے جن اور انسان کو (دراصل) اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں (اور تبعاً و تکمیلاً للعبادۃ خلقت جن و انس پر دوسرے منافع کا مرتب ہونا اسکے منافی نہیں اور اسی طرح بعض جن و انس سے عبادت کا صادر نہونا بھی اس مضمون کے منافی نہیں کیونکہ حاصل اس لیعبدون کا ارادہ تشریعیہ ہے نہ کہ ارادہ تکوینیہ اور

اللغات المتین شدید القوۃ **قولہ** ذنوبا نصیبا من العذاب اصلہ الدلو العظیمۃ الممتلئۃ ماءاو القریبۃ من الامتلاء ولا یقال لہا ذنوب وہی فارغۃ وہی تذکر و تؤنث وجمعہا اذنبۃ وذناب فاستعیر للنصیب مطلقا شراکان کالنصیب من العذاب او خیرا کالعطاء وفی الکشاف ہذا تمثیل اصلہ فی السقاۃ یقتسمون الماء فیکون لہذا ذنوب ولہذا ذنوب کذا فی الروح ۱۲

البلاغۃ **قولہ** ان اللہ التفت الی الغیبۃ مع التعبیر بالاسم الجلیل لتخرج الآیۃ مخرج المثل وللایذان باعتبار الحکم باسنادہ الی الجلیل ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون فی الروح قال مجاھد ای معنی لیعبدون لیعرفون اھ ولعل السر فیہ التنبیہ علی ان المعرفۃ بدون العبادۃ وکذا العبادۃ بدون المعرفۃ لا یعتد بہا کما زعم الفارقون بینہما اما بالاکتفاء علی العبادۃ کاھل القشر او بالاکتفاء علی المعرفۃ کالمدعین للتصوف تمت سورۃ الذاریات

ترجمہ

قولہ تعالیٰ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون مجاہد سے اس کی تفسیر لیعرفون کے ساتھ منقول ہے وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ عبادت بدون معرفت کے معتد بہا نہیں ہوتی اور نہ معرفت بدون عبادت اب اہل ظاہر نے صرف صورت عبادت کو لے لیا ہے اور جاہل صوفیہ نے صرف معرفت کو۔

سورۃ ذاریات تمام ہوئی۔

سُوْرَةُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ـــ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ـــ تِسْعٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

وَالطُّوْرِ ۙ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۙ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۙ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۙ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۙ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۙ

قسم ہے طور کی ـ اور اس کتاب کی جو کھلے ہوئے کاغذ میں لکھی ہے ـ اور بیت المعمور کی ـ اور اونچی چھت کی ـ اور دریائے شور کی جو بھڑکا

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۙ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۙ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۙ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۭ

کہ بے شک آپکے رب کا عذاب ضرور ہو کر رہے گا ـ کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا ـ جس روز آسمان تھرتھرانے لگے گا ـ اور پہاڑ ہٹ جاوینگے

تخصیص جن و انس کی اسلئے کہ عبادت سے مراد عبادت بالاختیار و ابتلا رہے اور ملائکہ میں ابتلا نہیں اور دوسری مخلوقات میں اختیار نہیں حاصل ارشاد کا یہ ہے کہ مجھ کو مطلوب شرعی ان سے عبادت ہے باقی) میں اُن سے (مخلوق کی) رزق رسانی کی درخواست نہیں کرتا اور نہ یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ مجھ کو کھلایا کریں اللہ خود ہی سب کو رزق پہنچانے والا ہے (تو ہم کو اس کی ضرورت ہی کیا تھی کہ ہم مخلوقات کی روزی رسانی انکے متعلق کرتے اور وہ) قوت والا نہایت قوت والا ہے (کہ اس میں عجز و ضعف اور کسی قسم کی احتیاج کا عقلی احتمال بھی نہیں تو درخواست اطعام خود کا امکان ہی منفی ہے حاصل یہ کہ جب اس عبادت کے مشروع کرنے سے ہماری کوئی غرض نہیں نہ بواسطہ جیسے ترزیق خلق خود نہ بلا واسطہ جیسے اطعام خود بلکہ صرف بندوں ہی کا نفع ہے تو ان کو اس میں پس و پیش نہ چاہیئے یہ ترغیب ہوگئی آگے ترہیب ہے کہ جب عبادت کا کہ اعظم و اہم اُسکا ایمان ہے وجوب ثابت ہوگیا تو اگر یہ لوگ اب بھی شرک و کفر پر مصر رہینگے) تو (سن رکھیں کہ) ان ظالموں کی (سزا کی) بھی باری (علم الٰہی میں مقرر ہے) جیسے انکے (گذشتہ) ہم مشربوں کی باری (مقرر) تھی (یعنی وقت مقرر پر ان پر بھی عقوبت آنیوالی ہے خواہ دنیا میں بھی یا صرف آخرت میں) سو مجھ سے (عذاب) جلدی طلب نہ کریں (جیسا ان کی عادت ہے کہ وعیدیں سن کر تکذیب کے طور پر استعجال کرنے لگتے ہیں) غرض (جب وہ باری کے دن آوینگے جن میں سب سے اشد یوم موعود یعنی قیامت ہے تو) ان کافروں کیلئے اُس دن کے آنے سے بڑی خرابی ہوگی جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے (چنانچہ خود سورت بھی اسی وعدہ سے شروع ہوئی ہے انما توعدون لصادق وان الدین لواقع اور اس سے سورت کے آغاز و انجام کا حسن ظاہر ہے)

ف ما ارید منہم من رزق پر اگر یہ شبہ ہو کہ اہل و عیال کو رزق پہنچانا تو واجب کیا گیا ہے پھر نفی ارادہ کے کیا معنے اُسکا دفع یہ ہے کہ وہ انفاق ہے ترزیق نہیں پھر اُس کا نفع عائد الی اللہ نہیں یعنی نعوذ باللہ اس سے خدا کو سہارا نہیں لگتا کہ اُسنے اپنے ذمہ جو مخلوق کو رزق پہونچانا لیا ہے اس انفاق سے کچھ مدد مل گئی ہو سبکدوشی ہوگئی ہو ما ارید منہم من رزق میں اسی عود نفع الی اللہ کی نفی ہے بلکہ اس کا نفع خود منفق کی طرف عائد ہے کہ اجر ملتا ہے اور رازق پھر بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے کیونکہ اگر اکتساب پر حصول رزق نہ ہو تو کیا کر سکتا ہے یا حصول کے بعد اگر ایصال پر قادر نہ ہو تو کیا کر سکتا ہے یا ایصال کے بعد غذا کا حلق سے اترنا پھر اس سے تغذی ہونا کہ اصل ترزیق ہے یہ کسی کی قدرت میں نہیں ہے پس حقیقۃً بندہ کسی طرح رازق نہیں ہے واللہ اعلم اور ما ارید منہم من رزق کے ایک معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ہم اُن سے ایسا رزق کموانا نہیں چاہتے جو مانع عبادت ہو جیسا سورۂ طٰہٰ کے اخیر میں لانسألک رزقا کی بندہ نے یہی تفسیر کی ہے تو اب کوئی شبہ ہی متوجہ نہیں ہوتا الحمد للہ کہ سورۂ والذاریات کی تفسیر ختم ہوئی آگے انشاء اللہ تعالےٰ سورۂ والطور کی تفسیر آتی ہے وللہ الحمد۔

سورۃ الطور مکیۃ وآیہا ثمان او تسع واربعون کذا فی البیضاوی

ربط سورۃ سابقہ یوم موعود کی وعید پر ختم ہوئی ہے اور یہ سورۃ یوم موعود کی وعید سے شروع ہوئی ہے پھر وعید کے بعد حسب عادۃ قرآنیہ مؤمنین کے لئے وعدہ مذکور ہے۔

خبر معاد و وعید اہل عناد و وعدہ اہل انقیاد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَالطُّوْرِ ۝ (الی قولہ تعالیٰ) اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ۝ قسم ہے طور پہاڑ کی اور اس کتاب کی جو کھلے ہوئے کاغذ

اللغات قولہ رق ہو الجلد الرقیق ویراد بہ مطلق ما یکتب فیہ مجازا عبر بہ لکون عادۃ اکثر العرب الکتابۃ علی الجلد الرقیق مسجور مملو **النحو** یوم تمور منصوب بواقع ۱۲ **البلاغۃ قولہ** کتب مسطور فی التنکیر کمال التعریف والتنبیہ علی ان ذلک الکتاب لا یخفی عرفت او نکر کذا فی الروح ووصف الکتاب بمسطور ایذانا بکونہ مستغنی بشانہ فان السطر ترتیب الحروف المکتوبۃ فمعنی المسطور مکتوب علی وجہ الانتظام **قولہ** ان

عذاب ربک لواقع فی الروح ای لکائن علی شدۃ کانہ مہیا فی مکان مرتفع فیقع علی من یحل بہ من الکفار وفی اضافتہ الی الرب مع اضافتہ الی ضمیرہ علیہ الصلوۃ والسلام امان لہ صلی اللہ علیہ وسلم واشارۃ الی ان العذاب واقع بمن کذبہ **قولہ** مورا وسیرا فی الروح الاتیان بالمصدرین للایذان بغرابتہما وخروجہما عن الحدود المعہودۃ ای مورا عجیبا وسیرا بدیعا لا یدرک منہما ۱۲

فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي خَوْضٍ يَّلْعَبُونَ ۝ يَوْمَ يُدَعُّونَ إِلَىٰ نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۝

تو جو لوگ جھٹلانے والے ہیں جو مشغلہ میں بیہودگی کے ساتھ لگ رہے ہیں اُن کی اُس روز بڑی کمبختی آوے گی جس روز کہ اُن کو آتشِ دوزخ کی طرف دھکے دے دے کر لاوینگے

هَٰذِهِ النَّارُ الَّتِي كُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝ أَفَسِحْرٌ هَٰذَا أَمْ أَنتُمْ لَا تُبْصِرُونَ ۝ اصْلَوْهَا فَاصْبِرُوا أَوْ لَا

یہ وہی دوزخ ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے تو کیا یہ سحر ہے یا یہ کہ تم کو نظر نہیں آتا اس میں داخل ہو پھر خواہ سہار کرنا یا

تَصْبِرُوا سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَعِيمٍ ۝ فَاكِهِينَ

سہار نہ کرنا تمہارے حق میں دونوں برابر ہیں جیسا تم کرتے تھے ویسا ہی بدلہ تم کو دیا جاویگا متقی لوگ بلاشبہ باغوں اور سامانِ عیش میں ہوں گے اُن کو جو چیزیں

بِمَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقَاهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

اُن کے پروردگار نے دی ہوں گی اُس سے خوش دل ہوں گے اور اُن کا پروردگار اُن کو عذاب دوزخ سے محفوظ رکھے گا خوب کھاؤ اور پیو مزہ کے ساتھ اپنے عملوں کے بدلہ میں

میں لکھی ہو (مراد اس سے نامہ اعمال ہے جس کی نسبت دوسری آیت میں آیا ہے کتابا یلقاہ منشورا اور جس چیز میں وہ لکھا ہوا ہے اُس کو تشبیہاً کاغذ کہہ دیا) اور (قسم ہے) بیت المعمور کی (کہ ساتویں آسمان میں عبادتخانہ ہے فرشتوں کا کما فی الدر مرفوعا) اور (قسم ہے) اونچی چھت کی (مراد آسمان ہے قال تعالیٰ وجعلنا السماء سقفا محفوظا وقال تعالیٰ اللہ الذی رفع السموات وصرح بہذا التفسیر عن علی بسند صحیح کما فی کنز العمال عن مستدرک الحاکم) اور (قسم ہے) دریائے شور کی جو (پانی سے) پُر ہے (آگے جواب قسم ہے) کہ بیشک آپکے رب کا عذاب ضرور ہو کر رہے گا کوئی اُس کو ٹال نہیں سکتا (اور یہ اُس روز واقع ہوگا) جس روز آسمان تھرتھرانے لگے گا اور پہاڑ (اپنی جگہ سے) ہٹ جاوینگے (مراد قیامت کا دن ہے اور تھرانا یا تو باعتبار معنے متبادر کے ہے یا مراد اس سے انشقاق ہے جو دوسری آیت میں مذکور ہے فاذا انشقت السماء جیسا روح المعانی میں ابن عباسؓ سے دونوں تفسیریں نقل کی ہیں اور دونوں میں کوئی تعارض نہیں علی سبیل التعاقب دونوں کا تحقق ہو سکتا ہے اور یہاں پہاڑوں کا ہٹنا مذکور ہے اور دوسری آیتوں میں ریزہ ریزہ ہونا پھر اُڑ جانا مذکور ہے قولہ ینسفہا ربی۔ قولہ بست الجبال بسا فکانت ہباءً اور ان قسموں میں تقریب مطلوب کی اس طور پر کہ قیامت کے وقوع کی اصل وجہ مجازاۃ ہے اور مجازاۃ میں اصل ہیں احکام شرعیہ پس طور کی قسم کھانے میں اشارہ ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ صاحب کلام و احکام ہیں۔ پھر ان احکام کی مخالفت یا موافقت مبنی ہے مجازاۃ کا نامہ اعمال کی قسم کھانے میں اشارہ ہو گیا اُس مخالفت یا موافقت کے محفوظ و منضبط ہونے کی طرف پس مجازاۃ اس پر بھی موقوف ہے کہ عبادت و اطاعت احکام ضروری ہو بیت المعمور کی قسم میں اشارہ ہو گیا کہ عبادت ایسا ضروری امر ہے کہ فرشتوں کو بھی باوجودیکہ اُنکے لیے مجازاۃ نہیں اُس سے نہیں چھوڑا گیا پھر نتیجہ مجازاۃ دو چیزیں ہیں جنت اور دوزخ سماء کی قسم میں اشارہ ہو گیا کہ جنت ایسی ہی رفعت کا مکان ہے جیسے آسمان اور بحر مسجور کی قسم میں اشارہ ہو گیا کہ دوزخ بھی ایسی ہی خوفناک چیز ہے جیسے سمندر یہ وجہ تخصیص اقسام کی ہو سکتی ہے اور نفس قسم کی توجیہ سورہ حجر آیت لعمرک کے ذیل میں اور غایت و غرض قسم کی شروع سورہ صافات میں گذر چکی ہے آگے اُس یوم کے بعض واقعات ارشاد فرماتے ہیں کہ جب یہ ثابت ہوا کہ مستحقین عذاب کے لیے عذاب ضرور واقع ہوگا) تو جو لوگ (قیامت کے اور دیگر امور حقہ توحید و رسالت کے) جھٹلانے والے ہیں (اور) جو (تکذیب کے) مشغلہ میں بیہودگی کے ساتھ لگ رہے ہیں (جس سے وہ مستحق عذاب ہو گئے ہیں) اُن کی اُس روز بڑی کمبختی آوے گی جس روز کہ اُن کو آتشِ دوزخ کی طرف دھکے دے دے کر لاویں گے (کیونکہ خوشی سے ایسی جگہ کون آتا ہے پھر جب اُنکے ڈالنے کا وقت ہوگا تو اس حالت سے کہ کے ڈالدیئے جاوینگے فیوخذ بالنواصی والاقدام اور اُن کو دوزخ دکھلا کر توبیخاً کہا جاوے گا کہ) یہ وہی دوزخ ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے (یعنی جن آیتوں میں اس کی خبر تھی اُن کو جھٹلاتے تھے اور نیز اُن آیات کو سحر کہا کرتے تھے خیر وہ تو تمہارے نزدیک سحر تھا) تو کیا یہ (بھی) سحر ہے (دیکھ کر بتلاؤ) یا یہ کہ تم کو (اب بھی) نظر نہیں آتا (جیسا دنیا میں نظر نہ آنے کی وجہ سے منکر ہو گئے تھے اچھا تو اب) اس میں داخل ہو پھر خواہ (اس کی) سہار کرنا یا سہار نہ کرنا تمہارے حق میں دونوں برابر ہیں (نہ یہی ہوگا کہ تمہاری ہائے واویلا سے نجات ہو جاوے اور نہ یہی ہوگا کہ تمہاری تسلیم انقیاد و سکوت پر ترحم کر کے نکالدیا جاوے بلکہ ہمیشہ اسی میں رہنا ہوگا اور) جیسا تم کرتے تھے ویسا ہی بدلہ تم کو دیا جاویگا (پس تم کفر کیا کرتے تھے جو کہ اشد عصیان اور عقوق و کمالات غیر متناہیہ آلہیہ کا کفران ہے پس بدلہ میں دوزخ کا خلود نصیب ہوگا جو کہ عذاب اشد و غیر متناہی ہے آگے ان کے اضداد کا بیان ہے یعنی) متقی لوگ بلاشبہ (بہشت کے) باغوں اور سامان عیش میں ہونگے (اور) اُن کو جو چیزیں (عیش و آرام کی) اُنکے پروردگار نے

مُتَّكِـِٔينَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُم بِحُورٍ عِينٍ ۝ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمٰنٍ

تکیہ لگائے ہوئے تختوں پر جو برابر بچھائے ہوئے ہیں اور ہم اُن کا گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والیوں سے بیاہ کر دینگے اور جو لوگ ایمان لائے اور اُن کی اولاد نے بھی ایمان میں اُن کا ساتھ دیا

أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنٰهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَيْءٍ ۚ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ ۝ وَأَمْدَدْنٰهُم

ہم اُن کی اولاد کو بھی اُن کے ساتھ شامل کر دینگے اور ہم اُن کے عمل میں سے کوئی چیز کم نہیں کرینگے ہر شخص اپنے اعمال میں محبوس رہے گا اور ہم اُن کو میوے

بِفَاكِهَةٍ وَلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ۝ يَتَنٰزَعُونَ فِيهَا كَأْسًا لَّا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ۝ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ

اور گوشت جس قسم کا اُنکو مرغوب ہے روز افزوں دیتے رہینگے وہاں آپس میں جام شراب میں چھینا جھپٹی بھی کریں گے کہ اس میں نہ بک بک لگیگی اور نہ کوئی بیہودہ بات ہوگی اور اُن کے پاس ایسے لڑکے

لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ۝ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ۝ قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا

آ دیں جاویں گے جو خاص اُن ہی کے لیے ہونگے گویا وہ حفاظت سے رکھے ہوئے موتی ہیں اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر بات چیت کرینگے یہ بھی کہیں گے کہ ہم تو اس سے پہلے اپنے گھر بہت

مُشْفِقِينَ ۝ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُومِ ۝ إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلُ نَدْعُوهُ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ۝

ڈرا کرتے تھے سو خدا نے ہم پر بڑا احسان کیا اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیا ہم اس سے پہلے اُس سے دعائیں مانگا کرتے تھے واقعی وہ بڑا محسن مہربان ہے

دی ہوگی اس سے خوش دل ہونگے اور اُنکا پروردگار اُنکو عذاب دوزخ سے محفوظ رکھیگا (اور جنت میں داخل کر کے فرماویگا کہ) خوب کھاؤ اور پیو مزہ کے ساتھ اپنے (اُن نیک) عملوں کے بدلہ میں (جو دُنیا میں کیا کرتے تھے) تکیہ لگائے ہوئے تختوں پر جو برابر بچھائے ہوئے ہیں اور ہم اُنکا گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والیوں سے (یعنی حوروں سے) بیاہ کر دینگے (یہ حال تو سب اہل ایمان کا ہوا) اور (آگے اُن خاص مؤمنین کا ذکر ہے جن کی اولاد بھی موصوف بالایمان تھی پس ارشاد ہے کہ) جو لوگ ایمان لائے اور اُن کی اولاد نے بھی ایمان میں اُن کا ساتھ دیا (یعنی وہ بھی ایمان لائے گو اعمال میں وہ اپنے آباء کے رتبہ کو نہیں پہونچے جیسا کہ عدم ذکر اعمال اسکا قرینہ ہے دنیز احادیث میں مصرح ہے کانوا دونہ فی العمل۔ ولم یبلغوا درجتک عملک وکانت منازل آباءہم ارفع رواہا فی الدر المنثور تو گو مقتضا اُنکے انحطاط عمل کا انحطاط درجہ تھا لیکن ان آباء مؤمنین کے اکرام و سرور کے لیئے) ہم اُن کی اولاد کو بھی (درجہ میں) اُنکے ساتھ شامل کر دینگے اور (اس شامل کرنے کے لیئے) ہم اُن (اہل جنت متبوعین) کے عمل میں سے کوئی چیز کم نہیں کرینگے (یعنی یہ نہ کرینگے کہ ان متبوعین کے بعض اعمال لیکر اُن ذریت کو دیکر دونو کو برابر کر دیں جیسے مثلاً ایک شخص کے پاس چھ سو روپے ہوں اور ایک کے پاس چار سو اور دونوں کا برابر کرنا مقصود ہو تو اُس کی ایک صورت تو یہ ہو سکتی ہے کہ چھ سو والے سے سو روپے لیکر اُس چار سو والے کو دیدیئے جاویں کہ دونوں کے پاس پانچ پانچ سو ہو گئے اور دوسری صورت جو کریموں کی شان کے لائق ہے یہ ہے کہ چھ سو والے سے کچھ نہ لیا جاوے بلکہ اُس چار سو والے کو دو سو روپے اپنے پاس سے دیدیں اور دونوں کو برابر کر دیں پس مطلب یہ ہے کہ وہاں پہلی صورت واقع نہ ہوگی کہ اُس کا اثر یہ ہوتا کہ متبوع کو بوجہ کم ہو جانے اعمال کے اُسکے درجہ سے کچھ نیچے لاتے اور تابع کو کچھ اوپر لیجاتے اور دونوں ایک متوسط درجے میں رہتے یہ نہ ہوگا بلکہ دوسری صورت واقع ہوگی اور متبوع اپنے درجہ عالیہ میں بدستور رہے گا اور تابع کو وہاں پہونچا دیا جاویگا اور متبوع اور ذریت میں ایمان کی شرط اس لیے ہے کہ اگر وہ ذریت مؤمن نہیں تو آباء مؤمنین کے ساتھ الحاق نہیں ہو سکتا کیونکہ کافروں میں سے) ہر شخص اپنے اعمال (کفریہ) میں محبوس[1] (فی النار و ماخوذ) رہیگا (کقولہ تعالٰی کل نفس بما کسبت رہینۃ الا اصحاب الیمین فسرہ ابن عباسؓ کما فی الدر یعنی کفر سے نجات کی کوئی صورت نہیں لہذا الحاق بآباء مؤمنین متصور نہیں اسلیے الحاق میں ایمان ذریت شرط ہے) اور (آگے پھر مطلق اہل ایمان و اہل جنت کا بیان ہے کہ) ہم اُنکو میوے اور گوشت جس قسم کا اُن کو مرغوب ہو روز افزوں

اللغات قولہ التنٰہم نقصناہم تاثیم یراد بہ فعل لو صدر فی الدنیا کان مؤثما قولہ سموم عذاب النار کذا فی الخازن وہی الریح الحارۃ التی تدخل المسام فسمیت بہا نار جہنم لانہا بہذہ الصفۃ کذا فی المدارک ۱۲

البلاغۃ قولہ غلمان لہم اللام للاختصاص ای ممالیک مختصۃ بہم ولم یقل غلمانہم بالاضافۃ لئلا یتوہم انہم ہم الذین کانوا یخدمونہم فی الدنیا فیشفق کل من خدم احدا فی الدنیا ان یکون لہ خادما فی الجنۃ فیحزن بکونہ لا یزال تابعا ۱۲

ملحقات الترجمۃ [1] قولہ فی رہین محبوس تایید بما فی الخازن کل امری کافر بما کسب من عمل من الشرک رہین ای مرتہن بعملہ فی النار والمؤمن لا یکون مرتہنا بعملہ لقولہ تعالٰی کل نفس بما کسبت رہینۃ الا اصحاب الیمین ۱۲ قلت فالباء فی بما کسبت لیست صلۃ للرہن بل للسبب وما قلتہ فی وجہ ارتباط الآیۃ بما قبلہا ہو من المواہب فلِلّٰہ الحمد ۱۲

فَذَكِّرْ فَمَآ أَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ۝ أَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ۝ قُلْ

تو آپ سمجھاتے رہیے کیونکہ آپ بفضلہ تعالیٰ نہ تو کاہن ہیں اور نہ مجنون ہیں ہاں کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہیں ہم انکے بارہ میں حادثہ موت کا انتظار کر رہے ہیں آپ فرما دیجیے

تَرَبَّصُوْا فَإِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ۝ أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝ أَمْ يَقُوْلُوْنَ

کہ تم منتظر رہو سو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں کیا ان کی عقلیں اُن کو ان باتوں کی تعلیم کرتی ہیں یا یہ ہے کہ یہ شریر لوگ ہیں ہاں کیا وہ کہتے

تَقَوَّلَهٗ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ فَلْيَأْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ إِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۝ أَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ

ہیں کہ انھوں نے اس کو خود گڑھ لیا بلکہ یہ لوگ تصدیق نہیں کرتے تو یہ لوگ اس طرح کا کوئی کلام لے آئیں اگر یہ سچے ہیں کیا یہ لوگ بدوں کسی خالق کے خود بخود

أَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ۝ أَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ۝ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ

یا یہ خود اپنے خالق ہیں یا انہوں نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے بلکہ یہ لوگ یقین نہیں لاتے کیا ان لوگوں کے پاس تمہاری خزانے ہیں

دیتے رہیں گے (اور) وہاں آپس میں (بطور خوش طبعی کے) جام شراب میں چھینا جھپٹی بھی کرینگے کہ اُس (شراب) میں نہ بک بک لگیگی (کیونکہ نشہ نہ ہوگا) اور نہ اور کوئی بیہودہ بات (عقل و متانت کے خلاف) ہوگی اور اُنکے پاس (فواکہ وغیرہ لانے کے لئے) ایسے لڑکے آویں جاویں گے (اور تحقیق ان کی ماہیت کی تفسیر سورۂ واقعہ میں آوے گی) جو خاص اُن ہی (کی خدمت) کے لئے ہونگے (اور غایت حسن و جمال سے ایسے ہونگے کہ) گویا وہ حفاظت سے رکھے ہوئے موتی ہیں (کہ اُن پر ذرا گرد و غبار نہیں ہوتا اور آب و تاب اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے) اور (انکو روحانی مسرت بھی ہوگی چنانچہ اس میں سے ایک کا بیان یہ ہے کہ) وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر بات چیت کرینگے (اور اثنائے گفتگو میں) یہ بھی کہیں گے کہ (بھائی) ہم تو اس سے پہلے اپنے گھر (یعنی دنیا میں انجام کار سے) بہت ڈرا کرتے تھے سو خدا نے ہم پر بڑا احسان کیا اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیا (اور) ہم اس سے پہلے (یعنی دنیا میں) اُس سے دعائیں مانگا کرتے تھے (کہ ہم کو دوزخ سے بچا کر جنت میں لیجاوے سو اللہ نے دعا قبول کر لی) واقعی وہ بڑا محسن مہربان ہے (اور اس مضمون سے مسرت ہونا ظاہر ہے اور چونکہ یہ امر دو حیثیت سے نعمت تھا ایک فی نفسہ مضر سے بچانا دوسرے ہم ناکاروں کی ناچیز عرض قبول کر لینا اس لیے دو عنوانوں سے تعبیر کیا گیا) ف ذریت کے بارہ میں جس عنوان سے فرمایا گیا ہے ظاہراً وہ اولاد کبار کے حق میں ہے چنانچہ بایمان کی قید خود اس کا کافی قرینہ ہے اور صغار کا حکم احادیث میں ہے جس میں کلام طویل ہوا اور اس آیت میں ذریات کا بیان ہے اور حدیث میں اسی آیت کی تفسیر میں آباء کا حکم بھی یہی آیا ہے کذا فی الدر اور اُس حدیث میں ذریت پر لفظ ولد معطوف ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذریت سے مراد مطلق توابع ہیں زوجات و احباب و تلامذہ و مریدین و محبین تو اس صورت میں آیت کا مفہوم بہت وسیع ہو جاویگا اور اگر شبہ ہو کہ جب مومن کے تبعاً اُس کے ابناء و آباء ملحق ہوں گے تو وہ آباء و ابناء بھی مومن ہیں اُنکے ابناء و آباء اُنکے ساتھ ملحق ہونگے وعلیٰ ہذا تو لازم آتا ہے کہ سب جنتی ایک ہی درجہ میں ہو جاویں جواب یہ ہے کہ الحاق بوجہ اصالت اعمال متبوع کے ہے اور تابع میں یہ اصالت نہیں ہے پس اسکے تبعاً دوسروں کا ملحق ہونا لازم نہیں آتا ربط اوپر قولہ یومئذ للمکذبین الخ میں تکذیب کی عقوبت مذکور تھی آگے اُنکی تکذیب کا رد ہے اور جن اُمور کی وہ تکذیب کرتے تھے اُن میں اصل چیزیں تین تھیں توحید و رسالت و بعث ان آیات میں تینوں باب میں اُنکے مزعومات مقالات و خیالات کا مختلط طور پر رد ہے اور شاید مختلط لانے میں یہ نکتہ ہو کہ تینوں عقیدوں کے تلازم کی طرف اشارہ ہو کہ ایک کی تکذیب بمنزلہ دوسری کی تکذیب کے ہے اور ختم سورت میں ان تکذیبات پر آپکا تسلیہ و ازالہ حزن ہے اور ان آیات میں لفظ ام پندرہ جگہ ہے کہیں متصلہ ہے کہیں منقطعہ کہیں بمعنے ہمزہ استفہام علی حسب اقتضاء المقام اور چونکہ اوپر جو کچھ ذکر ہوا وہ بھی مثل دیگر مضامین قرآنیہ کے موجب تذکیر ہے اسلیے اس پر امر بالتذکیر کی تفریع کلمہ فا سے فذکر میں فرمائی گئی واللہ اعلم۔

رد مزعومات مکذبین توحید و رسالت و بعث مع امر بالتذکیر در اول و تسلیہ در آخر

فَذَكِّرْ فَمَآ أَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ۝ (الیٰ قولہ) وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُوْمِ ۝ (جب آپ پر مضامین واجب التبلیغ

اللغات ریب المنون فی الخازن یعنی حوادث الدہر والمنون اسم للموت و للدہر واصلہ القطع سمیا بذلک لانہما یقطعان الاجل ۱۲

أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ۞ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ فِيهِ ۖ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۞ أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ

یا یہ لوگ حاکم ہیں　کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے کہ اس پر باتیں سن لیا کرتے ہیں تو ان میں جو باتیں سن آتا ہو وہ کوئی صاف دلیل پیش کرے کیا خدا کیلئے

وَلَكُمُ الْبَنُونَ ۞ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ۞ أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ۞

اور تمہارے لیے بیٹے　کیا آپ ان سے کچھ معاوضہ مانگتے ہیں کہ وہ تاوان ان کو گراں معلوم ہوتا ہے　کیا ان کے پاس غیب ہے کہ یہ لکھ لیا کرتے ہیں

أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ الْمَكِيدُونَ ۞ أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۞

کیا یہ لوگ کچھ برائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں سو یہ کافر خود ہی برائی میں گرفتار ہونگے　کیا ان کا اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہے اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک ہے

وَإِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ۞ فَذَرْهُمْ حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ

اور اگر وہ آسمان کے ٹکڑے کو دیکھ لیں کہ گرتا ہوا آرہا ہے تو یوں کہدیں کہ یہ تو تہ بتہ جما ہوا بادل ہے　تو ان کو رہنے دیجئے یہاں تک کہ ان کو اپنے اس دن سے سابقہ ہو جس میں

يُصْعَقُونَ ۞ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۞ وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَٰلِكَ

انکے ہوش اڑجائیں گے　جس دن ان کی تدبیریں ان کے کچھ بھی کام نہ آویں گی اور نہ ان کو مدد ملے گی　اور ان ظالموں کے لیے قبل اسکے بھی عذاب ہونیوالا ہے

وحی کیئے جاتے ہیں جیسے اوپر ہی جنت دوزخ کے مستحقین کی تفصیل کی گئی ہے) تو آپ (ان مضامین سے لوگوں کو) سمجھاتے رہیئے کیونکہ آپ بفضلہ تعالیٰ نہ تو کاہن ہیں اور نہ مجنون ہیں (جیسا یہ مشرکین کہتے ہیں چنانچہ والضحیٰ کی شان نزول میں یہ قول منقول ہے قد ترک شیطانک رواہ البخاری جس کا حاصل نسبت الی الکہانت ہے اور ایک آیت میں ہے ویقولون انہ لمجنون مطلب یہ کہ آپ نبی ہیں اور نبی کا کام دوام علی التذکیر ہے گو لوگ کچھ ہی بکیں) ہاں کیا یہ لوگ (علاوہ کاہن اور مجنون کہنے کے آپ کی نسبت) یوں (بھی) کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہیں (اور) ہم انکے بارہ میں حادثہ موت کا انتظار کر رہے ہیں (جیسا دُرِّ منثور میں ہے کہ قریش دارالندوہ میں مجتمع ہوئے اور آپکے بارہ میں یہ مشورہ قرار پایا کہ جیسے اور شعراء مر گئے آپ بھی ان ہی میں کے ایک ہیں اسی طرح آپ بھی ہلاک ہو جاوینگے) آپ فرما دیجئے کہ (بہتر) تم منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں (یعنی تم میرا انجام دیکھو میں تمہارا انجام دیکھتا ہوں اس میں اشارۃً پیشین گوئی ہے کہ میرا انجام فلاح و کامیابی ہے اور تمہارا انجام خسارہ اور ناکامی ہے اور یہ مقصود نہیں کہ تم مروگے میں نہ مرونگا بلکہ ان لوگوں کا جو اس سے مقصود تھا کہ ان کا دین چلے گا نہیں یہ مرجاوینگے اور دین مٹ جاوے گا جواب میں اسکا رد مقصود ہے چنانچہ یوں ہی ہوا اور یہ لوگ جو ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں تو) کیا ان کی عقلیں (جسکے یہ بڑے مدعی ہیں) ان کو ان باتوں کی تعلیم کرتی ہیں یا یہ ہے کہ یہ شریر لوگ ہیں (انکے مدعی عقل ہونے پر ان کا یہ قول دال ہے لو کان خیرا ما سبقونا الیہ کما مر تفسیرہٗ فی سورۃ الاحقاف فی الرکوع الثانی اور معالم کی نقل سے اور تائید ہوتی ہے کہ عظماء قریش لوگوں میں احلام و عقول کے ساتھ موصوف و مشہور تھے پس اس آیت میں ان کی عقل کی حالت دکھلائی گئی ہے کہ کیوں صاحب بس یہی عقل ہے جو ایسی تعلیم دے رہی ہے اور اگر یہ عقل کی تعلیم نہیں ہے تو نری شرارت اور ضد ہے یہ مضمون ام تامرہم الخ ظاہر یہ ہے کہ انکے تینوں قول یعنی کاہن اور مجنون اور شاعر کہنے کے متعلق ہے پس ہر قول کا دو دو طور پر رد ہو گیا ایک خاص خاص ایک مشترک) ہاں کیا وہ یہ (بھی) کہتے ہیں کہ انھوں نے اس (قرآن) کو خود گڑھ لیا ہے (سو تحقیقی جواب تو اسکا یہ ہے کہ یہ بات نہیں ہے) بلکہ (یہ بات صرف اسوجہ سے کہتے ہیں کہ) یہ لوگ (بوجہ عناد کے اس کی) تصدیق نہیں کرتے (اور قاعدہ ہے کہ جس چیز کی آدمی تصدیق نہیں کرتا ہزار وہ حق ہو مگر اس کی ہمیشہ نفی ہی کیا کرتا ہے اور دوسرا الزامی جواب یہ ہے کہ اچھا اگر یہ ان کا بنایا ہوا ہے) تو یہ لوگ (بھی عربی اور بڑے فصیح و بلیغ قادر الکلام ہیں) اس طرح کا کوئی کلام (بنا کر) لے آئیں اگر یہ (اس دعوی تقول میں) سچے ہیں (اور اس زعم تقول کے بھی مثل مزعومات سابقہ دو جواب ہو گئے ایک تحقیقی ایک الزامی اور یہ سب مضامین رسالت کے متعلق ہیں آگے توحید کے متعلق گفتگو ہے کہ یہ لوگ جو توحید کے منکر ہیں تو) کیا یہ لوگ بدوں کسی خالق کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں یا یہ خود اپنے خالق ہیں یا (یہ کہ نہ اپنے خالق ہیں اور نہ بلا خالق مخلوق ہوئے ہیں لیکن)

ملحقات الترجمۃ

ل قولہ فی من غیر شئی بدون کسی خالق کے کما فی قولہ تعالےٰ قل ای شئی اکبر شہادۃ قل اللہ ۱۲

وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ۝

لیکن ان میں اکثر کو معلوم نہیں اور آپ اپنے رب کی تجویز پر صبر سے بیٹھے رہئے کہ آپ ہماری حفاظت میں ہیں اور اُٹھتے وقت اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیا کیجیے۔

وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ۝

اور رات میں بھی اُس کی تسبیح کیا کیجیے اور ستاروں سے پیچھے بھی۔

ع ۲ / ۲۱ / ۴

اُنھوں نے آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے (اور صفت خالقیت مختصہ بالباری تعالیٰ میں شریک ہیں حاصل یہ کہ خدا تعالیٰ کو متفرد بالخالقیۃ اور اپنے کو محتاج الی الخالق اعتقاد کرنے کے لوازم میں سے ہے وجوب اعتقاد توحید فی الالوہیۃ اور توحید فی الالوہیۃ کا انکار وہ شخص کرسکتا ہے جو حق تعالیٰ کے تفرد بالخالقیۃ یا اپنی مخلوقیت کا منکر ہو اور اس میں تین شقیں نکلیں گی ایک یہ کہ اپنے کو کسی خالق کا محتاج نہ جانے وہو المذکور فی قولہ تعالیٰ ام خلقوا من غیر شیٔ دوم یہ کہ اپنے کو محتاج الی الخالق سمجھے مگر خالق اپنے ہی کو مانے وہو المدلول بقولہ تعالیٰ ام ہم الخالقون سوم یہ کہ اپنے کو محتاج الی الخالق سمجھے مگر حق تعالیٰ کو متفرد فی الخالقیۃ نہ سمجھے بلکہ کسی دوسرے کو بھی شریک فی الخالقیت جانے خواہ اپنے کو وہو المعنی بقولہ تعالیٰ ام خلقوا السمٰوٰت یا کسی دوسرے کو اور وہ دوسری آیتوں میں مذکور ہے اور فی ماذا خلقوا من الارض ام لہم شرک فی السمٰوٰت چونکہ دونوں کی نفی کی دلیل واحد تھی اس لیے ایک کا رد دوسرے کے اوپر دال ہے اور شاید تخصیص ذکری نفی خالقیۃ کی ان کی ذات سے بایں وجہ ہو اسکے بطلان کو وہ جلدی مان لیں گے پھر آگے اشتراک دلیل سے دوسری شرکا سے نفی خالقیت کا تعدیہ کرلیا جاوے گا غرض اصل تین شقیں ہوئیں اور تینوں کا بطلان چونکہ ظاہر تھا اس لیے رد میں صرف استفہام انکاری پر اکتفا کیا چنانچہ شق اول تو اس طرح باطل ہے کہ ممکن ترجیح وجود میں محتاج مرجح کا ضرور ہوگا شق ثانی اس لیے کہ شئے واحد علۃ اور معلول ایک ہی جہت سے نہیں ہوسکتی شق ثالث اسلیے کہ دلائل عقلیہ سے تعدد صانع عالم کا استحالہ ثابت ہے کما اشیر الیہ فی قولہ تعالیٰ ان فی خلق السمٰوٰت الیٰ قولہ لقوم یعقلون پارہ سیقول۔ اور علاوہ ان دلائل کے اہل عرب تفرد فی الخالقیۃ یا احتیاج فی المخلوقیۃ کے معترف بھی تھے اس لیے بھی ابطال مفصل کی ضرورت نہ ہوئی لیکن اس اعتقاد کا مستلزم اعتقاد توحید ہونا بوجہ عدم تدبر کے نہ جانتے تھے اسی لیے آگے انکے اس جہل کی طرف اشارہ ہے کہ واقع میں ایسا نہیں کہ ملزوم مذکور ملزوم نہ ہو یا ملزوم واقع نہ ہو تا کہ وجود ملزوم سے وجود لازم پر استدلال کرنے میں شبہہ کی گنجائش ہو) بلکہ (ملزوم واقع بھی ہے اور ملزوم بھی ہے لیکن) یہ لوگ (بوجہ جہل کے توحید کا) یقین نہیں لاتے (وہ جہل یہی ہے کہ ملزومیت اور لازمیت میں غور نہیں کرتے پس علاقہ ملازمت اُنکے ذہن سے مخفی ہے یہ گفتگو توحید کے متعلق ہوئی آگے رسالت کے متعلق اُنکے دوسرے مزعومات کا رد ہے چنانچہ وہ یہ بھی کہا کرتے کہ اگر نبوت ہی ملنا تھا تو فلاں فلاں رؤسا مکہ وطائف کو ملتی حق تعالیٰ اس کا جواب دیتے ہیں کہ) کیا ان لوگوں کے پاس تمہارے رب (کی نعمتوں اور رحمتوں) کے (جن میں نبوت بھی داخل ہے) خزانے ہیں (کہ جس کو چاہیں نبوت دیدیں کقولہ تعالیٰ اہم یقسمون رحمۃ ربک) یا یہ لوگ (اس محکمہ نبوت کے) حاکم ہیں (کہ جسے چاہیں نبوت دلوادیں یعنی دینے دلانے کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ مثلاً خزانہ اُنکے قبضہ میں ہو دوسری یہ کہ قبضہ میں نہو مگر قابضان خزانہ اسکے محکوم ہوں کہ اسکے دستخط دیکھ کر دیدیتے ہیں یہاں دونوں کی نفی فرمادی اور اس نفی کا حاصل تو یہ ہے کہ ان کی ادعا نفی رسالت محمدیہ واستحقاق دیگر رؤسا پر کوئی دلیل عقلی تو ہے نہیں بلکہ خود اسکے عکس پر دلائل عقلیہ قائم ہیں چنانچہ بدیہی ہے اور اسی لیے محض استفہام انکاری پر اکتفا فرمایا اب آگے دلیل نقلی کی نفی فرماتے ہیں یعنی) کیا انکے پاس کوئی سیڑھی ہے کہ اُس پر (چڑھ کر آسمان کی) باتیں سن لیا کرتے ہیں (یعنی دلیل نقلی وحی آسمانی ہے اور اُسکے علم کے دو طریقے ہیں یا تو وحی نزول کرے یا صاحب وحی صعود کرے اور دونوں کا منتفی ہونا ان لوگوں سے ظاہر ہے ایک کو تو یہاں بیان بھی فرمادیا دوسری کی نفی دوسری آیت میں ہے ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا اوقال اوحی الی ولم یوح الیہ شیٔ ومن قال سانزل مثل ما انزل اللہ اور یہاں نزول کی نفی کا شاید اس لیے ذکر نہ کیا ہو کہ نزول کے دعوی کی تو اس لیے گنجائش ہی نہیں کہ نزول علی الرسول اور نزول علیہم میں کوئی معتدبہ تفاوت نہیں اور جس تفاوت پر اُن کی نظر تھی اور اُس کی بنا پر کہا کرتے تھے لولا نزل ہذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم اُس کا جواب اُن ہی آیات میں مذکور ہے جس کی تقریر آیات مذکورہ کی تفسیر میں ہوچکی ہے غرض جب وہ تفاوت معتبر نہیں تو نزول علی الرسول کے انکار کے بعد نزول علیہم کا احتمال ہی نہ رہا اس لیے اسکا ذکر کلام میں متروک کردیا گیا اور صرف شق صعود سے استفہام کیا گیا کہ کیا وہاں سے علم وحی جو کہ دلیل نقلی ہے لایا کرتے ہیں جس سے یہ ثابت ہوجاوے کہ نعوذ باللہ آپ مستحق نبوت نہیں آگے اسکے متعلق ایک احتمال عقلی کا ابطال فرماتے ہیں کہ اگر فرضاً یہ لوگ اس صعود واستماع کے مدعی ہوں) تو ان میں جو (وہاں کی) باتیں

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ واصبر لحکم ربک فانک باعیننا دل علی ان المراقبۃ الحضور مع اللہ تعالیٰ اثرا قویا فی حصول الصبر والسکینۃ۔

خ ختمت سورۃ الطور

ترجمہ

قولہ تعالیٰ واصبر لحکم ربک فانک باعیننا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مراقبہ حضور کو حصول صبر وسکینہ میں اثر قوی ہے۔ سورۂ طور تمام ہوئی۔

سن آتا ہو وہ (اس دعوی پر) کوئی صاف دلیل (یعنی جو قواعد استدلال کو جامع ہو) پیش کرے (جس سے ثابت ہو کہ یہ شخص مشرف بوحی ہوا ہے جیسا ہمارے نبی اپنی وحی پر دلائل خارقہ رکھتے ہیں۔ آگے پھر توحید کے بارہ میں ایک خاص مضمون کے متعلق کلام ہے یعنی یہ منکرین توحید جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دیکر شرک کرتے ہیں تو ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ) کیا خدا کے لئے بیٹیاں (تجویز کی جاویں) اور تمہارے لئے بیٹے (تجویز ہوں یعنی اپنے لئے تو وہ چیز پسند کرتے ہو جس کو اعلیٰ درجہ کا سمجھتے ہو اور خدا کے لئے وہ چیز تجویز کرتے ہو جس کو ادنیٰ درجہ کا سمجھتے ہو جس کا بیان سورہ صافات کے اخیر میں مفصل مدلل گذرا ہے آگے پھر رسالت کے متعلق کلام ہے کہ انکو جو باوجود آپکی حقانیت ثابت ہو جانے کے آپکا اتباع اس قدر ناگوار ہے تو) کیا آپ ان سے کچھ معاوضہ (تبلیغ احکام کا) مانگتے ہیں کہ وہ تاوان ان کو گراں معلوم ہوتا ہے (وہذا کقولہ تعالیٰ ام تسئلہم خرجا الخ آگے بعث و مجازاۃ کے متعلق کلام ہے کہ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اول تو قیامت نہیں اور اگر بالفرض ہو گی تو ہم وہاں بھی اچھے رہینگے کما فی قولہ تعالیٰ وما اظن الساعۃ قائمۃ ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنی تو ہم اسکے متعلق ان سے پوچھتے ہیں کہ) کیا ان کے پاس غیب (کا علم) ہے کہ یہ (اس کو محفوظ رکھنے کے واسطے) لکھ لیا کرتے ہیں (احقر کے نزدیک کنایہ ہے تحفظ سے کیونکہ کتابت طریقہ ہے حفظ کا پس حاصل یہ ہوا کہ جس امر پر اثباتاً یا نفیاً کوئی دلیل عقلی قائم نہ ہو وہ غیب محض ہے اُسکا دعویٰ اثباتاً یا نفیاً وہ کرے جس کو کسی واسطہ سے اُس غیب پر مطلع کیا جاوے اور پھر مطلع ہونے کے بعد وہ اُس کو محفوظ بھی رکھے اس لئے کہ اگر مدرک ہونے کے بعد محفوظ نہ ہو تب بھی حکم اور دعویٰ بلا علم ہو گا پس تم جو قیامت کی نفی اور اپنے لئے حسنیٰ کے قائل ہو تو کیا تم کو غیب پر کسی واسطہ سے اطلاع دی گئی ہے جیسا ہمارے نبی کو اثبات قیامت اور تم سے نفی حسنیٰ کی خبر غیبی بواسطہ وحی کے دی گئی ہے اور اُس کو محفوظ رکھ کر اوروں کو پہونچا رہے ہیں آگے رسالت کے متعلق ایک اور کلام ہے وہ یہ کہ) کیا یہ لوگ (صاحب رسالت کے ساتھ) کچھ برائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں (جس کا بیان دوسری آیت میں ہے واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک) سو یہ کافر خود ہی (اس) برائی (کے وبال) میں گرفتار ہونگے (چنانچہ اس قصد میں ناکام ہوئے اور بدر میں مقتول ہوئے[1] آگے پھر توحید کے متعلق کلام ہے کہ) کیا ان کا اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہے اللہ تعالیٰ اُنکے شرک سے پاک ہے اور (آگے پھر رسالت کے متعلق ایک کلام ہے وہ یہ کہ یہ لوگ نفی رسالت کے لئے ایک بات یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ ہم تو آپ کو اسوقت رسول جانیں جب ہم پر ایک آسمان کا ٹکڑا گرا دو کما قال تعالیٰ وقالوا لن نؤمن لک الی قولہ او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا سو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو دعویٰ پر خواہ وہ دعویٰ رسالت ہو یا اور کچھ ہو مطلق دلیل کا بشرطیکہ صحیح ہو قائم کر دینا کافی ہے جو کہ دعویٰ رسالت ہی کے وقت سے بلا کسی قدح و جرح کے قائم ہے اور کسی خاص دلیل کا قائم ہونا ضروری نہیں اور نہ اس سے دعویٰ نبوت میں قدح لازم آتا ہے اور اگر تبرعاً کوئی فرمایشی دلیل قائم کی جاوے تو یہ اُس وقت ہے جب اُس میں کوئی مصلحت ہو مثلاً درخواست کنندہ طالب حق ہو تو یہ ہی سمجھا جاوے کہ خیر اسی ذریعہ سے اس کو ہدایت ہو جاوے گی یا اور کوئی معتدبہ حکمت ہو اور یہاں یہ مصلحت بھی نہیں کیونکہ اُن کی یہ فرمایش طلب حق کے لئے نہیں بلکہ محض تعنت و عناد کی راہ سے ہے اور وہ ایسے ضدی ہیں کہ) اگر (ان کا یہ فرمایشی معجزہ واقع بھی ہو جاوے اور) وہ آسمان کے ٹکڑے کو دیکھ (بھی) لیں کہ گرتا ہوا آرہا ہے تو (اس کو بھی) یوں کہدیں کہ یہ تو تہ بتہ جما ہوا بادل ہے (کقولہ تعالیٰ ولو فتحنا علیہم بابا من السماء فظلوا فیہ یعرجون الخ پس جب مصلحت بھی اس میں نہیں ہے اور دوسری مصلحتوں کی نفی کا بھی ہم کو علم ہے بلکہ ان مقترحات کا وقوع خلاف حکمت ہے پس جب ضرورت نہیں مصلحت نہیں بلکہ خلاف مصلحت ہے پھر کیوں واقع کیا جاوے اور نہ اسکے عدم وقوع سے نبوت کا انتفاء ہوتا ہے آگے اُنکے غلو فی الکفر پر جو اوپر کی آیتوں سے اور شدت عناد پر جو کہ آخر کی آیت سے معلوم ہوتا ہے بطور تفریع کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلیہ فرماتے ہیں کہ جب یہ لوگ ایسے طاغی اور باغی اور غالی ہیں) تو (انسے توقع ایمان کر کے رنج میں نہ پڑئیے بلکہ) ان کو (ان ہی کی حالت پر) رہنے دیجئے یہاں تک کہ ان کو اپنے اُس) دن سے سابقہ (واقع) ہو جس میں اُنکے ہوش اڑ جاوینگے (مراد قیامت کا دن ہے اور اس صعق کی تفصیل سورہ زمر کی آخر آیت و نفخ الخ کی تفسیر میں گذری ہے اور معنے حتی کی تحقیق سورہ زخرف کے اخیر میں جہاں حتی یلاقوا آیا ہے گذری ہے آگے اُس دن کا بیان ہے یعنی) جس دن اُن کی تدبیریں (جو دنیا میں اسلام کی مخالفت اور اپنی کامیابی کے بارہ میں کیا کرتے تھے) اُنکے کچھ بھی کام نہ آویں گی اور نہ (کہیں سے) انکو مدد ملے گی (نہ تو مخلوق کیطرف سے

ملحقات الترجمۃ [1] قولہ فی ہم المکیدون ناکام ومقتول اشارۃ الی معنیین لہ کما فی المدارک ہم الذین یعود علیہم وبال کیدہم ویحیق بہم مکرہم وذلک انہم قتلوا یوم بدر او المغلوبون فی الکید من کایدتہ فکدتہ ۱۲

سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اِثْنَتَانِ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں ۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۙ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۚ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۙ

قسم ہے ستارہ کی جب وہ غروب ہونے لگے یہ تمہارے ساتھ کے رہنے والے نہ راہ سے بھٹکے اور نہ غلط رستے ہولیے اور نہ آپ اپنی نفسانی خواہش سے باتیں بناتے ہیں انکا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۙ ذُوْ مِرَّةٍ ۭ فَاسْتَوٰى ۙ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۭ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۙ فَكَانَ

ان کو ایک فرشتہ تعلیم کرتا ہے جو بڑا طاقتور ہے پیدائشی طاقتور ہے پھر وہ فرشتہ اصلی صورت پر نمودار ہوا ایسی حالت میں کہ وہ بلند کنارہ پر تھا پھر وہ فرشتہ نزدیک آیا پھر اور نزدیک آیا

قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۚ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ۭ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۝

سو دو کمانوں کی برابر فاصلہ رہگیا بلکہ اور بھی کم پھر اللہ تعالےٰ نے اپنے بندہ پر وحی نازل فرمائی جو کچھ نازل فرمانا تھی قلب نے دیکھی ہوئی چیز میں کوئی غلطی نہیں کی تو کیا ان سے ان کی دیکھی ہوئی چیز میں نزاع کرتے ہو

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۙ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۭ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۙ

اور انہوں نے اس فرشتہ کو ایک اور دفعہ بھی دیکھا ہے سدرۃ المنتہی کے پاس اسکے قریب جنت الماویٰ ہے جب اس سدرۃ المنتہی کو لپیٹ رہی تھیں جو چیزیں لپیٹ رہی تھیں

اسکا امکان ہی نہیں اور نہ خالق کی طرف سے کہ اس کا وقوع نہیں یعنی اس روز انکو حقیقت معلوم ہو جاویگی باقی اس سے ادھر ایمان لانیوالے نہیں) اور (آخرت میں تو یہ مصیبت ان پر آوے ہی گی لیکن) ان ظالموں کے لیئے قبل اس (عذاب) کے (جس کا ذکر ہوا یعنی عذاب آخرت) کے (جبیر ہلا قوا یوم والی ہے یعنی دنیا میں) بھی عذاب ہونیوالا ہے (جیسے قحط وقتل بدر) لیکن ان میں اکثر کو معلوم نہیں (اکثر شاید اس لیئے فرمایا ہو کہ بعضوں کے لیئے ایمان مقدر تھا اور انکا عدم علم بوجہ اسکے کہ علم سے مبدل ہونیوالا تھا اس لیئے وہ عدم علم نہیں قرار دیا گیا) اور (جب آپکو معلوم ہوگیا کہ ہم ان کی سزا کے لیئے ایک وقت معین کرچکے ہیں تو) آپ اپنے رب کی (اس) تجویز پر صبر سے بیٹھے رہیئے (اور ان لوگوں کے لیئے انتقام الٰہی کی جلدی نہ کیجیے جس کو آپ انتصار للمسلمین کی حیثیت سے چاہتے تھے اور نہ اس خیال سے انتقام کا استعجال کیجیے کہ یہ لوگ مدت امہال میں آپکو کوئی ضرر پہونچا سکینگے سو اس کا بھی اندیشہ نہ کیجیے کیوں) کہ آپ ہماری حفاظت میں ہیں (پھر کاہے کا ڈر چنانچہ یوں ہی واقع ہوا) اور (اگر ان کے کفر کا غم دلپر آوے تو اسکا علاج یہ ہے کہ توجہ الی اللہ رکھا کیجیے مثلاً یہ کہ) اُٹھتے وقت (یعنی مجلس سے یا سونے سے اُٹھتے وقت مثلاً تہجد) اپنے رب کی تسبیح وتحمید کیا کیجیے اور رات (کے کسی حصہ) میں بھی اس کی تسبیح کیا کیجیے (مثلاً عشاء) اور ستاروں (کے غروب ہونے) سے پیچھے بھی (مثلاً نماز صبح اور مطلق ذکر بھی اس میں آ گیا اور تخصیص ان اوقات کی بوجہ خاصہ اہتمام کے لیئے ہے حاصل یہ کہ اپنے دل کو ادہر مشغول رکھیئے پھر فکر وغم کا غلبہ نہو گا۔ف فلیاتوا بحدیث مثلہ میں اگر مطلق کلام مراد ہے تو اس کی تفسیر بسورۃ من مثلہ میں ہوگئی اور اگر ایک مضمون مراد ہو تو کہا جاویگا کہ جیسے دوسری آیات میں زیادہ سہی تحدی ہوئی ہے یہاں اقل سے ہوئی ہے اور فلیات مستمعہم الخ میں استماع پر دلیل کا مطالبہ من حیث کونہ طریق الوحی ہے نہ بخصوصیت استماع مع الصعود کے کیونکہ اس خصوصیت کو اصلی مقصود میں دخل نہیں واللہ اعلم۔ بحمد اللہ تفسیر سورۂ طور کی ختم ہوئی آگے والنجم کی تفسیر آتی ہے انشاء اللہ تعالےٰ فقط وصلی اللہ تعالےٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین ۔

سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ وَّاٰيُهَا اِحْدٰى اَوْ اِثْنَتَانِ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً كذا فی البیضاوی

ربط ۔ اوپر کی سورت میں توحید و رسالت و بعث و مجازاۃ کا مضمون تھا اس سورت میں بھی یہی مضامین ہیں ۔

تحقیق نبوت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۙ (الٰی قولہ تعالیٰ) لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝

اللغات ھوی سقط وغاب قولہ مرۃ فی القاموس قوۃ الخلق وشدتہ فاستوی فاستقام علی صورۃ نفسہ الحقیقیۃ کذا فی المدارک الافق الطرف وفی اصطلاح اہل الہیئۃ دائرۃ خاصۃ ۱۲ فتدلی فزاد فی القرب التدلی ہو النزول بقرب الشئی کذا فی المدارک قولہ قاب قوسین فی المدارک مقدار قوسین فی الانتصاف قال بعضہم انہ کنایۃ لان الحلیفین فی عرف العرب اذا تحالفا علی الوفاء والصفاء الصفا وتری قوسیہما قولہ نزلۃ مرۃ کذا فی الروح ۱۲

النحو قولہ ان ھو ای منطوقہ المدلول علیہ بقولہ تعالیٰ وما ینطق قولہ شدید القوی صفۃ لموصوف مقدر۔ قولہ فکان قاب الخ اسم کان الضمیر الراجع بقرینۃ المقام الی البعد الذی حصل بینہما **البلاغۃ** قولہ صاحبکم ایرادہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بہذا العنوان للایذان بوقوفہم علی تفاصیل احوالہ الشریفۃ ۱۲ ۔ قولہ قاب قوسین قال بعضہم فیہ قلب ای قابی قوس واحد فالقاب کما فی القاموس بین المقبض والسیۃ والسیۃ بالکسر مخففۃ ما عطف من طرفیہا اھ ۱۲

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ○ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ○

نگاہ نہ تو ہٹی | اور نہ بڑھی | انھوں نے اپنے پروردگار کے بڑے بڑے عجائبات دیکھے

قسم ہے (مطلق) ستارہ کی جب وہ غروب ہونے لگے (یعنی کوئی ستارہ ہو اور اس قسم میں نظیر ہے مضمون جواب قسم ماضلّ و ماغویٰ کی یعنی جس طرح ستارہ طلوع سے غروب تک اس تمام تر مسافت میں اپنی باقاعدہ رفتار سے اِدھر اُدھر نہیں ہوا اسی طرح آپ اپنی عمر بھر ضلال و غوایت سے محفوظ ہیں اور اس سے اذا ہوی کے ساتھ مقید کرنے کی وجہ بھی معلوم ہو گئی اور گو غروب سے طلوع تک بھی نجم کے لئے یہی حکم ثابت ہے لیکن وہ مرئی نہیں اور طلوع سے غروب تک محسوس ہے اور نیز اشارہ ہے اسطرف کہ جیسے نجم سے اہتدار ہوتا ہے اسی طرح آپ سے بھی بوجہ عدم ضلال و عدم غوایت کے اہتدار ہوتا ہے اور چونکہ وسط سماء میں ہونیکے وقت سمت کا اندازہ نہیں ہوتا اور اس وجہ سے اس سے اہتدار نہیں ہوتا اس لیئے اُس میں قید لگائی قرب من الافق کی اور گو قرب من الافق طلوع کے وقت بھی ہوتا ہے لیکن غروب میں یہ بات زیادہ ہے کہ اُسوقت طالبان اہتدار اس کو غنیمت سمجھتے ہیں اس خیال سے کہ اگر استدلال میں ذرا توقف کیا پھر غائب ہو جاویگا بخلاف طلوع کے کہ اُس میں بےفکری رہتی ہے پس اس میں اس طرف بھی اشارہ ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدایت حاصل کر لینے کو غنیمت سمجھو اور شوق سے دوڑو آگے جواب قسم ہے کہ) یہ تمہارے (ہمہ وقت) ساتھ (اور سامنے) کے رہنے والے (پیغمبر جنکے تمام احوال و افعال تم کو معلوم ہیں جن سے بشرط انصاف اُن کی راستی پر استدلال کر سکتے ہو یہ پیغمبر) نہ راہ (حق) سے بھٹکے اور نہ غلط رستے ہو لئے (ضلال یہ کہ بالکل رستہ بھول کر کھڑا رہجاوے اور غوایت یہ کہ غیر راہ کو راہ سمجھ کر چلتا رہے کذا فی الخازن یعنی جیسے تم اُنکو دعوی نبوت و دعوت الی الاسلام میں بے راہ سمجھتے ہو یہ بات نہیں ہے بلکہ آپ نبی برحق ہیں) اور نہ آپ اپنی نفسانی خواہش سے باتیں بناتے ہیں (جیسا تم لوگ کہتے ہو کہ افتراء بلکہ) ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے (خواہ الفاظ کی بھی وحی ہو جو قرآن کہلاتا ہے خواہ صرف معانی کی ہو جو سنت کہلاتی ہے اور خواہ وحی جزئی ہو یا کسی قاعدہ کلیہ کی وحی ہو جس سے اجتہاد فرماتے ہوں پس اس سے نفی اجتہاد کی نہیں ہوتی اور اصل مقصود مقام کا نفی ہے زعم کفار کی یعنی خدا کی طرف غلط بات کی نسبت نہیں فرماتے آگے وحی آنے کا واسطہ بتلاتے ہیں کہ) ان کو ایک فرشتہ (اس وحی کی منجانب اللہ) تعلیم کرتا ہے جو بڑا طاقتور ہے (اور اکتساب سے طاقتور نہیں بلکہ) پیدائشی طاقتور ہے (جیسا ایک روایت میں خود جبریل علیہ السلام نے اپنی طاقت کا بیان فرمایا کہ میں نے قوم لوط علیہ السلام کی بستیوں کو جڑ سے اکھاڑ کر آسمان کے قریب اُس کو لے جا کر چھوڑ دیا رواہ فی تفسیر سورۃ التکویر من الدر المنثور مطلب یہ کہ یہ کلام کسی شیطان کے ذریعہ سے آپ تک نہیں پہونچا کہ کاہن ہونے کا احتمال ہے بلکہ فرشتہ کے ذریعہ سے آیا ہے اور شاید شدید القوی کے ساتھ موصوف فرمانے میں یہ مقصود ہو کہ اسکا احتمال بھی نکیا جاوے کہ شاید اصل میں فرشتہ ہی لے کر چلا ہو مگر درمیان میں کوئی شیطانی تصرف ہو گیا ہو پس اس میں اشارہ ہو گیا جواب کیطرف کہ وہ نہایت شدید القوی ہیں شیطان کی مجال نہیں کہ اُنکے پاس پھٹک سکے پھر ختم وحی کے بعد خود حق تعالے نے اُسکے بعینہ ادا کرا دینے کا وعدہ فرمایا ہے ان علینا جمعہ و قرآنہ۔ آگے اس شبہہ کا جواب ہے کہ اس وحی لانیوالے کا فرشتہ اور جبریل ہونا تو اُسوقت معلوم ہو سکتا ہے جب آپ اُنکو پہچانتے ہوں اور پوری صحیح پہچان موقوف ہے اصلی صورت دیکھنے پر تو کیا آپ نے جبریل علیہ السلام کو اُن کی اصلی صورت پر دیکھا ہے اُس کی نسبت فرماتے ہیں کہ ہاں یہ بھی ہوا ہے جس کی کیفیت یہ ہے کہ چند بار تو دوسری صورت میں دیکھا گو یہ دوسری صورت بھی ایسی تھی کہ اللہ تعالے نے اُس صورت میں جو مشخصات اصلیہ تھے اور جو عارضہ تھے علم ضروری اُن میں آپ کو تمایز عنایت فرما دیا جس پر یہ دلیل عقلی دال ہے کہ اللہ تعالے مکلفین کو تلبیس سے محفوظ رکھتا ہے اور اس تمایز ہونے پر یہ تلبیس جا ہیں اُمت کی مرتب ہوتی اس لیئے تمایز عطا فرما دیا گو صورت اصلی نہ تھی) پھر (ایکبار ایسا بھی ہوا کہ) وہ فرشتہ (اپنی) اصلی صورت پر (آپکے روبرو) نمودار ہوا ایسی حالت میں کہ (آسمان کے) بلند کنارہ پر تھا (ایک روایت میں اُفق شرقی سے تفسیر آئی ہے کما فی الدر المنثور۔ اور اُفق میں دکھلائی دینے کی غالباً یہ حکمت ہے کہ وسط سماء میں دیکھنا خالی از مشقت و تکلف نہیں اور اعلیٰ میں غالباً یہ حکمت تھی کہ بالکل اُفق پر بھی پوری چیز نظر نہیں آتی اس لیئے ذرا اونچے پر نظر آئے اور اس دیکھنے کا قصہ یہ ہوا تھا کہ ایکبار حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے خواہش کی کہ مجھ کو اپنی اصلی صورت دکھلا دو انھوں نے حرا کے پاس حسب روایت

النحو قولہ الکبری صفۃ للآیات المقدرۃ ای لقد رای من آیات ربہ الآیات الکبری ۱۲

ملحقات الترجمہ قولہ فی والنجم مطلق اشارۃ الی ان المراد الجنس ۱۲

ترمذی جیاد میں وعدہ ٹھیرایا آپ وہاں تشریف لے گئے تو اُن کو اُفق مشرق میں دیکھا کہ اُنکے چھ سو بازو ہیں اور اس قدر پھیلے ہوئے ہیں کہ اُفق غربی تک گھیر رکھا ہے آپ بیہوش ہوکر گر پڑے اُس وقت جبریل علیہ السلام بصورت بشریہ ہوکر آپ کے پاس تسکین کے لیے اُتر آئے جس کا آگے ذکر ہے کذا فی الجلالین حاصل یہ کہ وہ فرشتہ اول صورت اصلیہ میں اُفق اعلیٰ پر نمودار ہوا) پھر (جب آپ بیہوش ہوگئے تو) وہ فرشتہ (آپکے) نزدیک آیا پھر اور نزدیک آیا سو (قرب کی وجہ سے کہ مدلول دنیٰ کا ہے) دو کمانوں کی برابر فاصلہ رہ گیا بلکہ (غایت قرب کی وجہ سے کہ مدلول تدلّی کا ہے) اور بھی کم (فاصلہ رہ گیا مطلب دو کمانوں کا یہ ہے کہ عرب کی عادت تھی کہ جب دو شخص باہم غایت درجہ کا اتفاق و اتحاد کرنا چاہتے تھے تو دونوں اپنی اپنی کمانیں لیکر آتے تھے یعنی تانت کو باہم ملاصق کردیتے اور ملاصقت میں بھی بعض اجزاء کے اعتبار سے کچھ فصل ضرور ہی رہتا ہے پس اس محاورہ کی وجہ سے یہ کنایہ ہوگیا قرب و اتحاد سے اور چونکہ یہ محض اتفاق صوری کی علامت تھی تو اگر روحانی و قلبی اتفاق بھی ہو تو وہاں او ادنیٰ بھی صادق آسکتا ہے پس او ادنیٰ کے بڑھا دینے میں اشارہ ہوگیا کہ مجاورت صوریہ کے علاوہ آپ میں اور جبریل علیہ السلام میں روحانی مناسبت بھی تھی جو مدار اعظم ہے معرفت تامہ اور حفظ صورت مدرکہ اور تمایز بین المشخصات الاصلیۃ والعارضیۃ کا غرض یہ کہ اُن کی تسکین سے آپکو تسکین ہوئی اور افاقہ ہوا) پھر (افاقہ کے بعد) اللہ تعالیٰ نے (اُس فرشتہ کے ذریعہ سے) اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر وحی نازل فرمائی جو کچھ نازل فرمانا تھی (جس کی تعیین بالتخصیص معلوم نہیں اور نہ معلوم ہونیکی حاجت اور کیا عجب ہے کہ معرفت جبریلیہ کے متعلق کچھ وحی ہو یا اور کچھ ہو اور شاید اس وقت بھی وحی نازل فرمانا باوجودیکہ اصل مقصود اُس وقت زیادت معرفت کے لیے صورت اصلیہ جبریلیہ کا دکھانا ہے اس لیے ہو کہ یہ معرفت میں اور زیادہ معین ہو کیونکہ جب حضور اُسوقت کی وحی کو جو بوجہ ظہور بصورت اصلیہ کے بالقطع بتوسط جبریل علیہ السلام ہے اور دوسرے اوقات کی وحی کو جو بواسطہ صورت بشریہ ہے ایک شان پر دیکھیں گے تو مزید علیٰ مزید یقین میں قوت ہوگی کہ دونوں حالتوں میں واسطہ وحی حقیقت واحدہ ہے جیسا کہ کسی شخص کے لہجہ و طرز کلام سے خوب آگاہ ہوں تو اگر کبھی وہ بہ تبدل صوت بھی بولتا ہے تو صاف پہچانا جاتا ہے آگے اس دیکھنے کے متعلق ایک شبہ کا جواب ہے وہ شبہ یہ ہے کہ رویت صورت اصلیہ جو مدار ہے معرفت تامہ کا اور جس کا اوپر اثبات کیا گیا ہے وہ مطلق رویت نہیں بلکہ رویت صحیحہ ہے اور اُس کا مدار ہے اصل مدرک یعنی قلب کے خطا فی الادراک سے محفوظ ہونے پر ورنہ اگر اُسی کے ادراک میں خطا ہے تو حواس جو کہ جواسیس قلب ہیں اُن میں بھی خطا ہوگی چنانچہ اسی بنا پر احساسات میں غلطی ہونا مشاہدہ کیا جاتا ہے مجنون باوجود سلامت حس کے بعض اوقات پہچانے ہوئے لوگوں کو دوسرا شخص بتلانے لگتا ہے پس آیا یہ رویت رویت صحیحہ تھی یا نہیں آگے اس شبہ کا جواب ہے یعنی وہ رویت صحیحہ تھی کہ اس دیکھنے کے وقت) قلب نے دیکھی ہوئی چیز میں غلطی نہیں کی (رہا یہ کہ اس کی کیا دلیل ہے کہ قلب نے غلطی نہیں کی سو بات یہ ہے کہ اگر مطلقاً ایسے احتمالات قابل التفات ہوا کریں تو حس سے بالکل امان ہی مرتفع ہوجاوے وہو باطل بلکہ ان احتمالات کے لیے کوئی منشاء معتد بہ ہونا ضرور ہے چنانچہ احتمال خطائے قلبی کا منشاء یہ ہونا چاہیئے کہ وہ ادراک کرنیوالا مختل العقل ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح العقل فطین ذکی صاحب فراست ہونا مشاہد اور ظاہر تھا چونکہ باوجود اس اثبات بلیغ کے پھر بھی معاندین جدال و خلاف سے باز نہ آتے تھے اس لیے آگے بطور توبیخ و تعجیب کے ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم نے ایسے شافی کافی بیان سے معرفت و رویت کا ثبوت سُن لیا) تو کیا ان (پیغمبر) سے ان کی دیکھی (بھالی) ہوئی چیز میں نزاع کرتے ہو (یعنی مدرکات بین السلم عن الخطا حسیات میں تو غضب کی بات ہے کہ حسیات میں اختلاف کرتے ہو کہ جن میں احتمالات خطا بھی مرتفع ہوگئے پھر یوں تو تمہاری حسیات میں بھی ہزاروں خدشے نکل سکتے ہیں) اور (اگر یہ مہمل خدشہ ہو کہ جس چیز کو ایک ہی بار دیکھا ہو تو اُس کی پہچان کیسے ہوسکتی ہے البتہ مکرر دیکھنے میں جب ہر بار ایک ہی سی چیز دیکھی جاوے اُسوقت شناخت ہوسکتی ہے کہ یہ وہی چیز ہے جو پہلی بار دیکھی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ بات غلط ہے کیونکہ بعض اوقات کسی چیز کا ایسا پورا پتہ معلوم ہوتا ہے کہ دیکھتے ہی فوراً پہچان ہوجاتی ہے دوسرے اوّل بار میں بایں معنی پہچاننا ضروری نہیں کہ کسی کے اعلام یا کسی امارت و اعلام کی احتیاج نہ ہو جیسا دوسری تیسری بار میں ہوتا ہے بلکہ بایں معنی معرفت حاصل ہوجاتی ہے کہ کسی صادق کے بتلانے سے یا قرائن و علامات کے مجتمع ہونے سے اُس کا علم ہوجائے اور پھر اُس کی صورت ذہن میں محفوظ و مخزون رہے کہ بار دگر محض انطباق صورت سے پہچان لیں پس ممکن ہے کہ آپ کو علم ضروری یا استدلالی کے طور پر جسکے مقدمات کی تعیین ہم نہیں کرسکتے یا اس وجہ سے کہ کئی بار آپکو معائنہ

ملحقات الترجمۃ لہ قولہ فی ما کذب الفواد ما رای چیز میں لما فی الخازن فیا رای ۱۲

ع ۵ مطلب یہ ہے کہ ہم جو کہتے ہیں کہ حضور نے اول ہی بار میں پہچان لیا تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ کسی کے اعلام بالکسر یا اعلام بالفتح کی حاجت نہ ہو اگر یہ مراد ہوتی تو بے شک یہ شبہ صحیح تھا کہ ایسی شناخت تو دوسری تیسری بار میں ہوتی ہے اول بار میں نہیں ہوتی الخ ۱۲ منہ

صورت غیر اصلیہ کا ہو چکا تھا اور مشخصات اصلیہ کا آپ کے ذہن نے اخذ کر لیا تھا غرض کسی طرح سے جبریل علیہ السلام کا پورا پتہ معلوم ہوا اور اس سے پہچان ہو گئی ہو یا اُس وقت اعلام الٰہی سے آپ کو یقین ہو گیا ہو پس دو وجہ سے یہ خدشہ باطل ہے تیسری علی سبیل التنزل اگر شناخت کے لئے تکرار مشاہدہ ہی کی ضرورت ہو تو) اُنھوں نے (یعنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے) اُس فرشتہ کو ایک اور دفعہ بھی (صورت اصلیہ میں) دیکھا ہے (پس انتو وہ تو ہم بھی مدفوع ہو گیا کیونکہ تطابق صورتین سے پوری تعیین ہو گئی کہ ہاں جبریل یہی ہیں آگے اس دیکھنے کی جگہ بتلاتے ہیں کہ کہاں دیکھا یعنی شب معراج میں دیکھا ہے) سدرۃ المنتہیٰ کے پاس (سدرۃ المنتہیٰ کہتے ہیں بیری کے درخت کو اور منتہیٰ کے معنے ہیں انتہی کی جگہ حدیثوں میں آیا ہے کہ یہ ایک درخت ہے بیری کا ساتویں آسمان میں عالم بالا سے جو احکام وارزاق وغیرہ آتے ہیں وہ اول سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچتے ہیں پھر وہاں سے ملائکہ زمین پر لاتے ہیں اسی طرح یہاں سے جو اعمال صعود کرتے ہیں وہ بھی سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچتے ہیں پھر وہاں سے اوپر اٹھا لئے جاتے ہیں دنیا میں اس کی مثال ڈاک خانہ کی سی سمجھیے کہ آمد و برآمد خطوط کی وہاں سے ہوتی ہے اور شاید اس تقیید میں اشارہ ہو تقویت اصالت صورت مرئیہ کی طرف کیونکہ فرشتوں کا اصل مسکن آسمان ہے اور عادۃً متعارف ہے کہ مسکن سے دور ہو کر تو کبھی اصلی صورت تبدیل وضع وغیرہ سے کسی قدر بدل بھی جاتی ہے لیکن اپنے اصل مسکن میں بالکل اصلی ہیئت پر استقرار ہوتا ہے پس اصالت صورت کی زیادہ تقویت ہو گئی اور عند سدرۃ المنتہیٰ میں تو مکان رویت بتلایا تھا آگے اس مکان کا شرف بتلاتے ہیں کہ) اس (سدرۃ المنتہیٰ) کے قریب جنت الماویٰ ہے (ماویٰ کے معنے رہنے کی جگہ چونکہ جنت نیک بندوں کے رہنے کی جگہ ہے اس لیے جنت الماویٰ کہتے ہیں حاصل یہ کہ وہ سدرۃ المنتہیٰ ایسے ممتاز موقع پر ہے اس میں اشارہ ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسے بلند مقام پر پہونچنا دلیل ہے آپ کے معزز و مکرم ہونے پر اور قاعدہ ہے کہ ایسے مہمان عزیز سے سامان اکرام کا اخفا نہیں کیا جاتا اور جبرئیل علیہ السلام کی معیت آپ کے ساتھ اکرام کے لئے تھی پس اُن کی صورت اصلیہ میں احتجاب کا اصلا احتمال نہیں پس اس سے بھی تاکید ہو گئی مرئی کے انکشاف و انجلا رتام کی طرف جس سے رویت کا تعلق زیادہ تام ہو گا۔ اب بعد تعیین مکان رویت کے رویت کا زمانہ بتلاتے ہیں کہ رویت کب ہوئی پس فرماتے ہیں کہ)

جب اس سدرۃ المنتہیٰ کو لپٹ رہی تھیں جو چیزیں لپٹ رہی تھیں (ایک روایت میں ہے کہ سونے کے پروانے تھے یعنی صورت ایسی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ وہ فرشتے تھے یعنی حقیقت اُن کی یہ تھی اور ایک روایت میں ہے کہ ملائکہ نے حق تعالیٰ سے اجازت چاہی تھی کہ ہم بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کریں اُن کو اجازت ہو گئی وہ اس سدرہ پر جمع ہو گئے تھے الروایات کلہا فی الدر المنثور اس میں بھی اشارہ ہو سکتا ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے معزز و مکرم ہونے کی طرف اور باقی وہی تقریر ہے جو تقیید سابق میں بیان کی گئی اب ایک احتمال یہ ہو سکتا ہے کہ ایسی حیرت انگیز چیزیں دیکھ کر نگاہ چکرا جاتی ہے پوری ادراک پر قدرت نہیں رہتی پس ایسی حالت میں جبریل علیہ السلام کی صورت کا کیا ادراک ہوا ہوگا جب یہ ادراک ثانی معتبر نہ ہوا تو پھر اُس خدشہ مذکورہ کا جو جواب لقد راٰہ نزلۃ اخریٰ سے دیا گیا ہے وہ کافی نہ ہوا اس احتمال کے دفع کے لئے فرماتے ہیں کہ آپ ان عجائب کو دیکھ کر ذرا نہیں چکرائے اور اصلا متحیر نہیں ہوئے چنانچہ جن چیزوں کی رویت کا حکم تھا اُن کی طرف نظر کرنے سے آپ کی) نگاہ نہ تو ہٹی (بلکہ ان چیزوں کو خوب دیکھا) اور (جن چیزوں کے دیکھنے کا حکم جب ثابت ہوا) نہ (اُن کی طرف دیکھنے کو آپ کی نگاہ) بڑھی (یعنے قبل اذن نہیں دیکھا کذا فی المدارک فی الفرق بین زاغ وطغیٰ یہ دلیل ہے آپ کے غایت استقلال کی کیونکہ عجیب چیزوں سے حیرت میں آ کر آدمی یہی دو حرکتیں کیا کرتا ہے جن چیزوں کے دیکھنے کو کہا جاتا ہے اُن کو تو دیکھتا نہیں اور جنکے لیے نہیں کہا گیا اُن کو تکتا ہے غرض حس میں انضباط نہیں ہوتا۔ آگے آپ کے استقلال کی قوت بیان کرنے کے لئے فرماتے ہیں کہ) انھوں نے (یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ سلم نے) اپنے پروردگار (کی قدرت) کے بڑے بڑے عجائبات دیکھے (مگر ہر چیز کے دیکھنے میں آپ کی یہی شان رہی مازاغ البصر وماطغیٰ وہ عجائبات احادیث معراج میں آئے ہیں انبیاء علیہم السلام کو دیکھنا ارواح کو دیکھنا جنت وغیرہ کو دیکھنا پس ثابت ہوا کہ آپ میں غایت استقلال ہے پس حیرت کا احتمال نہیں پس خدشہ کا جو جواب لقد راٰہ نزلۃ اخریٰ میں مذکور تھا وہ سالم رہا۔ غرض تمام تر تقریر سے رویت و معرفت جبرئیلیہ کے متعلق شبہات مندفع ہو کر امر رسالت مقرر و محقق ہو گیا جو کہ مقصود مقام تھا رہا یہ کہ یہ سب اُس وقت کافی ہے کہ جب کوئی شخص دعوے رویت کو مان لے پس اس کی کیا دلیل ہے جواب یہ ہے کہ اس کی دلیل آپ کے خوارق ہیں جن میں اعظم قرآن ہے جن سے آپ کا صدق متیقن ہے ورنہ ایسا خدشہ تو ہر مدعی رویت شئے من الاشیاء پر ہو سکتا ہے۔ رہا یہ کہ جب جبریل علیہ السلام غیر اصلی صورت میں آتے تھے اُس وقت کیسے پہچان لیتے تھے تو جواب اُس کا یہ ہے کہ اول تو قبل رویت صورت اصلیہ کے بھی آپ کو خاص طریقہ سے اس کی معرفت حاصل تھی جس کی تقریر فاستویٰ کی تفسیر سے پہلے گذر چکی ہے اور بعد صورت اصلیہ دیکھنے کے تو اور زیادہ

أَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرٰى ۝ أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنْثٰى ۝ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ

بھلا تم نے لات اور عزیٰ اور ایک — تیسرے منات کے حال میں غور بھی کیا ہے — کیا تمہارے لیے تو بیٹے ہوں اور خدا کے لیے بیٹیاں — اس حالت میں تو یہ بہت بے ڈھنگی

ضِيزٰى ۝ إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۚ إِنْ يَتَّبِعُونَ

تقسیم ہوئی — یہ نرے نام ہی نام ہیں جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے ٹھیرالیا ہے — خدا تعالیٰ نے تو ان کی کوئی دلیل بھیجی نہیں — یہ لوگ صرف بے اصل خیالات پر

إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنْ رَبِّهِمُ الْهُدٰى ۝ أَمْ لِلْإِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ۝ فَلِلّٰهِ الْآخِرَةُ وَ

اور اپنے نفس کی خواہش پر چل رہے ہیں حالانکہ اُنکے پاس اُنکے رب کی جانب سے ہدایت آچکی ہے — کیا انسان کو اس کی ہر تمنا مل جاتی ہے — سو خدا ہی کے اختیار میں ہے آخرت اور

معرفت ہوگئی اور راز اس کا یہ ہے کہ فرشتے کا صورت بدل لینا ایسا ہے جیسا انسان لباس بدل لیتا ہے تو جو شخص حقیقت کا ادراک کر لیتا ہے تبدل لباس اُسکے لیۓ مانع ادراک معرفت نہیں ہوتا رہا یہ کہ جب اول بار آپ بیہوش ہو گئے تھے تو اُسوقت تو حیرت ہوگئی اور جس شبہہ کے جواب میں مازاغ فرمایا ہے وہ شبہہ اس رویت اولیٰ میں ہو جاویگا جواب یہ ہے کہ مطلق مغلوبیت مانع ادراک نہیں بلکہ جو مغلوبیت قبل ادراک ہو وہ مانع ہے اور جو مغلوبیت بعد الادراک ہو وہ مانع نہیں چنانچہ کوئی قوی البصر آفتاب پر خوب نظر جما کر دیر تک دیکھے تو گو اخیر میں اُس کی آنکھیں کام نہ دیں گی لیکن اس کام نہ دینے سے پہلے وہ اس کے قرص اور اشعہ کا خوب ادراک کر چکا ہے پس ممکن ہے کہ آپ کی بیہوشی ادراک سے زمانًا متاخر ہو پس ادراک کا وقوع ہو جاوے گا بخلاف تجلی ربانی کے موسیٰ علیہ السلام کا بیہوش ہو جانا کہ وہاں غشی موسوی تجلی ربانی سے صرف ذاتًا متاخر تھی اور زمانًا دونوں مقترن تھے پس ادراک تجلی کا لازم نہیں آتا یہ شبہہ تجلی موسوی کا ایک فاضل نے کلمہ لما کی وجہ سے مجھ پر کیا تھا کہ وہ موضوع ہے ترتب کے لیۓ کہ مستلزم ہے تاخر کو۔ اور یہ تفاوت بیہوشی و ہوش کا بوجہ اسکے ہے کہ بشر ناسوت میں تحمل کم رکھتا ہے اور ملکوت میں زیادہ) **ف** اور ان آیات کی تفسیر بعض مفسرین نے رویت آلٰہیہ کیساتھ کی ہے مگر مسلم میں حضرت عائشہ کی روایت سے رویت جبرئیلیہ کے ساتھ تفسیر ان آیات کی خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے واذا جاء نہر اللہ بطل نہر معقل اور حدیث شریک جو کہ بخاری میں ہے جو شبہہ پڑتا ہے کہ یہ آیات محمول ہوں قرب و دنو الی حق تعالیٰ پر سو نووی نے نقل کیا ہے کہ شریک حافظ نہیں ہیں ربط اوپر تحقیق رسالت کا مضمون تھا آگے توحید کا مضمون ہے۔

توحید

أَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝ (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۝ (اے مشرکو بعد اس کے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ناطق بالحق و متبع للوحی ہونا ثابت ہوگیا اور آپ اُس وحی سے توحید کا حکم فرماتے ہیں جو کہ دلائل عقلیہ سے بھی ثابت ہے اور تم پھر بھی بتوں کی پرستش کرتے ہو تو) بھلا تم نے (کبھی ان بتوں کے مثلاً) لات اور عزیٰ اور ایک تیسرے منات کے حال میں غور بھی کیا ہے (تاکہ تم کو معلوم ہوتا کہ وہ قابل پرستش ہیں یا نہیں پس کلمہ فا سے یہ فائدہ ہوا کہ آپ کی تنبیہ کے بعد تو متنبہ ہونا چاہیۓ تھا اور توحید کے متعلق ایک اور بات قابل غور کے ہے کہ تم جو ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں قرار دیکر معبود کہتے ہو تو) کیا تمہارے لیۓ تو بیٹے (تجویز) ہوں اور خدا کے لیۓ بیٹیاں (تجویز ہوں یعنی جن لڑکیوں کو مکروہ و قابل نفرت سمجھتے ہو وہ خدا کی طرف نسبت کی جاویں۔) اس حالت میں تو یہ بہت بے ڈھنگی تقسیم ہوئی (کہ اچھی چیز تمہارے حصے میں اور بُری چیز خدا تعالیٰ کے حصہ میں نعوذ باللہ منہ یہ بناءً علی العرف فرمایا ورنہ خدا تعالیٰ کے لیۓ بیٹا تجویز کرنا بھی بے ڈھنگی بات ہے) یہ (معبودات مذکورہ اصنام و ملائکہ بعقیدہ مذکورہ) نرے نام ہی نام ہیں (یعنی یہ مسمیات بحیثیت مزعومہ موجود واقعیہ میں سے نہ ہونے میں بمنزلہ اُن اسمار کے ہیں جن کا کہیں مصداق نہ ہو) جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے (آپ ہی) ٹھہرالیا ہے خدا تعالیٰ نے تو اُن (کے معبود ہونے) کی کوئی دلیل (عقلی یا نقلی) بھیجی نہیں (بلکہ) یہ لوگ (اس اعتقاد الوہیۃ غیر اللہ میں) صرف بے اصل خیالات پر اور اپنے نفس کی خواہش پر

اللغات - ضیزیٰ جائرۃ ۱۲

النحو قولہ افرایتم حذف لدلالۃ المقام مفعولہ الثانی ای ہل لہا شئی مما یوجب الالوہیۃ۔

قولہ ما انزل اللہ بہا الباء للملابسۃ ۱۲

البلاغۃ الثالثۃ الاخریٰ صفتان لمناۃ وصفت بالثالثۃ للتصریح بالتعدد والتکثر لیدل علی سخافۃ عقولہم ووصفت بالاخریٰ لان کون الشئ ثالثا قد یکون باعتبار الترتیب فی المعنی الخاص کالدرجات المتصاعدۃ او المتنازلۃ وقد یکون باعتبار محض التعدد ولما کان المقصود ہہنا المعنی الثانی فسرہا بالاخریٰ ومع ذلک النکتۃ المعنویۃ روعی فیہا النکتۃ اللفظیۃ من موافقۃ رؤس الآی ۱۲

ع ۵

الاولی ۝ وکم من ملک فی السموت لا تغنی شفاعتھم شیئا الا من بعد ان یاذن اللہ لمن یشاء ویرضی ۝

دُنیا ۔ اور بہت سے فرشتے آسمانوں میں موجود ہیں اُن کی سفارش ذرا بھی کام نہیں آسکتی مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ جسکے لیۓ چاہیں اجازت دیدیں اور راضی ہوں

ربع

ان الذین لا یؤمنون بالاخرۃ لیسمون الملئکۃ تسمیۃ الانثی ۝ وما لھم بہ من علم ان یتبعون

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کو بیٹی کے نام سے نامزد کرتے ہیں حالانکہ اُنکے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں صرف بے اصل

الا الظن وان الظن لا یغنی من الحق شیئا ۝

خیالات پر چل رہے ہیں اور یقیناً بے اصل خیالات امر حق میں ذرا بھی مفید نہیں ہوتے

(جو کہ اُن بے اصل خیالات سے پیدا ہوتی ہے) چل رہے ہیں (دونوں میں فرق یہ ہوا کہ ہر عمل سے پہلے ایک عقیدہ ہوتا ہے اور ایک عزم محرک پس دونوں سے دونوں کی طرف اشارہ ہے) حالانکہ اُنکے پاس اُنکے رب کی جانب سے (بواسطہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناطق بالحق ومتبع للوحی کے) ہدایت (امر واقعی کی) آچکی ہے (یعنی خود اپنے دعوے پر تو کوئی دلیل نہیں رکھتے اور اس دعوی کی نقیض پر رسول کے ذریعہ سے دلیل سنتے ہیں اور پھر نہیں مانتے یہ تو گفتگو تھی بُطلان الوہیت غیر اللہ میں آگے کلام اس کی غایت کے بطلان میں ہے یعنی یہ لوگ جو بامید شفاعت اُن کی عبادت کرتے ہیں تو) کیا انسان کو اُس کی ہر تمنا ملجاتی ہے سو ایسا نہیں ہے کیونکہ ہر تمنا خدا ہی کے اختیار میں ہے آخرت (کی بھی) اور دُنیا (کی بھی پس وہ جس کو چاہیں پُورا فرماویں اور نص قطعی میں یہ تبلا دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی اس تمنائے باطل کو پورا کرنا نہیں چاہیں گے نہ دُنیا میں کہ حاجات میں شفاعت کریں نہ آخرت میں کہ نجات میں شفاعت کریں پس یقیناً وہ پُوری نہ ہوگی) اور (بیچارے بت تو کیا شفاعت کرتے کہ اُن میں خود اہلیت ہی شفاعت کی نہیں اس دربار میں تو جو لوگ اہل ہیں اُن کی بھی بے اذن کچھ نہیں چلتی چنانچہ) بہت سے فرشتے آسمانوں میں موجود ہیں (شاید اس میں اشارہ ہو علو شان کی طرف مگر باوجود اس علو شان کے) ان کی سفارش ذرا بھی کام نہیں آسکتی (بلکہ خود شفاعت ہی نہیں پائی جاسکتی فنفی المقید بنفی المطلق) مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ جسکے لیۓ چاہیں اجازت دیدیں اور (اُسکے لیۓ شفاعت کرنے سے) راضی ہوں (یرضی اس لیے بڑھا دیا کہ کبھی مخلوق کا اذن بلا رضا بھی کسی دباؤ یا مصلحت سے ہوجاتا ہے آگے اس عقیدہ ولدیت ملائکہ للہ تعالیٰ کے کفر ہونیکی تصریح ہے کہ) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے (بلکہ اُسکے انکار کی وجہ سے کافر ہیں) وہ فرشتوں کو (خدا کی) بیٹی کے نام سے نامزد کرتے ہیں (اُن کی تعبیر بالکفر میں آخرت کی تخصیص میں شاید اس طرف اشارہ ہو کہ یہ سب ضلالتیں آخرت کی بیفکری سے پیدا ہوئی ہیں ورنہ معتقد آخرت کو اپنی نجات کی ضرور فکر ہوتی ہے اور یہاں انثیٰ بمعنے بنت کے ہے کما فی قولہ تعالیٰ واذا بشر احدھم بالانثی اور جب ملائکہ کو خدا کے تشا شریک ٹھیرانے کے کفر ہونیکی تصریح فرمادی تو اصنام کے شریک ٹھیرانے کا کفر ہونا بدرجہ اولےٰ ثابت ہوگیا اسلیے صرف اسی پر اکتفا کیا گیا آگے اس عقیدہ کا بے دلیل ہونا بیان فرماتے ہیں یعنی ملائکہ کے بنات اللہ ہونیکے مدعی ہیں) حالانکہ اُنکے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں صرف بے اصل خیالات پر چل رہے ہیں اور یقیناً بے اصل خیالات امر حق (کے اثبات) میں ذرا بھی مفید نہیں ہوتے (نفی علم اور اثبات ظن اوپر بھی آچکا ہے پھر یہاں بھی آیا ہے مگر دونوں جگہ میں دو فرق ہیں ایک یہ کہ اوپر دلیل نقلی کی نفی ہے کما یدل علیہ قولہ تعالیٰ ما انزل اللہ بہا من سلطان اور یہاں یا تو عام ہے یا بقرینہ مقابلہ خاص ہے دلیل عقلی کے ساتھ دوسرا فرق یہ کہ وہاں اصنام وملائکہ دونوں کے بارہ میں نفی دلیل کی تھی کما یظہر من ترجمۃ قولہ تعالیٰ ان ہی الا اسماء اور یہاں خاص ملائکہ کے بارہ میں ہے کما ہو ظاہر فاندفع التکرار اور شاید ملائکہ کا مکرر ذکر کرنا بطور تخصیص بعد تعمیم کے اس لیے ہو کہ بوجہ مقبول ہونے کے ان میں شریک مع اللہ اور شفیع ہو سکنے کا احتمال زیادہ گنجائش رکھتا ہے) **ف** ۔ ان الظن لا یغنی الخ کے ترجمہ کی جو تقریر کی گئی ہے اُس سے مبطلین قیاس واجتہاد کے استدلال کو اصلا مس نہ ہوا اور عرب میں بت تو بہت تھے مگر تخصیص ان تین کی بوجہ اشہر واکبر ہونیکے ہے تو اوروں کی الوہیت کا بُطلان بدرجہ اولیٰ ہوگیا اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ لات ایک منقش پتھر تھا اور اس پر ایک عمارت بنا رکھی تھی اور طائف میں تھا اور عزیٰ ایک درخت تھا اُس پر بھی ایک عمارت بنا رکھی تھی یہ نخلہ میں درمیان مکہ اور طائف کے تھا اور منات کو در منثور میں حجر لکھا ہے اور مقام اسکا ابن کثیر نے مشلل جو قدید کے پاس مکہ مدینہ کے درمیان ہے تبلایا ہے اور بعض نے اور مقامات بھی تبلائے ہیں لیکن ممکن ہے کہ ہندوؤں کی طرح کہ ہر جگہ دیوی اور مہادیو کی شکلیں بنا لیتے ہیں انھوں نے بھی کئی کئی جگہ بنا رکھے ہوں واللہ اعلم ۔

ربط ۔ اوپر توحید ورسالت کا مع عدم قبول کفار کے ذکر تھا آگے اس عدم قبول پر اور اُسکے مقابلہ میں قبول پر سزا وجزا کا ذکر ہے اور چونکہ اس عدم قبول سے

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ

تو آپ ایسے شخص سے اپنا خیال ہٹا لیجئے جو ہماری نصیحت کا خیال نہ کرے اور بجز دنیوی زندگی کے اُس کو کوئی مقصود نہو ان لوگوں کی فہم رسائی کی حد بس یہی ہے تمہارا پروردگار

هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ

خوب جانتا ہے کہ کون اس کے رستہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہی اُس کو بھی خوب جانتا ہے جو راہ راست پر ہے اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اللہ ہی کے اختیار میں ہے

اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ۚ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ

انجام کار یہ ہے کہ بُرا کام کرنے والوں کو اُنکے کام کے عوض میں جزا دیگا اور نیک کام کرنیوالوں کو اُنکے نیک کاموں کے عوض میں جزا دیگا وہ لوگ ایسے ہیں کہ کبیرہ گناہوں سے اور بیحیائی کی باتوں سے

آپ کو حزن بھی ہوتا تھا اس لیئے اس مضمون کو تسلیہ سے شروع فرمایا ہے۔

تسلیہ سیّد ابرار و مجازاۃ اشرار و اخیار

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ (الیٰ قولہ) هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ۝ (جب ان یتبعون الا الظن اور جاءہم من ربہم الہدیٰ سے اُن کا معاند ہونا معلوم ہو گیا کہ باوجود آنے قرآن اور ہدیٰ کے یہ اپنے گمان اور ہویٰ پر چلتے ہیں اور معاند سے قبول حق کی اُمید نہیں ہوتی) تو آپ ایسے شخص سے اپنا خیال ہٹا لیجئے جو ہماری نصیحت کا خیال نہ کرے اور بجز دُنیوی زندگی کے اُس کو کوئی (اخروی مطلب) مقصود نہو (جس کی وجہ عدم ایمان بالآخرۃ ہے جو لایؤمنون بالآخرۃ سے اوپر مفہوم ہوا ہے اور) ان لوگوں کے فہم رسائی کی حد بس یہی (دُنیوی زندگی) ہے (جب اُن کی بدفہمی اور بے فکری کی نوبت یہاں تک پہونچی ہے تو اُن کی فکر نہ کیجئے اُن کا معاملہ اللہ کے حوالہ کیجئے بس) تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے کہ کون اُسکے رستہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہی اُس کو بھی خوب جانتا ہے جو راہ راست پر ہے (اس سے تو اس کا علم ثابت ہوا) اور (اس سے قدرت ثابت ہے کہ) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اللہ ہی کے اختیار میں ہے (جب وہ علم اور قدرت دونوں میں کامل ہے اور اُس کے سبیل مامور بہ کے اعتبار سے مکلفین دو قسم کے ہیں ضال اور مہتدی تو) انجام کار یہ ہے کہ بُرا کام کرنے والوں کو اُنکے (بُری) کام کے عوض میں (خاص طور کی) جزا دیگا اور نیک کام کرنے والوں کو اُنکے نیک کاموں کے عوض میں (خاص طور کی) جزا دیگا پس اس کا مقتضا یہ ہے کہ اُسی کے حوالہ کیجئے آگے نیک کاروں کی تفسیر ہے یعنی) وہ لوگ ایسے ہیں کہ کبیرہ گناہوں سے اور (ان میں) بیحیائی کی باتوں سے (بالخصوص زیادہ) بچتے ہیں مگر ہلکے ہلکے گناہ (کبھی کبھار ہو جائیں تو جس نکوکاری کا بیان ذکر ہے اُس میں اُن سے خلل نہیں آتا مطلب استثنا کا یہ ہے کہ الذین احسنوا کی جو محبوبیت یہاں بقرینۂ مقام مدح مذکور ہے اس کا مصداق بننے کے لیئے کبائر سے بچنا تو شرط ہے لیکن صغائر کا احیانًا صدور اسکے لیئے موقوف علیہ نہیں البتہ عدم اصرار شرط ہے اور استثنا کا یہ مطلب نہیں کہ صغائر کی اجازت ہے اور نہ اشتراط کا یہ مطلب ہے کہ الذین احسنوا کا مجزی بالحسنیٰ ہونا موقوف ہے اجتناب عن الکبائر پر کیونکہ مرتکب کبائر بھی جو حسنہ کریگا اُس کی جزا پاویگا لقولہ تعالیٰ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ پس اشتراط معنے یجزی کے اعتبار سے نہیں بلکہ تلقیب بالحسن اور محبوبیت خاصہ کے اعتبار سے ہے جس پر عنوان احسنوا دال ہے خوب سمجھ لو اور لیجزی الذین اساءوا بما عملوا سے مسیئین کو ایہام یاس ہو سکتا ہے جس سے ایمان و توبہ سے ہمت ہار دیں اور یجزی الذین احسنوا بالحسنیٰ سے محسنین کو ایہام عجب ہو سکتا ہے آگے دونوں ایہاموں کا رفع ہے یعنی) بلاشبہ آپ کے رب کی مغفرت بڑی وسیع ہے (مسیئین کو تدارک اساءت سے ہمت نہ ہارنا چاہیئے وہ اگر چاہے تو بجز کفر و شرک کے اور سیئات کو محض فضل سے معاف کر دیتا ہے تو تدارک سے تو کیونکر معاف کریگا اور اسی طرح محسنین کو عجب نہ چاہیئے کیونکہ حسنات میں بعض اوقات ایسے شوائب مخفی مل جاتے ہیں کہ قابل قبول نہیں رہتے اور عامل کو اس طرف التفات نہونے سے اُن کی اطلاع بھی نہیں ہوتی اور حق تعالیٰ کو تو علم ہوتا ہے جب وہ حسنہ مقبول نہیں تو مدار محسنیۃ کا نہیں ہو سکتی پھر عجب کیسا اور یہ بات کہ تمہاری کسی حالت کی تم کو اطلاع نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کو اطلاع ہو کچھ امر غریب نہیں ہے بلکہ ابتدا ہی سے اسکا وقوع ہو رہا ہے چنانچہ) وہ تم کو (اور تمہارے احوال کو اُسوقت سے) خوب جانتا ہے جب تم کو (یعنی تمہارے جد امجد آدم علیہ السلام کو) زمین

البلاغۃ قولہ عمن تولی فیہ وضع الظاہر موضع المضمر ۱۲ اللغات اللمم فی القاموس صغار الذنوب اھ واصلہ القرب فکان فی صغار الذنوب قربا من کبار الذنوب ۱۲

النحو قولہ الحسنیٰ صفۃ للاعمال المقدر قولہ الذین یجتنبون خبر لمبتدأ محذوف ای ہم قولہ الا اللمم استثناء منقطع ۱۲

إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۚ هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَإِذْ أَنْتُمْ أَجِنَّةٌ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ ۖ فَلَا

بلاشبہ آپ کے رب کی مغفرت بڑی وسیع ہے وہ تم کو خوب جانتا ہے جب تم کو زمین سے پیدا کیا تھا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے تو تم اپنے کو

تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ ۝ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي تَوَلَّىٰ ۝ وَأَعْطَىٰ قَلِيلًا وَأَكْدَىٰ ۝ أَعِنْدَهُ

مقدس مت سمجھا کرو تقوے والوں کو وہی خوب جانتا ہے تو بھلا آپ نے ایسے شخص کو بھی دیکھا جس نے روگردانی کی اور تھوڑا مال دیا اور بند کر دیا کیا اس شخص کے

عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرَىٰ ۝ أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَىٰ ۝ وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰ ۝ أَلَّا تَزِرُ

پاس علم غیب ہے کہ اس کو دیکھ رہا ہے کیا اُس مضمون کی خبر نہیں پہونچی جو موسیٰ کے صحیفوں میں ہے اور نیز ابراہیم کے جنہوں نے احکام کی پوری بجا آوری کی یہ کہ کوئی شخص

وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۝ وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ۝ وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ ۝

کسی کا گناہ اپنے اوپر نہیں لے سکتا اور یہ کہ انسان کو صرف اپنی ہی کمائی ملے گی اور یہ کہ انسان کی سعی بہت جلد دیکھی جاوے گی۔

(کی خاک) سے پیدا کیا تھا (جنکے ضمن میں بواسطہ تم بھی طین سے مخلوق ہوئے) اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے (اور ان دونوں حالتوں میں تم کو اپنا اصلا علم نہ تھا اور ہم کو تھا پس اسی طرح اب بھی تمہارا عدم علم اور ہمارا علم تمہاری کسی حالت کے متعلق امر مستغرب نہیں جب یہ بات ہے) تو تم اپنے کو مقدس مت سمجھا کرو (بس) تقوے والوں کو وہی خوب جانتا ہے (کہ فلاں متقی ہے فلاں نہیں گو صورۃً افعال تقوے کے دونوں سے صادر ہوتے ہیں) **ف** اور اگر ہو علم بکم الخ کے مضمون پر یہ شبہ ہو کہ احوالت پر قیاس مع الفارق ہے کیونکہ اُسوقت تو ہم میں شعور نہ تھا اور اب شعور ہے۔ جواب یہ ہے کہ محض انکشاف کے لیے قوۃ شعور کافی نہیں بلکہ اُس کا تعلق معلومات کے ساتھ انکشاف کی شرط ہے اور عدم تعلق ممکن ہے چنانچہ بہت احوال میں مشاہدہ ہے پس عدم انکشاف بھی ممکن ہے اور قیاس مدار نہیں بلکہ اس میں تنبیہ ہے اس پر کہ حق تعالیٰ کا علم بوجہ ذاتی ہونے کے کامل اور سب احوال میں برابر ہے اور تمہارا علم بوجہ حادث ہونے کے کہ مسبوق بالعدم ہے چنانچہ الانشاء من الارض و استقرار فی البطن میں معدوم تھا ناقص اور متحقق فی حال دون حال ہے پس شوائب خفیہ کا مخفی رہ جانا جائے تعجب نہیں وہذا الوجہ من ارتباط قولہ تعالیٰ ہو اعلم الخ بالسباق والسیاق ہو من المواہب وللہ الحمد۔ اور ایک تقریر اس مقام کی اور ہو سکتی ہے یعنی محسنین کو عجب نہ چاہیئے کیونکہ مدار محسنیۃ کا خاتمہ پر ہے اور اپنے خاتمہ کا حال تم کو معلوم نہیں صرف اللہ کو معلوم ہے جس طرح اپنی ابتدا کی حالت تم کو معلوم نہیں اور اللہ کو معلوم ہے پھر عجب کیوں کیا جاوے لباب میں ایک شان نزول نقل کیا ہے اُس سے اس تقریر کی تائید بھی ہوتی ہے وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو ماں کے پیٹ ہی میں شقی وسعید پیدا کر دیا ہے اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی ہو اعلم بکم الخ ربط اوپر الذین اساءوا اور الذین احسنوا مجملاً فرمایا تھا پھر الذین احسنوا کے احسان کی کچھ توضیح تھی آگے الذین اساءوا کی اسارت کی کچھ توضیح اور توضیح کے ساتھ اُس طریقہ کی تقبیح اور اُس تقبیح کے مبنی کی تصریح ارشاد ہے اور سبب نزول اُس کا درمنثور میں بروایت ابن جریر کے ابن زید سے یہ نقل کیا ہے کہ کوئی شخص اسلام لے آیا تھا کسی نے اُس کو ملامت کی اس نے کہا کہ میں عذاب سے ڈرتا ہوں وہ بولا تو مجھ کو کچھ دے میں تیری طرف کے عذاب اپنے سر رکھ لونگا چنانچہ کچھ دیا اُس نے اور مانگا نہایت کشاکشی سے اُس نے اور بھی کچھ دیا اور بقیہ کی دستاویز مع گواہوں کے لکھ دی اھ اور روح المعانی وغیرہ میں اس شخص کی تعیین بھی کی ہے کہ یہ ولید بن مغیرہ تھا کہ کچھ میلان اسلام کی طرف ہو چلا تھا اور ظاہر ہے کہ جس شخص کی ایسی حالت ہو آیت سب کو شامل ہے۔

تقبیح اہل اسارۃ

أَفَرَأَيْتَ الَّذِي تَوَلَّىٰ ۝ (الیٰ قولہ تعالیٰ) فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكَ تَتَمَارَىٰ ۝ (آپ نے نیکوں کی صفت تو سن لی) تو بھلا آپ نے ایسے شخص کو بھی دیکھا جس نے (دین حق سے) روگردانی کی (یعنی اسلام سے ہٹ گیا) اور تھوڑا مال دیا اور (پھر) بند کر دیا (یعنی جس شخص سے مال دینے کا وعدہ اپنے مطلب کے واسطے کیا تھا وہ بھی پورا نہ دیا اور اسی سے مفہوم ہوا کہ ایسا شخص دوسروں کی نفع رسانی کے لیئے کیا خرچ کرے گا

النحو قولہ الا تزر ہی مخففۃ من الثقیلۃ ولہذا لم ینصب الفعل وضمیر الشان محذوف ۱۲

ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ۝ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ

پھر اُس کو پُورا بدلہ دیا جاوے گا اور یہ کہ آپ کے پروردگار ہی کے پاس پہنچنا ہے اور یہ کہ وہی ہنساتا اور رُلاتا ہے اور یہ کہ وہی مارتا ہے

وَاَحْيَا ۝ وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ۝ وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ۝

اور جلاتا ہے اور یہ کہ وہی دونوں قسم یعنے نر اور مادہ کو نطفہ سے بناتا ہے جب ڈالا جاتا ہے اور یہ کہ دوبارہ پیدا کرنا اُسکے ذمہ ہے

وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ۝ وَاَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَا لْاُوْلٰى ۝ وَثَمُوْدَا فَمَاۤ اَبْقٰى ۝

اور یہ کہ وہی غنی کرتا ہے اور سرمایہ باقی رکھتا ہے اور یہ کہ وہی مالک ہے ستارہ شعری کا بھی اور یہ کہ اُس نے قدیم قوم عاد کو ہلاک کیا اور ثمود کو بھی کہ کسی کو باقی نہ چھوڑا

وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ۝ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ۝ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ۝ فَبِاَيِّ

اور ان سے پہلے قوم نوح کو بے شک وہ سب سے بڑھ کر ظالم اور شریر تھے اور اُلٹی ہوئی بستیوں کو بھی پھینک مارا تھا پھر اُن بستیوں کو گھیر لیا جس چیز نے گھیر لیا سو تو اپنے رب کی

اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ۝

کون کون سی نعمت میں شک کرتا رہے گا۔

جب اپنے ہی مطلب کے لیئے پُورا خرچ نہ کر سکا پس ذم علی البخل اسکا مدلول ہی) کیا اس شخص کے پاس (کسی صحیح ذریعہ سے) علم غیب ہے کہ اُس کو دیکھ رہا ہے (جسکے ذریعہ سے معلوم ہو گیا کہ فلاں شخص میری طرف سے عذاب کا متحمل ہو جاویگا) کیا اسکو اس مضمون کی خبر نہیں پہونچی جو موسےٰ (علیہ السلام) کے صحیفوں میں ہے (اور حسب روایت دُرِّ منثور مذکورہ سورۂ اعلیٰ یہ دس صحیفے علاوہ توریت کے ہیں) اور نیز ابراہیم (علیہ السلام) کے (صحیفوں میں ہو وسیاتی فی سورۃ الاعلیٰ) جنہوں نے احکام کی پُوری بجاآوری کی (اور وہ مضمون) یہ (ہے) کہ کوئی شخص کسی کا گناہ اپنے اوپر (ایسے طور سے) نہیں لے سکتا (کہ گناہ کرنے والا بری ہو جاوے پھر شخص کیسے سمجھ گیا کہ میرا سارا گناہ یہ ملامت گر اپنے سر رکھ لے گا) اور یہ (مضمون ہی) کہ انسان کو (ایمان کے بارہ میں) صرف اپنی ہی کمائی ملے گی (یعنی کسی دوسری کا ایمان اُس کے کام نہ آوی گا پس اگر اس ملامتگر کے پاس ایمان ہوتا بھی تب بھی اُس شخص کے کام نہ آتا چہ جائیکہ وہاں بھی ندارد) اور یہ (مضمون ہی) کہ انسان کی سعی بہت جلد دیکھی جاوے گی پھر اُس کو پُورا بدلہ دیا جاوی گا (باوجود اسکے یہ شخص اپنی فلاح کی سعی سے کیسے غافل ہو گیا) اور یہ (مضمون ہی) کہ (سب کو) آپکے پروردگار ہی کے پاس پہونچنا ہی (پھر وہ شخص کیسے نڈر ہو گیا) اور یہ (مضمون ہی) کہ وہی ہنساتا اور رُلاتا ہے اور یہ کہ وہی مارتا ہے اور جلاتا ہے اور یہ کہ وہی دونوں قسم یعنی نر اور مادہ کو نطفہ سے بناتا ہے جب (رحم میں) ڈالا جاتا ہے (یعنی مالک جمیع تصرفات کا خدا ہی ہی دوسرا نہیں پھر وہ شخص کیسے سمجھ گیا کہ قیامت کے روز یہ تصرف کہ مجھ کو عذاب سے بچالے کسی دوسری کے قبضہ میں ہو جاویگا) اور یہ (مضمون ہی) کہ دوبارہ پیدا کرنا (حسب وعدہ) اُسکے ذمہ ہی (یعنی اس کا ضروری ہونے والا ہی جیسے کسی کے ذمہ ہو تو اُس شخص کے نڈر ہونے کی وجہ یہ بھی نہ ہونا چاہیئے کہ قیامت نہ آوی گی) اور یہ (مضمون ہی) کہ وہی غنی کرتا ہے (یعنی سرمایہ دیتا ہے) اور سرمایہ (دیکر محفوظ اور) باقی رکھتا ہی اور یہ کہ وہی مالک ہی ستارہ شعری کا بھی (جس کی عبادت جاہلیت میں بعض لوگ کرتے تھے یعنی ان تصرفات و اشیاء کا مالک بھی وہی ہی جیسے پہلے تصرفات کا مالک وہی ہی اور اوپر کے تصرفات خود انسان میں ہیں اور بعد کے تصرفات متعلقات انسان میں ہیں۔ چنانچہ مال اور ستارہ دونوں خارج ہیں اور شاید ان دو کے ذکر میں اشارہ ہو کہ جس کو اپنا معین سمجھتے ہو خواہ بواسطہ انفاق کے خواہ بواسطہ عبادت کے اُسکے رب بھی ہم ہی ہیں پھر دوسری کو قیامت میں اس شخص کے زعم کے موافق کیا تصرف پہونچ سکتا ہی) اور یہ (مضمون ہی) کہ اُس نے قدیم قوم عاد کو (اُسکے کفر کی وجہ سے) ہلاک کیا اور ثمود کو بھی کہ (اُن میں سے) کسی کو باقی نہ چھوڑا اور ان سے پہلے قوم نوح (علیہ السلام) کو (ہلاک کیا) بیشک وہ سب سے بڑھ کر ظالم اور شریر تھے (کہ ساڑھے نوسو برس کی دعوت میں بھی راہ پر نہ آئے) اور (قوم لوط علیہ السلام کی) اُلٹی ہوئی بستیوں کو بھی پھینک مارا تھا پھر اُن بستیوں کو گھیر لیا جس چیز نے کہ گھیر لیا (یعنی اوپر سے پتھر برسنا شروع ہوئے پس یہ شخص اگر ان قصوں میں غور کرتا تو دخامت کفر سے ڈرتا اور بے فکر نہ ہوتا۔ آگے ان سب مضامین پر تفریع فرماتے ہیں کہ اے انسان جب ایسے ایسے مضامین سی تجھ کو آگاہ کیا جاتا ہی جو بوجہ ذریعہ ہدایت ہونیکے ہر مضمون بجائے خود ایک نعمت ربانی ہی) سو تو اپنے رب کی کون کون سی نعمت میں شک (وانکار) کرتا رہے گا (اور ان مضامین کی تصدیق کر کے منتفع نہ ہو گا) ف ظاہر

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ - وان الی [illegible] المنتھی فی الروح [illegible] انہ عزوجل منتھی [illegible] فلا تزال الافکار [illegible] بید اعحقائق الا [illegible] وماھیاتھا والاحوا [illegible] فیھا حتی اذا وجھ [illegible] حرم ذات اللہ ع [illegible] حقائق صفاتہ سبح [illegible] وقفت خرفت و [illegible] سیرھا واید بما [illegible] البغوی عن ابی بن [illegible] النبی صلی اللہ علیہ [illegible] انہ قال فی الآیۃ [illegible] فی الرب اخرجہ ا [illegible] فی العظمۃ عن [illegible] الثوری وروی عن [illegible] الصلوۃ والسلام [illegible] الرب فانتھوا وا [illegible] ماجۃ عن ابن ع [illegible] قال مر النبی صلی [illegible] علیہ وسلم علی قوم یت [illegible] فی اللہ فقال تفکرو [illegible] ولا تفکروا فی الخالق [illegible] لن تقدروا واخ [illegible] عن ابی ذر قال قال [illegible] اللہ صلی اللہ علیہ [illegible] تفکروا فی خلق اللہ [illegible] تفکروا فی اللہ فت [illegible] استدل بذلک [illegible] باستحالۃ معرفۃ [illegible] بالکنہ البحث فی [illegible] طویل واکثر الا [illegible] النقلیۃ علی عدم [illegible]

ترجمہ مسائل سورۃ

قولہ تعالیٰ۔ وان ا[illegible] المنتھی بعض معنی [illegible] مراد منتہی افکار ہی یعنی [illegible] تو فکر کی سیر ہی جب [illegible]

هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ۝ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ۝ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ۝ اَفَمِنْ هٰذَا

یہ بھی پہلے پیغمبروں کی طرح ایک پیغمبر ہیں ‏ وہ جلدی آنیوالی چیز قریب آپہونچی ہو کوئی غیر اللہ اُسکا ہٹا نیوالا نہیں ‏ سو کیا تم لوگ اس کلام

الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ۝ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ۝ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ۝ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ۝

سے تعجب کرتے ہو ‏ اور ہنستے ہو ‏ اور روتے نہیں ہو ‏ اور تم تکبر کرتے ہو ‏ سو اللہ کی اطاعت کرو ‏ اور عبادت کرو

سورۃ القمر مکیۃ وھی ‏ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ ‏ خمس وخمسون اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب مضامین صحف ابراہیم و موسیٰ میں ہیں خواہ ہر واحد میں یا مجموعہ میں خواہ تفصیلاً و جزئیاً خواہ اجمالاً و کلیاً اور اگر یہ ثابت ہو تو جہاں سے خارج صحف مضمون ہوگا وہاں آنہ سے پہلے الآمر مقدر کرینگے یعنی والامر انہ الخ اور مشرک پر ان صحف کا حجت ہونا بایں معنی ہو کہ مضمون اُن کا عقلی بھی ہو اور تخصیص ابراہیم اور موسیٰ کی بایں وجہ ہو کہ قبل ابراہیم علیہ السلام کے لوگوں میں دستور خلاف مضمون لا تزر الخ کے جو کہ اصل مقصود مقام ہے جاری تھا ابراہیم نے اُس کو مٹانے کی کوشش کی اور موسیٰ علیہ السلام نے بھی اس میں انکا اتباع کیا اور اضلال سے گناہ ہونا اور ثواب پہونچانے سے ثواب پہونچنا جو بظاہر آیت لا تزر اور لیس للانسان کے معارض معلوم ہوتا ہو تقریر ترجمہ سے وہ مندفع ہوگیا اور عاد کی تحقیق مع تحقیق عاد والے کے سورۂ اعراف قصہ عاد میں گذری ہو اور اولیٰ کی ایک توجیہ یہ بھی ہوسکتی ہو کہ بمعنے قدیم کے حقیقت واقعی ہو پس اسکے مقابلہ میں عاد اُخریٰ کا ہونا ضروری نہ ہوگا اور فما ابقیٰ یا تو عام ہو کل ثمود کو یا خاص ہو کفار کبار کے ساتھ ربط اوپر سورت میں توحید و رسالت و مجازاۃ کی تفصیل تھی آگے خاتمہ میں بھی تینوں مضامین مجملاً و مختلطاً ارشاد فرمائے گئے ہیں ❊

تلخیص مضامین ثلثہ توحید و رسالت و بعث

هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ۝ (الٰی قولہ تعالیٰ) فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ۝ یہ (پیغمبر) بھی پہلے پیغمبروں کی طرح ایک پیغمبر ہیں (ان کو مان لو کیونکہ) وہ جلدی آنے والی چیز قریب آپہونچی ہو (مراد قیامت ہو اور جب وہ آویگی تو) کوئی غیر اللہ اسکا ہٹانیوالا نہیں (پس کسی کے بھروسہ بیفکری کی گنجائش ہی نہیں) سو کیا ایسی خوف کی باتیں سُن کر بھی) تم لوگ اس کلام (الٰہی) سے تعجب کرتے اور (استہزاءً) ہنستے ہو اور (خوف عذاب سے) روتے نہیں ہو اور تم (اطاعت سے) تکبر کرتے ہو سو (اس کبر و غفلت سے باز آؤ اور حسب تعلیم ان پیغمبر کے) اللہ کی اطاعت کرو اور (اُس کی بلا شرکت) عبادت کرو (تاکہ تم کو نجات ہو) **ف** مضامین ثلثہ کا ہونا ان آیات میں ترجمہ سے ظاہر ہے ❊ بحمد اللہ تفسیر سورۂ والنجم ختم ہوئی آگے انشاء اللہ تعالیٰ سورۂ قمر آتی ہو و صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین ❊

سورۃ القمر مکیۃ و اٰیہا خمس و خمسون کذا فی البیضاوی

ربط۔ سورت سابقہ کے ختم پر ازفت الآزفۃ میں انزجار کے واسطے قرب ساعت کا مضمون تھا اور اُسی مضمون سے اُسی غرض انزجار کے لیئے اس سورت کا افتتاح ہوا ہے اور اس کے بعد واقعہ شق القمر کا کہ قرب ساعت کے زاجر ہونے کا مثبت و مؤکد ہے اور اُسکے ساتھ مکذبین کا عدم انزجار اور عدم انزجار پر آپ کا تسلیہ اور اُن کی تہدید باہوال قیامت سے مذکور ہو ❊

وعید غیر منزجرین باعظم اسباب انزجار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللغات کاشفۃ نفس قادرۃ علی کشفہا ای ازالتہا **قولہ** سامدون رفع الراس تکبرا و علاء کذا فی القاموس ۱۲

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْا

قیامت نزدیک آپہونچی اور چاند شق ہوگیا اور یہ لوگ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو ٹال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جادو ہے جو ابھی ختم ہوا جاتا ہے اور ان لوگوں نے جھٹلایا اور

اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ۝ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا

کی پیروی کی اور ہر بات کو قرار آجاتا ہے اور ان لوگوں کے پاس خبریں اتنی پہونچ چکی ہیں کہ اُن میں عبرت یعنی اعلیٰ درجہ کی دانشمندی ہے سو

تُغْنِ النُّذُرُ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ

خوف دلانیوالی چیزیں اُن کو کچھ فائدہ ہی نہیں دیتیں تو آپ اُن کی طرف سے کچھ خیال نہ کیجیے جس روز ایک بلانیوالا فرشتہ ایک ناگوار چیز کی طرف بلاوے گا اُن کی آنکھیں جھکی ہوئی ہونگی قبروں سے

كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝

اس طرح نکل رہے ہوں گے جیسے ٹڈی پھیل جاتی ہے بلانیوالے کی طرف دوڑے چلے جارہے ہوں گے کافر کہتے ہوں گے کہ یہ دن بڑا سخت ہے ؎

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ (الیٰ قولہ تعالیٰ) يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝ (ان کفار کے لیے زاجر تو اعلیٰ درجہ کا متحقق ہے چنانچہ) قیامت نزدیک آپہونچی (جس میں تکذیب پر بڑی مصیبت آوے گی) اور (اس اخبار قرب ساعت کا مصدق بھی واقع ہوگیا چنانچہ) چاند شق ہوگیا (اور اس کا مصدق ہونا اس طرح ہے کہ شق قمر معجزہ ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جس سے نبوت ثابت ہوتی ہے اور نبی کا ہر قول صادق ہے پس آپ کا خبر دینا قرب وقوع قیامت کی نیز صادق ہے اس سے تحقق زاجر کا متیقن ہوگیا) اور (اس کا مقتضا یہ تھا کہ) یہ لوگ (اس سے منزجر ہوتے لیکن اُن کی حالت یہ ہے کہ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو ٹال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جادو ہے جو ابھی ختم ہوا جاتا ہے (یہ کنایہ ہے باطل سے کہ اُس کا اثر اور بقا معتدبہ نہیں ہوتا قال تعالیٰ ما یبدی الباطل وما یعید ومر تفسیرہ فانظر مطلب یہ کہ قیامت سے منزجر ہونا جس امر پر موقوف ہے یعنی اعتقاد نبوت محمدیہ یہ لوگ خود اُس کی دلیل ہی کو نظر تامل سے نہیں دیکھتے اور اُس کو باطل سمجھتے ہیں پھر کیا انزجار ہوتا) اور (اس اعراض اور بطلان دعویٰ معجزہ میں خود) ان لوگوں نے (باطل پر مصر ہوکر حق کو) جھٹلایا اور اپنی نفسانی خواہشوں کی پیروی کی (یعنی ان کا اعراض بوجہ کسی دلیل صحیح سے تمسک کرنے کے نہیں ہے بلکہ سبب اس اعراض کا اتباع ہوا و عناداً تکذیب حق ہے) اور (یہ جو معجزات کو سحر ذاہب الاثر کہتے ہیں سو قاعدہ ہے کہ) ہر بات کو (بعد چندے اپنی اصلی حالت پر آکر) قرار آجاتا ہے (یعنی حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا اسباب و آثار سے عام طور پر متعین ہو جاتا ہے مطلب یہ کہ گو تعین واقع میں تو فی الحال ہی ہے مگر کم فہموں کی سمجھ میں اگر اب نہیں آتا تو بعد چندے تو اُن کو بھی ظاہر ہوسکتا ہے بشرطیکہ غور سے کام لیں تو چند روز کے بعد تم کو معلوم ہو جاوے گا کہ یہ سحر فانی ہے یا حق باقی ہے) اور (علاوہ اس زاجر مذکور کے جو کہ عقوبت آجلہ ہے) ان لوگوں کے پاس (تو امم ماضیہ کی بھی) خبریں (جو حاکی ہیں عقوبت عاجلہ سے) اتنی پہونچ چکی ہیں کہ ان میں (کافی) عبرت یعنی اعلیٰ درجہ کی دانشمندی (حاصل ہوسکتی) ہے سو (اُن کی یہ کیفیت ہے کہ) خوف دلانے والی چیزیں انکو کچھ فائدہ ہی نہیں دیتیں (اور جب یہ حال ہے) تو آپ اُن کی طرف سے کچھ خیال نہ کیجیے (یہ تسلیہ ہے جب وہ وقت ساعت اور عقوبت کا جس سے ان کو انذار کیا جاتا ہے آوے گا خود معلوم ہو جاوے گا۔ آگے اُس روز کا بیان ہے یعنی) جس روز ایک بلانیوالا فرشتہ (انکو) ایک ناگوار چیز کی طرف بلاویگا اُن کی آنکھیں (مارے ذلت اور ہیبت کے) جھکی ہوئی ہوں گی (اور) قبروں سے اس طرح نکل رہے ہونگے جیسے ٹڈی پھیل جاتی ہے (اور پھر نکلکر) بلانیوالے کی طرف (یعنی موقف حساب کی طرف جہاں جمع ہونے کیلئے بلانے والے نے پکارا ہے) دوڑے چلے جارہے ہونگے (اور وہاں کی سختیاں دیکھ کر) کافر کہتے ہونگے کہ یہ دن بڑا سخت ہے ف اور ایک آیت میں ہے مقنعی رؤسہم لا یرتد الیہم طرفہم سو تطبیق یہ ہے کہ وہاں مختلف حالتیں ہونگی کبھی حیرت اور اُسکے آثار کا غلبہ ہوگا کبھی ہیبت و ذلت اور اُنکے آثار کا غلبہ ہوگا اور شق قمر کا معجزہ ہونا اور واقع ہو چکنا صحیحین و غیر صحیحین میں طرق مختلفہ کثیرہ سے بروایت علی و ابن مسعود و انس و ابن عباس و حذیفہ و جبیر بن مطعم و ابن عمر و غیرہم

اللغات مستمر فی الروح ای مار ذاہب زائل عنقریب علل وا بذلک انفسہم ومنوہا بالامانی الفارغۃ والیٰ ذلک المعنیٰ ذہب انس بن مالک و مجاہد والکسائی والفراء واختارہ النحاس قولہ نکر ای تنظیع تنکرہ النفوس لہ ۔ ۔ عدم العہد بمثلہ ۱۲ **النحو قولہ** حکمۃ بالغۃ بدل من مزدجر ۱۲ **البلاغۃ قولہ** ان یروا آیۃ عام لوقوعہ فی حیز الشرط ۱۲

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَّازْدُجِرَ ۝ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝

ان لوگوں سے پہلے قوم نوح نے تکذیب کی یعنی ہمارے بندہ کی تکذیب کی اور کہا کہ یہ مجنون ہیں اور نوح کو دھمکی دی گئی تو نوح نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں درماندہ ہوں سو آپ انتقام لے لیجئے

فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝ وَحَمَلْنٰهُ

پس ہم نے کثرت سے برسنے والے پانی سے آسمان کے دروازے کھول دیئے اور زمین سے چشمے جاری کر دیئے پھر پانی اس کام کے لیے مل گیا جو تجویز ہو چکا تھا　اور ہم نے نوح کو

عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ۝ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ۝ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝

تختوں اور میخوں والی کشتی پر جو کہ ہماری نگرانی میں رواں تھی سوار کیا یہ سب کچھ اس شخص کا بدلہ لینے کے لیے کیا جس کی بے قدری کی گئی تھی اور ہم نے اس واقعہ کو عبرت کے واسطے رہنے دیا سو

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝

پھر میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا　　اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہم آیا ہے اور ابن مسعودؓ سے تصریحاً ان کا اس واقعہ کے وقت حاضر ہونا بھی بخاری میں ہے کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمنی یعنی ہم آپ کے ساتھ منیٰ میں تھے اور بعض روایات میں جو لمکۃ آیا ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ یہ واقعہ آپ کے قیام مکہ کے زمانہ میں یعنی قبل ہجرت واقع ہوا اور صحیح روایات سے اسکا ایک ہی بار وقوع ثابت ہے اور بعض روایات میں تین آیا ہے اسکے معنے قطعتین ہیں یا وہ قید رویت کی ہے یعنی اول بار دیکھنے کے بعد نظر ہٹا کر پھر دیکھا تو اسی حالت میں پایا اور صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ ایک ٹکڑا پہاڑ پر تھا اور ایک ٹکڑا اس سے ہٹا ہوا تھا۔ اور آپنے یہ بھی فرمایا اشہدوا اور ابونعیم کی روایت میں ہے کہ اس روز چاند بدر تھا احقر کے نزدیک معنی یہ ہیں کہ قریب بدر کے تھا کیونکہ غالباً منیٰ میں اجتماع تقریب حج ہوا ہوگا۔ اور وہ وقت بدر سے پہلے ہوتا ہے اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ چہار اطراف کے سفر سے آنیوالوں سے پوچھا انھوں نے بھی اپنا دیکھنا بیان کیا الروایات کلہا من الروح اور بعض نے بلا دلیل محض استبعاد و ہی اور عدم نقل تواریخ کی بنا پر اس کو مؤول کیا ہے کہ قیامت میں ایسا ہوگا لیکن استبعاد منافی امکان نہیں اور عدم نقل اس لیے ہے کہ بعض جگہ تو قمر بوجہ اختلاف مطالع کے غائب ہوگا اور تھوڑی دیر کا قصہ تھا کوئی شخص ہر وقت چاند کو تکا نہیں کرتا اور اس وقت تاریخ کا اس قدر اہتمام بھی نہ تھا پھر استبعاد تو قیامت میں بھی مشترک ہے ایک کو ماننا دوسرے کو نہ ماننا تحکم ہے اور صیغہ ماضی اور ان یروا الخ مرجح وقوع ہے۔ کیونکہ شق قیامت کے بعد اس کو کوئی سحر نہ کہے گا مگر اس مؤول کی تکفیر نہ چاہیئے **ربط**۔ اوپر لقد جاءہم من الانباء ما فیہ مزدجر میں اخبار زاجرہ کا آنا ارشاد ہوا تھا آگے بعض اخبار زاجرہ کا بیان ہے ÷

قصۂ قوم نوح علیہ السلام

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ (الی قولہ تعالیٰ) وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ ان لوگوں سے پہلے قوم نوح نے تکذیب کی یعنی ہمارے بندہ (خاص نوح علیہ السلام) کی تکذیب کی اور (ان کی نسبت) کہا کہ یہ مجنون ہیں اور (محض اس قول بیہودہ ہی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ ان سے ایک بیہودہ فعل بھی سرزد ہوا یعنی) نوح (علیہ السلام) کو (ان کی طرف سے) دھمکی (بھی) دیگئی (جس کا ذکر سورۂ شعراء میں ہے لئن لم تنتہ یا نوح لتکونن من المرجومین) تو نوح (علیہ السلام) نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں (محض) درماندہ ہوں (ان لوگوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا) سو آپ (ان سے) انتقام لے لیجئے (یعنی ان کو ہلاک کر دیجئے کقولہ تعالیٰ رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا) پس ہم نے کثرت سے برسنے والے پانی سے آسمان کے دروازے کھول دیئے اور زمین سے چشمے جاری کر دیئے پھر (آسمان اور زمین کا) پانی اس کام کے (پورا ہونے کے) لیے مل گیا جو (علم الٰہی میں) تجویز ہو چکا تھا (مراد اس کام سے ہلاکت ہے کفار کی یعنی دونوں پانی مل کر

اللغات منھمر منصب **قولہ** علی امر علی للتعلیل **قولہ** دسر مسامیر ۱۲ **النحو قولہ** وازدجر عطف علی قولہ قالوا **قولہ** انی بانی **قولہ** بماء الباء للآلۃ مثلہا فی فتحت الباب بالمفتاح وفیہ تشبیہ تفتق المطر من السحاب بانصباب انہار انفتحت بہا۔۔ ابواب السماء والشق ادیم الخضراء **قولہ** عیونا تمیز من المفعول اصلہ فجرنا عیون الارض فغیر الی التمیز للمبالغۃ بجعل الارض کلہا متفجرۃ مع الابہام والتفسیر ۱۲ **قولہ** جزاء عاملہ فعلنا تلک الفعلۃ ۱۲ **البلاغۃ** الماء ای ماء السماء وماء الارض الافراد لتحقیق ان التقاء المائین لم یکن بطریق المجاورۃ بل بطریق الاختلاط والاتحاد ۱۲

كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۝ تَنزِعُ

عاد نے تکذیب کی سو میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا ۔ ہم نے اُن پر ایک تند ہوا بھیجی ایک دوامی نحوست کے دن میں ۔ وہ ہوا لوگوں کو

النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنقَعِرٍ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝

اس طرح اُکھاڑ اُکھاڑ کر پھینکتی تھی کہ گویا وہ اُکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں سو میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا ۔ اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کیلئے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے

كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ۝ فَقَالُوا أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَّفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ۝ أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ

ثمود نے پیغمبروں کی تکذیب کی ۔ اور کہنے لگے کیا ہم ایسے شخص کا اتباع کرینگے جو ہمارے جنس کا آدمی ہے اور اکیلا ہے تو اس صورت میں ہم بڑی غلطی اور جنون میں پڑ جاویں کیا ہم سب میں سے اسی پر

مِن بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ۝ سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْأَشِرُ ۝ إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ

وحی نازل ہوئی ہے بلکہ یہ بڑا جھوٹا اور شیخی باز ہے ۔ ان کو عنقریب معلوم ہو جاویگا کہ جھوٹا شیخی باز کون تھا ۔ ہم اونٹنی کو نکالنے والے ہیں اُن کی آزمائش کے لیے

طوفان بڑھا جس میں سب غرق ہو گئے) اور ہم نے نوح (علیہ السلام) کو (طوفان سے محفوظ رکھنے کے لیے) تختوں اور میخوں والی کشتی پر جو کہ ہماری نگرانی میں (پانی کی سطح پر) رواں تھی (مع مؤمنین کے) سوار کیا یہ سب کچھ اُس شخص کا بدلہ لینے کے لیے کیا جس کی بیقدری کی گئی تھی (مراد نوح علیہ السلام ہیں اور چونکہ رسول اللہ تعالےٰ کے حقوق میں تلازم ہے اس میں کفر باللہ بھی آگیا پس یہ شبہ نہ رہا کہ یہ غرق کفر باللہ کے عوض میں ہوا تھا) اور ہم نے اس واقعہ کو عبرت کے واسطے (حکایات و تذکرہ میں) رہنے دیا سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے (مقصود اس سے ترغیب ہے تذکر کی) پھر (دیکھو) میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا (یعنی جس چیز سے ڈرانا واقع ہوا تھا وہ کیسا پورا پورا ہو کر رہا پس اس سے مراد بھی عذاب ہی ہے لیکن دو عنوانوں سے ایک عنوان عذاب ہونا دوسرا عنوان اسکا مصداق وعدہ ہونا) اور ہم نے قرآن کو (جو کہ مشتمل ہے ایسے قصص مذکورہ پر) نصیحت حاصل کرنیکے لیے آسان کر دیا (سب کے لیے عموماً بوجہ وضوح بیان کے اور عرب کے لیے خصوصاً بوجہ عربیت لسان کے بھی) سو کیا (اس قرآن میں ایسے مضامین نصیحت کے دیکھ کر) کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے (یعنی کفار مکہ کو بالخصوص ان قصص سے اثر چاہیئے) **ف** بعض لوگوں کو لقد یسرنا القرآن پر سرسری نظر کرنے سے مجتہد بننے کی ہوس ہوئی ہے لیکن تیسیر للذکر سے تیسیر للاستنباط لازم نہیں اسکا تو سیدھا مطلب یہ ہے کہ ترغیب و ترہیب کے متعلق قرآن میں جو مضامین ہیں وہ نہایت جلی ہیں اور وجوہ استنباط کا دقیق ہونا تو خود ظاہر ہے ❊

قصۂ عاد

كَذَّبَتْ عَادٌ (الیٰ قولہٖ تعالیٰ) فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝ عاد نے (بھی اپنے پیغمبر کی) تکذیب کی سو (اس کا قصہ سنو کہ) میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا (اور وہ قصہ یہ ہے کہ) ہم نے اُن پر ایک تند ہوا بھیجی ایک دوامی نحوست کے دن میں (یعنی وہ زمانہ اُنکے حق میں ہمیشہ کے لیے اس لیے منحوس رہا کہ اُس روز جو عذاب آیا وہ عذاب برزخ سے متصل ہو گیا پھر عذاب کُفار کے لیے کبھی منقطع نہ ہوگا اور) وہ ہوا لوگوں کو اس طرح (اُن کی جگہ سے) اُکھاڑ اُکھاڑ کر پھینکتی تھی کہ گویا وہ اُکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں (اس تشبیہ میں علاوہ ان کے پھینکے جانے کے اشارہ اُنکے طول و عظم قامت کی طرف بھی ہے) سو (دیکھو) میرا عذاب اور ڈرانا کیسا (ہولناک) ہوا اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنیکے لیے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے **ف** یوم سے مراد مطلق زمانہ ہے پس دوسری جگہ جو ایام آیا ہے اُس سے معارض نہیں اور تحقیق نحوست کی سورہ صافات قصہ ابراہیم علیہ السلام میں گذری ہے۔ اور جملہ فکیف کان اور لقد یسرنا کئی قصوں میں آیا ہے جس میں تنبیہ ہے کہ ہر قصہ مستقلاً قابل تدبر و تذکر کے ہے اور قصہ عاد میں جو دو جگہ فکیف کان الخ آیا ہے اول سے مقصود توطیہ قصہ کا اور متوجہ کرنا سامعین کا ہے اور ثانی سے تہویل عذاب کی مقصود ہے جیسا ترجمہ سے ظاہر ہے پس تکرار نہ رہا ❊

قصۂ ثمود

كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ...... (الیٰ قولہٖ تعالیٰ) وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝ ثمود نے (بھی) پیغمبروں کی

اللغات نحس مصدر مستمر دائم اعجاز نخل اصولہا بلا فروع منقعر منقلع عن مغارسہ ساقط علی الارض السعر الجنون کذا فی القاموس القی انزل التعبیر بذلک قبیل لانہ یتضمن العجلۃ فی الفعل کذا فی الروح قلت و یتایدہ ما ترجمت بہ قولہ تعالیٰ والقی الالواح فی الاعراف

البلاغۃ قولہ واحدا تاخیرہ عن الصفۃ الاولیٰ یعنی منا للتنبیہ علی ان کلا من الجنسیۃ والوحدۃ مما یمنع الاتباع ولو قدم علیہا لفات ہذا التنبیہ ۱۲ فانظر و طبق **قولہ** مرسلوا الناقۃ المراد مخرجوا الناقۃ ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ سیعلمون غدا من الکذاب الاشر دال علی الاعراض عن المجادلۃ و تفویض الامر الی الآخرۃ اذا وقع الایاس عن اصلاح المخاطب و ہذا ہو دیدن اہل اللہ تعالیٰ مع المعاندین ❊

ترجمہ مسائل السلوک سورۃ القمر

قولہ تعالیٰ سیعلمون غدا من الکذاب الاشر — جب اصلاح سے مایوسی ہو جاوے بجائے مجادلہ کے اس طرز سے جواب دیا جاوے اور اہل طریق کی معاندین کے ساتھ یہی عادت ہے

سورۃ القمر تمام ہوئی

فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ۝ وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُحْتَضَرٌ ۝ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ

سو اُن کو دیکھتے بھالتے رہنا اور صبر سے بیٹھے رہنا اور اُن لوگوں کو یہ بتلا دینا کہ پانی بانٹ دیا گیا ہے ہر ایک باری پر باری والا حاضر ہوا کرے سو اُنھوں نے اپنے رفیق کو بلایا سو اُس نے وار کیا

فَعَقَرَ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ۝ وَلَقَدْ

اور مار ڈالا سو میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا ہم نے اُن پر ایک ہی نعرہ مسلط کیا سو وہ ایسے ہو گئے جیسے کانٹوں کی باڑ لگانیوالے کا چورا اور ہم نے

يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ۝ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالنُّذُرِ ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّا

قرآن کو نصیحت حاصل کرنیکے لیئے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے قوم لوط نے پیغمبروں کی تکذیب کی ہم نے اُن پر پتھروں کا مینہ برسایا بجز متعلقین

آلَ لُوطٍ نَجَّيْنَاهُمْ بِسَحَرٍ ۝ نِعْمَةً مِنْ عِنْدِنَا كَذَٰلِكَ نَجْزِي مَنْ شَكَرَ ۝ وَلَقَدْ أَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا

لوط کے کہ اُن کو اخیر شب میں بچا لیا اپنی جانب سے فضل کر کے جو شکر کرتا ہے ہم اُس کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں اور لوط نے اُن کو ہماری دار و گیر سے ڈرایا تھا سو اُنھوں نے

بِالنُّذُرِ ۝ وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ عَنْ ضَيْفِهِ فَطَمَسْنَا أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً

اس ڈرانے میں جھگڑے پیدا کیئے اور اُن لوگوں نے لوط سے اُنکے مہمانوں کو بارادہ بد لینا چاہا سو ہم نے اُن کی آنکھیں چوپٹ کر دیں کہ لو میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو اور صبح سویرے ہی اُن پر

تکذیب کی (کیونکہ ایک پیغمبر کی تکذیب مستلزم ہے سب پیغمبروں کی تکذیب کو) اور کہنے لگے کیا ہم ایسے شخص کا اتباع کریں گے جو ہماری جنس کا آدمی ہے اور (حشم وخدم سے) اکیلا ہے (یعنی یا تو فرشتہ ہوتا تو ہم دین میں اتباع کرتے یا صاحب خدم وحشم ہوتا تو دنیوی اُمور میں اتباع کرتے جبکہ بشر ہے اور واحد ہے تو نہ اتباع فی الدنیا کو کوئی امر مقتضی ہے نہ اتباع فی الدین کو اور اگر ہم اس حالت میں اتباع کریں) تو اس صورت میں ہم بڑی غلطی اور (بلکہ) جنون میں پڑ جاویں کیا ہم سب میں سے (منتخب ہو کر) اسی (شخص) پر وحی نازل ہوئی ہے (ہرگز ایسا نہیں) بلکہ یہ بڑا جھوٹا اور شیخی باز ہے (شیخی کے مارے ایسی باتیں بڑائی کی کرتا ہے کہ لوگ مجھ کو سردار قرار دے لیں۔ حق تعالےٰ نے صالح علیہ السلام سے فرمایا کہ تم انکو بکنے دو رنج مت کرو) انکو عنقریب (مرتے ہی) معلوم ہو جاویگا کہ جھوٹا شیخی باز کون تھا (یعنی یہی لوگ تھے کہ انکار نبوت میں کاذب تھے اور اتباع نبی سے بوجہ شیخی کے عار کرتے تھے اور یہ لوگ جو اونٹنی کا معجزہ طلب کرتے تھے تو) ہم (ان کی درخواست کے موافق پتھر میں سے) اونٹنی کو نکالنے والے ہیں اُن کی آزمائش (ایمان) کے لیئے سو اُن (کی حرکتوں) کو دیکھتے بھالتے رہنا اور صبر سے بیٹھے رہنا اور ان لوگوں کو (جب اونٹنی پیدا ہو تو) یہ بتلا دینا کہ پانی (کنویں کا) بانٹ دیا گیا ہے (یعنی تمہاری مواشی اور اونٹنی کی باری مقرر ہو گئی ہے) ہر ایک باری پر باری والا حاضر ہوا کرے (یعنی اونٹنی اپنی باری میں پانی پیوے اور مواشی اپنی باری میں چنانچہ اونٹنی پیدا ہوئی اور صالح علیہ السلام نے اسیطرح فرما دیا) سو (اس باری سے وہ لوگ تنگ آ گئے اور) اُنھوں نے (اُسکے قتل کرنے کی غرض سے) اپنے رفیق (قدار) کو بلایا سو اُس نے (اونٹنی پر) وار کیا اور (اُسکو) مار ڈالا سو (دیکھو) میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا (جس کا آگے بیان آتا ہے وہ یہ کہ) ہم نے اُنپر ایک ہی نعرہ (فرشتہ کا) مسلط کیا سو وہ (اُس سے) ایسے ہو گئے جیسے کانٹوں کی باڑ لگانیوالے (کی باڑ) کا چورا (یعنی کھیت یا مواشی وغیرہ کی حفاظت کے لیئے جیسے کانٹوں وغیرہ کی باڑ لگا دیتے ہیں اور چند روز بعد سب چورا چورا ہو جاتا ہے اسی طرح وہ ہلاک و تباہ ہو گئے عرب کے لوگ اس مشبہ بہ کو شب و روز دیکھتے تھے تو وہ اس تشبیہ کو خوب سمجھتے تھے) اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنیکے لیئے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے۔

ف۔ سورۂ اعراف قصہ ثمود میں پورا قصہ گذرا ہے۔

قصۂ قوم لوط علیہ السلام

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالنُّذُرِ ۝ (الیٰ قولہ تعالیٰ) فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ۝ قوم لوط نے (بھی) پیغمبروں کی تکذیب کی (کیونکہ ایک نبی کی تکذیب مستلزم ہے سب کی

اللغات فتعاطیٰ فی الطبری عن ابن عباس رضی تناولها بیدہ ١٢ المحتظر صانع الحظیرة ١٢ حاصب الریح التی ترمی بالحجارة والمراد بہ ههنا الحجارة التی رموا بہ فان عذابهم المذکور فی القرآن ذلک تماروا تشککوا قولہ بالنذر مصدر یعنی الانذار راودوہ صرفوہ عن رائه فیهم طلبوا الفجور بهم بكرة اخص من الصباح فلیس فی ذکرہ زیادة ١٢

عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ۝ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝ وَلَقَدْ

عذاب دائمی آپہونچا — کہ لو میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو — اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے اور فرعون

جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ۝ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا فَأَخَذْنَاهُمْ أَخْذَ عَزِيزٍ مُّقْتَدِرٍ ۝ أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ

والوں کے پاس بھی ڈرانے کی بہت سی چیزیں پہونچیں — اُن لوگوں نے ہماری تمام نشانیوں کو جھٹلایا سو ہم نے اُنکو زبردست صاحب قدرت کا پکڑنا پکڑا — کیا تم میں جو کافر ہیں اُن میں ان لوگوں

أُولَٰئِكُمْ أَمْ لَكُم بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ ۝ أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرٌ ۝ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۝

سے کچھ فضیلت ہے یا تمہارے لیے کتابوں میں کوئی معافی ہے — یا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری ایسی جماعت ہے جو غالب ہی رہیں گے — عنقریب یہ جماعت شکست کھاوے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ ۝ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ۝ يَوْمَ يُسْحَبُونَ

بلکہ قیامت اُنکا وعدہ ہے — اور قیامت بڑی سخت اور ناگوار چیز ہے — یہ مجرمین بڑی غلطی اور بے عقلی میں ہیں — جس روز یہ لوگ اپنے مونہوں کے بل

تکذیب کو) ہم نے اُنپر پتھروں کا مینہ برسایا بجز متعلقین لوط (علیہ السلام) کے (یعنی بجز مومنین کے) کہ اُنکو اخیر شب میں (بستی سے باہر کر کے عذاب سے) بچا لیا اپنی جانب سے فضل کر کے جو شکر کرتا ہے (یعنی ایمان لاتا ہے) ہم اُس کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں (کہ قہر سے بچا لیتے ہیں) اور (قبل عذاب آنے کے) لوط (علیہ السلام) نے اُن کو ہماری دار و گیر سے ڈرایا تھا سو اُنھوں نے اس ڈرانے میں جھگڑے پیدا کیے (یعنی یقین نہ لائے) اور (جب لوط علیہ السلام کے پاس ہمارے فرشتے بشکل مہمان آئے اور اُن لوگوں کو حسین لڑکوں کا آنا معلوم ہوا تو یہاں آکر) اُن لوگوں نے لوط (علیہ السلام) سے اُنکے مہمانوں کو بارادہ بد لینا چاہا (جس سے لوط علیہ السلام اول گھبرائے مگر وہ فرشتے تھے) سو ہم نے (اُن فرشتوں کو حکم دیکر) اُن کی آنکھیں چوپٹ کر دیں (یعنی جبریل علیہ السلام نے اپنا پر اُن کی آنکھوں پر پھیر دیا جس سے اندھے بھٹ ہو گئے کذا فی الدر عن قتادۃ اور بزبان قال یا حال اُن سے کہا گیا) کہ لو میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو (یہ تو اُسوقت واقعہ ہوا) اور (پھر) صبح سویرے ہی اُن پر عذاب دائمی آپہونچا (اور ارشاد ہوا) کہ لو میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو (پہلے عذاب طمس پر یہ کہا گیا ہے اور یہ عذاب اہلاک پر پس تکرار نہیں) اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے

قصۂ فرعون و قوم او

وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ۝ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا فَأَخَذْنَاهُمْ أَخْذَ عَزِيزٍ مُّقْتَدِرٍ ۝ اور (فرعونؑ اور) فرعون والوں کے پاس بھی ڈرانے کی بہت سی چیزیں پہونچیں (مراد موسیٰ علیہ السلام کے ارشادات اور معجزات ہیں کہ اول منذر تشریعی اور ثانی منذرات تکوینی ہیں مگر) اُن لوگوں نے ہماری تمام (اُن) نشانیوں کو (جو اُنکے پاس آئی تھیں جو آیات تسعہ مشہور ہیں) جھٹلایا (یعنے اُنکے مدلول مقتضا کو کہ نبوت موسویہ و توحید الٰہی ہے جھٹلایا ورنہ واقعات کے وقوع کی تکذیب تو ہو نہیں سکتی) سو ہم نے اُنکو زبردست صاحب قدرت کا پکڑنا پکڑا (یعنی جب ہم نے اُنکو قہر اور غلبہ سے پکڑا اُس پکڑ کو کوئی دفع نہیں کر سکا پس عزیز مقتدر سے مراد اللہ تعالیٰ ہے ربط اوپر معاقبین کے قصص مذکور ہیں آگے خاتمہ میں اشتراک علت سے کفار مکہ کا استحقاق عقوبت دنیویہ و اخرویہ مع مقدمات و متممات اُس مضمون کے بیان فرمایا جاتا ہے اور اخیر میں بطریق مقابلہ متقین کی تبشیر بھی مختصراً ارشاد ہے ؛؛

تہدید کفار بعقوبت و تبشیر ابرار بمثوبت

أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُولَٰئِكُمْ (الیٰ قولہ) عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝ (یہ قصص کفار کے اور بسبب کفر کے اُنکے معاقب ہونیکے تو تم نے سن لیے اب جبکہ

اللغات: مستقر یدوم ۱۲ جمیع جماعۃ ۱۲

البلاغۃ قولہ ولقد جاء فی الروح صدرت قصتہم بالتوکید القسمی لابراز کمال الاعتناء بشانہا لغایۃ عظم ما فیہا من الآیات و کثرتہا قولہ ام یقولون فیہ التفات والنکتۃ الخاصۃ فیہ الایذان بانتقال حالہم الی الاعراض عنہم و اسقاطہم عن رتبۃ الخطاب حکایۃ قبائحہم لغیرہم الخطاب فی قولہ اکفارکم بالکفار ۔۔۔ ہذہ الاضافۃ انہا شانہا فی الدرا ہم کہا و طور سینا و یوم الاحد ولم یقل انتم للتنصیص علی کفرہم المقتضی لما ذکر ۱۲ ۔

النحو قولہ اخذ عزیز منصوب علی المصدریۃ و فیہ وضع المظہر موضع المضمر ای اخذناہم اخذ ذی عزۃ و اقتدار ۱۲

فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۝ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۝ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ۝

جہنم میں گھسیٹے جاوینگے تو اُن سے کہا جاویگا کہ دوزخ کے لگنے کا مزہ چکھو ہم نے ہر چیز کو اندازے سے پیدا کیا ہے اور ہمارا حکم بس ایسا یکبارگی ہو جاویگا جیسے آنکھ کا جھپکانا

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ۝ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝

اور ہم تمہارے ہم طریقہ لوگوں کو ہلاک کرچکے ہیں سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے اور جو کچھ بھی یہ لوگ کرتے ہیں سب اعمالناموں میں ہے اور ہر چھوٹی اور بڑی بات لکھی ہوئی ہے

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ۝ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝

ع ١٥ ١٥

پرہیزگار لوگ باغوں میں اور نہروں میں ہونگے ایک عمدہ مقام میں قدرت والے بادشاہ کے پاس

تم بھی اسی جرم کفر کے مرتکب ہو تو تمہارے معاقب ہونیکی کیا وجہ) کیا تم میں جو کافر ہیں (اور چونکہ مخاطب کفار ہیں تو سب ہی کافر ہیں) اُن میں اُن (مذکور) لوگوں سے کچھ فضیلت ہے (جس کی وجہ سے یہ باوجود ارتکاب جرم کے سزایاب نہ ہوں) یا تمہارے لیے (آسمانی) کتابوں میں کوئی معافی (لکھی) ہے (کوئی فضیلت نہو) یا (اُن میں کوئی قوت دافعہ للعذاب ہے جیسا) یہ لوگ (باوجود اجتماع دلائل تیقن مغلوبیت کے) کہتے ہیں کہ ہماری ایسی جماعت ہے جو غالب ہی رہیں گے (اور دلائل مغلوبیت کے بعد ایسی بات کہنا اسکو مستلزم ہے کہ اُن میں کوئی قوت دافعہ للعذاب ہے پس ان تینوں امروں سے کونسا امر واقع اور عذاب سے مانع ہے سوامرین اولین کا بطلان تو ظاہر و باہر ہے رہا تیسرا امر سو اسباب عادیہ کے اعتبار سے قطع نظر دلائل خارجیہ کے گو فی نفسہ ممکن ہے مگر بدلالت دلائل وقوع اُسکا نہ ہوگا بلکہ عکس کا وقوع ہوگا جس سے اُن کا کذب ظاہر ہو جاویگا اور وہ عکس کا وقوع اس طرح ہوگا کہ) عنقریب (اُن کی) یہ جماعت شکست کھاوے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے (اور یہ پیشین گوئی بدر و احزاب وغیرہ میں واقع ہوئی اور یہی نہیں کہ اس عقوبت دنیویہ پر بس ہوکر رہجاویگا) بلکہ (عذاب اکبر) قیامت (میں ہوگا) اُن کا (اصل) وعدہ (وہی) ہے اور قیامت (کو کوئی ہلکی چیز نہ سمجھو بلکہ وہ) بڑی سخت اور ناگوار چیز ہے (اور یہ موعود ادہی وامر ضرور واقع ہونیوالا ہے اور اُسکے وقوع کے انکار میں) یہ مجرمین (یعنی کفار) بڑی غلطی اور بے عقلی میں (پڑے) ہیں (اور وہ غلطی اُنکو عنقریب جب علم الیقین مبدل بہ عین الیقین ہوگا ظاہر ہو جاوے گی اور وہ اس طرح ہوگا کہ) جس روز یہ لوگ اپنے مونہوں کے بل جہنم میں گھسیٹے جاوینگے تو اُن سے کہا جاویگا کہ دوزخ (کی آگ) کے لگنے کا مزہ چکھو (اور اگر اُن کو اس سے شبہ ہو کہ ابھی کیوں نہیں واقع ہوتی تو وجہ اُس کی یہ ہے کہ) ہم نے ہر چیز کو (باعتبار زمان وغیرہ کے ایک خاص) اندازے سے پیدا کیا ہے (جو ہمارے علم میں ہے یعنی زمانہ وغیرہ اُس کا اپنے علم میں معین و مقدر کیا ہے اسی طرح قیامت کے وقوع کے لیے بھی ایک وقت معین ہے پس اُس کا عدم وقوع فی الحال بوجہ اُسکے وقت نہ آنیکے ہے اس سے مطلقاً عدم وقوع لازم نہیں آیا) اور (جب اُس کا وقت آجاویگا تو اُسوقت) ہمارا حکم (اُسکے وقوع کے متعلق) بس ایسا یکبارگی جیسے آنکھ کا جھپکانا (غرض وقوع کی نفی تو باطل ٹھیری) اور (اگر تم کو یہ شبہ ہو کہ ہمارا طریقہ مبغوض الی اللہ نہیں ہے تو اگر قیامت کا وقوع بھی ہو تب بھی ہم کو ضرر نہیں اور وقوع و قوع علینا نہیں تو اس باب میں سن رکھو کہ) ہم تمہارے ہم طریقہ لوگوں کو (اپنے عذاب سے) ہلاک کرچکے ہیں (جو دلیل ہے اس طریقہ کے مبغوض ہونیکی اور وہی تمہارا طریقہ ہے پس لامحالہ مبغوض ہے اور دلیل نہایت واضح ہے) سو کیا (اس دلیل سے) کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے (یعنی اس دلیل سے استدلال کرو مبغوضیت طریقہ کفر پر) اور (یہ بھی نہیں ہے کہ اُنکے اعمال علم الٰہی سے غائب ہوجاویں تاکہ باوجود مبغوضیت طریقہ کفر کے پھر بھی سزا سے بچنا محتمل ہو بلکہ) جو کچھ بھی یہ لوگ کرتے ہیں سب (حق تعالیٰ کو معلوم اور زیادتی حجیت کے لیے) اعمال ناموں میں (بھی مندرج) ہے اور (یہ نہیں کہ کچھ لکھ لیا گیا ہو کچھ رہ گیا ہو بلکہ) ہر چھوٹی اور بڑی بات (اس میں) لکھی ہوئی ہے (پس وقوع عذاب میں کوئی شبہ نہ رہا یہ تو کفار کا حال ہوا اور جو) پرہیزگار لوگ (ہیں وہ بہشت کے) باغوں میں اور نہروں میں ہونگے ایک عمدہ مقام میں قدرت والے بادشاہ کے پاس (یعنی جنت کے ساتھ قرب بھی ہوگا) بحمداللہ تفسیر سورۂ قمر کی ختم ہوئی اب عروس القرآن یعنی سورہ رحمٰن کی تفسیر آتی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اللغات ١ اشیاعکم اشباہکم مقعد ص ٨١ ق مکان مرضی علی ان الصدق مجاز مرسل فی لازمہ او استعارۃ و افراد المقعد علی ارادۃ الجنس ١٢

النحو قولہ انا کل شئ خلقناہ علی شریطۃ التفسیر الکل مجموعا علی القراۃ بالنصب

قولہ وکل شئ فعلوہ مبتدا مع الصفۃ خبرہ فی الزبر اجمعوا علی القراۃ بالرفع ١٢

ملحقات الترجمۃ

١ قولہ فی کلمح بالبصر جھپکانا اشارۃ الی معنی الباء اخذا من المدارک علی قدر ما یلمح احدکم ببصرہ ١٢

سورۃ الرحمٰن مکیۃ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وھی ثمان وسبعون آیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۙ

رحمٰن نے قرآن کی تعلیم دی — اُس نے انسان کو پیدا کیا — اُس کو گویائی سکھلائی — سورج اور چاند حساب کے ساتھ ہیں

وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ۝ وَالسَّمَاۗءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۙ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۝

اور بے تنہ کے درخت اور تنہ دار درخت دونوں مطیع ہیں — اور اسی نے آسمان کو اونچا کیا — اور اسی نے ترازو رکھدی — تاکہ تم تولنے میں کمی بیشی نہ کرو

وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۙ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ

اور انصاف کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھو — اور تول کو گھٹاؤ مت — اور اسی نے خلقت کے واسطے زمین کو رکھ دیا — کہ اس میں میوے ہیں اور کھجور کے درخت

ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۝ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

ہیں جن پر غلاف ہوتا ہے — اور غلہ ہے جس میں بھوسہ ہوتا ہے اور غذا کی چیز ہے — سو اے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔

سورۃ الرحمٰن مکیۃ او مدنیۃ او متبعضۃ وآیہا ست وسبعون کذا فی البیضاوی

ربط سورت سابقہ میں زیادہ مضمون نقم کا تھا گو بحیثیت اُنکے اسباب ہدایت ہونے کے وہ معنیً وحکماً نعم بھی ہوں اور کچھ اول و آخر میں مضمون نعم کا بھی تھا اور اس سورت میں زیادہ مضمون نعم کا ہے کچھ دُنیویہ کچھ اُخرویہ اور کچھ درمیان میں مضمون نقم کا بھی ہے گو بحیثیت مذکورہ وہ بھی نعم ہیں اور اسی بنا پر مثل نعم کے اُن نقم کے بعد بھی فبای آلاء ربکما تکذبان کو تقریر مضمون کے لئے متفرع فرمایا ہے اور یہ آیت تفریعیہ اس سورت میں اکتیس ۳۱ جگہ آئی ہے اور چونکہ ہر جگہ آلاء کا مصداق جدا ہے اسلئے یہ تکرار محض نہیں ہے محض لفظی تشارک ہے اور ایسی تکرار کا نام اصطلاح میں جہاں مکرر ثانی کا متعلق مغایر ہو متعلق اول کے اتقان میں تردید بتلایا ہے اور تکرار ظاہری کی وجہ سے اسمیں افادہ تاکید بھی ہے اور اس قسم کا تکرار جو کہ قند مکرر سے شیریں تر ہے عرب وغیر عرب کے کلام منثور و منظوم میں بکثرت بلا نکیر مستعمل ہے چنانچہ نمونہ کے لئے ایک نثر اور ایک نظم منقول ہے **نثر مشترک فی الالسنہ** - ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے الم احسن الیک بان خولتک فی الاموال الم احسن الیک بان فعلت بک کذا وکذا **نظم عربی** مہلہل شاعر کلیب کے مرثیہ میں کہتا ہے ؎ علی ان لیس عدلا من کلیب ٭ اذا ماضیم جیران المجیر ٭ علی ان لیس عدلا من کلیب ٭ اذا رجف العضاہ من الدبور ٭ علی ان لیس عدلا من کلیب ٭ اذا خرجت مخبأۃ الخدور ٭ علی ان لیس عدلا من کلیب ٭ اذا ما اعلنت نجوی الامور ٭ علی ان لیس عدلا من کلیب ٭ اذا خیف المخوف من الثغور ٭ علی ان لیس عدلا من کلیب ٭ غداۃ تأثل الامر الکبیر ٭ علی ان لیس عدلا من کلیب ٭ اذا ما خار جاش المستجیر ٭ اور فارسی اُردو کے منظومات میں اس کی کثرت کسی پر مخفی نہیں پس اول نعم فائضہ فی الدنیا کو کہ اُن میں کچھ ظاہری اور جسمانی اور کچھ باطنی اور روحانی ہیں بیان فرماتے ہیں رکوع اول اسی مضمون میں ہے پھر نقم اخروی کہ بحیثیت مذکورہ فی التمہید معنےً نعم ہیں ذکر کی جاوینگی رکوع دوم اسی مضمون میں ہے پھر نعم اُخروی کہ صورۃً اور معنیً دونوں طرح نعم ہیں مذکور ہوں گی اور رکوع سوم میں ختم تک یہی مضمون ہے ٭

نعم جسمیہ و روحیہ فائضہ فی الدنیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ الرَّحْمٰنُ ۝ (الیٰ قولہ) وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

اللغات وضع المیزان خلقہ موضوعا مخفوضا علی الارض فما ترجمت بہ ہو اخذ بالحاصل الحب ہو ما یتغذی بہ کالحنطۃ والشعیر ذو العصف قیل ہو ورق الزرع وقیدہ بعضہم بالیابس الریحان قال ابن عباس رض کل ریحان فی القرآن ہو الرزق کذا فی الدر وتایید بالقاموس ۱۲ **النحو قولہ** ان لا تطغوا بتقدیر اللام ای لئلا تطغوا **قولہ** والنخل والحب والریحان کلہا معطوف علی فاکہۃ فدل علی کون کلہا فی الارض **البلاغۃ قولہ** علم القرآن قدمہ لانہ اعظم ثم قدم الخلق علی تعلیم البیان لانہ اصلہ فی الروح عن الکشف اخلی الجمل ای التی قبل الشمس والقمر بحسبان عن العاطف لان الغرض تعدید النعم وتبکیت المنکر کما یقال زید اغناک بعد فقر اعزک بعد ذل کثرک بعد قلۃ فعل بک ما لم یفعل احد باحد فما تنکر من احسانہ کانہ لما عد نعمۃ حرک منہ حتی یتامل بل شکرہا حق شکر ہا ام لا ثم یاخذ فی الاخری ولو جیئ بالعاطف صارت کواحدۃ ولم یکن من التحریک فی شئی ولما قضی الوطر من التعدید المحرک التبکیت بذکر ما ہو اصل النعم علی نمط رد الکلام علی منہاجہ الاصلی من تعداد النعم واحدۃ بعد اخری علی التناسب التقاربی فی التسق **قولہ** والنخل فی الخازن اقتصر علی ذکر النخل من بین سائر الاشجار لانہ اعظمہا واکثرہا برکۃ **قولہ** والحب فیہ انما اخر ذکر الحب علی سبیل الارتقاء الی الاعلی لان الحب انفع من النخل **قولہ** والریحان قلت ذکرہ تماما لاستیعاب الاقسام لان المنتفع اما للتلذذ وہو الفاکہۃ اولہ وللتغذی ایضا وہو

مسائل السلوک سورۃ الرحمٰن قولہ تعالیٰ فبای آلاء ربکما تکذبان تعقیبہ بانواع المضامین یدل علی تنوع النعم فمنہا حسیۃ ومنہا معنویۃ ومنہا ظاہریۃ ومنہا باطنیۃ ومنہا ما ہو نعمۃ صورۃ وحقیقۃ ومنہا ما ہو نعمۃ حقیقۃ لا صورۃ ویدرک حقیقۃ ذلک کلہ اہل البصائر دون اہل الظواہر ویعرف ہذا التنوع العارفون فی جمیع اوقاتہم وحالاتہم وایضا یدل علی ان الانتفاع بالنعم کلہا مطلوب لما فیہ من التعلق بالمنعم سبحانہ لا کالمتقشفین فی الزہد یرونہ مانعا من التعلق بہ سبحانہ ٭ ٭

ترجمہ مسائل السلوک سورۃ الرحمٰن قولہ تعالیٰ فبای آلاء ربکما تکذبان - اس آیت کا مختلف الانواع مضامین کے پیچھے آنا جن میں بعض کا نعمت ہونا ظاہر بھی نہیں اس پر دال ہے کہ نعمت کی قسمیں مختلف ہیں کوئی حسی ہے کوئی معنوی الخ تعبیر اپنے اوقات وحالات میں سمجھتے ہیں اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انتفاع جمیع انواع نعم سے مطلوب ہے منافی زہد یا مانع عن التعلق مع اللہ تعالیٰ نہیں ٭ ٭ سورۃ رحمٰن تمام ہوئی

صد ان النظر الی الثمر ... وہو الحب ... جمیع اقسام الرزق المفسر بہ الریحان واللہ اعلم باسرار کلامہ **قولہ** وضع المیزان و**قولہ** والارض وضعہا روعی معنے الخفض فی کلیہما کما اشیر الیہ فی الترجمۃ ۱۲

خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۙ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

اُسی نے انسان کو ایسی مٹی سے جو ٹھیکرے کی طرح بجتی تھی پیدا کیا اور جنات کو خالص آگ سے پیدا کیا سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کون

تُكَذِّبَانِ ۞ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۞ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ

کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے وہ دونوں مشرق اور دونوں مغرب کا مالک ہے سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے اسی نے دو دریاؤں

يَلْتَقِيَانِ ۙ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ ۚ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۞ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۚ

کو ملایا کہ باہم ملے ہوئے ہیں ان دونوں کے درمیان میں ایک حجاب ہے کہ دونوں بڑھ نہیں سکتے سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے ان دونوں سے موتی اور مونگا برآمد

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۞ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ۚ

سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے اور اسی کے ہیں جہاز جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہیں

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۞

سوائے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے۔

رحمان (کی بیشمار نعمتیں ہیں ان میں سے ایک روحانی نعمت یہ ہے کہ اسی) نے (اپنے بندوں کو احکام) قرآن کی تعلیم دی (یعنی قرآن نازل کیا کہ اس کے بندے اس پر ایمان لا کر اس کا علم حاصل کر کے اس پر عمل کر کے منتفع ہوں اور اس کی ایک نعمت جسمانی کہ موقوف علیہ روحانی کا ہے یہ ہے کہ) اسی نے انسان کو پیدا کیا (پھر) اس کو گویائی سکھلائی (جس پر ہزاروں منافع مرتب ہوتے ہیں منجملہ ان کے قرآن کا دوسرے کی زبان سے پہونچنا اور دوسروں کو پہونچانا ہے اور ایک نعمت جسمانی آفاقی یہ ہے کہ اسی کے حکم سے) سورج اور چاند حساب کے ساتھ (چلتے) ہیں اور بے تنہ کے درخت اور تنہ دار درخت دونوں (اللہ) کے مطیع ہیں (سورج چاند کا چلنا تو اس لئے نعمت ہے کہ اس پر لیل و نہار و زمستان و تابستان اور عدد ایام و شہور مرتب ہوتا ہے اور ان کے منافع ظاہر ہیں اور سجدہ نجم و شجر اس لئے نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان میں تکوین منافع کی فرماتا ہے اور وہ سجدۂ تکوینی یعنی اطاعت تسخیری سے ان منافع کے تکون کو قبول کرتے ہیں پھر وہ منافع استعمال میں آتے ہیں) اور (ایک نعمت یہ ہے کہ) اسی نے آسمان کو اونچا کیا (جس سے علاوہ دوسرے منافع متعلقہ بالسماء کے بڑی منفعت استدلال علی الصانع ہے کما قال تعالیٰ یتفکرون فی خلق السمٰوٰت الخ) اور (ایک نعمت یہ ہے کہ) اسی نے (دنیا میں) ترازو رکھدی تا کہ تم تولنے میں کمی بیشی نہ کرو اور (جب یہ ایسی بڑی منفعت کے لئے موضوع ہے کہ یہ آلہ ہے ایفاء و استیفاء حقوق کا جس سے ہزاروں مفاسد ظاہری و باطنی کا اندفاع ہوتا ہے تو تم اس نعمت کا خصوصیت کیساتھ شکر کرو اور اس شکریہ میں سے یہ بھی ہے کہ) انصاف (احق سبحانی) کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھو اور تول کو گھٹاؤ مت اور (ایک نعمت یہ ہے کہ) اسی نے خلقت کے (فائدہ کے) واسطے زمین کو (اس کی جگہ) رکھ دیا کہ اس میں میوے ہیں اور کھجور کے درخت ہیں جن (کے پھل) پر غلاف (چڑھا) ہوتا ہے اور (اس میں) غلہ ہے جس میں بھوسہ (بھی) ہوتا ہے اور (اس میں) اور غذا کی چیز (بھی) ہے (جیسے بہت سی ترکاریاں وغیرہ) سوائے جن و انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے جن میں سے بعض نعم مذکورہ بھی ہیں) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (یعنی منکر ہونا بڑی ہٹ دھرمی اور بدیہیات بلکہ حسیات کا انکار ہے اور ایک نعمت یہ ہے کہ) اسی نے انسان (کی اصل اول یعنی آدم علیہ السلام) کو ایسی مٹی سے جو ٹھیکری کی طرح (کھن کھن) بجتی تھی پیدا کیا (جس کا اجمالاً چند آیت میں اوپر ذکر آیا ہے) اور جنات (کی اصل اول) کو خالص آگ سے (جس میں دھواں نہ تھا) پیدا کیا (اور پھر دونوں نوع میں توالد و تناسل کے ذریعہ سے نسل چلی شرح اس کی سورۂ حجر کے رکوع دوم میں آچکی ہے) سوائے جن و انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے (مراد اس کی اوپر گذری ہے اور) وہ دونوں مشرق اور دونوں مغرب کا مالک (حقیقی) ہے (مراد اس سے سورج اور چاند کے طلوع و غروب کا افق ہے اس میں بھی وجہ نعمت ظاہر ہے کہ لیل و نہار کے افتتاح و اختتام کے تفاوت سے اغراض متعلق

اللغات: الفخار الخزف اعنی ما احرق من الطین حتی تحجر حسن مارج من لہب خالص لا دخان فیہ لا یبغیان احدہما علی الآخر بالممازجۃ المرجان الخرز الاحمر اعنی البسد کذا فی الروح عن ابن مسعود رض المنشئات ای المرفوعات من انشاہ اذا رفعہ ۱۲ النحو قولہ من نار بیان لمارج ۱۲ ملحقات الترجمۃ لہ قولہ فی الا تطغوا کمی بیشی لان الطغیان خروج عن الاعتدال

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

جتنے روئے زمین پر موجود ہیں سب فنا ہو جاویں گے اور آپ کے پروردگار کی ذات جو کہ عظمت اور احسان والی ہے باقی رہ جاوے گی سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے

يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ سَنَفْرُغُ لَكُمْ

اُسی سے سب آسمان اور زمین والے مانگتے ہیں وہ ہر وقت کسی نہ کسی کام میں رہتا ہے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے اے جن و انس ہم عنقریب

اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ

تمہارے لیے خالی ہوئے جاتے ہیں سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے اے گروہ جن و انسانوں کے اگر تم کو یہ قدرت ہو کہ آسمانوں اور زمین کی حدود سے کہیں

اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

باہر نکل جاؤ تو نکلو بدوں زور کے نہیں نکل سکتے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے

ہیں) سو اے جن و انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (اور ایک نعمت یہ ہے کہ) اُسی نے دو دریاؤں کو (صورۃً) ملایا کہ (ظاہر میں) باہم ملے ہوئے ہیں (اور حقیقۃً) اُن دونوں کے درمیان میں ایک حجاب (قدرتی) ہے کہ (اُس کی وجہ سے) دونوں (اپنے اپنے موقع سے) بڑھ نہیں سکتے (جس کی شرح سورہ فرقان کے ختم سے ڈیڑھ رکوع قبل گذری ہے اور آب شور و آب شیریں کے منافع بھی ظاہر ہیں اور دونوں کی تلاقی میں نعمت استدلال بھی ہے) سو اے جن و انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (اور بحرین کے متعلق ایک نعمت ہے کہ) اُن دونوں سے موتی اور مونگا برآمد ہوتا ہے (موتی مونگے کے منافع اور وجوہ نعمت ہونا ظاہر ہے اور جو لوگ انکے خروج کو دریائے شور کے ساتھ خاص کہتے ہیں اُنکے نزدیک منہما کے معنے من مجموعہما ہونگے ونظیرہ علی ما فی النیسابوری قولک خرجت من البلاد وانما تخرج الامن محلۃ بل من دار اور نکتہ اس تعبیر میں یہ ہوگا کہ التقا کی وجہ سے دونوں مثل واحد ہو گئے اور پھر بھی حصر مقصود نہ ہوگا کیونکہ التقا شرط خروج نہیں ہے بلکہ لؤلؤ و مرجان کے مخارج میں سے ایک مخرج کا بتلانا ہے جس میں ایک صفت عجیبہ التقا کی بھی پائی جاتی ہے وہذا کقولہ تعالے وجعل القمر فیہن نورا مع قولہ تعالے جعل فیہا سراجا وقمرا منیرا) سو اے جن و انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے اور (ایک نعمت یہ ہے کہ) اسی کے (اختیار اور ملک میں) ہیں جہاز جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے (نظر آتے) ہیں (اُن کی منفعت بھی ظاہر بلکہ اظہر ہے) سو اے جن و انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے ف تکذبان میں خطاب جن و انس کو ہونا ان دلائل سے ہے قولہ تعالے خلق الانسان وخلق الجان قولہ تعالے ایہا الثقلان قولہ تعالے انس قبلہم ولا جان اور اگر فلسفہ مروجہ حال کا یہ دعوی ثابت ہو جاوے کہ شمس کے گرد زمین کو حرکت ہے اور ارض کے گرد قمر کو تو بحسبان کا انطباق اس پر اس طرح ممکن ہے کہ شمس کا مدار ہونا اور قمر کا دائرہ ہونا حساب سے ہے ربط اوپر نعم دنیویہ صوریہ کا ذکر تھا آگے نعم صوریہ کا کہ بحسب حیثیت مذکورہ فی التمہید نعم اخرویہ معنویہ ہیں ذکر ہے اور وہ سب احوال قیامت کے ہیں اور فنا کا مضمون اول میں بطور تمہید کے اور سوال و شان کا مضمون تابع مضمون جلال و اکرام کے بطور تاکید کے ہے اور اس کو ماقبل سے خاص ارتباط یہ بھی ہے کہ اوپر نعم دنیویہ کا ذکر تھا جن کا مقتضا وجوب شکر و اطاعت و ایمان اور حرمت کفر و معصیت و طغیان ہے اور بعضے اس مقتضا پر عامل ہیں اور بعضے غیر عامل اس لیے دونوں فریق کا مآل کہ نیران و جنان ہے بیان فرماتے ہیں چنانچہ ولمن خاف الخ تک عقوبات کا اور وہاں سے آخر تک مثوبات کا ذکر ہے۔

انذار باہوال قیامت

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (الٰی قولہ تعالٰی) يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ (جتنی نعمتیں تم لوگوں نے سنی ہیں تم کو توحید و طاعت سے اُن کا شکر ادا کرنا چاہیے اور کفر و معصیت سے اُن کا کفران نہ چاہیے کیونکہ اس عالم کے فنا کے بعد ایک دوسرا عالم آنیوالا ہے جہاں ایمان و کفر پر مجازات

اللغات كل يوم اى وقت الثقلان الجن والانس لانهما ثقلان بالتكليف اقطار الاطراف والجوانب ۱۲

البلاغة قوله لكم لم يثن مع كون الخطاب للاثنين لان فى كليهما جماعات كثيرة ۱۲

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

تم دونوں پر آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑا جاوے گا پھر تم ہٹا نہ سکو گے سواے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے

فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

غرض جب آسمان پھٹ جاویگا اور ایسا سرخ ہو جاویگا جیسے سرخ نری سواے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

تو اس روز کسی انسان اور جن سے اسکے جرم کے متعلق نہ پوچھا جاوے گا سواے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

مجرم لوگ اپنے حلیہ سے پہچانے جاویں گے سو سر کے بال اور پاؤں پکڑ لیے جاوینگے سواے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۘ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

یہ ہے وہ جہنم جس کو مجرم لوگ جھٹلاتے تھے وہ لوگ دوزخ کے اور گرم کھولتے ہوئے پانی کے درمیان دورہ کرتے ہونگے سوای جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے

واقع ہوگی جسکا بیان آیات آیندہ کے ضمن میں ہے پس ارشاد ہے کہ جتنے (جن و انس) روئے زمین پر موجود ہیں سب فنا ہو جاویں گے اور (صرف) آپکے پروردگار کی ذات جو کہ عظمت (والی) اور (باوجود عظمت کے) احسان والی ہے باقی رہجاویگی (چونکہ مقصود تنبیہ کرنا ثقلین کو ہے اور وہ سب اہل ارض ہیں اس لیے فنا میں اہل ارض کا ذکر کیا گیا اس تخصیص ذکری سے نفی فنا کی غیر اہل ارض سے لازم نہیں آتی اور دو صفتیں اس لیے لائے کہ ایک صفت ذاتی دوسری اضافی ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ اکثر اہل عظمت دوسروں کے حال پر توجہ نہیں کرتے ہیں مگر حق تعالےٰ باوجود اس عظمت کے وہ اپنے بندوں پر رحمت و فضل فرماتے ہیں اور چونکہ اس مضمون سے خبر دینا موجب ہدایت ہے جو کہ نعمت اخرویہ ہے اس لیے اس پر بھی مثل دوسری نعمتوں کے امتنان فرماتے ہیں کہ دیکھو منجملہ نعم کثیرہ کے ایک نعمت یہ ہے) سوای جن و انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (آگے ایک خاص طور پر اس کی عظمت و اکرام کے متعلق مضمون ہے یعنی وہ ایسا باعظمت ہے کہ) اسی سے (اپنی اپنی حاجتیں) سب آسمان اور زمین والے مانگتے ہیں (زمین والوں کی حاجتیں تو ظاہر ہیں اور آسمان والے گو اکل و شرب کے محتاج نہ ہوں لیکن رحمت و عنایت کے تو محتاج ہیں اور اس کا دال ہونا عظمت پر ظاہر ہے کیونکہ یہ دلیل ہے محتاج الیہ ہونیکی اور محتاج الیہ ہونا موقوف ہے عظمت پر اور صاحب اکرام ہونا اس سے ظاہر ہے کہ) وہ ہر وقت کسی نہ کسی کام میں رہتا ہے (یہ مطلب نہیں کہ صدور افعال کا اس کے لوازم ذات سے ہے ورنہ قدم حادث لازم آویگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جتنے تصرفات عالم میں واقع ہو رہے ہیں وہ اسی کے تصرفات ہیں پس ان تصرفات میں وہ شئون ہیں آگے جو دال ہیں اکرام و احسان و فضل پر جیسے ایجاد و ابقار کہ رحمت عامہ ہے اور اعطار رزق و عافیت و اولاد کہ سب دنیوی رحمتیں ہیں اور ہدایت و اعطار علم و توفیق عمل کہ دینی رحمتیں ہیں پس باوجود عظمت کے ایسا اکرام و احسان فرمانا یہ بھی ایک نعمت عظیمہ ہے) سوای جن و انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (یہ مضمون جلال و اکرام کا بقار خالق کے متعلق بیان فرما کر آگے پھر فنار خلق کے متعلق ارشاد ہے کہ تم لوگ یہ نہ سمجھنا کہ فنا ہو کر پھر وہ فنا مستمر رہیگا اور عذاب و ثواب نہ ہوگا بلکہ ہم تم کو دوبارہ زندہ کرینگے اور جزا و سزا دیں گے اسی کو اس طرح ارشاد فرماتے ہیں کہ) ای جن و انس ہم عنقریب تمہارے (حساب و کتاب کے) لیے خالی ہوئے جاتے ہیں (یعنی حساب و کتاب لینے والے ہیں مجازاً و مبالغۃً اس کو خالی ہونے سے تعبیر فرما دیا اور مبالغہ اس طرح ہے کہ سب کاموں سے خالی ہو کر کسی طرف متوجہ ہونا یہ توجہ تام ہے پس یہ عبارت ہے قصد و توجہ تام سے اور اللہ تعالیٰ کا ہر قصد تام ہی ہوتا ہے اور حقیقی معنے اس لیے نہیں ہو سکتے کہ وہ مستلزم ہے اس کو کہ اسکے قبل ایسی مشغولی ہو جو مانع ہو دوسری طرف متوجہ ہونے سے اور یہ ذات باری میں محال ہے اور مثل سابق آگے ارشاد ہے کہ حساب کتاب کی خبر دینا بھی ایک نعمت عظمیٰ ہے) سوای جن و انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی

اللغات الشواظ اللہب الذی لا دخان لہ النحاس الدخان الذی لا لہب فیہ کذا فی الدر عن ابن عباس مستشہدا بالشعر واختارہ الزمخشری قولہ کالدھان الادیم الاحمر کذا فی الدر عن ابن عباس ۱۲ | فی القاموس النواصی جمع ناصیۃ وہی مقاص الشعر قولہ آن بالغ فی الحرارۃ ۱۲

البلاغۃ قولہ یکذب بہا المجرمون فیہ وضع المظہر موضع المضمر لان الاصل تکذبون بہا انتم ۱۲

نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (آگے تاکید وقوع حساب کے لئے یہ بتلاتے ہیں کہ اس وقت یہ بھی احتمال نہیں کہ کوئی کہیں بچ کر نکل جائے چنانچہ ارشاد ہے کہ) اے گروہ جن اور انسانوں کے اگر تم کو یہ قدرت ہے کہ آسمان اور زمین کی حدود سے کہیں باہر نکل جاؤ تو (ہم بھی دیکھیں) نکلو (مگر) بدون زور کے نہیں نکل سکتے (اور زور ہے نہیں پس نکلنے کا وقوع بھی محتمل نہیں اور یہی حالت بعینہٖ قیامت میں ہوگی بلکہ وہاں تو یہاں سے بھی زیادہ عجز ہوگا غرض وہ احتمال مرتفع ہو گیا اور یہ بات بتلا دینا بھی موجب ہدایت و نعمت عظمیٰ ہے) سو اے جن و انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (آگے عجز عند العقاب کا ذکر فرماتے ہیں جیسا اوپر عجز عند الحساب کا ذکر تھا یعنی اے جن و انس کے مجرمو) تم دونوں پر (قیامت کے روز) آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑا جاوے گا پھر تم (اس کو ہٹا نہ سکو گے یہ شعلہ اور دھواں غالباً وہ ہے جس کا ذکر سورہ والمرسلات میں ہے انطلقوا الی ظل ذی ثلث شعب الیٰ قوله انها ترمی بشرر۔ فالظل ہو الدخان والشرر ہو الشواظ۔ واللہ اعلم۔ اور اس کا بتلانا بھی بوجہ ذریعہ ہدایت ہونے کے ایک نعمت عظمیٰ ہے) سو اے جن و انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے غرض[۵۱] (جب ہمارا حساب لینا اور تمہارا حساب و عقاب کے وقت عاجز ہو جانا معلوم ہو گیا تو اس سے قیامت[۵۲] کے روز حساب و عقاب کا وقوع ثابت ہو گیا جس کا بیان یہ ہے کہ) جب (قیامت آوے گی جس میں) آسمان پھٹ جاوے گا (کہ تغیر فی الذات ہے) اور ایسا سرخ ہو جاوے گا جیسے سرخ نری (یعنی چمڑا اور یہ تغیر فی الوصف ہے شاید یہ رنگ اس لئے ہو کہ علامت غضب کی ہے کہ غضب میں چہرہ سرخ ہو جاتا ہے۔ اور یہ وہ تشقق ہے جو شروع پارہ وقال الذین لا یرجون میں آیا ہے فی قوله تعالیٰ ویوم تشقق السماء جس کی تفسیر وہاں گذر چکی ہے غرض اس وقت ملائکہ کا نزول اور غمام میں تجلی حق ہوگی اور حساب کتاب شروع ہو جاوے گا کما فی قوله تعالیٰ ویوم تشقق الخ اور یہ خبر دینا بھی نعمت ہے) سو اے جن و انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (یہ تو حساب کا وقوع اور اس کا وقت بتلایا گیا آگے کیفیت حساب و طریق فیصلہ ارشاد فرماتے ہیں یعنی جس روز یہ واقعات ارسال شواظ و نحاس و انشقاق سماء وغیرہ ہوں گے) تو اس روز (اللہ تعالیٰ[۵] کے معلوم کرنے کے لئے) کسی انسان اور جن سے اس کے جرم کے متعلق نہ پوچھا جاوے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے یعنی حساب اس غرض سے نہ ہوگا بلکہ خود ان کو معلوم کرانے اور جتلانے کے لئے سوال اور حساب ہوگا لقوله تعالیٰ فوربك لنسئلنهم اجمعین اور یہ خبر دینا بھی ایک نعمت ہے) سو اے جن و انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (یہ تو حساب کی کیفیت ہوئی کہ بطور تحقیق نہ ہوگا بلکہ بطور توبیخ ہوگا آگے یہ بتلاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو تو تعیین جرائم و مجرمین معلوم ہے اس لئے تحقیق کی ضرورت نہ ہوگی لیکن فرشتوں کو مجرمین کی تعیین کیسے ہوگی پس ارشاد فرماتے ہیں کہ) مجرم لوگ اپنے حلیہ سے (کہ سیاہی چہرہ و نیلگونی چشم ہے لقوله تعالیٰ تسود وجوہ ونحشر المجرمین یومئذ زرقاً) پہچانے جاویں گے سو (ان کے) سر کے بال اور پاؤں پکڑ لئے جاویں گے (اور ان کو گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جاوے گا یعنی کسی کا سر کسی کی ٹانگ حسب اعمال یا کبھی سر کبھی ٹانگ بغرض اجتماع انواع نکال اور گو یہ پہچان موقوف علیہ تعیین مجرمین کی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ اسی حکمت سے اسی طرح واقع کر دیں گے اور یہ خبر دینا بھی ایک نعمت ہے) سو اے جن و انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (آگے اصلی عقاب بتلاتے ہیں گو ارسال شواظ بھی عقاب تھا یعنی مجرموں سے اس وقت کہا جاوے گا کہ) یہ ہے وہ جہنم جس کو مجرم لوگ (یعنی تم) جھٹلاتے تھے وہ لوگ دوزخ کے اور گرم کھولتے ہوئے پانی کے درمیان دورہ کرتے ہوں گے (یعنی کبھی اس سے معذب ہوں گے کبھی اس سے جس کی تحقیق سورۂ مومن رکوع ہشتم میں گذر چکی ہے اور یہ خبر دینا بھی نعمت ہے) سو اے جن و انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔

ربط۔ تمہید سورت و تمہید رکوع دوم میں لکھ چکا ہوں۔

البشارۃ للمؤمنین بالجنت

ملحقات الترجمہ

[۵۱] قوله فی فاذا انشقت الخ غرض فیه توجیه الفاء الذی اوضحه بقوله جب ہمارا حساب لینا الخ ۱۲

[۵۲] قوله هنالك قیامت کے روز فیه اشارة ان قوله فاذا انشقت قائم مقام قوله فاذا وقعت القیامة وجوابه محذوف ای یقع الحساب بل علیه الانشقاق ایضاً لان هذا التشقق مقدمة الحساب

کما ہو مذکور فی قوله تعالیٰ ویوم تشقق السماء بالغمام ۱۲

ع[۵] یعنی یہاں جو سوال کی نفی کی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سوال اس غرض سے نہ ہوگا کہ جواب سے اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو جاوے باقی سوال ہونا ظاہر ہے جس کی وجہ احتجاج علی المجرمین ہے ۱۲ منہ

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہتا ہو اسکے لیے دو باغ ہونگے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے دونوں باغ کثیر شاخوں والے ہونگے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فِیْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ

کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے　ان دونوں باغوں میں دو چشمے ہونگے کہ بہتے چلے جاوینگے　سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے　ان دونوں باغوں میں ہر میوے کی دو دو قسمیں

زَوْجٰنِ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰی فُرُشٍۭ بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَجَنَا الْجَنَّتَیْنِ

ہوں گی　سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے　وہ لوگ تکیہ لگائے ایسے فرشوں پر بیٹھے ہونگے جنکے استر دبیز ریشم کے ہونگے　اور ان دونوں باغوں کا پھل

دَانٍ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۝

بہت نزدیک ہوگا　سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے　ان میں نیچی نگاہ والیاں ہوں گی کہ ان لوگوں سے پہلے انپر نہ تو کسی آدمی نے تصرف کیا ہوگا اور نہ کسی جن نے

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ كَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ هَلْ جَزَآءُ

سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے　گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں　سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے　بھلا غایت اطاعت کا بدلہ

الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

بجز غایت عنایت کے کچھ اور بھی ہو سکتا ہے　سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے　اور ان دونوں باغوں سے کم درجہ میں دو باغ اور ہیں　سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ مُدْهَآمَّتٰنِ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے　وہ دونوں باغ گہرے سبز ہونگے　سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے　اُن دونوں باغوں میں دو چشمے ہونگے کہ جوش مارتے ہونگے　سو اے

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فِیْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے　اُن دونوں باغوں میں میوے اور کھجوریں اور انار ہونگے　سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝ (الیٰ قولہ تعالیٰ) تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ (ان آیتوں میں دو باغوں کا ذکر ولمن خاف سے شروع ہوا ہے اور دو باغوں کا ذکر ومن دونہما سے اور پہلے دو باغ خواص مقربین کے لیے ہیں اور پچھلے دو باغ عامہ مومنین کے لیے، دلائل اس تعیین و تقسیم کے آگے لکھ دیئے جاوینگے اب مجرد تفسیر لکھی جاتی ہے یعنی حال مذکور تو باستثناء مضمون شروع رکوع دوم کے مجرمین کا تھا) اور (اہل جنت کا حال یہ ہے کہ اُن میں دو قسم ہیں خواص اور عوام پس) جو شخص (خواص میں سے ہو اور) اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے (ہر وقت) ڈرتا رہتا ہو (اور ڈر کر شہوات و معاصی سے مجتنب رہتا ہو اور یہ شان خواص ہی کی ہے کیونکہ عوام پر تو گاہ گاہ خوف طاری ہو جاتا ہے اور اُن سے معاصی بھی سرزد ہو جاتے ہیں گو توبہ کر لیں غرض جو شخص ایسا متقی ہو) اسکے لیے (جنت میں) دو باغ ہونگے (یعنی ہر متقی کے لیے دو باغ اور غالباً اس تعدد میں حکمت اُنکے تکرم اور تنعم کا اظہار ہوگا جس طرح دنیا میں اہل تنعم کے پاس اکثر چیزیں منقولات و غیر منقولات میں سے متعدد ہوتی ہیں) سو اے جن و انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے (اور وہ) دونوں باغ کثیر شاخوں والے ہونگے (اس میں سایہ کی گنجائی اور ثمرات کی ریزدانی کی طرف اشارہ ہے) سو اے جن و انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤگے (اور) ان دونوں باغوں میں دو چشمے ہونگے کہ (دور تک) بہتے چلے جاوینگے سوائے جن و انس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں سے منکر ہو جاؤگے (اور) اُن دو باغوں میں ہر میوہ کی دو قسمیں ہوں گی (کہ اس میں زیادہ تلذذ ہے کبھی ایک قسم کا

اللغات الطمث اصلہ خروج الدم ولذلک یقال للحیض طمث ثم اطلق علی جماع الابکار لما فیہ من خروج الدم ثم عمم لکل جماع　مدھامتٰن سوداوان فی کثرۃ الری النضخ فوران الماء ۱۲

النحو ذواتا افنان صفۃ جنتان وکذا قولہ مدھامتان وما بینھما اعتراض وسط بینھما تنبیھا علی ان تکذیب کل من الموصوف والصفۃ موجب للانکار والتوبیخ وفی الوصف بہ تذکیر انھما ذواتا ثمار وظلال　**قولہ** متکئین حال من قولہ تعالی لمن خاف ۱۲

فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

ان میں خوب سیرت خوبصورت عورتیں ہونگی سو اے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہوجاؤگے وہ عورتیں گوری رنگت کی ہونگی خیموں میں محفوظ ہونگی سو اے جن وانس تم اپنے رب کی

تُكَذِّبَانِ ۝ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ رَفْرَفٍ خُضْرٍ

کون کون سی نعمتوں کے منکر ہوجاؤگے ان لوگوں سے پہلے ان پر نہ تو کسی آدمی نے تصرف کیا ہوگا اور نہ کسی جن نے سو اے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہوجاؤگے وہ لوگ سبز مشجر

وَعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝

اور عجیب خوبصورت کپڑوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے سو اے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہوجاؤگے بڑا بابرکت نام ہے آپکے رب کا جو عظمت والا اور احسان والا ہے۔

مزہ لے لیا کبھی دوسری قسم کا) سو اے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہوجاؤگے (اور) وہ لوگ تکیہ لگائے ایسے فرشوں پر بیٹھے ہونگے جنکے استر دبیز ریشم کے ہونگے (اور قاعدہ ہے کہ ابرہ بہ نسبت استر کے زیادہ نفیس ہوتا ہے پس جب استر استبرق ہوگا تو ابرہ کیسا کچھ ہوگا) اور ان دونوں باغوں کا پھل بہت نزدیک ہوگا (کہ کھڑے بیٹھے لیٹے ہر طرح بلا مشقت ہاتھ آسکتا ہے) سو اے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہوجاؤگے (اور) ان (باغوں کے مکانات اور قصروں) میں نیچی نگاہ والیاں (یعنے حوریں) ہونگی کہ ان (جنتی) لوگوں سے پہلے ان پر نہ تو کسی آدمی نے تصرف کیا ہوگا اور نہ کسی جن نے (یعنے بالکل محفوظ وغیر مستعمل ہونگی) سو اے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہوجاؤگے (اور رنگت انکی اس قدر صاف وشفاف ہوگی کہ) گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں (اور ممکن ہے کہ تشبیہ سرخی میں بھی ہو اور تعدد مشبہ بہ کا غالبًا اہتمام کے لیئے ہے) سو اے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہوجاؤگے (آگے مضمون مذکور کی تقریر وتاکید ہے) بھلا غایت اطاعت کا بدلہ بجز عنایت کے کچھ اور بھی ہوسکتا ہے (انھوں نے غایت اطاعت کی صلہ میں غایت عنایت کے مورد ہوئے اور اس کو بدلہ فرمانا اور بصورت استفہام اسکے وجوب کی طرف اشارہ کرنا یہ سب بطور تفضل کے ہے نہ بمقتضائے حکم عقلی کے) سو اے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہوجاؤگے (یہ تو خواص کے باغوں کی صفت مذکور ہوئی) اور (آگے عامۂ مؤمنین کے باغوں کا ذکر ہے یعنی) ان (مذکورہ) دونوں باغوں سے کم درجہ میں دو باغ اور ہیں (جو عامۂ مؤمنین کے لیئے ہیں اور ہر ایک کو دو دو ملینگے) سو اے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہوجاؤگے (اور آگے ان باغوں کی صفت ہے کہ) وہ دونوں باغ گہرے سبز ہونگے سو اے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہوجاؤگے (اور یہاں ذواتا افنان کی تصریح نہ فرمانا اشارہ ہے کہ یہ دونوں باغ اس صفت میں ان مذکورہ باغوں سے کم ہیں یعنی ان کا سایہ اور باروری ہونا اتنا نہوگا اور وہاں مدہامتان کی صفت کا ذکر نہ ہونا موہم عکس نہ ہونا چاہیئے کہ وہ صفت بقرینۂ مقام مشترک ہے نیز وہاں من لہ الجنۃ کو من خاف کے عنوان سے ذکر فرمانا اور یہاں من لہ الجنۃ کو ذکر نہ فرمانا بھی قرینہ ہے کہ یہ عام مؤمنین کے لیئے ہے اس لیئے کسی خاص صفت کی تقیید کی ضرورت نہیں اور وہاں خوف بمعنی تقوی کامل کی قید ہے نیز وہاں اس کو جزای احسان بمعنے اخلاص فرمانا اور یہاں نہ فرمانا نیز اسکا قرینہ ہے اور) ان دونوں باغوں میں دو چشمے ہونگے کہ جوش مارتے ہونگے سو اے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہوجاؤگے (جوش مارنا بوجہ اسکے کہ چشمہ کے لوازم میں سے ہے اوپر کے چشموں میں بھی صفت مشترک ہے اور وہاں تجریان یا بھی ہے اور یہاں نہیں پس یہ قرینہ ہے اس کا کہ یہ چشمے صفت جریان میں اولین سے کم ہیں اور یہ باغ ان باغوں سے کم ہیں اور) ان دونوں باغوں میں میوے اور کھجوریں اور انار ہونگے سو اے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہوجاؤگے (یہاں مطلق فاکہہ اور پھر تفصیل میں نخل و رمان پر اکتفا فرمانا اور وہاں لفظ کل سے تصریح تعمیم فاکہہ اور پھر لفظ زوجان سے تصریح تعدد ہے اور زیادہ دال علی الکثرت ہے نیز قرینہ ہے اس کا کہ جنتین اولین ان اخرین سے

اللغات مقصورات مخدرات ملازمۃ لبیتہا لا تطوف فی الطرق رفرف ایطرح علی ظہر الفرش للنوم وقال الراغب ضرب من الثیاب مشبہۃ بالریاض کذا فی الروح قلت ومن ثم ترجمۃ بالمشجر عبقری منسوب الی عبقر تزعم العرب انہ اسم بلد الجن فینسبون الیہ کل عجیب من الفرش

وغیرہا ۱۲ النحو قولہ خضر صفۃ لرفرف علی انہ للجنس وکذا قولہ حسان صفۃ لعبقری باعتبار معنے الجنسیۃ ۱۲ الملحقات الترجمۃ ۵ قولہ فی فیہن مکانات اشارۃ الی ان ضمیر الجمع للبیوت والقصور المفہومۃ من الجنتین او للجنتین باعتبار ما فیہما مما ذکر ۱۲

سورۃ الواقعۃ مکیۃ | بسم الله الرحمٰن الرحیم ○ | وهی ست وتسعون اٰیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں ؁

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ○ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ○ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ○

جب قیامت واقع ہوگی — جسکے واقع ہونے میں کوئی خلاف نہیں — تو وہ پست کردیگی بلند کردے گی

سے افضل و اعلیٰ ہیں اور) اُن (باغوں کے مساکن) میں خوب سیرت خوبصورت عورتیں ہوں گی (یعنی حوریں) سوای جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہوجاؤ گے وہ عورتیں گوری رنگت کی ہونگی (اور) خیموں میں محفوظ ہوں گی سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت و عظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہوجاؤ گے (اور) ان (جنتی) لوگوں سے پہلے اُنپر نہ تو کسی آدمی نے تصرف کیا ہوگا اور نہ کسی جن نے (یعنی غیر مستعمل ہونگی) سوائے جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہوجاؤ گے (وہاں یاقوت و مرجان سے تشبیہ دینا جو کہ مفید مبالغہ ہے اور یہاں صرف حسان پر اکتفا فرمانا نیز قرینہ ہے کہ اولیین افضل ہیں اخریین سے اور یہاں کے سب صفات وہاں صراحۃً یا اشارۃً مذکور ہیں مثلاً خوش سیرت ہونا قاصرات الطرف سے مفہوم ہوتا ہے حور ہونا قرینہ مقام سے معلوم ہے مقصورات سے زیادہ صیانت و عفت پر قاصرات الطرف دال ہے کہ جو ایسی ہوگی وہ ضروری ہی گھر میں رہیگی اور) وہ لوگ سبز مشجر اور عجیب خوبصورت کپڑوں (کے فرشوں) پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے سوای جن وانس (باوجود اس کثرت وعظمت نعم کے) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہوجاؤ گے (یہ بھی عند التامل اولیین کے فرش سے مفضول معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہاں تصریح ہے ریشمی ہونے کی اور پھر دوہرے ہونگی اور یہاں نہیں ہے آگے خاتمہ میں حق تعالیٰ کی ثنا وصفت ہے جس میں ان تمام مضامین مفصلہ سورت کی تقریباً بطور استدلال انی کے اُنپر تفریع ہے یعنی اے پیغمبر یہ بیشمار نعمتیں فرع یا دلیل اس کی ہیں کہ) بڑا بابرکت نام ہے آپکے رب کا جو عظمت والا اور احسان والا ہے (نام سے مراد صفات جو کہ ذات کے غیر نہیں پس حاصل جملہ کا ثنا ہوئی کمال ذات وصفات کے ساتھ اور شاید لفظ اسم بڑھانے سے مقصود مبالغہ ہو کہ مسمی تو کیسا کچھ کامل اور بابرکت ہوگا اس کا تو اسم بھی مبارک و کامل ہے ؁ **ف ا** ظاہراً آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ جن اور انس دونوں جنتی ہیں اور حوریں بھی دونوں کو ملینگی اور لم یطمثہن کی تقریر باعتبار مجموعہ کے یہ ہوگی کہ جو حوریں انسان کے لئے خاص ہیں اُن کو کسی انسان نے قبل سے مس نہیں کیا اور جن کے مس کا تو بوجہ اختصاص انسان کے احتمال ہی نہیں اور جو حوریں جن کے لئے خاص ہیں انکو کسی جن نے مس نہیں کیا اور اسیطرح انسان کے مس کا بوجہ اختصاص احتمال نہیں **ف ۲** جنتین اولیین کے افضل ہونیکے قرائن تو اثنائے تقریر ترجمہ میں ساتھ ساتھ مذکور ہوئے ہیں اب حسب وعدہ دلائل لکھتا ہوں فی الدر المنثور مرفوعا فی قولہ ولمن خاف وقولہ ومن دونہما قال صلی اللہ علیہ وسلم جنتان من ذهب للمقربين وجنتان من ورق لاصحاب اليمين وعن البراء بن عازب موقوفا قال العينان اللتان تجريان خير من النضاختين اه قلت ومعنى كونهما من ذهب او ورق كون بنائهما وانيتهما وما فيهما من ذهب او ورق باعتبار الغالب والله اعلم ؁ الحمد للہ کہ تفسیر سورۃ الرحمٰن کی ختم ہوئی اب سورہ واقعہ کی تفسیر آتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ ؁

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ وَّاٰيُهَا تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ كذا فی البیضاوی

ربط یہ سورت باعتبار مضامین کے سورت سابقہ کے تقریباً متماثل ہے اور باعتبار ترتیب کے بطور رد العجز علی الصدر اسکے ساتھ قریباً متقابل ہے چنانچہ وہاں قرآن کا ذکر اول میں آیا ہے یہاں اخیر کے قریب ۔ وہاں نعم دنیویہ جو دلائل قدرت بھی ہیں ذکر بعد قرآن کے آیا ہے یہاں ایسے امور کا ذکر قبل قرآن کے آیا ہے وہاں نعم دنیویہ کے بعد قیامت و دینار و جنت کا ذکر آیا ہے یہاں نعم دنیویہ کے قبل ان امور کا ذکر آیا ہے اور بالکل ختم کے قریب معاد کی تفصیل کو اجمالاً لایا گیا ہے سو اجمال و تفصیل متغایر نہیں اس میں جداگانہ تقریر ربط کی حاجت نہیں ؁

قیامت و تفصیل ثواب و عقاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ (الٰی قولہ) هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ○

اللغات الواقعۃ جعلت کالعلم للقیامۃ کاذبۃ مصدر بمعنی الکذب کالعافیۃ والخائنۃ **النحو** قولہ لیس لوقعتها اعتراض و خافضۃ رافعۃ فی الروح خبر لمبتدأ محذوف ای ہی خافضۃ والجملۃ جواب اذا وکانہ قیل اذا وقعت الواقعۃ خفضت قوما ورفعت قوما ۱۲

اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۙ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۙ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۙ وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۭ فَاَصْحٰبُ

جبکہ زمین کو سخت زلزلہ آوے گا اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ ہوجاویں گے پھر وہ پراگندہ غبار ہوجاویں گے اور تم تین قسم ہوجاؤ گے سو جو داہنے

الْمَيْمَنَةِ ڏ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۭ وَاَصْحٰبُ الْمَشْـَٔــمَةِ ڏ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔــمَةِ ۭ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۙ

والے ہیں وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں اور جو بائیں والے ہیں وہ بائیں والے کیسے برے ہیں اور جو اعلیٰ ہی درجہ کے ہیں وہ تو اعلیٰ درجے ہیں

اُولٰۗىِٕكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۚ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۙ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۭ عَلٰي سُرُرٍ

وہ خاص قرب رکھنے والے ہیں یہ لوگ آرام کے باغوں میں ہونگے اُن کا ایک بڑا گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور تھوڑے پچھلے لوگوں میں سے ہوں گے وہ لوگ سونے کے

مَّوْضُوْنَةٍ ۙ مُّتَّكِـــِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ۝ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۙ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ڏ وَ

تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے آمنے سامنے بیٹھے ہونگے اُنکے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہینگے یہ چیزیں لیکر آمد ورفت کیا کرینگے آبخورے اور آفتابے اور

كَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۙ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ۙ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ۙ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا

ایسا جام شراب جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جاویگا نہ اس سے اُن کو دردسر ہوگا اور نہ اس سے عقل میں فتور آوے گا اور میوے جن کو وہ پسند کریں اور پرندوں کا گوشت جو اُنکو

يَشْتَهُوْنَ ۭ وَحُوْرٌ عِيْنٌ ۙ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُـؤِ الْمَكْنُوْنِ ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ

مرغوب ہو اور اُنکے لیے گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں ہونگی جیسے پوشیدہ رکھا ہوا موتی یہ اُنکے اعمال کے صلہ میں ملے گا وہاں نہ بک بک سنیں گے

فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ۙ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ۝ وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ڏ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۭ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ۙ

اور نہ اور کوئی بیہودہ بات بس سلام ہی سلام کی آواز آویگی اور جو داہنے والے ہیں وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں وہ اُن باغوں میں ہونگے جہاں..

جب قیامت واقع ہوگی جسکے واقع ہونے میں کوئی خلاف نہیں (بلکہ اُس کا واقع ہونا بالکل صحیح اور حق ہے) تو وہ (بعض کو) پست کردیگی (اور بعض کو) بلند کردیگی (یعنی کفار کی ذلت کا اور مومنین کی رفعت کا اُس روز ظہور ہوگا) جبکہ زمین کو سخت زلزلہ آویگا اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ ہوجاویں گے پھر وہ پراگندہ غبار (کی طرح) ہوجاویں گے اور تم (یعنی مجموعہ مکلفین ماضیین و موجودین و مستقبلین) تین قسم ہوجاؤ گے (جن کی تفصیل آگے آتی ہے خواص مومنین اور عوام مومنین اور کفار کہ سورۂ رحمٰن میں بھی یہی تین قسمیں مذکور ہیں اور آئندہ آیات میں خواص کو مقربین اور سابقین کہا ہے اور عوام مومنین کو اصحاب الیمین اور کفار کو اصحاب الشمال اور ان آیات اذا وقعت سے ثلثہ تک میں بعض واقعات نفخہ اولیٰ کے وقت کے بیان فرمائے ہیں جیسے رجت جیسا شروع سورۂ حج میں آیا ہے اور بست۔ اور بعض واقعات نفخہ ثانیہ کے وقت کے جیسے خافضۃ رافعۃ اور کنتم ازواجا اور بعض مشترک جیسے اذا وقعت اور لیس لوقعتہا سو چونکہ نفخہ اولیٰ سے نفخہ ثانیہ تک تمام وقت ممتد حکم میں وقت واحد کے ہے اسلیئے ہر جزو وقت کو ہر واقعہ کا کہا جاسکتا ہے۔ آگے بعد تقسیم ان تینوں قسم کے احکام کی تفریق ہے اول اجمالاً پھر تفصیلاً کہ تینوں قسمیں جو مذکور ہوئیں) سو (ان میں ایک قسم یعنی) جو داہنے والے ہیں وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں (مراد اس سے جنکے نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیئے جاویں گے اور گو یہ مفہوم مقربین میں بھی مشترک ہے لیکن صرف اسی صفت پر اکتفا کرنا مشیر اس طرف ہے کہ اُن میں اصحاب الیمین سے زائد کوئی اور صفت قرب خاص کی نہیں پائی جاتی اس طرح مراد اس سے عوام مومنین ہوگئے اور اس میں اجمالاً اُن کی حالت کا اچھا ہونا بتلادیا آگے فی سدر مخضود الخ سے اس اجمال کی تفصیل کی گئی ہے) اور دوسری قسم

اللغات رجت زلزلت بست فتت ثلۃ الجماعۃ قلت او کثرت وحمل علی الکثرۃ بقرینۃ التقابل بقولہ وقلیل موضونۃ من الوضن ہو نسج الدرع المکنون المستور بما یحفظ ۱۲

النحو قولہ اذا رجت بدل من اذا وقعت قولہ ما اصحٰب المیمنۃ مبتدأ وخبر والجملۃ خبر اصحاب المیمنۃ المبتدأ قولہ والسابقون السابقون مبتدأ وخبر قولہ ثلۃ ای ہم قولہ جزاء

ای جوزوا جزاء **البلاغۃ** قولہ کنتم فیہ تغلیب للامۃ الحاضرۃ علی الامم الخالیۃ قولہ فی جنت النعیم قدم جزاء من تاخر فی الذکر لشرفہ وللاتصال فی الکلام ۱۲

اختلاف القرأۃ

وحور عین فی قرأۃ بالجر عطف علی جنت النعیم واما قرأۃ الرفع فوجہہ لہم حور ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ والسابقون السابقون اولٰئک المقربون صریح فی ان رتبۃ المقربین فوق رتبۃ صلحاء المؤمنین وھذا ھو المقصود للمتصوفین

ترجمہ

قولہ تعالیٰ والسابقون السابقون اس سے معلوم ہوا کہ مقربین کا رتبہ صلحاء مومنین کے فوق ہے اور اہل تصوف کا یہی مقصود ہے

وَّطَلۡحٍ مَّنۡضُوۡدٍ ۙ وَّظِلٍّ مَّمۡدُوۡدٍ ۙ وَّمَآءٍ مَّسۡکُوۡبٍ ۙ وَّفَاکِهَةٍ کَثِیۡرَةٍ ۙ لَّا مَقۡطُوۡعَةٍ وَّلَا مَمۡنُوۡعَةٍ ۙ

اور تہ بتہ کیلے ہونگے اور لمبا لمبا سایہ ہوگا اور چلتا ہوا پانی ہوگا اور کثرت سے میوے ہونگے جو نہ ختم ہونگے اور نہ اُن کی روک ٹوک ہوگی

وَّفُرُشٍ مَّرۡفُوۡعَةٍ ؕ اِنَّاۤ اَنۡشَاۡنٰهُنَّ اِنۡشَآءً ۙ فَجَعَلۡنٰهُنَّ اَبۡکَارًا ۙ عُرُبًا اَتۡرَابًا ۙ لِّاَصۡحٰبِ الۡیَمِیۡنِ ؕ

اور اونچے اونچے فرش ہونگے ہم نے اُن عورتوں کو خاص طور پر بنایا ہے یعنی ہم نے اُن کو ایسا بنایا کہ وہ کنواریاں ہیں محبوبہ ہیں ہم عمر ہیں یہ سب چیزیں داہنے والوں کے لئے ہیں

ع ١٤

ثُلَّةٌ مِّنَ الۡاَوَّلِیۡنَ ۙ وَثُلَّةٌ مِّنَ الۡاٰخِرِیۡنَ ؕ وَاَصۡحٰبُ الشِّمَالِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الشِّمَالِ ؕ فِیۡ سَمُوۡمٍ وَّحَمِیۡمٍ ۙ

اُن کا ایک بڑا گروہ اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور ایک بڑا گروہ پچھلے لوگوں میں سے ہوگا اور جو بائیں والے ہیں وہ بائیں والے کیسے بُرے ہیں وہ لوگ آگ میں ہونگے اور کھولتے ہوئے پانی میں

وَّظِلٍّ مِّنۡ یَّحۡمُوۡمٍ ۙ لَّا بَارِدٍ وَّلَا کَرِیۡمٍ ؓ اِنَّهُمۡ کَانُوۡا قَبۡلَ ذٰلِکَ مُتۡرَفِیۡنَ ۚۖ وَکَانُوۡا یُصِرُّوۡنَ عَلَی

اور سیاہ دھوئیں کے سایہ میں جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ فرحت بخش ہوگا وہ لوگ اسکے قبل بڑی خوش حالی میں رہتے تھے اور بڑے بھاری گناہ پر اصرار کیا کرتے

الۡحِنۡثِ الۡعَظِیۡمِ ۚ وَکَانُوۡا یَقُوۡلُوۡنَ ۬ۙ اَئِذَا مِتۡنَا وَکُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ ۙ اَوَاٰبَآؤُنَا الۡاَوَّلُوۡنَ

تھے اور یوں کہا کرتے تھے کہ جب ہم مرگئے اور مٹی اور ہڈیاں رہ گئے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کیئے جاویں گے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی

قُلۡ اِنَّ الۡاَوَّلِیۡنَ وَالۡاٰخِرِیۡنَ ۙ لَمَجۡمُوۡعُوۡنَ ۬ۙ اِلٰی مِیۡقَاتِ یَوۡمٍ مَّعۡلُوۡمٍ ۚ ثُمَّ اِنَّکُمۡ اَیُّهَا الضَّآلُّوۡنَ الۡمُکَذِّبُوۡنَ ۙ

آپ کہہ دیجئے کہ سب اگلے اور پچھلے جمع کیئے جاوینگے ایک معین تاریخ کے وقت پر پھر تم کو اے گمراہو جھٹلانے والو

لَاٰکِلُوۡنَ مِنۡ شَجَرٍ مِّنۡ زَقُّوۡمٍ ۙ فَمَالِـُٔوۡنَ مِنۡهَا الۡبُطُوۡنَ ۚ فَشٰرِبُوۡنَ عَلَیۡهِ مِنَ الۡحَمِیۡمِ ۚ

درخت زقوم سے کھانا ہوگا پھر اُس سے پیٹ بھرنا ہوگا پھر اُس پر کھولتا ہوا پانی پینا ہوگا

لیعنی) جو بائیں والے ہیں وہ بائیں والے کیسے بُرے ہیں (مراد اس سے جنکے نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیئے جاوینگے یعنی کُفار) اور اس میں اجمالاً اُن کی حالت کا بُرا ہونا بتلادیا آگے فی سموم الخ سے اس اجمال کی تفصیل کی گئی ہے) اور (تیسری قسم یعنی) جو اعلیٰ درجہ کے ہیں وہ تو اعلیٰ ہی درجہ کے ہیں (اور) وہ (خدا تعالےٰ کے ساتھ) خاص قرب رکھنے والے ہیں (اس میں تمام اعلیٰ درجہ کے بندے داخل ہیں انبیاء اور اولیاء و صدیقین اور کامل متقی اور اس میں اجمالاً اُن کی حالت کا عالی ہونا بتلادیا آگے فی جنات النعیم الخ سے اس اجمال کی تفصیل کی جاتی ہے یعنی) یہ (مقرب) لوگ آرام کے باغوں میں ہونگے (جس کی مزید تفصیل علی سرر سے آتی ہے اور درمیان میں اس مفہوم کے مصداق کا تعدد بتلاتے ہیں کہ) اُن (مقربین) کا ایک بڑا گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور تھوڑے پچھلے لوگوں میں سے ہونگے (اگلوں سے مراد متقدمین ہیں آدم علیہ السلام سے لیکر حضور صلے اللہ علیہ السلام کے قبل تک اور پچھلوں سے مراد حضور کے وقت سے لیکر قیامت تک کذا فی الدر عن جابر مرفوعا اور متقدمین میں کثرت سابقین اور متاخرین میں قلت سابقین کی وجہ یہ ہے کہ خواص ہر زمانہ میں کم ہوتے ہیں اور متقدمین کا زمانہ بہ نسبت زمانہ اُمت محمدیہ کے قرب ساعت کے بہت طویل ہے پس جس قدر خواص اس زمانۂ طویل میں ہوئے ہیں جن میں لاکھ یا دو لاکھ یا کم و بیش انبیاء بھی ہیں باقتضائے عادت زمانہ قصیر میں اُن سے کم ہی ہونگے۔ آگے اس نعیم کی تفصیل ہے کہ) وہ (مقرب) لوگ سونے کے تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے آمنے سامنے بیٹھے ہونگے (کذا فی الدر فی تفسیر موضونۃ عن ابن عباس اور) اُنکے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہینگے یہ چیزیں لیکر آمد و رفت کیا کرینگے آبخورے اور آفتابے اور ایسا جام شراب جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جاویگا (مر تحقیقہ فی الصافات) نہ اُس سے اُنکو دردسر ہوگا اور نہ اُس سے عقل میں فتور آویگا (مر ایضاً فی الصافات) اور میوے جنکو وہ پسند کریں اور پرندوں کا گوشت جو انکو مرغوب ہو اور اُنکے لیئے گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں ہونگی (مراد حوریں ہیں جن کی رنگت ایسی صاف شفاف ہوگی) جیسے

اللغات العروب المتحببۃ الی زوجہا والعاشقۃ کذا فی القاموس ١٢ سموم النار والنظر فی حواشی سورۃ الطور یحموم الدخان والاسود من کل شئ کذا فی القاموس کریم نافع لمن یاوی الیہ من اذی الحر وذلک کرمہ فہناک استعارۃ

کذا فی الروح قولہ الی میقات بمعنی فی او عدی بالی لتضمن الجمع معنے السوق ١٢ النحو قولہ فمالئون منہا وقولہ فشاربون علیہ فی الکشاف انث ضمیر الشجر علی المعنی وذکرہ علی اللفظ فی قولہ منہا وعلیہ ١٢

فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْھِیْمِ ۝ ھٰذَا نُزُلُھُمْ یَوْمَ الدِّیْنِ ۝

پھر پینا بھی پیاسے اونٹوں کا سا　　ان لوگوں کی قیامت کے روز یہ دعوت ہوگی

(حفاظت سے) پوشیدہ رکھا ہوا موتی یہ اُنکے اعمال کے صلہ میں ملیگا (اور) وہاں نہ بک بک سُنیں گے اور نہ اور کوئی بیہودہ بات (سُنیں گے یعنی شراب پی کر یا ویسے بھی یہ اُمور مکدرہ للعیش نہ پائے جاوینگے) بس (ہر طرف سے) سلام ہی سلام کی آواز آوے گی (کقولہ تعالےٰ والملائکۃ یدخلون علیہم من کل باب سلام علیکم وقولہ تعالےٰ تحیتہم فیہا سلام جو کہ دلیل اکرام ہے غرض روحانی جسمانی ہر طرح کی لذت و مسرت اعلیٰ درجہ کی ہوگی یہ جزاء سابقین کا بیان کیا گیا) اور (آگے اصحاب الیمین کی جزا کی تفصیل ہے یعنی) جو داہنے والے ہیں وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں (اس اجمال کا اعادہ تفصیل کے قبل اسلیئے کیا گیا کہ اُس اجمال کو فصل ہو گیا تھا آگے انکے اچھے ہونے کا بیان ہے کہ) وہ اُن باغوں میں ہونگے جہاں بے خار بیریاں ہونگی اور تہ بتہ کیلے ہونگے اور لمبا لمبا سایہ ہوگا اور چلتا ہوا پانی ہوگا اور کثرت سے میوے ہونگے جو نہ ختم ہونگے (جیسے دُنیا کے میوے کہ فصل تمام ہونے سے تمام ہوجاتے ہیں) اور نہ اُن کی روک ٹوک ہوگی (جیسے دُنیا میں باغ والے اُس کی روک تھام کرتے ہیں) اور اونچے اونچے فرش (کیونکہ جن درجوں میں وہ بچھے ہیں وہ درجے بلند ہونگے اور چونکہ مقام خوش عیشی کے ذکر کا ہے اور خوش عیشی بدوں عورتوں کے کامل نہیں ہوتی اس طور پر ان اسباب عیش کا ذکر دال ہوگیا عورتوں کے ہونے پر بھی لہذا آگے بہشتی عورتوں کی طرف انشاناھن کی ضمیر راجع کر کے اُنکا ذکر فرمایا جاتا ہے کہ) ہم نے (وہاں کی) ان عورتوں کو (یہ عام ہے حوروں اور نساء دُنیا کو کما فی الروح عن الترمذی وغیرہ مرفوعًا انّ المنشآت اللاتی کن فی الدنیا عجائز عمشا رمصا غرض ہم نے اُن عورتوں کو) خاص طور پر بنایا ہے (جن کی تفصیل آگے ہے یعنی ہم نے اُنکو ایسا بنایا کہ وہ کنواریاں ہیں (یعنی بعد مقاربت کے پھر کنواری ہوجاویں گی کذا فی الدر عن ابی سعید مرفوعًا) اور محبوبہ ہیں (یعنی حرکات و شمائل و ناز و انداز و حُسن و جمال سب چیزیں اُن کی دلکش ہیں) اور اہل جنت کی ہم عمر ہیں (مر تحقیقہ فی سورۃ ص) یہ سب چیزیں داہنے والوں کے لیئے ہیں (آگے اس مفہوم کے مصداق کا تعدد بتلاتے ہیں یعنی) ان (اصحاب الیمین کا) ایک بڑا گروہ اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور ایک بڑا گروہ پچھلے لوگوں میں سے ہوگا (بلکہ متاخرین میں اصحاب الیمین متقدمین سے عدد میں اکثر ہونگے چنانچہ احادیث میں مصرح ہے کہ مجموعہ مؤمنین اس اُمت کا اُمم سابقہ کے مجموع مؤمنین سے اکثر ہونگے اور اس کی یہی صورت ہے کہ اصحاب الیمین زیادہ ہوں کیونکہ خواص مقربین کی اکثریت متقدمین میں خود آیت بالا سے ثابت ہے اور جب اصحاب الیمین مرتبہ میں مقربین سے کم ہیں تو اُن کی جزا بھی کم ہوگی سو اُس کی توجیہ یہ ہے کہ مقربین کی جزاء میں وہ سامان عیش زیادہ مذکور ہے جو اہل شہر کو زیادہ مرغوب ہے اور اصحاب الیمین کی جزا میں وہ سامان عیش زیادہ مذکور ہے جو اہل قریہ کو زیادہ مرغوب ہے پس اشارہ اس طرف ہوگیا کہ اُن میں ایسا تفاوت ہوگا جیسا اہل شہر و اہل قریہ میں کذا فی الروح) اور (آگے کفار کا اور اُنکے عقاب کا ذکر ہے یعنی) جو بائیں والے ہیں وہ بائیں والے کیسے بُرے ہیں (اور اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ) وہ لوگ آگ میں ہونگے اور کھولتے ہوئے پانی میں اور سیاہ دھوئیں کے سایہ میں جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ فرحت بخش ہوگا (یعنی سایہ سے ایک جسمانی نفع ہوتا ہے راحت برودت اور ایک روحانی نفع ہوتا ہے لذت و فرحت وہاں دونوں منفی ہونگے یہ وہی دُھواں ہے جس کا ذکر اوپر سورۂ رحمان میں آیا ہے و نحاس آگے اس عقاب کی وجہ ارشاد ہے کہ) وہ لوگ اسکے قبل (یعنی دُنیا میں) بڑی خوش حالی میں رہتے تھے اور (اُس خوش حالی کے غرہ میں) بڑی بھاری گناہ (یعنی شرک و کفر) پر اصرار کیا کرتے تھے (مطلب یہ کہ ایمان نہیں لائے تھے) اور (آگے اُنکے کفر کا بیان ہے جس کو زیادہ دخل ہے عدم طلب حق میں یعنی وہ) یوں کہا کرتے تھے کہ جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں (ہوکر) رہ گئے تو کیا (اسکے بعد) ہم دوبارہ زندہ کیئے جاوینگے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی (زندہ ہونگے۔ چونکہ منکرین قیامت میں بعض کفار پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی تھے اس لیئے اس کے متعلق ارشاد ہے کہ) آپ کہہ دیجئے کہ سب اگلے اور پچھلے جمع کیئے جاویں گے ایک معین تاریخ کے وقت پر پھر (جمع ہونیکے بعد) تم کو اے گمراہو جھٹلانیوالو درخت زقوم سے کھانا ہوگا پھر اُس سے پیٹ بھرنا ہوگا پھر اُس پر کھولتا ہوا پانی پینا ہوگا پھر پینا بھی پیاسے اونٹوں کا سا (غرض) ان لوگوں کی قیامت کے روز یہ دعوت ہوگی **ف** ولدان یعنی غلمان کے بارہ میں قول راجح جس کو خازن نے صحیح اور حقانی نے ظنًا مختصر کہا ہے یہ ہے کہ وہ ایک مستقل مخلوق ہیں مثل حور کے اور ولدان میں معنی ولادت کے ماخوذ نہیں اور حکمت اُنکے خادم بنانے میں محض قرب (جنت)

اللغات الھیم جمع اھیم الجمل الذی بہ الھیام بضم الھاء داء یصیب الابل ویشبہ الاستسقاء ۱۲

ع ۵ اس مقام کی مبسوط تحقیق تتمہ خامسہ ترجیح الراجح کے صفحہ ۵۵ و صفحہ ۵۶ و صفحہ ۹۸ تا صفحہ ۱۰۳ بذیل فصل ہفتم بابتہ ۱۳۳۶ھ میں مذکور ہے ملاحظہ ہو ۱۲ منہ

نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ۝ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ

ہم نے تم کو پیدا کیا ہے تو پھر تم تصدیق کیوں نہیں کرتے اچھا پھر یہ بتلاؤ تم جو منی پہونچاتے ہو اس کو تم آدمی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں ہم ہی نے تمہارے درمیان

الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ۝ عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ

موت کو ٹھیرا رکھا ہے اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں کہ تمہاری جگہ تم جیسے پیدا کر دیں اور تم کو ایسی صورت میں بنا دیں جن کو تم جانتے بھی نہیں اور تم کو اول پیدائش کا علم

النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ۝

حاصل ہے پھر تم کیوں نہیں سمجھتے اچھا پھر یہ بتلاؤ تم جو کچھ بوتے ہو اس کو تم اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں

لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ۝ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ

اور اگر ہم چاہیں تو اس کو چورا چورا کر دیں پھر تم متعجب ہو کر رہ جاؤ کہ ہم پر تاوان ہی پڑ گیا بلکہ بالکل محروم رہ گئے اچھا پھر یہ بتلاؤ کہ جس پانی

الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ۝ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا

کو تم پیتے ہو اس کو بادل سے تم برساتے ہو یا ہم برسانے والے ہیں اگر ہم چاہیں اس کو کڑوا کر ڈالیں سو تم

تَشْكُرُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ ۝

شکر کیوں نہیں کرتے اچھا پھر یہ بتلاؤ کہ جس آگ کو تم سلگاتے ہو اس کے درخت کو تم نے پیدا کیا ہے یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔

ہے بلا شبہت۔ اور مقربین و اصحاب الیمین کے باب میں جو اولین و آخرین آیا ہے اس کی تفسیر منصوص وہی ہے جو تقریر ترجمہ میں مع دلیل اختیار کی گئی اور بعض روایات میں جو آیا ہے ہما جمیعا من ہذہ الامۃ یہ اس طور پر مؤول ہے کہ مقصود تفسیر آیت کی نہو بلکہ مطلب یہ ہو کہ جس طرح قرآن میں مذکور ہے کہ اولین میں مقربین زیادہ ہیں اور آخرین میں کم اسی طرح خود اس امت میں بھی یہی نسبت ہوگی کہ قرون اولی میں مقربین زیادہ ہونگے اور متاخرین میں کم گو یہ قرآن کا مدلول نہو خوب سمجھ لو۔ اور اسی طرح قلیل من الآخرین کا مقربین کے بارہ میں ہونا اور ثلۃ من الآخرین کا اصحاب الیمین کی شان میں ہونا بھی صاف مدلول قرآنی ہے پس بعض روایات میں جو آیا ہے کہ جب قلیل من الآخرین نازل ہوا تو صحابہ کو شاق ہوا کہ امت محمدیہ میں سے قلیل ہی ہونگے اس پر ثلۃ من الآخرین نازل ہوا اھ اور اس روایت سے شبہہ ہوتا ہے کہ قلیل اور ثلۃ کا مصداق ایک ہی ہے تو یہ بھی اس طرح مؤول ہے کہ صحابہ نے اول مقربین کے بارہ میں جو قلیل من الآخرین سنا تو یہ گمان ہوا کہ شاید یہی نسبت امم سابقہ اور اس امت کے عوام مومنین میں بھی ہو کہ ان میں سے زیادہ ہوں اور اس امت میں کم اس لیئے دوسری آیت میں بتلا دیا گیا کہ وہ نسبت مقربین میں ہے اور اصحاب الیمین میں دوسری نسبت ہے اور اس روایت میں جو آیا ہے فنسخت وقلیل من الآخرین تو نسخ جیسا کہ آخر بقرہ تفسیر آیت للہ ما فی السموات الخ میں گذرا ہے سلف کی اصطلاح میں اصطلاح متاخرین سے عام معنے میں استعمال ہوتا تھا یعنی توضیح مراد و رفع اشتباہ کو بھی نسخ کہتے تھے اور حمیم و جحیم کے متعلق ایک تحقیق سورۂ مومن کے اخیر میں گذری ہے۔ اور اتراب کی تحقیق سورۂ ص میں گذری ہے ربط۔ اوپر علت عقاب میں کفار کا شرک و کفر و انکار بعث نقل فرمایا ہے آگے بعض تصرفات وجوہ نعمت بھی ہیں پھر کفر و شرک کیسے کرتے ہو اور یہ تصرفات دلائل قدرت بھی ہیں پھر امکان بعث کے کیسے منکر ہوتے ہو۔ ترہیب انکار توحید و بعث ببیان بعض تصرفات الہیہ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ۝ (الی قولہ تعالیٰ) فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝ ع

اللغات بمسبوقین عاجزین و لما استلزم عدم المسبوقیۃ الغلبۃ والقدرۃ عدی بعلی فتقدیر الکلام کذا ما نحن بمسبوقین بل نحن قادرون علی ان نبدل الخ الحرث العمل فی الارض الزرع الانبات تفکھون تعجبون تورون فی القاموس وریت النار وریا اقدحت ۱۲

البلاغۃ

قولہ ... افرءیتم فی مواضع الفاء للتعقیب فی السوال التقریری ان شئی من قولہ خلقناکم قولہ افرءیتم ما تمنون الخ قدم امر خلق الانسان من نطفۃ لان النعمۃ فی ذلک قبل النعمۃ فی الثلثۃ بعد ثم ذکر بعدہ ما بہ قوام الانسان من فائدۃ الحرث وہو الطعام الذی لا یستغنی عنہ الجسد الحی ذلک الحب الذی یختبز فیحتاج بعد حصولہ الی حصول الماء لیعجن بہ فلذا ذکر بعدہ ثم الی النار لتصیرہ خبزا فلذا ذکرت بعد الماء وقال بعضہم ان تقدیم امر الماء علی امر النار لان الاحتیاج الیہ اشد واکثر والانتفاع بہ اعم او فرد تاخیر منفعۃ کون النار متاعا عن کونہا تذکرۃ للتنبیہ علی ان الاہم ہو النفع الاخروی کذا فی الروح بتغییر ترتیب ۱۲ قولہ لو نشاء جعلنہ اجاجا حذفت اللام من جواب لو ہہنا لان اللام لمجرد التاکید فادخلت فی آیۃ المطعوم دون المشروب للدلالۃ علی ان امرہ مقدم علی امرہ وان الوعید بفقدہ اشد و اصعب من قبل ان المشروب تبع لہ ہکذا فی روح المعانی نقلا عن الزمخشری ۱۲

نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ۚ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ

ہم نے اُس کو یاد دہانی کی چیز اور مسافروں کے فائدہ کی چیز بنایا ہے سو اپنے عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح کیجئے

ہم نے تم کو (اول بار) پیدا کیا ہے (جس کو تم بھی تسلیم کرتے ہو) تو پھر تم (باعتبار اسکے نعمت ہونیکے توحید کی اور باعتبار اسکے دلیل قدرت علی الاعادہ ہونیکے بعث کی) تصدیق کیوں نہیں کرتے (آگے اس خلق کی پھر اسباب بقار کی تفصیل و تذکیر ہے یعنی) اچھا پھر یہ بتلاؤ تم جو (عورتوں کے رحم میں) منی پہونچاتے ہو اس کو تم آدمی بناتے ہو یا ہم بنانے والے ہیں (اور ظاہر ہے کہ ہم ہی بناتے ہیں اور) ہم ہی نے تمہارے درمیان میں موت کو (معین وقت پر) ٹھیرا رکھا ہے (مطلب یہ کہ بنانا اور اس بنائے ہوئے کو ایک وقت خاص تک باقی رکھنا یہ سب ہمارا ہی کام ہے آگے یہ بتلاتے ہیں کہ جیسا احداث و ابقار ذات ہمارا فعل ہے اسی طرح ابقار تمہاری صورت کا جو کہ مدار ہے تمہارے انتفاع کا اپنی ذات سے نیز ہمارا ہی فعل ہے اور) ہم اس سے عاجز نہیں ہیں کہ تمہاری جگہ تم جیسے (آدمی) پیدا کر دیں اور تم کو ایسی صورت بنا دیں جن کو تم جانتے بھی نہیں (یعنی مثلاً آدمی سے جانور کی صورت میں مسخ کر دیں جس کا گمان بھی نہ ہو) اور (آگے تنبیہ ہے امر مذکور سے استدلال پر یعنی) تم کو اول پیدائش کا علم حاصل ہے (کہ وہ ہماری قدرت سے ہے) پھر تم کیوں نہیں سمجھتے (کہ سمجھ کر اس نعمت کا شکر یعنی توحید بجا لاؤ اور بعث پر بھی استدلال کرو۔ آگے ایک دوسری تنبیہ ہے یعنی) اچھا پھر یہ بتلاؤ تم جو کچھ (تخم وغیرہ) بوتے ہو اس کو تم اُگاتے ہو یا ہم اُگانے والے ہیں (یعنی زمین میں ڈالنے میں تو تم کو کچھ دخل ہے بھی لیکن اس کو زمین سے نکالنا یہ کس کا فعل ہے آگے اس ایجاد کے موقوف علی القدرة ہونے کے بعد اس سے منتفع ہونے کا موقوف علی القدرة ہونا بتلاتے ہیں جیسا اوپر بھی فرمایا تھا یعنی) اگر ہم چاہیں تو اس (پیداوار) کو چورا چورا کر دیں (یعنی دانہ کچھ نہ پڑے پتی خشک ہو کر ریزہ ریزہ ہو جاوے) پھر تم متعجب ہو کر رہ جاؤ کہ (ایکے تو) ہم پر تاوان ہی پڑ گیا (یعنی سرمایہ میں نقصان آ گیا اور نقصان کیا) بلکہ بالکل ہی محروم رہ گئے (یعنی سارا ہی سرمایہ گیا گذرا۔ آگے تیسری تنبیہ ہے یعنی) اچھا پھر یہ بتلاؤ کہ جس پانی کو تم پیتے ہو اس کو بادل سے تم برساتے ہو یا ہم برسانے والے ہیں (آگے پھر اسی انتفاع کا موقوف علی القدرة ہونا ارشاد ہے کہ) اگر ہم چاہیں اس کو کڑوا کر ڈالیں تو تم شکر کیوں نہیں کرتے (جس کی فرد اعظم توحید و ترک کفر ہے آگے چوتھی تنبیہ ہے یعنی) اچھا پھر یہ بتلاؤ جس آگ کو تم سلگاتے ہو اس کے درخت کو (جس میں سے یہ جھڑتی ہے جس کا بیان آخر سورۂ یس میں آ چکا ہے اور اسی طرح جس ذرائع سے یہ پیدا ہوتی ہے اُن ذرائع کو) تم نے پیدا کیا ہے یا ہم پیدا کرنے والے ہیں ہم نے اُس کو (آتش دوزخ کی یا اپنی قدرت عجیبہ کی) یاد دہانی کی چیز اور مسافروں کے لیئے فائدہ کی چیز بنایا ہے (کہ اول دینی فائدہ اور دوسرا دنیوی اور تخصیص مسافر کی حصر کے لیئے نہیں بلکہ سفر میں آگ کمیاب ہونے سے ایک شئ عجیب ہوتی ہے اور متاعا میں اشارہ ہو گیا اسی توقف انتفاع علی القدرة کی طرف) سو (جس کی ایسی قدرت ہے) اپنے (اس) عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح (و تحمید) کیجئے (کہ کمال ذات و صفات مقتضی استحقاق حمد و ثنا ہیں اور نام کی تسبیح وغیرہ کی تحقیق آیۂ اخیرہ سورۂ رحمٰن میں گذر چکی) ؀

ف ۔ یہ سب اُمور نعم موجب للتوحید بھی ہیں اور دلائل موجبہ لاعتقاد القدرة علی البعث بھی ہیں ؀

ربط

اوپر توحید و بعث پر دلائل عقلیہ بیان کیئے گئے جن سے توحید کا وجوب اور بعث کا امکان ثابت ہو گیا چونکہ بعد امکان کے اصل مطلوب بعث وقوع ہے اور اس میں دلیل عقلی کے ساتھ دلیل نقلی دال علی الوقوع کے انضمام کی ضرورت ہے اور جن مضامین میں تنبیہ اسکے امکان عقلی پر کی گئی ہے جس طرح قرآن ان کو مشتمل ہے اسی طرح نصوص علی الوقوع کو بھی مشتمل ہے کہ ان کا انضمام دلالت علی الوقوع کے لیئے کافی ہے مگر ان کو قرآن میں بھی کلام تھا اس لیئے آگے قرآن کی حقانیت اور پھر بعث و مجازاة کا وقوع اور کسی قدر تفصیل مختصر جس پر سورت مبسوطاً مشتمل تھی ارشاد فرماتے ہیں اور دلالت علی البعث کے ساتھ یہ مضمون دال علی التوحید بھی ہے ؀

حقانیت قرآن کریم و تحقیق وقوع یوم عظیم

اللغات قوله للمقوين الداخلين فی القواء وہی القفر ای الارض الخالیة ۱۲

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۝ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْمٌ ۝ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌ ۝ فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝

سو میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے چھپنے کی اور اگر تم غور کرو تو یہ ایک بڑی قسم ہے کہ یہ ایک مکرم قرآن ہے جو ایک محفوظ کتاب میں درج ہے

لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَفَبِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ۝

کہ اس کو بجز پاک فرشتوں کے کوئی ہاتھ نہیں لگانے پاتا یہ رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا ہے سو کیا تم لوگ اس کلام کو سرسری بات سمجھتے ہو

وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ۝ فَلَوْلَاۤ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ۝ وَاَنْتُمْ حِیْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ۝ وَنَحْنُ

اور تکذیب کو اپنی غذا بنا رہے ہو سو جس وقت روح حلق تک آ پہونچتی ہے اور تم اس وقت تکا کرتے ہو اور ہم اس

اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ۝ فَلَوْلَاۤ اِنْ كُنْتُمْ غَیْرَ مَدِیْنِیْنَ ۝ تَرْجِعُوْنَهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ

شخص کے تم سے بھی زیادہ نزدیک ہوتے ہیں لیکن تم سمجھتے نہیں ہو تو اگر تمہارا حساب کتاب ہونے والا نہیں ہے تو تم اس روح کو پھر کیوں نہیں لوٹا لاتے ہو اگر

صٰدِقِیْنَ ۝ فَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ۝ فَرَوْحٌ وَّرَیْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِیْمٍ ۝ وَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنْ

تم سچے ہو پھر جو شخص مقربین میں سے ہوگا اسکے لیے تو راحت ہے اور غذائیں ہیں اور آرام کی جنت ہے اور جو شخص داہنے والوں میں سے ہوگا

اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ ۝ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ ۝ وَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِیْنَ الضَّآلِّیْنَ ۝ فَنُزُلٌ

تو اس سے کہا جاویگا کہ تیرے لیے امن امان ہے کہ تو داہنے والوں میں سے ہے اور جو شخص جھٹلانے والوں گمراہوں میں سے ہوگا تو کھولتے ہوئے

مِّنْ حَمِیْمٍ ۝ وَّتَصْلِیَةُ جَحِیْمٍ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْیَقِیْنِ ۝ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ ۝

پانی سے اس کی دعوت ہوگی اور دوزخ میں داخل ہونا ہوگا بیشک یہ تحقیقی یقینی بات ہے سو اپنے عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح کیجیے

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۝ (الی قولہ) لَهُوَ حَقُّ الْیَقِیْنِ ۝ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ ۝ اور دلائل عقلیہ سے امکان بعث کے ثابت ہونیکے بعد قرآن سے جو اسکا وقوع ثابت ہے اور تم اس قرآن کو نہیں مانتے) سو میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے چھپنے کی اور اگر تم غور کرو تو یہ ایک بڑی قسم ہے (اور قسم اس بات پر کھاتا ہوں) کہ یہ (قرآن جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا ہے بوجہ منزل من اللہ ہونے کے) ایک مکرم قرآن ہے جو ایک محفوظ کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں (پہلے سے) درج ہے (اور وہ لوح محفوظ ایسی ہے) کہ اس کو بجز پاک فرشتوں کے (کہ گناہوں سے بالکلیہ پاک ہیں) کوئی (شیطان وغیرہ) ہاتھ نہیں لگانے پاتا (اس کے مضامین پر مطلع ہونا چہ معنی پس وہاں سے یہاں خاص طور پر آنا فرشتے ہی کے ذریعہ سے ہے اور یہی نبوت ہے اور شیاطین اس کو نہیں لاسکتے کہ احتمال

اللغات مواقع من الوقوع بمعنی السقوط مصدر میمی جمع باعتبار کثرة النجوم قولہ مدھنون مدھنون بکسر یدھن فی الامر ای یلین جانبہ لا ینصلب فیہ تہاونا بہ واصل الادہان کما قیل جعل الادیم ونحوه مدہونا بشئ من الدھن وبراد بہ اللین المعنوی علی التجوز ١٢

النحو انہ لقرآن راجع الی القرآن بقرینة المقام لا یمسہ صفت لکتاب مکنون قولہ رزقکم بتقدیر قبلہ مضاف ای شکر رزقکم وما حملتہ ہو معنی حسن قولہ بلغت ای الروح او النفس ودل علیہ المقام قولہ فلولا ان کنتم فی الجلالین فلولا الثانیة تاکید للاولی واذا ظرف لترجعون المتعلق بہ الشرطان والمعنی ہلا ترجعونہا ان نفیتم البعث صادقین فی نفیہ قولہ فروح ای فلہ روح قولہ فسلام لک مبتدء بالقول ومن اصحٰب الیمین خبر لمبتدء فتقدیر الکلام ہکذا فیقال لہ سلام لک لانک من اصحٰب الیمین قولہ فنزل ای فلہ نزل قولہ حق الیقین الاضافة بمعنی من کما فی المدارک ای الحق الثابت من الیقین ١٢

البلاغة قولہ نحن اقرب ہو من اطلاق السبب ارادة المسبب فان القرب اقوی سبب للاطلاع والعلم کذا فی الروح قولہ کان من اصحٰب الیمین عبر عنہم بالعنوان السابق اذ لم یذکر لہم فیما سبق وصف ینبئ عن شانہم کما ذکر للفریقین الآخرین ولذا عبر عن السابقین بالمقربین وعن اصحاب الشمال بالمکذبین الضالین حیثما وصفوا بہ عند بیان احوالہم لقولہ تعالے ثم انکم ایہا الضالون المکذبون ولما وقع ہذا الکلام بعد تحقیق تکذیبہم ورده علی اتم وجہ لم یقع الکلام السابق کذلک قدم وصف التکذیب ہنا علی عکس ما تقدم ١٢

الروایات ذکر فی روایات عدیدة نزول آیة فلا اقسم الی تکذبون فی القائلین مطرنا بنوء کذا لکنہ یشکل ظاہر العدم ملائمتہ بما قبلہ فتوجیہہ ان الآیة کما ہی دالة علی البعث والتوبیخ علی انکاره کذلک ہی دالة علی التوحید والتوبیخ علے انکاره فکان ملائما لکلا الامرین المقام وسبب النزول ١٢ لطیفہ عجیبہ فی المدارک لیس فی ہذه السور الثلاث ذکر لفظ اللہ اقتربت الرحمٰن الواقعة اه واللہ اعلم باسراره اقول ومن اللطائف ان سورة المجادلة لا تخلو آیة من آیاتہا عن لفظ اللہ واللہ اعلم باسراره ١٢

سورۃ الحدید مدنیۃ وھی تسع وعشرون اٰیۃ

کہانت وغیرہ قادح نبوت ہو کقولہ تعالےٰ نزل بالروح الامین وقولہ تعالےٰ وما تنزلت بالشیاطین اس سے ثابت ہوا کہ) یہ رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا ہے (جو کہ اشارۃً کریم کا مدلول تھا۔ یہاں ستاروں کے چھپنے کی قسم مفہومًا و توجیہًا ایسی ہے جیسے شروع سورہ والنجم میں جس کا وہاں بیان ہو چکا ہے جس میں ستاروں کا باعتبار غروب کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موصوف بالنبوۃ اور منار الہدیٰ ہونے کا نظیر ہونا بھی بیان ہوا ہے جو کہ مقصود مقام ہے اور قسمیں جتنی قرآن میں ہیں بوجہ دلالت علی المطلوب کے سب ہی عظیم ہیں لیکن کہیں کہیں مطلوب کے خاص اہتمام اور اس پر زیادہ متنبہ کرنے کیلئے عظیم ہونے کی تصریح بھی فرمادی ہے کما ہہنا و فی الفجر حاصل مقام کا اجمالاً وہ ہے جو تفصیلاً اخیر رکوع سورۂ شعراء میں ارشاد ہوا ہے) سو (جب اس کا منزل من اللہ ہونا ثابت ہے تو) کیا تم لوگ اس کلام کو سرسری بات سمجھتے ہو (یعنی اسکو واجب التصدیق نہیں جانتے) اور (اس مداہنت سے بڑھ کر یہ کہ) تکذیب کو اپنی غذا بنا رہے ہو (اور اس لیئے توحید و وقوع قیامت کا بھی انکار کرتے ہو) سو (اگر یہ انکار حق ہے تو) جسوقت (مرنے کے قریب کسی شخص کی) روح حلق تک آپہونچتی ہے اور تم اُسوقت (بیٹھے حسرت آلود نگاہ سے) تکا کرتے ہو اور ہم (اُسوقت) اُس (مرنے والے) شخص کے تم سے بھی زیادہ نزدیک ہوتے ہیں (یعنی تم سے بھی زیادہ اس شخص کے حال سے واقف ہوتے ہیں کیونکہ تم تو صرف ظاہری حالت دیکھتے ہو اور ہم اُس کی باطنی حالت پر بھی مطلع ہوتے ہیں) لیکن (ہمارے اس قرب علمی کو بوجہ شوب جہل و کفر کے) تم سمجھتے نہیں ہو تو (فی الواقع) اگر تمہارا حساب کتاب ہونیوالا نہیں ہے (جیسا تمہارا زعم ہے) تو تم اُس روح کو (بدن کی طرف) پھر کیوں نہیں لوٹا لاتے ہو (جس کی اُسوقت تم کو تمنا بھی ہوا کرتی ہے) اگر (اس نفی بعث و حساب میں) تم سچے ہو (مطلب یہ کہ قرآن صادق ہے اور وقوع بعث کا ناطق ہے پس مقتضی وقوع متحقق ہوا اور مانع کوئی امر ہے نہیں پس وقوع ثابت ہو گیا اور اس پر بھی تمہارا انکار اور نفی کیئے چلا جانا بدلالت حال اس کو مستلزم ہے کہ گویا تم روح کو اپنے بس میں سمجھتے ہو کہ گو قیامت میں خدا دوبارہ روح ڈالنا چاہے جیسا مقتضا قرآن کا ہے مگر ہم نہ ڈالنے دینگے اور بعث نہونے دینگے جب ہی تو ایسی زور سے نفی کرتے ہو ورنہ جو اپنے کو عاجز جانے وہ دلائل وقوع کے بعد ایسے زور کی بات کیوں کہے سو اگر تم اپنے بس میں سمجھتے ہو تو ذرا اپنا زور اُسی وقت دکھلا دو جبکہ قریب الموت کے بقاء حیوۃ کے متمنی بھی ہوتے ہو اور دیکھ دیکھ کر رحم بھی آتا ہے دل گیر بھی ہوتے ہو اور وہ زور دکھلانا یہ کہ اس روح کو نکلنے نہ دو بدن میں لوٹا دو جب اس پر بس نہیں تو منع بعث پر بھی بس نہ ہوگا کیونکہ حق تعالےٰ کے ان دونوں تصرف میں امر مشترک واحد ہے نقل روح ایک میں من الداخل الی الخارج دوسرے میں من الخارج الی الداخل پس ایک میں تمہارا عاجز ہونا بعینہٖ دوسرے میں عاجز ہونا ہے پھر ایسے لاطائل دعوے کیوں کرتے ہو اور چونکہ مقام ہے نفی قدرت کا اور نفی علم مستلزم ہے نفی تعلق قدرت کو اس لیئے نحن اقرب جملہ معترضہ میں اُنکے علم تام کی نفی فرمادی اور چونکہ یہ دلیل کافی اُنکے لیئے شافی نہ ہوئی اس لیئے لاتبصرون میں توبیخ بھی فرمادی اور چونکہ اس تقریر سے اثبات قدرت بھی ہوا اس لیئے بعث کے ساتھ یہ توحید پر بھی دال ہے آگے کیفیت مجازاۃ کی ارشاد ہے یعنی یہ تو ثابت ہو چکا کہ قیامت اپنے وقت پر ضرور آویگی) پھر (جب قیامت واقع ہوگی تو) جو شخص مقربین میں سے ہوگا (جن کا ذکر اوپر آیا ہے السابقون الخ) اُسکے لیئے تو راحت ہے اور (فراغت کی) غذائیں ہیں اور آرام کی جنت ہے اور جو شخص داہنے والوں میں سے ہوگا (جن کا ذکر اوپر آیا ہے واصحاب الیمین الخ) تو اُس سے کہا جاویگا کہ تیرے لیئے (ہر آفت اور خطرہ سے) امن و امان ہے کہ تو داہنے والوں میں سے ہے (اور یہ کہنا خواہ ابتداءً ہو اگر فضل یا توبہ کے سبب اول ہی مغفرت ہو جاوے یا انتہاءً ہو اگر بعد سزا کے مغفرت ہو اور یہاں روح و ریحان کا ذکر نہ فرمانا نفی کے لیئے نہیں بلکہ اشارہ اسطرف ہے کہ یہ سابقین سے ان امور میں کم ہوگا) اور جو شخص جھٹلانے والوں (اور) گمراہوں میں سے ہوگا تو کھولتے ہوئے پانی سے اُس کی دعوت ہوگی اور دوزخ میں داخل ہونا ہوگا بیشک یہ (جو کچھ مذکور ہوا) تحقیقی یقینی بات ہے سو (جسکے یہ تصرفات ہیں) اپنے (اس) عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح (و تحمید) کیجئے (وقد مر آنفا فی الاسمہ کی تفسیر میں خاص طور پر کی قید اس لیئے ہے کہ مطلق اطلاع لوح محفوظ پر بواسطہ کشف یا اخبار ملک کے مستلزم نبوت نہیں اگر یہ مسلم ہو کہ غیر نبی کے لیئے ایسا ہو سکتا ہے ورنہ اس قید ہی کی حاجت نہیں الحمد للہ کہ تفسیر سورۂ واقعہ کی ختم ہوئی آگے سورۂ حدید کی تفسیر آتی ہے ان شاء اللہ تعالےٰ ۔۔

سورۃ الحدید مدنیۃ الا صدرھا الی قولہ مستخلفین الاٰیۃ فانہ مکی کما یتحصل من الروح
وھی تسع وعشرون اٰیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ

اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں سب جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہ زبردست حکمت والا ہے اُسی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی وہی حیات دیتا ہے اور موت دیتا ہے

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ هُوَ الَّذِيْ

اور وہی ہر چیز پر قادر ہے وہی پہلے ہے اور وہی پیچھے اور وہی ظاہر ہے اور وہی مخفی ہے اور وہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے وہ ایسا ہے کہ اُس نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا

آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا پھر عرش پر قایم ہوا وہ سب کچھ جانتا ہے جو چیز زمین کے اندر داخل ہوتی ہے اور جو چیز اس میں سے نکلتی ہے

وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۚ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ لَهٗ مُلْكُ

اور جو چیز آسمان سے اُترتی ہے اور جو چیز اُس میں چڑھتی ہے اور وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے خواہ تم لوگ کہیں بھی ہو اور وہ تمہارے سب اعمال کو بھی دیکھتا ہے اُسی کی سلطنت ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ○ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۚ وَهُوَ

آسمانوں اور زمین کی اور اللہ ہی کی طرف سب اُمور لوٹ جاویں گے وہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور وہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ

عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○

دل کی باتوں کو جانتا ہے

ربط سورت سابقہ کا خاتمہ اور اس سورت کا فاتحہ دونوں تسبیح پر مشتمل ہیں وہاں امر تھا یہاں خبر ہے اور مقصود اس خبر سے مع خبر دوسری افعال و صفات کے اثبات توحید ہے ؛

اثبات توحید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَهُوَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں سب جو کچھ آسمانوں اور زمین میں (مخلوقات) ہیں (خواہ قالاً خواہ حالاً) اور وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے اُسی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی وہی حیات دیتا ہے اور (وہی) موت دیتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے وہی (سب مخلوق سے) پہلے ہے اور وہی (سب کے فنا ذاتی یا صفاتی سے) پیچھے (بھی رہیگا یعنی اُس پر نہ عدم سابق طاری ہوا ہے جیسا سب مخلوق پر وقوعاً ہوا ہے اور نہ عدم لاحق طاری ہوگا خواہ وقوعاً جیسا فناء عالم کے وقت مخلوق پر ہوگا خواہ مرتبۂ ذات میں جو باوجود خلود اہل جنت و اہل نار کے بھی سب پر ہوگا کیونکہ مخلوق ابدی بھی ممکن ہی ہے اور ممکن مرتبۂ ذات میں عاری ہے وجود سے اُس عری کے وقت بھی حق تعالیٰ کے لیے وجوب ثابت ہے پس بایں معنی سب سے آخر وہی ہے و فسر بعض من ہذا فی قولہ تعالیٰ کل شئ ہالک) اور وہی (مطلق وجود کے اعتبار سے دلائل سے نہایت) ظاہر ہے اور وہی (کنہ ذات کے اعتبار سے نہایت) مخفی ہے (یعنی کوئی اُس کی ذات کا ادراک نہیں کرسکتا) اور (گو وہ خود تو ایسا ہے کہ مخلوق کو من وجہ معلوم ہے اور من وجہ غیر معلوم لیکن مخلوق سب من کل الوجوہ اُس کو معلوم ہے اور) وہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے (اور) وہ ایسا (قادر) ہے کہ اُس نے آسمان اور زمین کو چھ روز (کی مقدار زمانہ) میں پیدا کیا پھر عرش پر (جو کہ مشابہ ہے تخت سلطنت کے اس طرح) قایم (اور جلوہ فرما) ہوا (جو کہ اُس کی شان کے لائق ہے اور) وہ سب کچھ جانتا ہے جو چیز زمین کے اندر داخل ہوتی ہے (مثلاً بارش) اور جو چیز اس میں سے نکلتی ہے (مثلاً نباتات) اور جو چیز آسمان سے اُترتی ہے اور جو چیز اُس میں چڑھتی ہے (مثلاً ملائکہ نزول و عروج کرتے ہیں اور مثلاً احکام جن کا نزول ہوتا ہے اور اعمال جن کا صعود ہوتا ہے) اور (جس طرح اُن چیزوں کا اُس کو علم ہے اسی طرح

الروایات روی مسلم قال صلی اللہ علیہ وسلم انت الظاہر فلیس فوقک شئ وانت الباطن فلیس دونک شئ الحدیث والمراد لیس فوقک شئ فی الظہور ای انت اظہر من کل شئ و انت الباطن فلیس دونک ای وراءک والبعد منک فی البطون شئ ای انت ابطن من کل شئ لانہ لا یمکن اصلا معرفۃ حقیقتک اھ ۱۲

اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَکُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْہِ ۭ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَاَنْفَقُوْا لَھُمْ اَجْرٌ کَبِیْرٌ ۝

تم لوگ اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ اور جس مال میں تم کو اُس نے دوسروں کا قائم مقام بنایا ہے اُس میں سے خرچ کرو سو جو لوگ تم میں سے ایمان لے آویں اور خرچ کریں اُن کو بڑا ثواب ہوگا

وَمَا لَکُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ ۚ وَالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّکُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِیْثَاقَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝

اور تمہارے لیئے اسکا کون سبب ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ رسول تم کو اس بات کی طرف بلا رہے ہیں کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ اور خود خدا نے تم سے عہد لیا تھا اگر تم کو ایمان لانا ہو

ھُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِہٖٓ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۭ وَاِنَّ اللّٰہَ بِکُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝

وہ ایسا ہے کہ اپنے بندہ پر صاف صاف آیتیں بھیجتا ہے　تاکہ وہ تم کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف لاوے　اور بیشک اللہ تعالےٰ تمہارے حال پر بڑا شفیق مہربان ہے

وَمَا لَکُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلِلّٰہِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ

اور تمہارے لیئے اس کا کون سبب ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ سب آسمان اور زمین اخیر میں اللہ ہی کا رہ جاوے گا جو لوگ فتح مکہ سے پہلے خرچ کر چکے اور

قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ۭ اُولٰۗئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ۭ وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ

لڑ چکے برابر نہیں　وہ لوگ درجہ میں اُن لوگوں سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد میں خرچ کیا　اور لڑے　اور اللہ تعالےٰ نے بھلائی کا وعدہ

الْحُسْنٰی ۭ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝ مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ وَ

سب سے کر رکھا ہے اور اللہ تعالےٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے　کوئی شخص ہے جو اللہ تعالےٰ کو اچھی طرح قرض کے طور پر دے　پھر خدا تعالےٰ اُس کو اُس شخص کے لیئے بڑھاتا چلا

لَہٗٓ اَجْرٌ کَرِیْمٌ ۝

اُس کے لیئے اجر پسندیدہ ہے ؂

تمہارے تمام احوال کا بھی اُس کو علم ہے چنانچہ) وہ (علم و اطلاع کے اعتبار سے) تمہارے ساتھ رہتا ہے خواہ تم لوگ کہیں بھی ہو (یعنی تم کسی جگہ اُس سے مخفی نہیں رہ سکتے) اور وہ تمہارے سب اعمال کو بھی دیکھتا ہے اُسی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی اور اللہ ہی کی طرف سب اُمور (جوہریہ و عرضیہ) لوٹ جاویں گے (یعنی قیامت میں سب پیش ہو جاویں گے اس میں توحید کے ساتھ ضمناً بعث کا بھی اثبات ہو گیا اور اوپر لہٗ ملک السموات الخ فرمانا تقریر احیاء و اماتت کے لیئے ہے اور یہاں تحقیق بعث و اعادہ کے لیئے پس تکرار نہیں ہے) وہی رات (کے اجزاء) کو دن میں داخل کرتا ہے (جس سے دن بڑا ہو جاتا ہے) اور وہی دن (کے اجزاء) کو رات میں داخل کرتا ہے (جس سے رات بڑی ہو جاتی ہے) اور (اس قدرت کے ساتھ اُس کا علم ایسا ہے کہ) وہ دل کی باتوں تک کو جانتا ہے ؂ ربط اوپر توحید کا اثبات تھا آگے آمنوا باللہ میں اس توحید کے قبول کرنے کا امر اور اُسکے ساتھ رسول پر ایمان لانے کا امر کہ بدوں اُسکے رسول کی خبر سننے والوں کے لیئے توحید منجی نہیں اور اس حکم اصلی کے ساتھ ایک حکم فرعی یعنی انفاق فی سبیل اللہ کا امر کہ علامت ہے کمال الایمان باللہ و بالرسول کی و نیز معین ہے اشاعت اسلام میں جو اعظم مقصود ہے انفاق فی سبیل اللہ بمعنے الجہاد کا جیسا انفق کے ساتھ قاتل کا لانا اسکا قرینہ ہے جس سے حاصل مقام کا یہ ہوگا کہ خود بھی ایمان لاؤ اور دوسروں کے ایمان لانیکے واسطے بھی کوشش کرو اور ان اوامر کے ساتھ اُنکے فعل پر اجر و کرامت اور ترک پر ملامت ارشاد ہے ؂

ایجاب ایمان باللہ والرسول و انفاق فی سبیل اللہ

اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ سے لے کر قولہ تعالیٰ وَلَہٗٓ اَجْرٌ کَرِیْمٌ تک تم لوگ اللہ پر اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ اور (ایمان لا کر) جس مال میں تم کو اُس نے دوسروں کا قائم مقام بنایا ہے اُس میں سے (اُس کی راہ میں) خرچ کرو (اس عنوان استخلاف میں اسطرف اشارہ ہے کہ یہ مال تم سے پہلے اور کسی کے پاس تھا اور اسی طرح تمہارے بعد کسی اور کے ہاتھ میں چلا جاوے گا پس جب یہ سدا رہنے والی چیز نہیں تو اُس کو اس طرح جوڑ جوڑ کر رکھنا کہ ضروری مصرف میں بھی خرچ نہ کیا جاوے حماقت محضہ ہے) سو (اس حکم کے موافق) جو لوگ تم میں سے

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِم بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِي

جس دن آپ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو دیکھیں گے کہ ان کا نور اُنکے آگے اور ان کی طرف دوڑتا ہوگا آج تم کو بشارت ہے ایسے باغوں کی جن کے نیچے سے

ایمان لے آویں اور (ایمان لاکر اللہ کی راہ میں خرچ کریں انکو بڑا ثواب ہوگا اور (جو لوگ ایمان نہ لاویں ان سے ہم پوچھتے ہیں کہ) تمہارے لیے اس کا کون سبب ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے (اسی میں ایمان بالرسول آگیا) حالانکہ (دواعی تو یہ ایمان لانے کے موجود ہیں وہ یہ کہ) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم جن کی رسالت دلائل سے ثابت ہے) تم کو اس بات کی طرف بلا رہے ہیں کہ تم اپنے رب پر (حسب تعلیم اُس رب کے) ایمان لاؤ (ایک داعی تو یہ ہوا) اور (دوسرا داعی یہ کہ) خود خدا نے تم سے (ایمان لانیکا میثاق الست میں) عہد لیا تھا (جس کا اجمالی اثر تمہاری فطرت میں بھی موجود ہے اور رسل مؤیدین بالبراہین نے بھی اُس کی یاد دہانی کی سو) اگر تم کو ایمان لانا ہو (تو یہ دو داعی کافی ہیں ورنہ پھر ایمان لانے کے لیے کس داعی کا انتظار ہے کقولہ تعالیٰ فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یؤمنون۔ آگے اس مضمون والرسول الخ کی اور شرح ہے کہ) وہ ایسا (رحیم) ہے کہ اپنے بندۂ (خاص محمد صلے اللہ علیہ وسلم) پر صاف صاف آیتیں بھیجتا ہے (جو دلالت علی المقصود میں بوجہ حسن عبارت و صفت حقیت میں بوجہ اعجاز نہایت واضح ہیں) تاکہ وہ (بندۂ خاص) تم کو (کفر وجہل کی) تاریکیوں سے (ایمان اور علم حقایق کی) روشنی کی طرف لاوے (کقولہ تعالیٰ لتخرج الناس من الظلمات الی النور باذن ربہم) اور بیشک اللہ تمہارے حال پر بڑا شفیق مہربان ہے (کہ اُس نے ایسا رسول مخرج من الظلمات تمہاری طرف بھیجا) اور (اس مضمون میں تو ایمان نہ لانے پر سوال تھا اب عدم انفاق پر ہم پوچھتے ہیں کہ) تمہارے لیے اسکا کون سبب ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ (اسکا بھی ایک قوی داعی متحقق ہے وہ یہ کہ) سب آسمان اور زمین اخیر میں اللہ ہی کا رہجاویگا (جب سب مالک مرجاوینگے اور وہی رہ جاویگا پس جب سب مال ایک روز چھوڑنا ہے تو خوشی سے کیوں نہ دیا جاوے کہ ثواب بھی ہو اور آسمان کا ذکر کرنا باوجودیکہ کوئی مخلوق اُس کی مالک نہیں شاید اس نکتہ کے لیے ہو کہ جیسے آسمان بلا شرکت اُس کی ملک ہے اسی طرح زمین بھی حقیقۃً تو فی الحال بھی اور مآل میں ظاہراً بھی۔ یہ مضمون مستخلفین کی شرح کے طور پر ہوگیا آگے منفقین کے درجات کا تفاضل بتلاتے ہیں کہ گو خرچ کرنا بوجہ مامور بہ ہونے کے ہر ایک کے لیے جو ایمان لاکر خرچ کرے موجب اجر ہے لیکن پھر بھی تفاوت ہے وہ یہ کہ) جو لوگ فتح مکہ سے پہلے (فی سبیل اللہ) خرچ کرچکے اور (فی سبیل اللہ) لڑچکے (اور جو کہ بعد فتح مکہ کے لڑے اور خرچ کیا دونوں) برابر نہیں (بلکہ) وہ لوگ درجہ میں ان لوگوں سے بڑے ہیں جنھوں نے (فتح مکہ کے) بعد میں خرچ کیا اور لڑے اور (یوں) اللہ تعالیٰ نے بھلائی (یعنی ثواب) کا وعدہ سب سے کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے (اس لیے ثواب دونوں وقت کے عمل پر دینگے اس لیے جن لوگوں کو موقع فتح کے قبل خرچ کا نہیں ملا ہم انکو بھی ترغیباً کہتے ہیں) کوئی شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح (یعنی خلوص کے ساتھ) قرض کے طور پر دے پھر خدا تعالیٰ اُس (دیئے ہوئے ثواب) کو اُس شخص کے لیے بڑھاتا چلا جاوے اور (مضاعفۃ کے ساتھ) اُس کے لیے اجر پسندیدہ (تجویز کیا گیا) ہے (مضاعفۃ سے زیادۃ فی الکم اور کریم سے زیادۃ فی الکیف کی طرف اشارہ ہے) ف اور اس تفاوت قبل الفتح وبعد الفتح کی وجہ روح المعانی میں یہ لکھی ہے کہ قبل فتح نصرت بالنفس والمال کی احتیاج زیادہ تھی کیونکہ مسلمان کم تھے اور اعدار زیادہ تھے اور غنائم وغیرہ کی بھی اُمید نہ تھی اس لیے انفاق وقتال انفع واشد علی النفس تھا اور بعد میں ان اُمور میں تفاوت ہوگیا ربط اوپر ایمان و انفاق فی سبیل اللہ کا امر تھا آگے دو باتیں بتلاتے ہیں ایک یہ کہ ایمان مطلوب و مامور بہ وہ ہے جو کامل ہو یعنی اُس میں اقرار کے ساتھ تصدیق بھی ہو اور اعمال صالحہ بھی ہوں اس لیے ذکر مؤمنین کے بعد منافقین کا حرمان و خسران جنکو تصدیق حاصل نہ تھی اور اُسکے بعد ترک خشوع پر کہ محصل ہے اخلال بالاعمال کا معاتبہ و تحذیر ارشاد ہے اور دوسرا امر اس ایمان کامل کی اور بمقتضائے مقام اُس ایمان کے فروع میں سے انفاق فی سبیل اللہ کی فضیلت اور اُس پر بشارت ذکر کرنا مقصود ہے چنانچہ آیات آئندہ کے اول و آخر میں یہی مضمون ہے اور ہر چند کہ اوپر بھی اجمالاً فضیلت اُس کی مذکور ہے لیکن وہاں تبعاً و تقویۃ للامر ہے اور یہاں مقصوداً و مستقلاً ہے پھر عنوان بھی مختلف ہے پس تکرار بھی نہ رہا اور تتمیم مقابلہ کے لیے درمیان میں منافقین کے ساتھ اور آخر میں مؤمنین کے بعد کفار غیر مقرین و غیر مصدقین کی مذمت و عقوبت کا بیان ہے

بشارت مؤمنین و مصدقین و خسارۂ و مذمت منافقین و کافرین و مذمت غیر خاشعین

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (الی قولہ) أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ (وہ دن بھی قابل یاد کرنیکے ہے) جس دن آپ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں

رالنحو، جنت خبر للبشری یعنے المبشر بہ ۱۲ الملحقات الترجمۃ سلہ قولہ فی ان کنتم مومنین [illegible]

مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَاۚ ذَٰلِكَ هُوَ ٱلۡفَوۡزُ ٱلۡعَظِيمُ ۝ يَوۡمَ يَقُولُ ٱلۡمُنَٰفِقُونَ وَٱلۡمُنَٰفِقَٰتُ لِلَّذِينَ ءَامَنُواْ

نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے جس روز منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ

ٱنظُرُونَا نَقۡتَبِسۡ مِن نُّورِكُمۡ قِيلَ ٱرۡجِعُواْ وَرَآءَكُمۡ فَٱلۡتَمِسُواْ نُورٗاۖ فَضُرِبَ بَيۡنَهُم بِسُورٖ لَّهُۥ بَابُۢ

ہمارا انتظار کرلو کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کرلیں اُن کو جواب دیا جاوے گا کہ تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ پھر روشنی تلاش کرو پھر اُنکے درمیان میں ایک دیوار قائم کردی جاوے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا

بَاطِنُهُۥ فِيهِ ٱلرَّحۡمَةُ وَظَٰهِرُهُۥ مِن قِبَلِهِ ٱلۡعَذَابُ ۝ يُنَادُونَهُمۡ أَلَمۡ نَكُن مَّعَكُمۡۖ قَالُواْ بَلَىٰ وَلَٰكِنَّكُمۡ فَتَنتُمۡ

اُسکے اندرونی جانب میں رحمت ہوگی اور بیرونی جانب کی طرف عذاب ہوگا یہ اُن کو پکاریں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے وہ کہیں گے کہ تھے تو سہی لیکن تم نے اپنے کو گمراہی

أَنفُسَكُمۡ وَتَرَبَّصۡتُمۡ وَٱرۡتَبۡتُمۡ وَغَرَّتۡكُمُ ٱلۡأَمَانِيُّ حَتَّىٰ جَآءَ أَمۡرُ ٱللَّهِ وَغَرَّكُم بِٱللَّهِ ٱلۡغَرُورُ ۝ فَٱلۡيَوۡمَ

میں پھنسا رکھا تھا اور تم منتظر رہا کرتے تھے اور تم شک کیا کرتے تھے اور تم کو تمہاری بیہودہ تمناؤں نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا یہاں تک کہ تمہیر خدا کا حکم آپہونچا اور تم کو دھوکہ دینے والے نے اللہ کے ساتھ

لَا يُؤۡخَذُ مِنكُمۡ فِدۡيَةٞ وَلَا مِنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْۚ مَأۡوَىٰكُمُ ٱلنَّارُۖ هِيَ مَوۡلَىٰكُمۡۖ وَبِئۡسَ ٱلۡمَصِيرُ ۝ أَلَمۡ

نہ تم سے کوئی معاوضہ لیا جاویگا اور نہ کافروں سے تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے وہی تمہاری رفیق ہے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے کیا

يَأۡنِ لِلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَن تَخۡشَعَ قُلُوبُهُمۡ لِذِكۡرِ ٱللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ ٱلۡحَقِّ وَلَا يَكُونُواْ كَٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلۡكِتَٰبَ

ایمان والوں کے لیئے اس بات کا وقت نہیں آیا کہ اُنکے دل خدا کی نصیحت کے اور جو دین حق نازل ہوا ہے اُس کے سامنے جھک جاویں اور اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاویں جنکو اُنکے قبل کتاب

مِن قَبۡلُ فَطَالَ عَلَيۡهِمُ ٱلۡأَمَدُ فَقَسَتۡ قُلُوبُهُمۡۖ وَكَثِيرٞ مِّنۡهُمۡ فَٰسِقُونَ ۝ ٱعۡلَمُوٓاْ أَنَّ ٱللَّهَ يُحۡيِ ٱلۡأَرۡضَ

ملی تھی پھر اُن پر ایک زمانہ دراز گذر گیا پھر اُنکے دل سخت ہوگئے اور بہت سے آدمی اُن میں کے کافر ہیں یہ بات جان لو کہ اللہ تعالےٰ زمین کو اُسکے خشک ہوئے

بَعۡدَ مَوۡتِهَاۚ قَدۡ بَيَّنَّا لَكُمُ ٱلۡأٓيَٰتِ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُونَ ۝ إِنَّ ٱلۡمُصَّدِّقِينَ وَٱلۡمُصَّدِّقَٰتِ وَأَقۡرَضُواْ ٱللَّهَ قَرۡضًا

پیچھے زندہ کردیتا ہے ہم نے تم سے نظائر بیان کردیئے ہیں تاکہ تم سمجھو بلاشبہ صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور یہ اللہ کو خلوص کے ساتھ قرض دے رہے ہیں

حَسَنٗا يُضَٰعَفُ لَهُمۡ وَلَهُمۡ أَجۡرٞ كَرِيمٞ ۝ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ بِٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦٓ أُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلصِّدِّيقُونَۖ وَ

وہ صدقہ اُن کے لیئے بڑھا دیا جاویگا اور اُنکے لیئے اجر پسندیدہ ہے اور جو لوگ اللہ پر اور اُسکے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں ایسے ہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور

ٱلشُّهَدَآءُ عِندَ رَبِّهِمۡ لَهُمۡ أَجۡرُهُمۡ وَنُورُهُمۡۖ وَٱلَّذِينَ كَفَرُواْ وَكَذَّبُواْ بِـَٔايَٰتِنَآ أُوْلَٰٓئِكَ أَصۡحَٰبُ ٱلۡجَحِيمِ ۝

شہید ہیں اُن کے لیئے اُن کا اجر اور اُن کا نور ہوگا اور جو لوگ کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا یہی لوگ دوزخی ہیں

کو دیکھیں گے کہ اُن کا نور اُنکے آگے اور اُن کی داہنی طرف دوڑتا ہوگا (یہ نور پل صراط پر سے گذرنے کے لیئے اُنکے ہمراہ ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ بائیں طرف بھی ہوگا کذا فی الدر المنثور تو تخصیص داہنی طرف کی شاید اس لیئے ہو کہ اُس طرف نور زیادہ قوی ہوا ور نکتہ اس تخصیص میں شاید یہ ہو کہ شعار ہو اُنکے نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیئے جانیکا اور سامنے نور ہونا ایسے موقع پر عادت شائعہ ہے) اور اُن سے کہا جاویگا کہ آج تم کو بشارت ہے ایسے باغوں کی جنکے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے (اور) یہ بڑی کامیابی ہے (یا تو یہ بات بھی اُسی وقت کہی جاویگی یا وقت اخبار کے کہی جارہی ہے اور بشریٰکم کہنے والے غالباً فرشتے ہیں لقولہ تعالےٰ تتنزل علیہم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا الخ یا حق تعالیٰ اس خطاب سے مشرف فرماویں) اور یہ وہ دن ہوگا جس روز منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے (پل صراط پر) کہیں گے کہ (ذرا) ہمارا انتظار کرلو کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کرلیں (یہ اُسوقت ہوگا جبکہ مسلمان اپنے اعمال و ایمان کی برکت سے بہت آگے بڑھ جاویں گے اور منافقین جو کہ پل صراط پر مسلمانوں کے ساتھ چڑھائے جاوینگے پیچھے اندھیری میں رہ جاوینگے خواہ اُنکے پاس پہلے ہی

اللغات انظرونا انتظرونا فتنتم من الفتنۃ بمعنے الاضلال الامد الغایۃ ۱۲ النحو قولہ یوم یقول بدل یوم السابق قولہ اقرضوا اللہ جملۃ معترضۃ لبیان علۃ الحکم ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ الم یأن للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبہم الاٰیۃ صریح فی لزوم تحصیل الخشوع وان القسوۃ تنشأ من طول الغفلۃ ویدرک ھٰذا کلہ اھل الطریق بما لہم من البصیرۃ باحوالہم واحوال غیرہم فی الروح ومن احس بقسوۃ فی قلبہ فلیہرع الی ذکر اللہ تعالیٰ وتلاوۃ کتابہ یرجع الیہ حالہ کما اشار الیہ قولہ عزوجل اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتہا فھی تمثیل ذکر استطراداً لاحیاء القلوب القاسیۃ بالذکر والتلاوۃ باحیاء الارض المیتۃ بالغیث للترغیب فی الخشوع والتحذیر عن القساوۃ اھ قولہ تعالیٰ والذین اٰمنوا باللہ الیٰ قولہ عند ربہم دل علے ان الصدیقیۃ والشہادۃ لہا مراتب فالادنیٰ منہما عام لکل مؤمن کالولایۃ العامۃ ویؤیدہ ما فی الدر انہ اخرج ابن ابی حاتم عن ابی ہریرۃ انہ قال یوماً لقوم عندہ کلکم صدیق و شہید قیل ما تقول یا اباہریرۃ قال اقرأوا والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ اولٰئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم الخ

ع ۹ ۱۸

ترجمہ

قولہ تعالیٰ الم یأن للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبہم اس میں صریح دلالت ہے خشوع کے لزوم پر اور اسپر کہ قسوت طول غفلت سے پیدا ہوتی ہے اور اس پر کہ قسوت کا

سے نور نہ ہوا جیسا کہ دُر منثور کی ایک روایت میں ہے کہ اُنکے پاس بھی قدرے نور ہوا اور پھر وہ گل ہو جاوے اور حکمت عطاء نور میں یہ ہو کہ دُنیا میں ظاہر میں باعتبار اعمال کے وہ مسلمانوں کے ساتھ رہا کرتے تھے مگر باعتبار اعتقاد کے دل سے جُدا تھے اس لیئے اُنکو اولاً بمقتضائے اُن اعمال ظاہری کے نور مل جاوے مگر بمقتضائے فقدان تصدیق پھر وہ مفقود ہو جاوے نیز اُنکے خداع کی جزا بھی ہے کہ اول اُنکو نور مل گیا پھر خلاف گمان مفقود ہو گیا غرض وہ مسلمانوں سے ٹھیرنے کو کہیں گے) اُن کو جواب دیا جاویگا (یہ جواب دینے والے خواہ فرشتے ہوں یا مومنین ہوں) کہ تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ پھر (وہاں سے) روشنی تلاش کرو (حسب روایت در منثور اس پیچھے سے مراد وہ جگہ ہے جہاں بعد ظلمت شدید پلصراط پر چڑھنے کے وقت نور تقسیم ہوا تھا یعنی نور تقسیم ہونیکی جگہ وہ ہے وہاں جاکر لو چنانچہ وہ اُدھر جاوینگے جب وہاں بھی کچھ نہ ملے گا پھر اِدھر ہی آوینگے) پھر (مسلمانوں کے پاس نہ پہونچ سکیں گے بلکہ) اُن (فریقین) کے درمیان میں ایک دیوار قایم کردی جاویگی جس میں ایک دروازہ (بھی) ہوگا (جس کی کیفیت یہ ہے کہ) اُسکے اندرونی جانب میں رحمت ہوگی اور بیرونی جانب کی طرف عذاب ہوگا (حسب روایت در منثور یہ دیوار اعراف ہے اور اندرونی جانب سے مراد مومنین کی طرف والی جانب اور بیرونی جانب سے مراد کافروں کی طرف والی جانب اور رحمت سے مراد جنت اور عذاب سے مراد دوزخ۔ اور شاید یہ دروازہ بات چیت کے لیئے ہو یا اسی دروازہ میں سے جنت میں جانے کا رستہ ہو اور زیادہ تحقیق اعراف کی سورۂ اعراف کے رکوع پنجم میں گذری ہے غرض جب اُن میں اور مسلمانوں میں دیوار حائل ہو جاوے گی اور یہ خود تاریکی میں رہ جاوینگے تو اُس وقت) یہ (منافق) اُن (مسلمانوں) کو پکاریں گے کہ کیا (دُنیا میں) ہم تمہارے ساتھ نہ تھے (یعنی اعمال و طاعات میں تمہارے شریک رہا کرتے تھے تو آج بھی رفاقت کرنا چاہیئے) وہ (مسلمان) کہیں گے کہ (ہاں) تھے تو سہی لیکن (ایسا ہونا کس کام کا کیونکہ محض ظاہر میں ساتھ تھے اور باطنی حالت تمہاری یہ تھی کہ) تم نے اپنے کو گمراہی میں پھنسا رکھا تھا اور (وہ گمراہی یہ تھی کہ تم پیغمبر اور مسلمانوں سے عداوت رکھتے تھے اور اُنپر حوادث واقع ہونیکے) تم منتظر (اور متمنی) رہا کرتے تھے اور (اسلام کے حق ہونے میں) تم شک رکھتے تھے اور تم کو تمہاری بیہودہ تمناؤں نے دہوکہ میں ڈال رکھا تھا یہاں تک کہ تم پر خدا کا حکم آپہونچا (مراد بیہودہ تمناؤں سے یہ کہ اسلام مٹ جاوے گا اور یہ کہ ہمارا مذہب حق اور موجب نجات ہے۔ اور مراد حکم خدا سے موت ہے یعنی عمر بھر ان ہی کفریات پر مصر رہے توبہ بھی نہ کی) اور تم کو دہوکہ دینے والے (یعنی شیطان) نے اللہ کے ساتھ دہوکہ میں ڈال رکھا تھا (وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ ہم پر مواخذہ نہ کریگا حاصل مجموعہ کا یہ ہے کہ ان کفریات کی وجہ سے تمہاری معیت ظاہر یہ نجات کے لیئے کافی نہیں) غرض آج نہ تم سے کوئی معاوضہ لیا جاوے گا اور نہ کافروں سے (یعنی اول تو معاوضہ دینے کے واسطے تمہارے پاس کوئی چیز ہے نہیں لیکن بالفرض اگر ہوتی بھی تب بھی مقبول نہ ہوتی کیونکہ یہ دار الجزاء ہے دار العمل نہیں) اور تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے وہی تمہاری (ہمیشہ کے لیئے) رفیق ہے اور وہ (واقعی) بُرا ٹھکانا ہے (یہ قول فالیوم الخ یا تو مومنین کا ہو یا حق تعالیٰ کا اس تمام تر بیان سے ثابت ہو گیا کہ جس ایمان میں تصدیق نہ ہو وہ کالعدم ہے آگے بتلاتے ہیں کہ جس ایمان میں طاعات ضروریہ کی کمی ہو وہ گو کالعدم نہیں لیکن کامل بھی نہیں اس لیئے اُس کی تکمیل کے لیئے بصورت عتاب کے مسلمانوں کو حکم فرماتے ہیں پس ارشاد ہے کہ) کیا ایمان والوں (میں سے جو لوگ طاعات ضروریہ میں اخلال[۱] کرتے ہیں جیسے عصاۃ مومنین کی حالت ہوتی ہے تو کیا اُن) کے لیئے (ابھی) اس بات کا وقت نہیں آیا کہ اُنکے دل خدا کی نصیحت کے اور جو دین حق (منجانب اللہ) نازل ہوا ہے (کہ وہی نصیحت خداوندی ہے) اُسکے سامنے جھک جاویں (یعنی دل سے عزم پابندی طاعات ضروریہ و ترک معاصی کا کرلیں اور اس کو خشوع بمعنے سکون اس لیئے کہا کہ دل کا حالت مطلوبہ پر کہ مشابہ حالت اصلیہ کے ہے رہنا سکون ہے اور معصیت کی طرف جانا مشابہ حرکت کے ہے) اور (خشوع بالمعنی المذکور میں دیر کرنے سے جس کا حاصل تاخیر فے التوبہ ہے وہ) اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاویں جنکو اِنکے قبل کتاب (آسمانی) ملی تھی (یعنے یہود و نصاریٰ کہ اُنھوں نے بھی برخلاف

ملحقات الترجمہ: ۱ قولہ فی الذین اٰمنوا اخلال کرتے ہیں الخ اشارة الی ان المراد غیر الخاشعین بقرینة المر یاْنِ نقلہ فی الروح عن الزجاج لما فسرت بہ الخشوع منا یدبما فی الروح من تفسیرہ بالانقیاد التام لاوامرہ ونواہیہ والعکوف علی العمل بما فیہ من الاحکام من غیر توان ولا فتور ویؤیدہ الروایة التی فی الدر عن الاعمش قال لما قدم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینة فاصابوا من لین العیش ما اصابوا بعد ما کان لہم من الجہد فکانہم فتروا عن بعض ما کانوا علیہ فعوتبوا فنزلت الم یان الخ وایضا تعاضدہ القواعد الشرعیة حیث لا یلام علی ترک المستحب والالزم الامر بالتزام المستحب والاصرار علیہ اعتقادا وہو من الرہبانیة التی ذکرت فی آخر السورة بصفة انہا ابتدعت وما کتبت علیہم واما ماذکر فی لباب النقول من نزولہا فی اصحاب ظہر فیہم المزاح والضحک فعلی تقدیر صحة السند وثبوت النزول فیہم بدلیل محمول علی ضحک نشأ من الغفلة القلبیة او نشأت فیہ الغفلة القلبیة ۱۲

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ

تم خوب جان لوکہ دُنیوی حیات محض لہو ولعب　اور زینت　اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا　اور اموال اولاد میں ایک دوسرے سے اپنے کو زیادہ بتلانا ہو جیسے مینہ ہے

اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ

کہ اُس کی پیداوار　کاشتکاروں کو اچھی معلوم ہوتی ہو　پھر وہ خشک ہو جاتی ہو سو اُس کو تو زرد دیکھتا ہو پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہو اور آخرت میں عذاب شدید ہے اور خدا

مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا

اور رضامندی ہو　اور دُنیوی زندگانی محض دہوکہ کا اسباب ہے　تم اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف دوڑو　اور ایسی جنت کی طرف

كَعَرْضِ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ

جس کی وسعت آسمان اور زمین کی وسعت کی برابر ہے وہ اُن لوگوں کے واسطے تیار کی گئی ہو جو اللہ پر اور اُسکے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں یہ اللہ کا فضل ہو وہ اپنا فضل جس کو چاہیں عنایت

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

اور اللہ بڑے فضل والا ہے

مقتضائے اپنی کتابوں کے شہوات و معاصی میں انہماک شروع کیا) پھر (اسی حالت میں) اُنپر ایک زمانہ دراز گذر گیا (اور توبہ نہ کی) پھر (اس توبہ نہ کرنے سے) اُنکے دل (خوب ہی) سخت ہوگئے (کہ ندامت و ملامت اضطراری کبھی نہ ہوتی تھی) اور (اس کی نوبت یہانتک پہونچی کہ اُسی قساوت کی بدولت) بہت سے آدمی اُن میں کے (آج) کافر ہیں (کیونکہ معصیت احیاناً اعتیاد و اصرار و استحسان و عار قبول حق و عداوت بنی ناصح کی وجہ سے مفضی الی الکفر ہو جاتی ہے مطلب یہ کہ مُسلمان کو جلدی توبہ کر لینا چاہیئے کیونکہ بعض اوقات پھر توبہ کی توفیق نہیں ہوتی اور بعض اوقات کفر تک نوبت پہونچ جاتی ہو آگے فرماتے ہیں کہ اگر تم لوگوں کے دلوں میں معاصی سے کوئی خرابی کم و بیش پیدا ہوگئی ہو تو اُس کو اس وہم سے مانع توبہ نہ سمجھو کہ اب توبہ سے کیا اصلاح ہوگی بلکہ) یہ بات جان لو کہ اللہ تعالے (کی ایسی شان ہے کہ وہ) زمین کو اُسکے خشک ہوئے پیچھے زندہ کر دیتا ہے (بس اسیطرح توبہ کرنے پر اپنی رحمت سے قلب مُردہ کو زندہ اور درست کر دیتا ہے پس مایوس نہونا چاہیئے کیونکہ) ہم نے تم سے (اسکے) نظائر بیان کر دیئے ہیں تاکہ تم سمجھو (نمونہ سے مراد جیسا مدارک میں ہو احیاء ارض ہے اور شاید جمع لانا بوجہ تکرار و تنوع کے ہو یا جنسیت میں جمعیت ملحوظ ہو۔ آگے فضیلت انفاق مذکورہ بالا کی ارشاد ہے یعنی) بلاشبہ صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور یہ (صدقہ دینے والے) اللہ کو خلوص کے ساتھ قرض دے رہے ہیں وہ صدقہ (باعتبار ثواب کے) اُنکے لیئے بڑہا دیا جاویگا اور (مضاعفت کے ساتھ) اُنکے لیئے اجر پسندیدہ (تجویز کیا گیا ہے (تفسیر اس کی ابھی گذر چکی ہو) اور (آگے فضیلت ایمان مذکورہ بالا کی ارشاد ہو کہ) جو لوگ اللہ پر اور اُسکے رسولوں پر (پورا) ایمان رکھتے ہیں (جس کا مطلوب ہونا اور یہ معلوم ہوا ہو کہ اس میں تصدیق اور پابندی طاعات علی وجہ الکمال ہو) ایسے ہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں (جس کا بیان سورہ نساء کے رکوع نہم میں آ چکا ہو یعنی یہ مراتب کمال ایمان کامل ہی کی بدولت نصیب ہوتے ہیں اور شہید کا حاصل باذل نفس فی اللہ گو قتل ہونا اختیار سے خارج ہو) اُنکے لیئے (جنت میں) اُنکا اجر (خاص) اور (صراط پر) اُنکا نور (خاص) ہوگا اور (آگے کُفار کا مقابلہ کے لیئے ذکر فرماتے ہیں کہ) جو لوگ کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا یہی لوگ دوزخی ہیں ❊ ف پُل صراط پر کافروں کا حال اس لیئے نہیں بیان کیا کہ وہ موافق ظاہر آیت ادخلوا ابواب جہنم الخ صراط پر نہ چڑہینگے بلکہ دروازوں سے داخل ہونگے وصرح بہ الشاہ عبدالقادر الدہلوی رحمہ اللہ تعالے ویؤیدہ بعض ما فی الدر سہنار بطہ اوپر آخرت کے مثوبات و عقوبات کا ذکر تھا آگے آخرت کا واجب الاہتمام اور باقی ہونا اور دُنیا کا کہ جس کا اشتغال مانع ہوتا ہو اہتمام آخرت سے ناقابل التفات و فانی ہونا مذکور ہو یدل علی ہذا الغرض قولہ تعالے سابقوا الخ ❊

تزہید فی الدنیا و ترغیب فی العقبیٰ

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ (الے قولہ) وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ تم خوب جان لو کہ

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ اعلموا انما الحیوة الدنیا لعب ولهو الخ فیہ من التزهید فی الدنیا ما لا یخفی ❊ ❊ ❊

ترجمہ

قولہ تعالے اعلموا انما الحیوة الدنیا لعب ولهو الخ اس میں تزہید فی الدنیا صریح مذکور ہے ❊ ❊ ❊ ❊

اللغات قولہ تکاثر ادعاء الاستکثار کذا فی المدارک ۱۲

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ

کوئی مصیبت نہ دُنیا میں آتی ہے اور نہ خاص تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک کتاب میں لکھی ہے قبل اسکے کہ ہم اُن جانوں کو پیدا کریں یہ اللہ کے نزدیک

عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰي مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۝

آسان کام ہے تاکہ جو چیز تم سے جاتی رہے تم اُس پر رنج نہ کرو اور تاکہ جو چیز تم کو عطا فرمائی ہے اُسپر اتراؤ نہیں اور اللہ تعالےٰ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝

جو ایسے ہیں کہ خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی بخل کی تعلیم کرتے ہیں اور جو شخص اعراض کرے گا تو اللہ تعالےٰ بے نیاز ہیں سزاوار حمد ہیں ؏

(آخرت کے مقابلہ میں) دُنیوی حیات (ہرگز قابل اشتغال مقصود نہیں کیونکہ) وہ محض لہو ولعب اور (ایک ظاہری) زینت اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا (قوت وجمال اور دُنیوی ہنر وکمال میں) اور اموال اولاد میں ایک کا دوسرے سے اپنے کو زیادہ بتلانا ہے (یعنے مقاصد دُنیا کے یہ ہیں کہ بچپن میں لہو ولعب کا غلبہ ہیتا ہے اور جوانی میں زینت و تفاخر کا اور بڑھاپے میں مال و دولت آل اولاد کو گنوانا اور یہ سب مقاصد فانی اور خواب خیال محض ہیں جس کی مثال ایسی ہے) جیسے مینہ (برستا) ہے کہ اُس کی پیداوار (کھیتی) کاشتکاروں کو اچھی معلوم ہوتی ہے پھر وہ (کھیتی) خشک ہو جاتی ہے سو اُس کو تو زرد دیکھتا ہے پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے (اسی طرح دُنیا چند روزہ بہار ہے پھر زوال و اضمحلال یہ تو دُنیا کی حالت ہوئی) اور آخرت (کی کیفیت یہ ہے کہ اُس) میں (دو چیزیں ہیں ایک تو کفار کے لیے) عذاب شدید ہے اور (دوسری اہل ایمان کے لیے) خدا کی طرف سے مغفرت اور رضامندی ہے (اور یہ دونوں باقی ہیں پس آخرت تو باقی ہے) اور دُنیوی زندگانی محض (فانی ہے جیسے فرض کرو کہ ایک) دھوکہ کا اسباب ہے (وہ مر تفسیرہ فی آل عمران قریبًا من الاخیر پس جب متاع دُنیا فانی اور دولت آخرت باقی ہے جو ایمان کی بدولت نصیب ہوتی ہے تو تم کو چاہیئے کہ) تم اپنے پروردگار کی مغفرت کیطرف دوڑو اور (نیز) ایسی جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان اور زمین کی وسعت کی برابر ہے (یعنی اس سے کم کی نفی ہے زیادہ کی نفی نہیں اور) وہ اُن لوگوں کے واسطے تیار کی گئی ہے جو اللہ پر اور اُسکے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں (اور) یہ (مغفرت و رضوان) اللہ کا فضل ہے وہ اپنا فضل جس کو چاہیں عنایت کریں اور اللہ بڑے فضل والا ہے (اس میں اشارہ ہے کہ اپنے اعمال پر کوئی مغرور نہو اور اپنے اعمال پر استحقاق جنت کا مدعی نہ ہو یہ محض فضل ہے جس کا مدار مشیت پر ہے مگر ہم نے اپنی رحمت سے ان عملوں کے کرنیوالوں کے ساتھ مشیت متعلق کر لی اگر ہم چاہتے تو مشیت نہ کرتے کہ القدرۃ تتعلق بالضدین) ربط دُنیا کی دو حالتیں ہیں مسرت اور مضرت اور یہ دونوں مختلف حیثیتوں سے اشتغال بالآخرت سے مانع ہو جاتی ہیں اوپر سرار و نعمت کا ذکر تھا کہ اسکے فنار کو پیش نظر رکھ کر مانع نہ ہونے دیا جاوے آگے ضرار و مصیبت کا ذکر ہے کہ اسکے مقدر ہونیکو پیش نظر رکھ کر مانع نہ ہونے دیا جاوے اور چونکہ سرار کا مانع ہونا اکثر ہے اسلئے مقدر ہونیکی صفت میں اُس کو بھی شریک کر کے اُس کی عدم مانعیت عن الآخرۃ کو مکرر فرما دیا اور چونکہ نعمت سے فخر و بخل وغیرہ صفات ذمیمہ پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ احیانًا اعراض عن الحق تک مفضی ہو جاتے ہیں اس لیئے ان ذمائم پر وعید فرماتے ہیں ؏

ذم جزع بر نقم و فرح بر نعم و دیگر ذمائم مانعہ عن الآخرۃ

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ (الیٰ قولہ تعالیٰ) فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ کوئی مصیبت نہ دُنیا میں آتی ہے اور نہ خاص تمہاری جانوں میں مگر وہ (سب) ایک کتاب میں (یعنی لوح محفوظ میں) لکھی ہیں قبل اسکے کہ ہم اُن جانوں کو پیدا کریں (یعنی تمام مصیبتیں خارجی ہوں یا داخلی وہ سب مقدر ہیں اور) یہ اللہ کے نزدیک آسان کام ہے (کہ قبل وقوع لکھ دیا کیونکہ اُس کو علم غیب حاصل ہے اور ہم نے یہ بات بتلا اسواسطے دی ہے) تاکہ جو چیز تم سے جاتی رہے (عافیت یا اولاد یا مال) تم اُس پر (اتنا) رنج نہ کرو (کہ مانع ہو جاوے اشتغال بالآخرۃ و ابتغاء مرضاۃ حق سے اور رنج طبعی کا مضائقہ نہیں) اور تاکہ جو چیز تم کو عطا فرمائی ہے (اُس کی نسبت بھی یہ سمجھ کر کہ خدا تعالےٰ نے اپنی رحمت و فضل سے ہمارے لیے عطا فرمانا تجویز کر دیا تھا اور اُسی نے ہم کو دی ہے) اُسپر اتراؤ نہیں (کیونکہ اتراوے تو وہ جس کا استحقاق ذاتی ہو

النحو قولہ ولا تفرحوا علۃ لما دل علیہ کون المصیبۃ مکتوبۃ وہو کون النعمۃ مکتوبۃ والاخبار عنہ ۱۲

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ

ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلے کھلے احکام دیکر بھیجا اور ہم نے اُن کے ساتھ کتاب کو اور انصاف کرنے کو نازل کیا تاکہ لوگ اعتدال پر قایم رہیں اور ہم نے لوہے کو پیدا کیا جس میں

فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝

شدید ہیبت ہے اور لوگوں کے اور بھی طرح طرح کے فائدے ہیں اور تاکہ اللہ تعالیٰ جان لے کہ بے دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں کی کون مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ قوی اور زبردست ہے

ع ۳ ۱۹

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

اور ہم نے نوح اور ابراہیم کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ہم نے اُن کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب جاری رکھی سو اُن لوگوں میں بعضے تو ہدایت یافتہ ہوئے اور بہت سے اُن میں نافرمان تھے

اور جب دوسرے کی مشیت و حکم سے ایک چیز ملی ہو اُس پر اترانے کا کیا استحقاق ہے) اور (آگے اِس اترانے پر وعید ہے کہ) اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا (اختیال اکثر فضائل داخلیہ پر اترانے میں اور فخر اکثر اشیاء خارجہ مال جاہ وغیرہ پر اترانے میں مستعمل ہوتا ہے آگے بخل کی مذمت ہے کہ) جو ایسے ہیں کہ (حُبِ دُنیا کی وجہ سے) خود بھی (حقوق مرضیہ عنداللہ میں صرف کرنے سے) بخل کرتے ہیں (گو اپنی شہوات و معاصی میں کتنا ہی اسراف کریں) اور (معصیت لازمہ کے ساتھ معصیت متعدیہ کے بھی مرتکب ہوتے ہیں کہ) دوسرے لوگوں کو بھی بخل کی تعلیم کرتے ہیں (الذین الخ سے جو کہ ترکیب میں بدل ہے یہ مقصود نہیں کہ وعید مجموعہ افعال کے ساتھ متعلق ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ ہر ذمیمہ پر وعید ہے بلکہ اشارہ اس طرف ہے کہ حُبِ دُنیا ایسی چیز ہے جس سے اکثر صفات ذمیمہ پیدا ہو جاتے ہیں اختیال اور افتخار بھی اور بخل بھی وغیر ذلک) اور (یہی حب دُنیا کا ہے مفضی الی الاعراض عن الحق ہو جاتی ہے جسکے حق میں وعید ہے کہ) جو شخص (دین حق سے جس کی ایک فرع انفاق فی سبیل اللہ بھی ہے) اعراض کرے گا تو اللہ تعالیٰ (کا کوئی ضرر نہیں کیونکہ وہ سب کی عبادت اور اموال سے) بے نیاز ہیں (اور اپنی ذات و صفات میں کامل اور) سزاوار حمد ہیں (اسلئے استکمال بالغیر وہاں محال ہے) ربط اوپر اعلموا سے حمید تک دُنیا کا غیر مہتم بالشان ہونا اور اسکے درمیان میں فی الآخرۃ سے آخرت کا مہتم بالشان ہونا ارشاد ہوا ہے آگے بھی اسکے اہتمام شان کو اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ اصل میں ہم نے اسی آخرت کے دُرست کرنیکے لیے رسولوں کو بھیجا اور احکام مقرر کیے اور نصرت دین کے لیے بالخصوص حدید پیدا کیا اور تبعاً ان چیزوں میں تمہارے دُنیوی منافع بھی رکھدیے پس دُنیا مقصود بالعرض اور آخرت مقصود بالذات ہوئی ؂

مقصودیت اصلاح آخرت بالذات و اصلاح دُنیا بالعرض

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ (الیٰ قولہ) اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ہم نے (اسی اصلاح آخرت کے لیے) اپنے پیغمبروں کو کھلے کھلے احکام دیکر بھیجا اور ہم نے اُنکے ساتھ کتاب کو اور (اُس کتاب میں بالخصوص) انصاف کرنے (کے حکم) کو (جس کا تعلق حقوق العباد سے ہے) نازل کیا تاکہ لوگ (حقوق اللہ و حقوق العباد میں) اعتدال پر قایم رہیں (اس میں ساری شریعت آگئی کہ بین الافراط و التفریط ہے) اور ہم نے لوہے کو پیدا کیا جس میں شدید ہیبت ہے (تاکہ اسکے ذریعہ سے عالم کا انتظام رہے کہ ڈر سے بہت سی بے انتظامیاں بند ہو جاتی ہیں) اور (اسکے علاوہ) لوگوں کے اور بھی طرح طرح کے فائدے ہیں (چنانچہ اکثر آلات میں لوہے کا خرچ ہے) اور (اسلیئے لوہا پیدا کیا) تاکہ اللہ تعالیٰ (ظاہری طور پر) جان لے کہ بے (اسکے کہ خدا کو) دیکھے اُس کی اور اُسکے رسولوں کی (یعنی دین کی) کون مدد کرتا ہے (کیونکہ لوہا جہاد میں بھی کام آتا ہے تو یہ بھی اُخروی نفع ہوا اور حکم جہاد اللہ تعالیٰ کی احتیاج کی وجہ سے نہیں کیونکہ) اللہ تعالیٰ (خود) قوی زبردست ہے (بلکہ تمہارے ثواب کیلیئے ہے) ربط اوپر ارسال رسل بغرض اصلاح خلق کے اجمالاً مذکور تھا آگے بعض خاص رسل کا ارسال بغرض اصلاح اُمم اور ان اُمم میں بعض کا اصلاح پذیر ہونا اور بعض کا نہ ہونا اور موجودین کو قبول اصلاح کا امر ارشاد ہے ؂

احوال بعضے از رسل و اُمم سابقین و ایجاب ایمان بر لاحقین

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ (الیٰ قولہ) وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ اور ہم نے (اسی اصلاح آخرۃ خلق کے لیے) نوح (علیہ السلام)

اللغات انزلنا الحدید ای المراد خلقنا مجازا کانہ لکون کل شئ مقدر فی اللوح لما خلق فکانہ نزل النحو قولہ فیہ باس صفۃ للحدید لانہ فی حکم النکرۃ قولہ ولیعلم عاملہ مقدر ای انزلہ لیعلم قولہ فمنھم ای الذریۃ او من ارسلنا الیھم ۱۲

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ

پھر اُن کے بعد اور رسولوں کو یکے بعد دیگرے بھیجتے رہے اور اُن کے بعد عیسٰی ابن مریم کو بھیجا اور ہم نے اُن کو انجیل دی اور جن لوگوں نے اُن کا اتباع کیا تھا ہم نے اُنکے دلوں

اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَرَهْبَانِيَّةَ ِۨابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا

میں شفقت اور ترحم پیدا کیا اور اُنھوں نے رہبانیۃ کو خود ایجاد کر لیا ہم نے اُن پر اس کو واجب نہ کیا تھا لیکن اُنھوں نے حق تعالیٰ کی رضا کے واسطے اس کو اختیار کیا تھا

حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا

رعایت نہ کی سو اُن میں سے جو لوگ ایمان لائے ہم نے اُن کو اُن کا اجر دیا اور زیادہ اُن میں نافرمان ہیں اے ایمان رکھنے والو اللہ سے ڈرو

اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی رحمت سے دو حصے دیگا اور تم کو ایسا نور عنایت کریگا کہ تم اُس کو لیے ہوئے چلتے پھرتے ہو گے اور تم کو بخشدیگا اور اللہ

رَّحِيْمٌ ۝ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ

غفور رحیم ہے تاکہ اہل کتاب کو یہ بات معلوم ہو جاوے کہ وہ اُن لوگوں کو اللہ کے فضل کے کسی جزو پر بھی دسترس نہیں اور یہ کہ فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے

يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

وہ جس کو چاہے دیدے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اور ابراہیم (علیہ السلام) کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ہم نے اُن کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب جاری رکھی (یعنے اُن کی اولاد میں بھی بعضے پیغمبر اور اُن میں بعضے صاحب کتاب بنائے) سو (جن جن لوگوں کے پاس یہ پیغمبر آئے) اُن لوگوں میں بعضے تو ہدایت یافتہ ہوئے اور بہت سے اُن میں نافرمان تھے (اور یہ مذکور پیغمبر تو صاحب شریعت مستقلہ تھے کہ اُن میں بعضے خواہ صاحب کتاب ہوں جیسے موسیٰ علیہ السلام جو حضرت نوح اور ابراہیم دونوں کی اولاد میں تھے علیہم السلام خواہ صاحب کتاب نہ ہوں جیسے ہود اور صالح علیہما السلام کہ شریعت اُن کی مستقل تھی مگر صاحب کتاب ہونا اُنکا منقول نہیں اور اگر ہوں تب بھی آیت کے خلاف نہیں بہر حال بہت سے نبی تو صاحب شریعت مستقلہ بھیجے) پھر اُنکے بعد اور رسولوں کو (جو کہ صاحب شریعت مستقلہ نہ تھے) یکے بعد دیگرے بھیجتے رہے (جیسے موسیٰ علیہ السلام کے بعد تابع توراۃ بہت سے پیغمبر آئے) اور اُنکے بعد (پھر ایک صاحب شریعت مستقلہ کو یعنے) عیسٰی ابن مریم کو بھیجا اور ہم نے اُنکو انجیل دی اور (اُن کی اُمت میں دو قسم کے لوگ ہوئے ایک اُنکا اتباع کرنیوالے یعنی اُنپر ایمان لانیوالے اور دوسرے انکار کرنیوالے) اور جن لوگوں نے اُن کا اتباع کیا تھا (یعنی قسم اول) ہم نے اُنکے دلوں میں شفقت اور ترحم (باہمدگر جو کہ اخلاق حمیدہ میں سے ہے) پیدا کر دیا کقولہ تعالیٰ فی الصحابۃ رحماء بینہم اور شاید بوجہ اس کے کہ اُن کی شریعت میں جہاد نہ تھا اس کی مقابل کی صفت اشداء علی الکفار ذکر نہیں فرمائی غرض غالب اُنپر ترحم تھا) اور (ہماری طرف سے تو اُن لوگوں کو صرف اتباع فی الاحکام کا امر ہوا تھا لیکن ان متبعین میں بعضے وہ ہوئے کہ) اُنھوں نے رہبانیۃ کو خود ایجاد کر لیا (حاصل رہبانیۃ کا ترک اختلاط و ترک نکاح و ترک لذات ہے اور سبب اس ایجاد کا یہ ہوا تھا کہ عیسٰی علیہ السلام کے بعد جب لوگوں نے احکام کو چھوڑنا شروع کیا تو بعضے اہل حق بھی تھے کہ وہ اظہار حق بھی کرتے رہتے تھے یہ بات اہل ہوا کو گراں گزری اور اُنھوں نے اپنے ملوک سے درخواست کی کہ ان لوگوں کو مجبور کیا جاوے کہ ہماری ہم مشرب بنکر رہیں جب اُنکو مجبور کیا گیا تو اُنھوں نے درخواست کی کہ ہم کو اجازت دی جاوے کہ تم لوگوں سے کوئی تعلق و غرض نہ رکھیں اور آزادانہ زندگی بسر کریں خواہ گوشہ میں بیٹھکر یا سفر و سیاحت میں عمر گذار ہو کر چنانچہ اسی پر چھوڑ دیئے گئے کذا فی الدر المنثور اس مقام پر ان ہی کا ذکر ہے کہ اُنھوں نے اس کو ایجاد کر لیا) ہم نے اُنپر اسکو واجب نہ کیا تھا لیکن اُنھوں نے حق تعالیٰ

اللغات رہبانیۃ الفعلۃ المنسوبۃ الے الرہبان ہو الخائف فعلان من رہب کخشیان من خشی (کذا فی الروح) وہو منصوب بفعل مضمر یفسرہ الظاہر **قولہ** الا ابتغاء یعنے لکن فعلوہا لابتغاء الخ

النحو قولہ لئلا یعلم لا زائدۃ

کی رضا کے واسطے (کہ اپنے دین کو محفوظ رکھیں) اس کو اختیار کر لیا تھا سو (ان راہبوں میں زیادہ وہ ہوئے کہ) اُنہوں نے اُس (رہبانیت) کی پوری رعایت نہ کی (یعنے جس غرض سے اُس کو اختیار کیا تھا اور وہ غرض طلب رضاءِ حق تھی اس کا اہتمام نہیں کیا یعنی احکام کی بجا آوری نہ کی گو صورۃً رہبان رہے اور بعضے بجا آوری احکام میں سرگرم رہے پس ان رہبانوں میں دو قسم کے ہو گئے مراعی اور غیر مراعی اور اُن میں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے معاصر تھے اُنکے لیئے حق رعایت کی شرط یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاویں سو رعایت کی اس فرد خاص کے اعتبار سے مراعی وہ ہوئے جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور غیر مراعی وہ ہوئے جو آپ پر ایمان نہیں لائے) سو اُن میں سے جو لوگ (حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر) ایمان لائے ہم نے اُنکو اُن کا اجر (موعود) دیا (مگر ایسے کم تھے) اور زیادہ اُن میں نافرمان ہیں (کہ آپ پر ایمان نہیں لائے اور بوجہ للاکثر حکم الکل کے کثیر کی عدم رعایت کو قلیل رعوہا سے تعبیر فرمادیا گیا پس یہ نفی باعتبار اکثر کے ہے اور باعتبار نفی عن الاکثر کے یہی ما رعوہا دال ہے رعایت بعض پر اسلیئے فاٰتینا الخ سے ان دونوں قسموں کی تفصیل صحیح ہو گئی اور رہبانیت بالمعنے المذکور گو بدعت لغویہ تھی مگر بدعت شرعیہ نہ تھی کیونکہ اہل حق کسی شریعت کے اہل بدعت نہیں ہوئے پھر آیت میں اس ابتداع پر ملامت نہ ہونا بلکہ اس کی عدم رعایت پر ملامت فرمانا خود اس کی دلیل ہے اور ایسی رہبانیت سے نہی اس شریعت محکمہ میں بھی نہیں ہے جیسا کہ پارۂ ہفتم آیت یا ایہا الذین آمنوا لا تحرموا طیبات الخ کی تفسیر میں بعض اکابر کے ترک لذات کی توجیہ میں گذر چکا ہے اور جو رہبانیت ممنوع ہے اُس کی حقیقت بھی اُسی آیت کی تفسیر میں گذر چکی ہے یعنی ترک حلال باعتقاد قربت اور اکثر مطلق رہبانیت کا اطلاق اسی پر آتا ہے اور اسی اصطلاح پر بعض روایات سے مطلق رہبانیت کی نہی معلوم ہوتی ہے اور بعض روایات سے جو نفی رہبانیت کی خاص اسلام سے معلوم ہوتی ہے سو یہ معنی نہیں کہ پہلی شرائع میں وہ جائز تھی بلکہ بایں معنی کہ غیر ملت اسلام والوں میں وہ زیادہ پائی جاتی تھی خوب سمجھ لیا جاوے پس اُمت عیسویہ میں اول دو قسم ہوئیں متبع یعنی مومن اور غیر متبع اور متبعین میں دو قسم ہوئیں مترہب و غیر مترہب اور مترہب میں دو قسم ہوئیں مراعی یعنی مومن بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم و غیر مراعی آیت میں متبعین کا اور اُن میں سے مترہبین کا اور اُن میں سے مراعین کا ذکر فرمایا گیا ہے اور دوسرے اقسام کا حکم ان ہی مذکورین کے احکام کی علل سے معلوم ہو سکتا ہے چنانچہ غیر متبعین کا کافر ہونا اور اسی طرح غیر مراعین بالمعنے المذکور کا کافر ہونا خواہ مترہب ہوں یا غیر مترہب اسیطرح مراعین کا گو وہ مترہب ہوں مؤمن ہونا معلوم ہے یہانتک تو اُن عیسائیوں میں سے آپ پر ایمان لانے والوں اور ایمان نہ لانیوالوں کی خبر دی گئی ہے آگے ایمان لانیکا امر ہے کہ) اے (عیسٰی علیہ السلام پر) ایمان رکھنے والو تم اللہ سے ڈرو اور (اُس ڈر کے مقتضا پر عمل کر دیجئے) اُسکے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاؤ اللہ تعالےٰ تم کو اپنی رحمت سے (ثواب کے) دو حصے دیگا (کما فی القصص اولئک یؤتون اجرہم مرتین الخ) اور تم کو ایسا نور عنایت کریگا کہ تم اُسکو لیے ہوئے چلتے پھرتے ہو گے (یعنی ایسا ایمان دیگا جو ہر وقت رفیق رہیگا یہاں سے صراط تک) اور تم کو بخشدیگا (لان الاسلام یہدم ما کان قبلہ) اور اللہ غفور رحیم ہے (اور یہ دولتیں تم کو اسلیئے عنایت کریگا) تاکہ (جسوقت ان عطایا کا ظہور ہو یعنی قیامت کے روز اُسوقت) اہل کتاب کو (یعنی جو ایمان نہیں لائے اُنکو) یہ بات معلوم ہو جاوے کہ اُن لوگوں کو اللہ کے فضل کے کسی جزو پر بھی (حالت موجودہ عدم ایمان میں) دسترس نہیں (اور یہ بھی معلوم ہو جاوے) کہ فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جسکو چاہے دیدے (چنانچہ اُس کی مشیت اس فضل کے ساتھ مسلمانوں سے متعلق ہوئی تو اُن ہی کو عنایت فرما دیا) اور اللہ بڑے فضل والا ہے (مطلب یہ کہ اُنکا غرہ اور زعم ٹوٹ جاوے کہ وہ حالت موجودہ میں اپنے کو مورد فضل و محل مغفرت سمجھتے ہیں) **ف** اہل کتاب کے لیئے ایمان لانے پر دو اجر کا وعدہ باعتبار بعض صورتوں کے محل اشکال ہے وہ صورت یہ ہے کہ آپ کی خبر سُن کر اُس نے انکار کیا ہو اور پھر ایمان لے آیا ہو اور اشکال یہ ہے کہ انکار کرنے پر وہ کافر ہو گیا اور حالت کفر کے اعمال بوجہ اشتراط ایمان کے قابل ثواب نہیں۔ جواب یہ ہے کہ سورۂ بقرہ کے رکوع یسئلونک عن الشہر الحرام جملہ ومن یرتدد منکم الخ کی تفسیر میں گذر چکا ہے کہ جب کافر مسلمان ہو جاتا ہے تو اُسکے حسب حسنات سابقہ پر ثواب ملتا ہے پس حالت انکار بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ شخص اپنے پہلے پیغمبر پر جو ایمان رکھتا تھا اُسوقت تو وہ مقبول نہ تھا لیکن اسلام کے بعد وہ مقبول ہو گیا۔ دوسرا اشکال یہ ہے کہ اس میں اہل کتاب کی کیا تخصیص ہے غیر کتابی بھی جب ایمان لاتا ہے تو آپکے ساتھ پہلے انبیاء پر بھی ایمان لاتا ہے تو اُس کو بھی مضاعف ملیگا۔ جواب یہ ہے کہ اس طرح کے ایمان بالانبیاء میں تو وہ کتابی بھی شریک ہے لیکن اس ایمان لانے سے پہلے دونوں میں جو فرق ہے کہ غیر کتابی تو کسی نبی پر ایمان نہ رکھتا تھا اور کتابی پہلے نبی پر ایمان رکھتا تھا اُس فرق کے اعتبار سے اس کتابی کا ثواب مضاعف رہے گا گویا اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے کسی غیر کتابی کا ایک اجر کتابی کے دوہرے اجر سے

سورۃ المجادلۃ مدنیۃ وھی | بسم اللہ الرحمن الرحیم | اثنتان وعشرون آیۃ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ

بیشک اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے معاملہ میں جھگڑتی تھی اور اللہ تعالیٰ سے شکایت کرتی تھی اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا اللہ تعالیٰ سب

سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰۗــِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ

کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے تم میں جو لوگ اپنی بیبیوں سے ظہار کرتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ہیں ان کی مائیں تو بس وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے

وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ

اور وہ لوگ بلاشبہ ایک نامعقول اور جھوٹ بات کہتے ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کر دینے والے بخش دینے والے ہیں اور جو لوگ

کیفیۃً زیادہ فرمائے اور اس آیت میں جو اہل کتاب کو یا ایہا الذین آمنوا سے تعبیر فرمایا ہے باوجودیکہ عادۃ قرآنیہ اس لفظ سے صرف مسلمانوں کو خطاب کرنے کی ہے اس میں نکتہ غالباً یہ ہے کہ چونکہ یہ ایمان ان کا بعد ایمان بالرسول کے ایمان مقبول ہو جاوے گا اسلیئے اس کو ایمان معتد بہ سے تعبیر فرمادیا اور لئلا یعلم اہل الکتاب میں چونکہ یہ لوگ ایمان نہ لائے اسلیئے اہل کتاب سے تعبیر کرنے میں اسطرف اشارہ کردیا کہ یہ صرف اہل کتاب ہیں انکا ایمان معتد بہ نہیں واللہ اعلم

الحمد للہ کہ بتاریخ ۷ رجمادی الاولیٰ ۱۳۲۵ھ کو تفسیر سورۂ حدید کی ختم ہوئی اب آگے انشاء اللہ تعالیٰ سورۂ مجادلہ کی تفسیر آتی ہے۔

سورۃ المجادلۃ مدنیۃ وعن عطاء العشر الاول مدنی وباقیھا مکی وقد انعکس ذلک علی البیضاوی وکذا فی الروح وھی ثنتان وعشرون آیۃ کذا فی الجلالین ربط سورت سابقہ کا خاتمہ مضمون رسالت پر اور اس سورت کا مفتتح احاطہ سمع حق پر کہ مسائل توحید سے مشتمل ہے اور دونوں کا تناسب ظاہر ہے ونیز خاتمہ مذکورہ میں اہل ایمان پر فضل اخروی کا بیان تھا اور اسکے فاتحہ میں اہل ایمان پر فضل دنیوی کا بیان ہے کہ مسئلہ ظہار میں شدت سابقہ کو رفع فرمادیا پس توجہ فضل دونوں میں مشترک ہے اور سبب نزول آیات ابتدائیہ کا یہ ہے کہ اوس بن الصامت نے غصہ میں ایکبار اپنی بی بی خولہ کو یوں کہدیا کہ انت علی کظہر امی یعنی تو میرے حق میں ایسی ہے جیسے میری ماں کی پشت کہ مجھ پر حرام ہے اور بعثت نبویہ کے قبل اس لفظ سے تحریم ابدی طلاق سے بڑھکر سمجھی جاتی تھی خولہ تحقیق حکم کے لیئے حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں آپ نے اس بنا پر کہ ابھی تک اس قول مشہور کے خلاف وحی نازل نہیں ہوئی اس قول مشہور کو قابل عمل خیال کرکے فرمادیا کہ ما اراک الا قد حرمت علیہ یعنی میری رائے میں تو حرام ہو گئی وہ یہ سن کر واویلا کرنے لگیں کہ پھر میرا اور میرے بچوں کا کیسے گذر ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ خولہ نے کہا ما ذکر طلاقا یعنی میرے شوہر نے صیغہ طلاق تو کہا نہیں پھر طلاق کیسے ہوگئی اور ایک روایت میں ہے کہ خولہ نے کہا اللہم انی اشکو الیک اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا ما امرت فی شانک بشیء حتی الآن یعنے ابھی تک اس بارہ میں مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں کذا فی الدر المنثور پس ان آیات میں ظہار کا حکم مذکور ہے اور اسکے بعد مطلقاً احکام الٰہیہ کا واجب التصدیق والعمل ہونا اور تصدیق پر بالخصوص وعید شدید کا مرتب ہونا ارشاد فرماتے ہیں

تحقیق حکم ظہار و وعید کفار بعذاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝

بیشک اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے معاملہ میں جھگڑتی تھی (مثلاً یہ کہتی تھی کہ ما ذکر طلاقا یعنی اس نے طلاق کا صیغہ تو ذکر کیا نہیں پھر حرمت کیسے ہوگئی) اور (اپنے رنج و غم کی) اللہ تعالیٰ سے شکایت کرتی تھی (مثلاً یہ کہا تھا اللہم انی اشکو الیک) اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا

البلاغۃ قولہ من نساءھم عدی الظہار بمن لتضمنہ معنی التبعید کذا فی الروح قولہ لیقولون المقصود التاکید لکونہ زورا للقول فانہ مشاہد قولہ وزورا عطف للتاکید قولہ عفو غفور زید للتاکید ۱۲

يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ

اپنی بیبیوں سے ظہار کرتے ہیں پھر اپنی کہی ہوئی بات کی تلافی کرنا چاہتے ہیں تو اُنکے ذمہ ایک غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے قبل اس کے کہ دونوں باہم اختلاط کریں اس سے تم کو نصیحت

بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ؕ

کیجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے پھر جس کو میسر نہ ہو تو اُسکے ذمہ پے در پے دو مہینے کے روزے ہیں قبل اس کے کہ دونوں باہم اختلاط کریں

فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ؕ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ

پھر جس سے یہ بھی نہ ہو سکیں تو اُسکے ذمہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے یہ حکم اس لیے ہے تاکہ اللہ اور رسول پر ایمان لے آؤ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

کافروں کے لیے سخت دردناک عذاب ہوگا جو لوگ اللہ اور رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ایسے ذلیل ہونگے جیسے ان سے پہلے لوگ ذلیل ہوئے

وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ

اور ہم نے کھلے کھلے احکام نازل کیے ہیں اور کافروں کو ذلت کا عذاب ہوگا جس روز ان سب کو اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ کریگا پھر اُنکا سب کیا ہوا ان کو بتلا دیگا

اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝

اللہ تعالیٰ نے وہ محفوظ کر رکھا ہے اور یہ لوگ اُس کو بھول گئے ہیں اور اللہ ہر چیز پر مطلع ہے

(اور) اللہ تعالیٰ (تو) سب کچھ سُننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے (تو اُس کی بات کو کیسے نہ سُنتا اور مقصود جملہ قد سمع اللہ سے اثبات سمع نہیں بلکہ مقصود تفریج کربت و قبول تضرع ہے اور مقصود جملہ یسمع تحاورکما سے تعلیل ہے حکم سابق تفریج کربت کی۔ آگے بیان ہے حکم ظہار کا جس میں تحقیق ہے قبول تضرع مشتکیہ کی یعنی) تم میں جو لوگ اپنی بیبیوں سے ظہار کرتے ہیں (مثلاً یوں کہہ دیتے ہیں انت علی کظہر امی) وہ (بیبیاں) اُن کی مائیں نہیں ہیں اُن کی مائیں تو بس وہی ہیں جنھوں نے اُن کو جنا ہے (اور اُن عورتوں کا انکو نہ جننا ظاہر ہے پس یہ اُن کی مائیں نہ ہوئیں تاکہ حرمت مؤبدہ مثل ماں کے ثابت ہو جائے اور کوئی دوسرا سبب بھی اسباب حرمت مؤبدہ سے کسی دلیل سے متحقق نہیں مثل تحریم بنسبت یا رضاع یا مصاہرۃ وغیرہ کے پس حرمت مؤبدہ منفی ہوئی) اور وہ لوگ (جو کہ بیبیوں کو ماں کہتے ہیں) بلاشبہ ایک نامعقول اور جھوٹ بات کہتے ہیں (اسلیے گناہ ضرور ہوگا) اور (اگر اُس گناہ کا تدارک کر دیا جائے تو وہ گناہ معاف بھی ہو جاوے گا کیونکہ) یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنیوالے بخشدینے والے ہیں اور (آگے اُس تدارک کا بعض صورتوں کے اعتبار سے بیان ہے کہ) جو لوگ اپنی بیبیوں سے ظہار کرتے ہیں پھر اپنی کہی ہوئی بات (کے مقتضا) کی (کہ تحریم زوجہ ہے) تلافی کرنا چاہتے ہیں (یعنی بیبیوں سے متمتع ہونا چاہتے ہیں) تو اُنکے ذمہ ایک غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے قبل اسکے کہ دونوں (میاں بی بی) باہم اختلاط کریں (صحبت سے یا دواعی صحبت سے) اس (کفارہ کے حکم کرنے) سے تم کو نصیحت کیجاتی ہے (یعنے کفارہ سے علاوہ تکفیر سیئات کے یہ بھی نفع ہے کہ وہ تمہارے لیے آئندہ کو زاجر بن جاوے) اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے (کہ کفارہ کے متعلق پوری بجا آوری احکام کی کرتے ہو یا نہیں پس کفارہ میں دو حکمتیں ہوگئیں ایک تکفیر سیئہ جس کی طرف اشارہ ہے لعفو غفور میں دوسری زجر جس کا توعظون میں بیان ہے اور یہ دوسری حکمت کبھی مطلق کفارہ میں ہے لیکن تحریر رقبہ چونکہ انواع کفارہ میں ذکراً مقدم ہے اسلیے اس کو اُسکے ساتھ ذکر کر دیا گیا) پھر جسکو (غلام لونڈی) میسر نہ ہو تو اُسکے ذمہ پے در پے (یعنی لگاتار) دو مہینے کے روزے ہیں قبل اسکے کہ دونوں (میاں بی بی) باہم اختلاط کریں پھر جس سے یہ بھی نہ ہو سکیں تو اُسکے ذمہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے (آگے اس حکم کا مثل دیگر احکام کے واجب التصدیق ہونا اس لیے بیان فرماتے ہیں کہ اس حکم میں نقض ہے حکم جاہلیت رسم قدیم کا اس لیے اہتمام مناسب ہوا

اللغات قولہ یعودون المراد التدارک لان التدارک من اسباب العود الی الشئ ومنہ المثل عاد غیث علی ما افسد ای تدارکہ بالاصلاح فالمعنی یقولون ذلک القول المنکر ثم یتدارکونہ بنقضہ ہو العزم علی الوطی ۱۲ **البلاغۃ قولہ** فمن لم یجد اختار الوجدان فی الرقبۃ والاستطاعۃ فی الصیام لان الاول وظیفۃ مالیۃ والثانی بدنیۃ والوجدان انسب بالمال والاستطاعۃ انسب بالبدن ۱۲

مسائل السلوک
سورۃ المجادلۃ
قولہ تعالیٰ ذلکم (ای ا[لامر] بالکفارۃ بتحریر الرقبۃ) توعظون بہ فی الروح عن ابن کثیر ... المنکر فان الغرامات مزاجر عن تعاطی ... ویستعمل امثال ... العقوبۃ اہل التربیۃ ... المشائخ کثیرا واعلم امثال ہذہ الاعمال وان کانت لاتخلو ... ثواب لکن المقصود منہا الردع والزجر مباشرۃ ما یوجب کدورۃ الروح قلت فی حقیقتہ قصد الثواب بالذات لا بالعرض فان قصد فیہ ثواب الغیر

ترجمہ
قولہ تعالیٰ ذلکم توعظون کفارہ مالیہ کو موجب وعظ فرمانا دلیل ہے اس کی کہ غرامت مالیہ کو ردع نفس میں خاص دخل ہے مشائخ بھی اس تدبیر کا استعمال کرتے ہیں کہ مرید اپنے نفس کو سزا دینے کے لیے ... کرے یہ نہیں کہ ... ذمہ

(پس ارشاد ہے کہ) یہ حکم اسلیے (بیان کیا گیا) ہے تاکہ (تحصیل مصالح متعلقہ بالعمل کے علاوہ) اللہ اور رسول پر ایمان (بھی) لے آؤ (یعنی ان احکام میں اُن کی تصدیق بھی کرو کہ مصالح متعلقہ بالایمان بھی حاصل ہوں) اور (آگے مزید تاکید کے لیے ارشاد ہے کہ) یہ اللہ کی حدیں (باندھی ہوئی) ہیں (یعنی خداوندی ضابطے ہیں) اور کافروں کے لیے (جو کہ ان احکام کی تصدیق نہیں کرتے بالخصوص) سخت دردناک عذاب ہوگا (اور مطلق عذاب مخل بالعمل کو بھی ہو سکتا ہے اور کچھ اسی حکم کی تخصیص نہیں بلکہ) جو لوگ اللہ اور رسول کی مخالفت کرتے ہیں (خواہ کسی حکم میں کریں جیسے کفار مکہ) وہ (دُنیا میں بھی) ایسے ذلیل ہونگے جیسے ان سے پہلے لوگ ذلیل ہوئے (چنانچہ کئی غزوات میں اسکا وقوع ہوا) اور (سزا کیسے نہ ہو کیونکہ) ہم نے کھلے کھلے احکام جن کی صحت اعجاز آیات سے ثابت ہے نازل کیے ہیں (تو اُن کا انکار لامحالہ موجب سزا ہوگا اور یہ سزا تو دُنیا میں ہوگی) اور کافروں کو (آخرت میں بھی) ذلت کا عذاب ہوگا (اور آگے اس عذاب کا وقت بتلاتے ہیں کہ یہ اس روز ہوگا) جس روز ان سب کو اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ کریگا پھر انکا سب کیا ہوا انکو بتلا دیگا (کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے وہ محفوظ کر رکھا ہے اور یہ لوگ اس کو بھول گئے ہیں (خواہ حقیقۃً یا باعتبار بیفکری و بے التفاتی کے) اور اللہ ہر چیز پر مطلع ہے (خواہ اُنکے اعمال ہوں یا اور کچھ) **ف**

مسائل **مسئلہ** ۔ ظہار کے معنے ہیں اپنی بی بی کو کسی ایسی عورت سے جو اس شخص پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو (جیسے ماں بہن بیٹی وغیرہا) کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف بلا ضرورت نظر کرنا حرام ہے جیسے ظہر اور بطن اور فخذ وغیرہا اور ظہار کہنا اس کو باعتبار اس کے ہے کہ اکثر عادت تھی اس طرح کہنے کی انت علی کظہر امی اور شاید اس کہنے کی زیادہ عادت اس لیے ہو گئی ہو گی کہ اکثر صحبت کے وقت عورت کمر پر لیٹی ہوتی ہے پس حاصل اس تشبیہ کا یہ ہوا کہ جیسے محرم کو کمر پر لٹانا بغرض ہم بستری کے حرام ہے اسیطرح تجھ کو بھی حرام سمجھتا ہوں وقالوا اقوالاً غیر ذلک **مسئلہ** منکم میں خطاب اہل ایمان بالغین کو ہے احرار ہوں یا غیر احرار پس کافر کا ظہار معتبر نہیں اور اسیطرح نابالغ کا بھی **مسئلہ** ۔ نسائہم سے مراد منکوحہ بیبیاں ہیں پس اپنی مملوکہ سے ظہار معتبر نہیں **مسئلہ** ظہار کرنے سے گنہگار ہوگا بلکہ بعض نے اس کو گناہ کبیرہ کہا ہے لقولہ تعالیٰ منکرا من القول وزورا **مسئلہ** ۔ بدون کفارہ ادا کیے ہوئے صحبت اور دواعی صحبت حرام ہے لقولہ تعالیٰ ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃ الخ ولقولہ علیہ السلام للمظاہر فلا تقربہا حتی تفعل ما امرک اللہ رواہ ابوداؤد والنسائی والترمذی وابن ماجۃ **مسئلہ** اگر صحبت یا دواعی صحبت کا کسی وجہ سے ارادہ نہ ہو اس بی بی کو طلاق دیدی یا وہ مر گئی تو اس گناہ کی معافی کے لیے صرف توبہ کافی ہے لاشتراط وجوب الکفارۃ بالعود **مسئلہ** اگر بدون ارادہ وطی کے کفارہ ادا کر دیا تو صحبت حلال ہو جاوے گی کیونکہ سبب نفس وجوب کفارہ کا ظہار ہے اور عزم علی الوطی جو حاصل ہے عود لما قالوا کا وہ سبب وجوب ادا کفارہ کا ہے پس سبب نفس وجوب کے پائے جانے کے بعد کفارہ ادا ہو جاویگا البتہ واجب بدون عود نہ ہوگا بلکہ صرف توبہ بھی کافی ہو جاویگی جیسا اس سے اوپر کے مسئلہ میں لکھا گیا پس قرآن میں تقیید بالعود کے معنے یہ ہیں کہ بدون کفارہ کے صحبت جائز نہیں نہ یہ کہ بدون عزم صحبت کے کفارہ جائز نہیں اور حق تعالیٰ کے قول والذین یظاہرون من نسائہم کے شروع ترجمہ میں جو کہا ہے کہ بعض صورتوں کے اعتبار سے وہ اسیطرف اشارہ ہے کہ عود کے وقت توبہ تدارک ہے اور بدون عود کے توبہ تدارک ہے **مسئلہ** اگر درمیان تحریر رقبہ یا صیام کے صحبت کر لی تو از سر نو کفارہ ادا کرنا ہوگا لقولہ تعالیٰ من قبل ان یتماسا اور اگر اطعام کے درمیان صحبت کر لی تو صرف گناہ ہوگا تجدید کفارہ نہ ہوگی لعدم تقیید الاطعام بکونہ قبل ان یتماسا ۔ اور اعتاق کے درمیان صحبت واقع ہونے کے معنے یہ ہیں کہ نصف کو اول آزاد کیا پھر صحبت کر لی پھر نصف باقی کو بعد میں آزاد کر دیا یہ سب مسائل دُرِّمختار اور ہدایہ اور کفایہ اور روح المعانی سے نقل کیے گئے ہیں اور کچھ ضروری مسائل اعتاق اور صیام اور اطعام کے متعلق سورۂ نساء کفارۂ قتل میں اور سورۂ مائدہ کفارۂ یمین میں گذرے ہیں ۔ اور ما ہن امہاتہم کے مضمون کی کچھ تقریر شروع سورۂ احزاب جملہ ما جعل ازواجکم الخ کی تفسیر میں گذری ہے ؞

ربط ۔ اوپر ان الذین یحادون الخ میں مع اُسکے سیاق و سباق کے اللہ و رسول کے خلاف کرنے والوں کے لیے وعید ہے اور یہ خلاف کرنے والے دو قسم کے ہیں مجاہر اور منافق اوپر بقرینہ عنوان کافر کے مجاہرین کا بیان تھا آگے منافقین اور مجاہرین میں سے بالخصوص یہود کے کہ منافقین بھی اُن ہی میں سے تھے شنائع مذکور ہیں اوّل الم تر سے ختم رکوع تک شنائع متعلقہ بالمجلس جن میں زیادہ مضمون تناجی کا ہے اور تھوڑا مضمون دوسرے باب کا اور پھر دوسرے الم تر سے ختم سورت تک اُنکے دوسرے شنائع کا ہے ؞

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ مَا يَكُونُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ

کیا آپ نے اس پر نظر نہیں فرمائی کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے کوئی سرگوشی تین آدمیوں کی ایسی نہیں ہوتی جس میں چوتھا وہ نہ ہو اور نہ پانچ کی ہوتی

إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ۖ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا

ہے جس میں چھٹا وہ نہ ہو اور نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ مگر وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے وہ لوگ کہیں بھی ہوں پھر اُن کو قیامت کے روز اُن کے کیے ہوئے کام

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نُهُوا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا نُهُوا عَنْهُ

بتلا دے گا بے شک اللہ تعالیٰ کو ہر بات کی پوری خبر ہے کیا آپ نے اُن لوگوں پر نظر نہیں فرمائی جن کو سرگوشی سے منع کر دیا گیا تھا پھر وہ وہی کام کرتے ہیں جس سے اُن کو

وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ ۖ وَإِذَا جَاءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ

اور گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں کرتے ہیں اور وہ لوگ جب آپ کے پاس آتے ہیں آپ کو ایسے لفظ سے سلام کہتے ہیں جس سے اللہ

وَيَقُولُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُولُ ۚ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۖ فَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝

آپ کو سلام نہیں فرمایا اور اپنے جی میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو ہمارے اس کہنے پر سزا کیوں نہیں دیتا ان کے لیے جہنم کافی ہے اس میں یہ لوگ داخل ہوں گے سو وہ برا ٹھکانا ہے

يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ

اے ایمان والو جب تم سرگوشی کرو تو گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں مت کرو اور نفع رسانی اور پرہیزگاری کی باتوں

وَالتَّقْوٰى ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ إِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَ

کی سرگوشیاں کرو اور اللہ سے ڈرو جس کے پاس تم سب جمع کیے جاؤ گے ایسی سرگوشی محض شیطان کی طرف سے ہے تاکہ مسلمانوں کو رنج میں ڈالے اور وہ

احکام تناجی و دیگر بعض احکام متعلقہ مجالس متضمنہ ذم و وعید یہود و منافقین

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ (الی قولہ) وَاللّٰهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ (اسباب نزول ان آیات کے یہ واقعات ہیں اول یہود اور مسلمانوں میں صلح تھی لیکن یہود جب کسی مسلمان کو دیکھتے تو اُس کے خیالات پریشان کرنے کے لیے آپس میں سرگوشی کرنے لگتے وہ مسلمان سمجھتا کہ میری ضرر رسانی کے لیے یہ سرگوشی ہو رہی تھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہود کو اس سے منع فرمایا مگر وہ باز نہیں آئے اس پر آیت الم تر الی الذین نھوا عن النجوی الخ نازل ہوئی دوم اسی طرح منافقین بھی باہم سرگوشی کیا کرتے اس پر آیت اذا تناجیتم فلا تتناجوا بالاثم الخ اور آیت انما النجوی الخ نازل ہوئی سوم۔ یہود آپ کے حضور میں آتے تو براہ شرارت بجائے السلام علیکم السام علیکم کہتے جس کے معنے موت کے ہیں چہارم منافقین بھی اسی طرح کہتے ان دونوں واقعوں پر جملہ واذا جاؤک حیوک الخ

اللغات النجوی ان خصص النجوی بما کان اکثر من اثنین کما قالہ ابن سراقۃ فتسمیۃ ما بین الاثنین نجوی کما یقتضیہ العطف بقولہ ولا ادنی توسع وتجوز ۱۲

النحو ما یکون من کان التامۃ ومن زائدۃ لہ فاعلہ نجوی والاستثناء مفرغ من اعم الاحوال ۱۲

البلاغۃ قولہ ثلثۃ الا ھو رابعھم الخ تخصیص الثلاثۃ والخمسۃ بالذکر لانہ قصد ان یذکر ما جرت بہ العادۃ من اعداد اہل النجوی والجالسین فی خلوۃ للشوری والمنتدبون لذلک انما ھم طائفۃ مجتباۃ من اولی الاحلام والنہی واول عددھم الاثنان فصاعدا الی خمسۃ الی ستۃ الی ما اقتضتہ الحال وحکم بہ الاستصواب فذکر عز وجل الثلاثۃ والخمسۃ وقال سبحانہ ولا ادنی من ذلک فدل علی الاثنین والاربعۃ وقال تعالٰی ولا اکثر فدل علی ما یلی ہذا العدد ویقاربہ ولما اوثرت الثلاثۃ جی بالخمسۃ لتناسب الوترین ملخصا من الروح **قولہ** یتناجون بالاثم والعدوان ومعصیت الرسول ذکرہ علیہ السلام بعنوان الرسالۃ بین الخطابین المتوجہین الیہ صلی اللہ علیہ وسلم لزیادۃ تشنیعہم واستعظام معصیتہم ۱۲

فائدہ - فی الروح قال معظم السلف فی قولہ عز وجل رابعھم وسادسھم ومعھم ان المراد بہ کونہ تعالٰی کذلک بحسب العلم مع انھم الذین لا یؤولون وکانھم لم یعدوا ذلک تاویلا لعنایۃ ظہورہ واختفافہ بما یدل علیہ لانہ لا اخفار فیہا۔ ویعلم من ھذا ان ما شاع من ان السلف لا یؤولون لیس علی اطلاقہ ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالٰی وتناجوا بالبر والتقوی دل علی جواز التناجی فی الخلق اذا کان فیہ مصلحۃ ومنھا مصلحۃ الصوفیۃ فی التناجی فی التعلیم وھذہ المصالح کثیرۃ

ترجمہ

قولہ تعالٰی وتناجوا بالبر والتقوی دلیل ہے خلوت میں گفتگو کے جواز کی کسی مصلحت سے صوفیہ کے تناجی فی التعلیم کی بھی اس میں اصل ہے

وَلَیْسَ بِضَآرِّهِمْ شَیْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِیْلَ لَكُمْ

بدوں خدا کے ارادہ کے اُنکو کچھ ضرر نہیں پہونچا سکتا اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے اے ایمان والو جب تم سے کہا جاوے کہ مجلس میں جگہ کھولدو

تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

تو تم جگہ کھولدیا کرو اللہ تعالےٰ تم کو کھلی جگہ دیگا اور جب یہ کہا جاوے کہ اُٹھ کھڑے ہو تو اُٹھ کھڑے ہوا کرو اللہ تعالےٰ تم میں ایمان والوں کے

مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ

اور اُن لوگوں کے جنکو علم عطا ہوا ہے درجے بلند کردیگا اور اللہ تعالےٰ کو سب اعمال کی پوری خبر ہے اے ایمان والو جب تم رسول سے سرگوشی کیا کرو

فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

تو اپنی اس سرگوشی سے پہلے کچھ خیرات دیدیا کرو یہ تمہارے لیئے بہتر ہے اور پاک ہونیکا اچھا ذریعہ ہے پھر اگر تم کو مقدور نہ ہو تو اللہ غفور رحیم ہے

ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ

کیا تم اپنی سرگوشی کے قبل خیرات دینے سے ڈرگئے سو جب تم نہ کرسکے اور اللہ تعالےٰ نے تمہارے حال پر عنایت فرمائی تو تم نماز کے پابند

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ ع

اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ اور رسول کا کہنا مانا کرو اور اللہ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے۔

نازل ہوا اور ابن کثیر نے امام احمد کی روایت سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ یہود اس طرح سلام کرکے خفیہ کہتے لولا یعذبنا اللہ بما نقول **پنجم**۔ ایکبار آپ صفہ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور مجلس میں مجمع زیادہ تھا کچھ اہل بدر آئے تو اُنکو کہیں جگہ نہ ملی اور نہ اہل مجلس مل ملکر بیٹھ گئے کہ جگہ کھل جاتی آپنے جب دیکھا تو بعضے آدمیوں کو مجلس سے اُٹھنے کے لیئے فرمادیا منافقین نے طعن کیا کہ یہ کونسی انصاف کی بات ہے اور آپنے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اس شخص پر رحم کرے جو اپنے بھائی کے لیئے جگہ کھول دے سو لوگوں نے جگہ کھولدی اسپر آیت یا ایہا الذین آمنوا اذا قیل لکم تفسحوا الخ نازل ہوئی رواہ ابن کثیر عن ابی حاتم۔ مجموعہ اجزاء روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اول آپنے جگہ کھولنے کے لیئے فرمایا ہوگا سو بعضوں نے تو جگہ کھولدی جو کافی نہ ہوئی ہوگی اور بعضوں نے جگہ نہیں کھولی آپنے تادیبا یا بقاعدہ تناوب فی اخذ العلم کے جیسا مدارس کے طلبہ میں ہوتا ہے اُنکو اُٹھ جانے کے لیئے فرمایا جو کہ منافقین کو ناگوار ہوا **واقعہ ششم** بعض اغنیا حضور میں حاضر ہوکر بڑی دیر تک آپ سے سرگوشی کیا کرتے اور فقراء کو استفادہ کا وقت کم ملتا آپکو ان لوگوں کا طول جلوس وطول تناجی ناگوار گذرتا اسپر آیت اذا ناجیتم الرسول الخ نازل ہوئی فتح البیان میں زید بن اسلم سے بلا سند نقل کیا ہے کہ یہود و منافقین بلا ضرورت آپ سے سرگوشیاں کرتے مسلمانوں کو اس خیال سے کہ شاید کسی مضرت رساں بات کی سرگوشی ہو ناگوار گذرتا اسپر اُنکو اس سے منع کیا گیا جسکا ذکر آیت نہوا عن النجویٰ میں ہو مگر وہ جب باز نہ آئے تو یہ حکم نازل ہوا اذا ناجیتم الرسول الخ اس سے اہل باطل بوجہ حب مال وعدم حب دین کے اس سے رُک گئے فقیر کہتا ہو کہ یا تو وہ اغنیا بھی منافقین ہونگے جیسا اُنکے طول جلوس کی ناگواری سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے اور یا مسلمان بھی غلو ذہن کے ساتھ ایسا کرتے ہوں اور یہود و منافقین تجزین مومنین اور اپنے تفرح و تکبر کے لیئے ایسا کرتے ہوں **واقعہ ہفتم**۔ جب یہ حکم تقدیم صدقہ کا ہوا تو بہت سے آدمی ضروری بات کرنے سے بھی رُک گئے اسپر آیت اشفقتم الخ نازل ہوئی فقیر کہتا ہے کہ ہر چند کہ تقدیم صدقہ کے حکم کے ساتھ فان لم تجدوا میں ناداروں کو رخصت تھی لیکن بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ نہ تو بالکل نادار ہوتے ہیں اور نہ پورے باوسعت صاحب ثروت ہوتے ہیں گو صاحب نصاب

البلاغۃ قولہ فی المجالس فی قراءۃ فی المجلس علی ارادۃ الجنس لقراءۃ الجمع اولا ارادۃ العہد والمراد بہ مجلسہ صلی اللہ علیہ وسلم الجمع لتعددہ باعتبار من مجلس معہ صلی اللہ علیہ وسلم فان لکل احد منہم مجلسا او علی ارادۃ تعمیم المجلس **قولہ** صدقۃ جی بالمفرد اولا والجمع ثانیا لان الاول مقام الامر بہا فناسب التعبیر بما یہون علی النفس والثانی مقام الاشفاق فناسب التعبیر بما یشق علی النفس لیصح الافراد بارادۃ الجنس والجمع بارادۃ تعدد الفاعل انما کان الذی ذکر اولا ہو النکتۃ ۱۲ **النحو** ءاشفقتم ان تقدموا مفعول بہ صورۃ ومفعول لہ معنے لان المعنی اشفقتم الفقر لان تقدموا او ہو مفعول بہ صورۃ ومعنے والمعنی اشفقتم تقدیم الصدقات لتوہم ترتب الفقر ۱۲

ہوں غالباً ایسوں کو تنگی پیش آئی ہوگی کہ کم وسعتی کی وجہ سے تو خرچ کرنا شاق ہوا اور اپنی ناداری میں بھی شبہ ہوا اسلئے نہ صدقہ دیسکے نہ اپنے کو محل رخصت سمجھا اور تناجی کوئی عبادت نہ تھی کہ اُس کا ترک موجب ملامت ہوسکے الروایات کلہا فی الدر المنثور الا ماصرح فیہ بالمنقول عنہ ان اسباب نزول سے فہم تفسیر میں اعانت وسہولت ہوگی اب تفسیر لکھی جاتی ہے ارشاد ہے کہ) کیا آپنے اس پر نظر نہیں فرمائی (مطلب اوروں کو سُنانا ہے جو تناجی منہی عنہ سے باز نہ آتے تھے) کہ اللہ تعالےٰ سب کچھ جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے (اور اسی میں اُن کی تناجی یعنی سرگوشی بھی داخل ہے پس) کوئی سرگوشی تین آدمیوں کی ایسی نہیں ہوتی جس میں چوتھا وہ (یعنے اللہ تعالےٰ) نہ ہو اور نہ پانچ کی (سرگوشی) ہوتی ہے جس میں چھٹا وہ نہ ہو اور نہ اس (عدد) سے کم (میں ہوتی ہے جیسے دو یا چار آدمیوں میں) اور نہ اس سے زیادہ (میں ہوتی ہے جیسے چھ سات آدمیوں میں) مگر وہ (ہر حالت میں) اُن لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے (خواہ) وہ لوگ کہیں بھی ہوں پھر ان (سب) کو قیامت کے روز اُنکے کیئے ہوئے کام بتلادیگا بے شک اللہ تعالےٰ کو ہر بات کی پُوری خبر ہے (اس آیت کا مضمون بعنوان کلی اگلے مضامین جزئیہ کی تمہید ہے یعنے یہ بالباطل سرگوشی کرنیوالے خدا سے ڈرتے نہیں کہ خدا کو سب خبر ہے اور ان کو سزا دے گا آگے وہ جزئی مضامین ہیں یعنے) کیا آپنے اُن لوگوں پر نظر نہیں فرمائی جنکو سرگوشی سے منع کر دیا گیا تھا (مگر) پھر (بھی) وہ وہی کام کرتے ہیں۔ جس سے اُنکو منع کر دیا گیا تھا اور گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں کرتے ہیں (یعنے ایسی سرگوشی کرتے ہیں جس میں بوجہ منہی عنہ ہونے کے گناہ لازمی بھی ہے اور بوجہ تحزین مسلمین کے عدوان یعنی ضرر متعدی بھی ہے اور بوجہ اسکے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منع فرما چکے تھے معصیت رسول بھی ہے جیسا واقعہ اول و دوم میں بیان ہوا) اور وہ لوگ (ایسے ہیں کہ) جب آپکے پاس آتے ہیں تو آپکو ایسے لفظ سے سلام کرتے ہیں جس سے اللہ نے آپ کو سلام نہیں فرمایا (یعنے اللہ تعالےٰ کے الفاظ تو یہ ہیں سلام علی المرسلین۔ سلام علی عبادہ الذین اصطفےٰ۔ صلوا علیہ وسلموا تسلیما اور وہ کہتے ہیں السام علیک) اور اپنے جی میں (یا اپنے آپس میں) کہتے ہیں کہ (اگر یہ پیغمبر ہیں تو) اللہ تعالےٰ ہم کو ہمارے اس کہنے پر جس میں سراسر آپکے ساتھ بے ادبی ہے سزا (فوراً) کیوں نہیں دیتا (جیسا واقعہ سوم و چہارم میں گذرا آگے اُنکے اس فعل کی وعید اور اس قول کا جواب ہے کہ عذاب عاجل بعض حکمتوں کے سبب نہ آنے سے مطلقاً عدم تعذیب لازم نہیں آتی) اُن (کی سزا) کے لیئے جہنم کافی ہے اُس میں یہ لوگ (ضرور) داخل ہونگے سو وہ بُرا ٹھکانا ہے (آگے ایمان والوں کو خطاب ہے جس سے منافقین کے ساتھ تشبہ سے اُنکو بھی ممانعت ہے اور منافقین کو بھی سُنانا منظور ہے کہ تم تو مُدعی ایمان ہو تو مقتضائے ایمان پر عمل کرو پس ارشاد ہے کہ) اے ایمان والو جب تم (کسی ضرورت سے) سرگوشی کرو تو گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں مت کرو (تفسیر ان الفاظ کی ابھی گذری ہے) اور نفع رسانی اور پرہیزگاری کی باتوں کی سرگوشیاں کرو (بر سے مراد نفع متعدی مقابل عدوان کے اور تقوےٰ مقابل اثم معصیت الرسول کے) اور اللہ سے ڈرو جسکے پاس تم سب جمع کیئے جاؤ گے ایسی سرگوشی محض شیطان کی طرف سے (یعنے اسکے بہکانے سے) ہے تاکہ مسلمانوں کو رنج میں ڈالے (جیسا واقعہ اول میں بیان ہوا) اور (آگے ان مسلمانوں کی تسلی ہے کہ رنجیدہ نہ ہوا کریں کیونکہ) وہ (شیطان) بدوں خدا کے ارادہ اُن (مسلمانوں) کو ضرر نہیں پہونچا سکتا (مطلب یہ کہ اگر بالفرض وہ باغواء شیطان تمہارے ضرر ہی کی تدبیریں کر رہے ہوں تب بھی وہ ضرر بدوں مشیت ازلیہ کے تم کو نہیں پہونچ سکتا پھر کیوں فکر میں پڑتے ہو) اور مسلمانوں کو (ہر امر میں) اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیئے (آگے واقعہ پنجم کے متعلق حکم ہے اور سابق ولاحق میں مابہ الاشتراک ذم افعال منافقین و نہی مؤمنین عن التشبہ بہم ہے یا سابق ادب تھا خلوت کا اور یہ ادب ہے جلوت کا یا جس طرح نجوی مذکور موجب تکلیف ہے اسی طرح عدم تفسح و عدم نشوز بھی تکلیف دہ ہے پس ارشاد ہوتا ہے کہ) اے ایمان والو جب تم سے کہا جاوے (یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں یا اولی الامر یا واجب الاطاعت لوگوں میں سے کوئی کہے) کہ مجلس میں جگہ کھول دو (جس میں آنے والے کو بھی جگہ ملجاوے) تو تم جگہ کھولدیا کرو (اور آنے والے کو جگہ دیدیا کرو) اللہ تعالےٰ تم کو (جنت میں) کھلی جگہ دیگا اور جب (کسی ضرورت سے) یہ کہا جاوے کہ (مجلس سے) اُٹھ کھڑے ہو تو اُٹھ کھڑے ہوا کرو (خواہ اُٹھنے کے لیئے اس غرض سے کہا جاوے کہ آنے والے کے لیئے جگہ کھل جاوے پھر چاہے بالکل اُٹھ جانے سے ہو یا ایک جگہ سے اُٹھ کر دوسری جگہ جا بیٹھنے سے ہو اور خواہ اس وجہ سے کہا جاوے کہ صدر مجلس کو اُس وقت کسی مصلحت مشورت خاصہ یا کسی ضرورت آرام یا عبادت وغیرہ سے انفراد اور تخلیہ کی حاجت ہو جو بدوں خلوت کے مطلقاً حاصل نہ ہوسکیں یا کامل نہ ہو سکیں پس صدر مجلس کے امر بالقیام سے اُٹھ جانا چاہیئے اور یہ حکم غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے بھی عام ہے کذا فی الروح ودل علیہ قیل پس صاحب مجلس کو حاجت کے وقت

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مَا هُمْ مِنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ وَيَحْلِفُونَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٤﴾

کیا آپ نے اُن لوگوں پر نظر نہیں فرمائی جو ایسے لوگوں سے دوستی کرتے ہیں جن پر اللہ نے غضب کیا ہے یہ لوگ نہ تو تم میں ہیں اور نہ اُن ہی میں ہیں اور جھوٹی بات پر قسمیں کھا جاتے ہیں اور وہ جانتے ہیں

اُس کی اجازت ہے البتہ آنے والے کو نہ چاہیئے کہ کسی کو اُٹھا کر اُس کی جگہ بیٹھے۔ رواہ الشیخان غرض صدر کے کہنے سے اُٹھ بھی کھڑے ہوا کرو) اللہ تعالے (اس حکم کی اطاعت سے) تم میں ایمان والونکے اور (ایمان والوں میں) اُن لوگونکے (اور زیادہ) جن کو علم (دین) عطا ہوا ہے (اُخروی) درجے بلند کردیگا یعنے اس امر کے امتثال کرنے والوں کی تین قسمیں ہیں ایک غیر اہل ایمان جو کسی مصلحت دنیویہ سے مان لیں جیسے مُنافقین وہ تو بقید منکم کے اس وعدہ سے خارج ہیں۔ دوسرے اہل ایمان غیر اہل علم اُنکے لیئے نفس رفع درجات ہے تیسرے اہل ایمان اہل علم چونکہ بوجہ علم و معرفت کے اُنکے امتثال کا منشا زیادہ خشیت و زیادہ خلوص ہے جس سے عمل کا ثواب بڑھ جاتا ہے اُنکے لیئے مزید رفع درجات ہے کما یدل علیہ التخصیص بعد التعمیم) اور اللہ تعالےٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے (کہ کس کا عمل غیر مقرون بالایمان ہے اور کس کا مقرون بالایمان پھر اس میں کس کے عمل میں کم خلوص ہے اور کس کے عمل میں زیادہ خلوص اس لیئے ہر ایک کی جزا و ثمرہ میں تفاوت رکھا۔ آگے واقعہ ششم کے متعلق حکم ہے جو واقعہ اول و دوم سے مربوط ہے یعنے) اے ایمان والو جب تم رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) سے سرگوشی (کرنے کا ارادہ) کیا کرو تو اپنی اُس سرگوشی سے پہلے کچھ خیرات (مساکین کو) دیدیا کرو (جس کی مقدار آیت میں منصوص نہیں اور روایات میں مختلف مقداریں آئی ہیں ظاہراً غیر معتدبہ معلوم ہوتا ہے لیکن معتدبہ ہونا ضرور ہی) یہ تمہارے لیئے (ثواب حاصل کرنیکے واسطے) بہتر ہے اور (گناہوں سے) پاک ہونیکا اچھا ذریعہ ہے (کیونکہ طاعت سے تکفیر سیئات ہوتی ہے یہ مصلحت تو باعتبار اغنیاء مومنین کے ہے اور فقراء مومنین کے اعتبار سے یہ ہے کہ اُنکو نفع مالی پہونچے گا جیسا صدقہ دال ہے کہ اسکے مصارف وہی ہیں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتبار سے یہ ہے کہ اس میں آپکی اجلال شان ہے اور مُنافقین و متر فعین کی نناجی سے جو آپکو اذیت ہوتی تھی اُس سے نجات اور استراحت ہے کیونکہ اُنکو ضرورت تو نناجی کی تھی نہیں اور بے ضرورت محض محبت سے خرچ کرنا اُنکو ازحد شاق تھا اور غالباً یہ صدقہ علانیہ ہوگا ورنہ ہر شخص دعویٰ تقدیم صدقہ کا کرسکتا آگے فرماتے ہیں کہ یہ حکم تو مقدور کی حالت میں ہے) پھر اگر تم کو (صدقہ دینے کی) مقدور نہ ہو (اور ضرورت پڑے نناجی کی) تو اللہ تعالےٰ غفور رحیم ہے (اس صورتمیں اُس نے تم کو معاف کردیا اس سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم صدقہ کا واجب تھا اور ناداری کی صورت میں باوجود عدم وجوب کے لفظ مغفرت فرمانا جو موہم ہے گناہ کو غالباً اسوجہ سے ہے کہ عدم وجدان بالمعنی عدم وجدان الاکثر من الحوائج امر اجتہادی ہے اس کی انداز کرنے میں غلطی ہوسکتی ہے لہٰذا مغفرت سے تسلی کردی اور ہر چند کہ یہ حکم عام تھا لیکن خطاب میں یاایہا الذین آمنوا اسلیئے فرمایا کہ مُنافقین بھی مدعی ایمان تھے آگے واقعہ ہفتم کے متعلق ہے جو کہ واقعہ ششم سے مربوط ہے ارشاد ہے کہ) کیا تم (یعنے تم میں کے بعض جنکا بیان واقعہ ہفتم کے ذیل میں ہوا ہے) اپنی سرگوشی کے قبل خیرات دینے سے ڈر گئے سو (خیر) جب تم (اسکو) نہ کرسکے اور اللہ تعالےٰ نے تمہارے حال پر عنایت فرمائی (کہ بالکل اُسکو منسوخ کرکے معاف فرمادیا جس کی حکمت ظاہر ہے کہ جس مصلحت کے واسطے یہ حکم واجب ہوا تھا وہ مصلحت حاصل ہوگئی کیونکہ مصلحت سدباب تھی جو بعد نسخ بھی باقی رہیگی کیونکہ پھر عود الی النناجی میں مُنافقین و متر فعین پر اعتراض و شبہہ تطاول کا صریح لازم آتا ہے غرض ارشاد ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے اس کو منسوخ فرمادیا) تو تم (دوسری عبادات ماموربہا کے پابند رہو یعنے نماز کے پابند رہو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ و رسول کا کہنا مانا کرو (مطلب یہ کہ اسکے نسخ کے بعد تمہاری قرب و قبول و نجات کے لیئے احکام باقیہ پر استقامت و استدامت ہی کافی ہے) اور اللہ کو تمہارے سب اعمال کی (اور اُنکی حالت ظاہری و باطنی کی) پوری خبر ہے **ف** یہ جو ارشاد فرمایا کہ اذا تناجیتم فلا تتناجوا بالاثم الخ اگر اسپر یہ شبہہ ہو کہ منافقین بھی دعوی کرسکتے کہ ہم بھی بر و تقوی کی نناجی کیا کرتے ہیں کیونکہ دونوں نناجی کی صورتمیں کوئی امتیاز نہیں جواب یہ ہے کہ بر و تقوی کے متعلق مضامین قابل نناجی و اخفا کے بہت کم ہیں پس ایسی نناجی اقل قلیل واقع ہوگی بخلاف ضرر رسانی کے کہ اس میں نناجی بکثرت ہوتی ہے پس یہی ایک امتیاز کافی ہے اسلیئے وہ دعویٰ مذکورہ نہیں کرسکتے و نیز دوسرے قرائن خارجیہ بھی ممیز ہوتے ہیں مثل خصوصیات احوال اہل نناجی وغیرہ ربط تفسیر اُس کی اُس سے اوپر کی آیات کی تمہید میں گذر چکی ہے ؞

تتمہ ذم و وعید منافقین و اتمام مشتمل بر مدح و وعد مومنین

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ (الی قولہ تعالیٰ) أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٢٢﴾

أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَن

اللہ تعالیٰ نے اُنکے لیے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے بیشک وہ بڑے بڑے کام کیا کرتے تھے اُنھوں نے اپنی قسموں کو سپر بنار کھا ہے پھر خدا کی راہ سے روکتے

سَبِيلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ○ لَّن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۚ أُولَٰئِكَ

رہتے ہیں سو اُن کے لیے ذلت کا عذاب ہونیوالا ہے اُنکے اموال اور اولاد اللہ سے اُنکو ذرا نہ بچا سکیں گے یہ لوگ

أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ○ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ ۖ وَيَحْسَبُونَ

دوزخی ہیں وہ لوگ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں جس روز اللہ تعالیٰ اُن سب کو دوبارہ زندہ کریگا سو یہ اُسکے روبرو بھی قسمیں کھا جاویں گے جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھا جاتے ہیں اور

أَنَّهُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ ۚ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْكَاذِبُونَ ○ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۚ أُولَٰئِكَ

یوں خیال کریں گے کہ ہم کسی اچھی حالت میں ہیں خوب سن لو یہ لوگ بڑے ہی جھوٹے ہیں ان پر شیطان نے پورا تسلط کر لیا ہے سو اُس نے اُنکو خدا کی یاد بھلا دی یہ لوگ

حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ○ إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ

شیطان کا گروہ ہے خوب سن لو کہ یہ شیطان کا گروہ ضرور برباد ہونے والا ہے جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں

أُولَٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ○ كَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ۚ إِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ○ لَّا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ

یہ لوگ سخت ذلیل لوگوں میں ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ بات لکھ دی ہے کہ میں اور میرے پیغمبر غالب رہینگے بیشک اللہ تعالیٰ قوت والا غلبہ والا ہے جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ

دن پر ایمان رکھتے ہیں آپ اُن کو نہ دیکھیں گے کہ وہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھیں جو اللہ اور رسول کے برخلاف ہیں گو وہ اُنکے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ ہی کیوں نہ ہو

عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي

اُن لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اُنکو اپنے فیض سے قوت دی ہے اور اُنکو ایسے باغوں میں داخل کریگا جنکے نیچے سے

مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○ (ع ۳ ۹ ن ۶)

نہریں جاری ہونگی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہوگا اور وہ اللہ سے راضی ہونگے یہ لوگ اللہ کا گروہ ہے خوب سن لو کہ اللہ ہی کا گروہ فلاح پانیوالا ہے

کیا آپ نے اُن لوگوں پر نظر نہیں فرمائی جو ایسے لوگوں سے دوستی کرتے ہیں جن پر اللہ نے غضب کیا ہے (پہلے لوگوں سے مراد منافقین ہیں اور دوسرے لوگوں سے مراد یہود و جمیع کفار مجاہرین اور منافقین چونکہ یہودی تھے اسلیے اُن کی دوستی یہود سے اور اسیطرح اور کفار سے بھی مشہور اور معلوم ہے) یہ (منافق) لوگ نہ تو (پورے پورے) تم میں ہیں اور نہ (پورے پورے) اُن ہی میں ہیں (بلکہ ظاہر میں تو تم سے ملے ہوئے ہیں اور باطناً و عقیدۃً کفار کے ساتھ ہیں) اور جھوٹی بات پر قسمیں کھا جاتے ہیں (وہ جھوٹی بات یہی ہے کہ ہم مسلمانوں میں شامل ہیں کقولہ تعالیٰ ویحلفون باللّٰہ انہم لمنکم وما ہم منکم) اور وہ (خود بھی) جانتے ہیں (کہ ہم جھوٹے ہیں آگے اُنکے لیے وعید ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے اُنکے لیے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے (کیونکہ) بیشک وہ بڑے بڑے کام کیا کرتے تھے (چنانچہ کفر و نفاق سے بدتر کون کام ہوگا اور ان ہی بڑے کاموں میں سے ایک بڑا کام یہ ہے کہ) اُنھوں نے اپنی (ان جھوٹی) قسموں کو (اپنے بچاؤ کے لیے) سپر بنا رکھا ہے (جس میں مسلمان ہم کو مسلمان سمجھ کر ہماری جان و مال سے تعرض نہ کریں) پھر (اوروں کو بھی) خدا کی راہ (یعنی دین) سے روکتے رہتے ہیں (یعنی بہکاتے رہتے ہیں) سو (اسوجہ سے) اُنکے لیے ذلت کا عذاب ہونیوالا ہے (یعنے وہ عذاب جیسا شدید ہوگا ایسا ہی مہین بھی ہوگا اور جب وہ عذاب ہونے لگے گا تو) اُنکے اموال اور اولاد اللہ (کے عذاب) سے اُنکو ذرا نہ بچا سکیں گے (اور) یہ لوگ دوزخی ہیں (اس میں تعیین فرما دی اُس عذاب شدید و مہین کی کہ دوزخ ہے اور)

اللغات ۔ استحوذ الحوذ فی الاصل السوق والجمع وتقییدہ بعضہم بالسریع ثم اطلق علی الاستیلاء ومنہ الاحوذی للمشمر فی الامور القاہر لہا الذی لایشذ عنہ منہا شیء وہو مما جاء علی الاصل فی عدم اعلالہ علی القیاس ۱۲

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ استحوذ علیہم الشیطان فانساہم ذکر اللّٰہ قلت اذا احسست من نفسک ہذا النسیان فاستیقن باستحواذ الشیطان علیک فتدارکہ بالذکر فانہ یخنس اذا ذکر اللّٰہ تعالیٰ قولہ تعالیٰ لا تجد قوما یؤمنون باللّٰہ الخ فی الروح حکی الکواشی عن سہل انہ قال من صحح ایمانہ واخلص توحیدہ فانہ لا یانس الی مبتدع ولا یجالسہ ولا یؤاکلہ ولا یشاربہ ولا یصاحبہ ویظہر لہ من نفسہ العداوۃ والبغضاء ومن داہن مبتدعا سلبہ اللّٰہ تعالیٰ حلاوۃ السنن ومن تحبب الی مبتدع یطلب عز الدنیا او عرضا منہا اذلہ اللّٰہ تعالیٰ بذلک العز وافقرہ بذلک الغنی ومن ضحک الی مبتدع نزع اللّٰہ تعالیٰ نور الایمان من قلبہ ومن لم یصدق فلیجرب انتہی قولہ تعالیٰ وایدہم بروح منہ فی الروح والمراد بالروح نور القلب وہو نور یقذفہ اللّٰہ تعالیٰ فی قلب من یشاء من عبادہ تحصل بہ الطمانینۃ والعروج علی معارج التحقیق وتسمیتہ روحا مجاز مرسل لانہ سبب للحیاۃ الطیبۃ الابدیۃ اہ قلت وہو الذی یسمی بالسکینۃ تارۃ [illegible]

سُورَۃُ الحَشرِ مَدَنِیَّۃٌ وَّھِیَ اَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰیَۃً

وہ لوگ اُس (دوزخ) میں ہمیشہ رہنے والے ہیں (آگے وقت عذاب کا بتلاتے ہیں کہ وہ عذاب اُس روز ہوگا) جس روز اللہ تعالےٰ ان سب کو (مع دیگر مخلوقات کے) دوبارہ زندہ کرے گا سو یہ اُسکے روبرو بھی (جھوٹی) قسمیں کھا جاوینگے جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھا جاتے ہیں (جیسا مشرکین کی جھوٹی قسم قیامت کے دن اس آیت میں مذکور ہے واللہ ربنا ما کنا مشرکین) اور یوں خیال کرینگے کہ ہم کسی اچھی حالت میں ہیں (کہ اس جھوٹی قسم کی بدولت بچ جاویں گے) خوب سن لو یہ لوگ بڑے ہی جھوٹے ہیں (کہ خدا کے سامنے بھی جھوٹ بولنے سے نہ چوکے اور اُن کی جو حرکات اوپر مذکور ہیں وجہ اُس کی یہ ہے کہ) ان پر شیطان نے پورا تسلط کر لیا ہے (کہ اُسکے اضلال پر عمل کر رہے ہیں) سو اُسنے اُنکو خدا کی یاد بھلا دی (یعنے اسکے احکام کو چھوڑ بیٹھے واقعی) یہ لوگ شیطان کا گروہ ہے خوب سن لو کہ شیطان کا گروہ ضرور برباد ہونیوالا ہے (آخرت میں تو ضرور اور گاہے دنیا میں بھی اور اُن کی یہ حالت کیوں نہ ہو کہ یہ اللہ اور رسول کے مخالف ہیں اور قاعدہ کلیہ ہے کہ) جو لوگ اللہ اور اُسکے رسول کی مخالفت کرتے ہیں یہ لوگ (اللہ کے نزدیک) سخت ذلیل لوگوں میں ہیں (جب اللہ کے نزدیک ذلیل ہیں تو آثار مذکورہ کا ترتب کیا مستبعد ہے اور جس طرح خدا تعالےٰ نے اُنکے لیے ذلت تجویز فرما رکھی ہے اسی طرح مطیعین کے لیے عزت کیونکہ وہ لوگ اللہ اور رسولوں کے متبع ہیں اور) اللہ تعالےٰ نے یہ بات (اپنے حکم ازلی میں) لکھ دی ہے کہ میں اور میرے پیغمبر غالب رہیں گے (جو کہ حقیقت ہے عزت کی مقصود یہاں غلبہ بیان کرنا انبیا کا ہے اپنا ذکر تشریف انبیاء کے لیے فرما دیا پس جب رسل ذی عزت ہیں تو اُنکے متبعین بھی اور معنے غلبہ کے سورۂ مائدہ آیت ان حزب اللہ ہم الغالبون اور سورۂ مؤمن آیت لننصر رسلنا الخ کے ذیل میں گذر چکے ہیں) بے شک اللہ تعالےٰ قوت والا غلبہ والا ہے (اسلیے وہ جسکو چاہے غالب کر دے آگے دوستی کفار میں منافقین کے حال کے خلاف اہل ایمان کا حال بیان فرماتے ہیں کہ) جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں آپ اُنکو نہ دیکھیں گے کہ وہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھیں جو اللہ اور رسول کے برخلاف ہیں گو اُنکے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ ہی کیوں نہ ہو اُن لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالےٰ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اُنکے (قلوب) کو اپنے فیض سے قوت دی ہے (فیض سے مراد نور یعنے مقتضائے ہدایت پر ظاہراً عمل و باطناً سکون ہو المذکور فی قولہ تعالےٰ فہو علی نور من ربہ چونکہ یہ سبب ہے زیادہ حیٰوۃ معنویہ کا اس لیے اُس کو روح سے تعبیر فرمایا یہ دولت تو اُنکو دنیا میں ملی کقولہ تعالےٰ اولئک علےٰ ہدیً من ربہم) اور (آخرت میں اُنکو یہ نعمت ملے گی کہ) اُنکو ایسے باغوں میں داخل کریگا جنکے نیچے سے نہریں جاری ہونگی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ تعالےٰ اُن سے راضی ہوگا اور وہ اللہ سے راضی ہونگے یہ لوگ اللہ کا گروہ ہے خوب سن لو کہ اللہ ہی کا گروہ فلاح پانیوالا ہے (کقولہ تعالےٰ اولئک ہم المفلحون بعد قولہ اولئک علےٰ ہدیً من ربہم) **ف**۔ کفار سے دوستی رکھنے کی تحقیق سورہ آل عمران آیت لا یتخذ المؤمنون کے ذیل میں گذر چکی ہے۔ الحمد للہ کہ تفسیر سورہ مجادلہ کی ختم ہوئی آگے تفسیر سورہ حشر کی آتی ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ

سُوْرَۃُ الحَشرِ مَدَنِیَّۃٌ وَّاٰیٰھَا اَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ کذا فی البیضاوی

ربط اوپر کی سورت کے اکثر حصہ اخیرہ میں منافقین کی مذمت اور اُنکا یہود سے دوستی رکھنا مذکور تھا اس سورت کے اکثر حصہ اولیہ میں یہود کی بعض عقوبت اور منافقین کی دوستی اُنکے کام نہ آنا مذکور ہے اور بمناسبت خصوصیت عقوبت مذکورہ کے کہ جلا وطنی ہے درمیان میں بعض احکام فئ کے بیان کر دیئے گئے اور اخیر حصہ میں مسلمانوں کو امثال افعال کفار مذکورین سے تنفیر و تحذیر کی غرض سے تہیۂ آخرت اور مخالفت احکام الٰہیہ سے بچنے کا امر اور اس امر کی تقویت تاکید کے لیے اپنے صفات جلال و جمال بیان فرمائے پس اخیر کے حصہ میں من وجہ تفصیل بھی ہو گئی اجمال فاعتبروا الخ کی اور قصہ ان یہود کا اس طرح ہوا کہ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو یہود سے معاہدہ صلح کا ہو گیا منجملہ اُنکے ایک قبیلہ بنی نضیر تھا اور اُن سے بھی صلح تھی اور یہ لوگ مدینہ سے دو میل پر رہتے تھے ایکبار آپ وہاں خونبہا کی اعانت میں اُنکو شریک کرنیکے لیے تشریف لے گئے جسکا واقعہ یہ ہوا تھا کہ عمرو بن اُمیہ ضمری کے ہاتھ سے دو خون ہو گئے تھے اُس میں خونبہا ادا کرنا تھا آپ اسلیے تشریف لے گئے کہ اگر یہ لوگ بھی چندہ میں شریک ہونا چاہیں تو ہو جاویں اُنہوں نے آپکو ایک جگہ بٹھلا دیا کہ ہم اسکا انتظام کیئے دیتے ہیں اور باہم خفیہ مشورہ کیا کہ کوئی شخص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○ هُوَ الَّذِیْۤ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں سب جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہ زبردست حکمت والا ہے وہی ہے جس نے کفار اہل کتاب کو انکے گھروں سے پہلی ہی بار

مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ

اکٹھا کرکے نکال دیا تمہارا گمان بھی نہ تھا کہ وہ نکلیں گے اور انھوں نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ ان کے قلعے ان کو

مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا ۗ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ

اللہ سے بچا لیں گے سو ان پر خدا ایسی جگہ سے پہنچا کہ انکو خیال بھی نہ تھا اور انکے دلوں میں رعب ڈال دیا کہ اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں بھی

وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ ○ وَلَوْلَاۤ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِی الدُّنْیَا ؕ

اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے بھی اجاڑ رہے تھے سو اے دانشمندو عبرت حاصل کرو اور اگر اللہ تعالیٰ ان کی قسمت میں جلاوطن ہونا نہ لکھ چکتا تو انکو دنیا ہی میں سزا دیتا

اونچے پر چڑھ کر یہ پتھر چلیں کا آپ پر چھوڑ دے کہ آپکا کام تمام ہو جاوے فوراً وحی سے آپکو معلوم ہو گیا آپ وہاں سے اٹھ آئے اور کہلا بھیجا کہ تم نے نقض عہد کیا ہے دس روز کی تم کو مہلت ہے اس مدت کے اندر اندر جہاں چاہو چلے جاؤ ورنہ جو شخص اس مدت کے بعد نظر آوے گا اس کی گردن ماری جاوے گی انہوں نے چلے جانیکا ارادہ کیا تو عبداللہ بن ابی منافق نے انکے پاس کہلا بھیجا کہ تم کہیں مت جاؤ میرے ساتھ دو ہزار آدمیوں کی جمعیت ہے اپنی جان دیدینگے اور تم پر آنچ نہ آنے دینگے اور روح میں ابن اسحٰق وغیرہ سے عبداللہ کے ساتھ ودیعہ بن مالک سوید وداعس کا نام بھی نقل کیا ہے وہ لوگ انکے کہنے میں آگئے اور آپکے پاس کہلا بھیجا کہ ہم کہیں نہیں جاتے جو آپ سے ہو سکے کر لیجئے آپ صحابہ کے ساتھ چلے وہ لوگ قلعہ بند ہو گئے اور منافقین منہ چھپا کر بیٹھ رہے آپ نے انکا محاصرہ کر لیا اور ان باغوں کے درخت جلوا دیئے کٹوا دیئے آخر تنگ ہو کر انھوں نے نکل جانا منظور کیا آپ نے فرمایا کہ جتنا اسباب لیجا سکو لیجانے کی اجازت ہے بجز ہتھیار کے غرض وہ لوگ کچھ شام کو کچھ خیبر کو نکل گئے اور مارے حسد حرص کے اپنے گھروں کی چوکھٹ بازو کڑیاں تختے تک لاد لاد کر لے گئے اور یہ قصہ بعد بدر کے ربیع الاول سنہ ہجری میں ہوا پھر حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت میں انکو مع دیگر یہود کے ملک شام کیطرف نکالدیا یہ دونوں جلاوطنی حشر اول و حشر ثانی کہلاتی ہیں کذا فی زاد المعاد وغیرہ اور تمہید کے طور پر تسبیح سے افتتاح مضمون کیا گیا۔

افتتاح بتسبیح رب قدیر و قصہ اخراج بنی النضیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (الی قولہ) وَلِیُخْزِیَ الْفٰسِقِیْنَ ○ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں سب جو کچھ آسمانوں اور زمین میں (مخلوقات) ہیں (خواہ قالاً خواہ حالاً) اور وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے (چنانچہ اُس کی علوشان اور قدرت اور حکمت کا ایک اثر یہ ہے کہ) وہی ہے جسنے (ان) کفار اہل کتاب (یعنے بنی نضیر) کو انکے گھروں سے پہلی ہی بار اکٹھا کر کے نکالدیا (یعنے بقول زہری اسکے قبل انپر یہ مصیبت واقع نہ ہوئی تھی یہ مصیبت انپر اول ہی بار آئی ہے جو ان کی حرکات شنیعہ کا ثمرہ ہے اور اس میں ایک لطیف اشارہ ہے ایک پیشین گوئی کی طرف کہ ان کے لیے پھر بھی ایسا اتفاق ہوگا چنانچہ دوبارہ حضرت عمرؓ نے تمام یہود کو جزیرہ عرب سے نکالدیا کذا فی الخازن اور اشارہ کو لطیف اسلیے کہا گیا کہ لفظ اول ہمیشہ مقتضی نہیں ہوتا وقوع ثانی کو چنانچہ بولتے ہیں فلاں عورت کے پہلی ہی بار بچہ پیدا ہوا ہے آگے اس اخراج کے اثر قدرت و غلبہ ہونے کی تقریر ہے کہ اے مسلمانو اُن کا سامان وشوکت دیکھ کر) تمہارا گمان بھی نہ تھا کہ وہ (کبھی اپنے گھروں سے) نکلیں گے اور (خود) انھوں نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ انکے قلعے انکو اللہ کے

اللغات (اول الحشر) اللام للوقت الجلاء الاخراج او الخروج یقال جلوا عنها ویقال ایضا جلاهم ۱۲

مسائل السلوک

سورۃ الحشر

قولہ تعالیٰ ما ظننتم (الی قولہ) لم یحتسبوا فیہ ابطال التدبیرات استقلالا هذا کالحال للعارفین

قولہ تعالیٰ فاعتبروا یا اولی الابصار فی الروح قال الخفاجی فی وجہ الاستدلال بالآیۃ علی مشروعیۃ القیاس الشرعی قالوا انہ امرنا فی هذه الآیۃ بالاعتبار و هو رد الشیء الی نظیره بان یحکم علیہ بحکمہ و هذا یشمل الاتعاظ والقیاس العقلی والشرعی وسوق الآیۃ للاتعاظ فتدل علیہ عبارۃ و علی القیاس اشارۃ اه قلت و دخل فی عموم مفہوم رد الشیء الی نظیره اشارات الصوفیۃ فی تاویل الآیات بشروط حققت فی محلها

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ما ظننتم الی قولہ لم یحتسبوا۔ اس میں دلالت ہے کہ تدبیرات بطور مستقل تاثیر نہیں اور عارفین کو یا یہ ایک حال ہے

قولہ تعالیٰ فاعتبروا یا اولی الابصار عبرت کی حقیقت ہے الی نظیره اور اسکے عموم میں صوفیہ کی تاویلات قرآن و حدیث کی بھی داخل ہو گئیں بقید خاص شرائط کے

یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ [illegible]

وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَمَنْ يُشَاقِّ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ

اور اُنکے لیے آخرت میں دوزخ کا عذاب ہے ۔ یہ اس سبب سے ہے کہ اُن لوگوں نے اللہ کی اور اُسکے رسول کی مخالفت کی اور جو شخص اللہ کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سخت

شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ ۝

سزا دینے والا ہے ۔ جو کھجوروں کے درخت تم نے کاٹ ڈالے ۔ یا اُن کو اُن کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا ۔ سو خدا ہی کے حکم کے موافق ہیں اور تاکہ کافروں کو ذلیل کرے

انتقام) سے بچالینگے (یعنے اپنے قلعوں کے استحکام پر ایسے مطمئن تھے کہ اُنکے دل میں انتقام غیبی کا خطرہ بھی نہ آتا تھا پس اُنکی حالت مشابہ اُس شخص کے تھی جس کا یہ گمان ہو کہ اُنکے قلعے اللہ سے بچالینگے اور اگر بنی نضیر کے قلعے متعدد نہ ہوں تو حصونہم کی ضمیر مطلق یہود کیطرف ہوگی اور انہم کی ضمیر بھی اور صرف ظنوا کی ضمیر بنی نضیر کیطرف ہوجاوے گی یعنے بنی نضیر کا یہ خیال تھا کہ سب یہود کو اُنکے قلعے حوادث سے بچالینگے ان سب یہود میں یہ بھی آگئے کہ اپنے قلعہ کو اپنا محافظ سمجھتے تھے) سو اُن پر خدا (کا عقاب) ایسی جگہ سے پہونچا کہ اُنکو خیال (اور گمان) بھی نہ تھا (مراد اس جگہ سے یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں نکالے گئے جن کی بے سروسامانی پر نظر کرکے اسکا احتمال بھی نہ ہوتا تھا کہ یہ بے سامان ان باسامانوں پر غالب آجاویں گے) اور اُنکے دلوں میں (اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا) رعب ڈالدیا کہ (اُس رعب کی وجہ سے نکلنے کا قصد کیا اور اُسوقت یہ حالت تھی کہ) اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں سے بھی اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے بھی اُجاڑ رہے تھے (یعنے خود بھی کڑی تختہ لیجانیکے واسطے اپنے مکانوں کو منہدم کرتے تھے اور مسلمان بھی اُنکے قلب کو صدمہ پہونچانیکے واسطے منہدم کرتے تھے اور مسلمانوں کے منہدم کرنے کو اُن کی طرف منسوب کیا کہ سبب اس انہدام کا اصل میں نقض عہد ہے اور وہ فعل یہود کا ہے پس اسناد الی السبب ہوگئی اور مسلمانوں کا ہاتھ بمنزلہ آلہ کے ہوگیا) سو اے دانشمندو (اس حالت کو دیکھکر) عبرت حاصل کرو (کہ انجام خدا اور رسول کی مخالفت کا بعض اوقات دُنیا میں بھی نہایت بُرا ہوتا ہے) اور اگر اللہ تعالیٰ اُن کی قسمت میں جلا وطن ہونا نہ لکھ چکتا تو اُن کو دُنیا ہی میں (قتل کی) سزا دیتا (جس طرح اُنکے بعد بنی قریظہ کے ساتھ معاملہ کیا گیا) اور (گو دُنیا میں عذاب قتل سے بچ گئے لیکن) اُنکے لیے آخرت میں دوزخ کا عذاب (تیار) ہے (اور) یہ (سزائے جلا وطنی دُنیا میں اور سزائے نار آخرت میں) اس سبب سے ہے کہ ان لوگوں نے اللہ کی اور اُسکے رسول کی مخالفت کی اور جو شخص اللہ کی مخالفت کرتا ہے (کہ وہی مخالفت رسول کی بھی ہے) تو اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے (یہ مخالفت دو طرح ہوئی ایک نقض عہد سے جس سے کہ یہ سزائے جلا وطنی ہوئی اور دوسرے عدم ایمان سے جو سبب عذاب نار ہے۔ آگے یہود کے ایک طعن کا جواب ہے جو درختوں کے کاٹنے اور جلانے کے باب میں کیا تھا کہ یہ فساد ہے اور فساد مذموم ہے کذا فی الدر ونیز بعض مسلمانوں نے باوجود اجازت کے یہ سمجھکر کہ ترک جائز ہے اور آخر میں یہ درخت مسلمانوں ہی کے ہونگے تو اُنکا رہنا ہی بہتر ہے نہیں کاٹے اور بعض نے یہ سمجھکر کہ یہود کا دل دکھے گا کاٹ دیئے کذا فی الدر۔ جواب کے ساتھ ان دونوں فعل کی بھی تصویب ہے پس ارشاد ہے کہ) جو کھجوروں کے درخت تم نے کاٹ ڈالے (اسی طرح جو جلا دیئے) یا اُنکو اُن کی جڑوں پر (جیسا تھا) کھڑا رہنے دیا سو (دونوں باتیں) خدا ہی کے حکم (اور رضا) کے موافق ہیں (تاکہ مسلمانوں کو عزت دے) اور تاکہ کافروں کو ذلیل کرے (یعنے دونوں فعل میں مصلحت ہے چنانچہ ترک میں بھی مسلمانوں کی ایک کامیابی اور کفار کو غیظ میں ڈالنا ہے کہ یہ مسلمان اس کو برتیں گے اور قطع و حرق بھی مسلمانوں کی دوسری کامیابی یعنے ظہور آثار غلبہ اور کفار کو غیظ میں ڈالنا ہے کہ مسلمان ہماری چیزوں میں کیسے تصرفات کر رہے ہیں پس دونوں امر جائز اور بوجہ متضمن حکمت کے کوئی قبیح نہیں) **ف مسئلہ** اہل حرب کے اموال کا احراق یا افساد و قطع اشجار وغیرہ جب اس میں مصلحت ہو جائز ہے کذا فی الہدایۃ والروح وغیرہما **مسئلہ** ۔ کفار کے جلاوطن کردینے کو روح المعانی میں ابتداء اسلام میں مشروع اور اب منسوخ کہا ہے اور ہدایہ میں بحث فئی میں لکھا ہے الاراضی التی اجلوا عنہا اہلہا جس سے اس حکم کا بقاء معلوم ہوتا ہے احقر کے نزدیک یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس کو داخل من سمجھا ہے منسوخ کہا ہے اور جنہوں نے جائز کہا ہے غالبًا مثل اسکے سمجھا ہے کہ کفار مقابلہ کے وقت بھاگنے لگیں اور کسی مصلحت سے اُن کا تعاقب نہ کیا جاوے کہ یہ جائز ہے مثل

اللغات لینۃ النخلۃ من اللون او من اللین کذا فی الروح ۱۲ **البلاغۃ قولہ** قطعتم ولم یتعرض للتحریق لانہ فی معنی القطع فاکتفی بہ اما التعرض للترک مع انہ لیس بفساد عندہم ایضًا فلتقریر عدم کون القطع فسادا والنظم فی مسلک مالیس بفساد وایذانا بتساویہما فی ذلک ۱۲ ۔

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ

اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو اُن سے دلوادیا سو تم نے اُس پر نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہو مسلط

عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ

فرمادیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو دوسری بستیوں کے لوگوں سے دلوادے سو وہ اللہ کا حق ہے اور رسول کا

صُلح کے فقط ربط تمہید سورت میں گذرچکا البتہ فئی کے متعلق کچھ مضمون بطور مقدمہ کے تفسیر سے پہلے لکھ دینا اعانت فہم تفسیر کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے وھو ھذا جو مال اہل حرب سے بلاقتال حاصل ہو وہ فئے ہے کذا فی الہدایۃ اموال بنی نضیر اسی قبیل سے تھے اور فدک اور نصف خیبر بھی جس میں کتیبہ وطیح وسلالم وجدہ بھی تھا اور بقیہ نصف خیبر یعنے نشق اور نطاۃ فئی نہ تھا بلکہ عنوۃً فتح ہوا تھا اخرجہ ابن مردویہ عن ابن عباس رض کذا فی الدر المنثور اور مال فئی میں امام صاحب کے نزدیک خمس نہیں ہے کذا فی الہدایۃ اور جو عنوۃً فتح ہو اس میں تقسیم کے وقت خمس نکالا جاتا ہے جسکے مصارف سورۂ انفال میں گذر چکے ہیں اور ان اموال کا حکم یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسا کہ روایات کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے اُسکے مالک تھے اور اس میں جو مصارف آپکو بتلائے گئے وجوبا پابند با وہ ایسا ہی جیسے اہل اموال پر زکوٰۃ وصدقہ ہے البتہ یہ اموال مملوکہ آپکے بعد محل میراث نہ تھے بلکہ وقف تھے اور یہ خصوصیت تھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رواہ الشیخان چنانچہ آپنے اموال بنی نضیر کا اکثر حصہ مہاجرین کو اور انصار میں سے بعض کو تقسیم فرمادیا رواہ البیہقی اور بقیہ میں سے اپنے اہل وعیال کو سال بھر کا خرچ دیکر جو بچتا وہ سامان جہاد سلاح وکراع میں صرف فرمادیا جاتا اخرجہ الشیخان وغیرہما۔ اور خیبر کی آمدنی سے فقراء مہاجرین کی اور فدک سے مسافروں کی امداد فرماتے اخرجہ ابوداؤد وابن مردویہ آئندہ وما افاء الخ میں اسی تخصیص کا ذکر ہے جسکا نزول اس سبب سے ہوا کہ بعض لوگوں نے کہا تھا کہ یہ زمین تقسیم کیوں نہیں کی گئی فانزل اللہ عذرہ تعالیٰ فقال ما افاء الخ اخرجہ ابن مردویہ عن ابن عباس رض اور بعد آپکی حیات کے اسکے مصارف صرف مصالح عامہ ہیں مثل سد ثغور و بناء قناطیر وجسور اور قضاۃ وعمال وعلماء مسلمین وارزاق مقاتلین وذراری مقاتلین کذا فی الہدایۃ اور ان مصالح میں مصارف خمس غنیمت یتامیٰ ومساکین وابن السبیل بھی داخل ہیں کما یفہم من عد المرضی والزمنی واللقیط من المصالح العامۃ فی رد المحتار اور فقراء مہاجرین وانصار بھی اُسوقت داخل تھے اور بعد کی نسلیں بھی داخل ہیں کیونکہ مصالح عامہ مذکورہ سے جو نفع پہونچتا ہے وہ غیر موجودین کو بھی پہونچتا ہے غرض اسکے مصارف نہایت عام ہیں البتہ ایسی زمین کسی کی ملک کردینا امام کو اس کا اختیار ہونا یا نہ ہونا مختلف فیہ ہے کما یفہم من الدر المختار ورد المحتار قبیل فصل الجزیۃ چنانچہ دوسری۔ چوتھی۔ پانچویں۔ آیت میں یہ سب مذکور ہیں ردی استیعاب الآیۃ لہؤلاء کلہم البیہقی وغیرہ عن عمر رض اور ان مصارف کی تحدید وتعدید برائے امام پر ہے لیکن امام کو جو کا نہ اختیارات ہیں مالکانہ نہیں اور حضور کو مالکانہ اختیارات تھے مثل بیع وغیرہ اور حسب روایت دُرِّ منثور قتادہ کا قول یہ ہے کہ مصارف خمس پہلے مصارف فئی تھے پھر سورۂ انفال کی آیت سے یہ آیت سورۂ حشر کی منسوخ ہوگئی اور اُنکے لیے خمس مقرر ہو گیا لیکن چونکہ ظاہراً سورۂ انفال کی آیت بدر میں نازل ہوئی اور بدر مقدم ہے لہٰذا یہ قول خلاف ظاہر ہے اور یہ تقریر مذکور حنفیہ کے مسلک پر ہے اور شافعی رح کے نزدیک فئی میں بھی خمس ہے اور چار اخماس مصارف مذکورہ میں صرف ہونگے لقولہ علیہ السّلام کما فی الصحاح مالی مما افاء اللہ تعالیٰ علیکم الا الخمس والخمس مردود علیکم اور ظاہر ہے کہ خمس یعنی خمّس مقتضی تخمیس کو ہے تو فئی میں بھی خمس ہوا اور یہاں جو مصارف مذکور ہیں وہ مصارف اسی خمس کے ہیں اھ لیکن آیت میں ما افاء اللہ کی خبر میں فللہ وللرسول ولذی القربیٰ الخ واقع ہونا ظاہراً اس پر دال ہے کہ یہ مصرف جمیع ما افاء اللہ کا ہے نہ کہ اُسکے خمس کا۔ اور حدیث میں افاء کا بمعنے غنیمت مستعمل ہونا محتمل ہے واللہ اعلم یہ مقام مثل سورۂ براءۃ کے احقر کو بہت دشوار معلوم ہوا تفاسیر واحادیث وکتب فقہ کی مراجعت کے بعد غایت جدوجہد سے جو سمجھ میں آیا وہ لکھا گیا مثل سورۂ براءۃ کے یہاں بھی عرض ہے کہ اگر اس سے احسن اور اتقن تفسیر ممکن ہو تو اُسکو ترجیح دی جاوے والروایات کلہا من الخازن والدر المنثور۔ احکام فئی و

اللغات افاء اعاد والمراد تحویلہا الیہ صلے اللہ علیہ وسلم وان لم یقتض سبق حصولہا لہ صلے اللہ علیہ وسلم نظیر ما قیل فی قولہ تعالیٰ او لتعودن فی ملتنا ظاہر اوان اقتضی سبق الحصول کان فیما ذکر مجاز او قیل للغنیمۃ التی لا تلحق فیہا مشقۃ ۱۲

النحو قولہ ما افاء اللہ استیناف ای جواب سوال مقدر ناشئ مما فہم من الکلام السابق فکان قائلا یقول قد علمنا حکم ما افاء اللہ تعالیٰ من بنی النضیر فما حکم ما افاء عز وجل من غیرہم فقیل ما افاء اللہ الخ ولذا لم یعطف علی ما تقدم ولم یذکر فی الآیۃ قید الایجاف لا عدمہ

عـہ لعل العبارۃ ہکذا فکونہ نظیر الخ وہو مبتدا وخبرہ ظاہر والجملۃ جزاء لقولہ ان لم یقتض ۱۲

منہ

وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ ۚ وَمَا آتَاكُمُ

اور قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور غریبوں کا اور مسافروں کا تاکہ وہ تمہارے تونگروں کے قبضہ میں نہ آجاوے اور رسول تم کو جو

الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ

کچھ دیدیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو روک دیں تم رک جایا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے ان حاجتمند مہاجرین کا حق ہے

الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ

جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے جدا کر دیئے گئے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کے طالب ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی

أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ

یہی لوگ سچے ہیں اور ان لوگوں کا جو دارالاسلام میں اور ایمان میں ان کے قبل سے قرار پکڑے ہوئے ہیں جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے

وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ

اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو

وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ

اور جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جاوے ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور ان لوگوں کا جو ان کے بعد آئے جو دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو بخشدے اور

لِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝

ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دیجئے اے ہمارے رب آپ بڑے شفیق رحیم ہیں

اوپر جو بیان ہوا وہ تو بنی نضیر کی جانوں کے ساتھ معاملہ ہوا) اور (انکے اموال کے ساتھ جو معاملہ ہوا اس کا بیان یہ ہے کہ) جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو ان سے دلوا دیا سو (اس میں تم کو کوئی مشقت نہیں پڑی چنانچہ) تم نے اسپر (یعنی اسکے حاصل کرنے کو) نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ (مطلب یہ کہ سفر کی مشقت نہیں ہوئی کیونکہ مدینہ سے دو میل پر ہے اور نہ قتال کی اور برائے نام جو مقابلہ کیا گیا وہ غیر معتد بہ تھا کذا فی الروح اسلیے اس میں تمہارا استحقاق تقسیم و تملیک کا نہیں جس طرح غنیمت کے چار خمس میں ہوتا ہے) لیکن اللہ تعالیٰ (کی عادت ہے) اپنے رسولوں کو (اپنے دشمنوں میں سے) جس پر چاہے (خاص طور پر) مسلط فرمادیتا ہے (یعنے محض رعب سے مغلوب کر دیتا ہے جس میں کسی کو کچھ مشقت واقع نہیں ہوتی چنانچہ ان رسولوں میں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح مسلط فرمادیا اسلیے اس میں تمہارا کوئی حق نہیں ہے بلکہ اس میں مالکانہ تصرف کرنا آپکی رائے پر مفوض ہے) اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے پس وہ جس طرح چاہے دشمنوں کو مغلوب کرے اور جس طرح چاہے اپنے رسول کو اختیار اور تصرف دے اور جیسا اموال بنی نضیر کا یہ حکم ہے اسی طرح) جو کچھ اللہ تعالیٰ (اسی طور پر) اپنے رسول کو دوسری بستیوں کے (کافر) لوگوں سے دلوادے (جیسا فدک اور ایک جزو خیبر کا اسی طرح ہاتھ آیا) سو اس میں بھی تمہارا کوئی استحقاق تملک کا نہیں بلکہ) وہ (بھی) اللہ کا حق ہے (یعنی وہ جس طرح چاہے اس میں حکم دے جیسا کہ اور سب چیزوں میں اس کا اسی طرح کا حق ہے اور تخصیص حصر کے لیے نہیں) اور رسول کا (حق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپکی رائے پر اس میں مالکانہ تصرف مفوض کر دیا ہے) اور (آپ کے) قرابت داروں کا (حق ہے) اور یتیموں کا (حق ہے) اور غریبوں کا (حق ہے) اور مسافروں کا (حق ہے)

اللغات دولۃ بالضم وکذا بالفتح ما یدور للانسان من الغناء والجد والغلبۃ وما ترجمتہ بہ ہو خفذ بالحاصل ۱۲ تبوءو واستقروا فالاستقرار فی الدار حسی فی الایمان حکمی حاجۃ حسد المجاز لکونہ ناشئا عن الحاجۃ خصاصۃ حاجۃ وفاقۃ الشح الحرص ۱۲

النحو للفقراء بدل من لذی القربی بدل خاص من عام ولذا اعاد اللام فی قولہ لذی کیلا یوہم التبد(؟) من اللہ حاشاہ عن ذلک اما عود ہا فی الرسول فلان کون الفئ لہ بمعنی آخر وکذا کونہ للرسول لہ معنے آخر وکذا کونہ لذی القربی ومن معہم لہ معنے آخر فالاول للمالک الحقیقی وللتصرف المستقل الثانی بمعنے المالک المجازی للتصرف المفوض من اللہ تعالیٰ والثالث لکونہم مصارف قولہ والذین تبوءو امعطوف علی الفقراء وکذا قولہ والذین جاءوا من بعدہم ۱۲

یعنے یہ سب حسب صوابدید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اُسکے مصرف ہیں جیسا کہ اور بھی اُسکے مصارف ہیں پس تخصیص ذکری بنا بر رفع شبہہ کے ہوسکتی ہو کہ یہ لوگ بدون شرکت جہاد کے بدرجۂ اولے مستحق ہونگے اس شبہہ کو رفع کر دیا کہ اُنکا مصرف ہونا خاص اوصاف کے اعتبار سے ہے نہ بوجہ شرکت جہاد کے پس وہ وصف جس میں ہوگا وہ مصرف ہوگا اور ان مصارف میں سے یتامیٰ و مساکینؔ و ابن السبیل میں توحکم مطلقاً باقی ہے اور رسولؔ و ذوی القربےؔ من حیث نصرۃ الرسول کا سہم وفات نبوی ؐ سے مرتفع ہوگیا کما مر فی سورۃ الانفال- اور یہ حکم مذکور اس لیئے مقرر کر دیا) تاکہ وہ (مال فیٔ) تمہارے تونگروں کے قبضہ میں نہ آجاوے (جیسا جاہلیت میں سب غنائم و محاصل جنگ فیٔ اختیار لوگ ہی کھاجاتے تھے اور فقراء بالکل محروم رہ جاتے تھے اسلیئے اللہ تعالےٰ نے رسول کی رائے پر رکھا اور مصارف بھی بتلا دیئے کہ آپ باوجود مالک ہونیکے پھر بھی اہل حاجت و مواقع مصلحت عامہ میں صرف فرما دینگے) اور (جب یہ معلوم ہوگیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے پر ہونے میں حکمت ہے تو) رسول تم کو جو کچھ دیدیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز (کے لینے) سے تم کو روک دیں تم رُک جایا کرو (اور بعموم الفاظ یہی حکم ہے افعال و احکام میں بھی) اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تعالےٰ (مخالفت کرنے پر) سخت سزا دینے والا ہے (اور یوں فیٔ میں مطلقاً مساکین کا حق ہے لیکن) اُن حاجتمند مہاجرین کا (بالخصوص) حق ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے (جبراً وظلماً) جُدا کر دیئے گئے (یعنے کفار نے اُنکو اس قدر تنگ کیا کہ گھر بار چھوڑ کر ہجرت پر مجبور ہوئے اور اُس ہجرت سے) وہ اللہ تعالےٰ کے فضل (یعنے جنت) اور رضا مندی کے طالب ہیں (کسی دُنیوی غرض سے ہجرت نہیں کی) اور وہ (لوگ) اللہ اور اُسکے رسول (کے دین) کی مدد کرتے ہیں (اور) یہی لوگ (ایمان کے) سچے ہیں اور (نیز) اُن لوگوں کا (بھی حق ہے) جو دار الاسلام (یعنے مدینہ) میں (جو کہ اُن کا وطن ہے) اور ایمان میں اُن (مہاجرین) کے (آنے کے) قبل سے قرار پکڑے ہوئے ہیں (گو اس سے تقدم[ف] ایمان جمیع انصار کا ایمان جمیع مہاجرین سے لازم نہیں اور تبوؤ الدار کی صفت کو فضل میں دخل یہ ہے کہ اپنے وطن میں اکتساب کمال کا کرنا خصوص انقیاد و فرمان برداری کرنا کمال کی بات ہے کیونکہ وطن میں ان اُمور سے بہت موانع پیش آتے ہیں نیز اپنی ریاست و وجاہت کیوجہ سے عار بھی آتی ہے اور) جو اُنکے پاس ہجرت کر کے آتا ہے اُس سے یہ لوگ محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو (مال غنیمت وغیرہ میں سے) جو کچھ ملتا ہے اُس سے یہ (انصار بوجہ محبت کے) اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے اور (بلکہ اس سے بھی بڑھ کر محبت کرتے ہیں کہ اطعام وغیرہ میں اُنکو) اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ اُنپر فاقہ ہی ہو (یعنے خود بسا اوقات فاقہ سے بیٹھ رہتے ہیں اور مہاجرین کو کھلا دیتے ہیں اور بسا اوقات اس لیئے کہا گیا کہ قضیہ غیر مسورہ ہے) اور (واقعی) جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جاوے (جیسے یہ لوگ ہیں کہ حرص اور اُسکے مقتضا پر عمل کرنے سے اللہ تعالےٰ نے اُن کو مبرہ و منزہ رکھا ہے) ایسے ہی لوگ فلاح پانیوالے ہیں اور اُن لوگوں کا (بھی اس فیٔ میں حق ہے) جو (اسلام میں یا ہجرت میں یا دُنیا میں) ان (مہاجرینؔ و انصار مذکورین کے) بعد آئے (یا آوینگے) جو (ان مذکورین کے حق میں اپنے ساتھ اس طرح) دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو بخشدے اور ہمارے اُن بھائیوں کو (بھی) جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں (خواہ نفس ایمان یا ایمان کامل کہ موقوف ہجرت پر تھا) اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہونے دیجئے (یہ دُعا معاصرین کو بھی عام ہے مجموعہ کا حاصل یہ ہوا کہ متقدمین کے فضل کے معتقد رہیں اور محبت معاصرین کے لیئے بھی عام ہو) اے ہمارے رب آپ بڑے شفیق رحیم ہیں (ہماری دُعا قبول فرمالیجیئے مقصود اس قید سے یہ نہیں کہ جس میں یہ صفت نہ ہو وہ فیٔ کا مصرف نہیں ہے بلکہ مقصود تقیید سے ترغیب ہے کہ بعد کے لوگوں کو ایسا ہونا چاہیئے اور بدون اسکے مصرف کامل و پسندیدہ نہیں گو نفس مصرف ہو کما قال عمرؓ استوعبت ہذہ المسلمین عامۃ ولیس احد الا لہ فی ہذا المال حق رواہ فی الدر المنثور اور دیگر مصارف مصالح عامہ مذکورہ مقدمۂ تفسیر آیت میں لما روی فکانت حبسا لنوائبہ کذا فی الدر المنثور پس مجموعہ آیاتؔ و روایات سے ان مصارف کا مصارف ہونا اور مفوض برائے نبوی ہونا معلوم ہوا چونکہ تفویض بالرائے بعد حیات کے ممکن نہیں لہذا وفات سے تفویض ختم ہوئی اور مصارف ہونا اُنکا باقی رہ گیا جسکا اہتمام امام المسلمین پر واجب ہوگا اور تفویض بالمعنے المذکور یعنی مالکانہ تصرف نہ ہوگا گو تفویض بمعنے حاکمانہ تصرف بہ پابندی قانون شرعی اُسکے لیئے بھی حاصل ہو واللہ اعلم ؁ف حرص طبعی و جبلی پر ملامت نہیں البتہ اُسکے مقتضاے نامشروع پر عمل کرنا مذموم ہے :: ربط- تمہید میں گذر چکا

ف یعنے مہاجرین کے ایمان سے تقدم نہیں البتہ مہاجرین کے آنے سے تقدم ہے اسی کو من قبلہم فرمایا ہے ۱۲ منہ

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَئِنْ أُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ

کیا آپ نے ان منافقین کی حالت نہیں دیکھی کہ اپنے بھائیوں سے کہ کفار اہل کتاب ہیں کہتے ہیں کہ واللہ اگر تم نکالے گئے تو ہم تمہارے ساتھ نکل جاویں گے

مَعَكُمْ وَلَا نُطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا وَإِنْ قُوتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ لَئِنْ

اور تمہارے معاملہ میں ہم کبھی کسی کا کہنا نہ مانیں گے اور اگر تم سے کسی کی لڑائی ہوئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں واللہ اگر

أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ وَلَئِنْ قُوتِلُوا لَا يَنْصُرُونَهُمْ وَلَئِنْ نَصَرُوهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا

اہل کتاب نکالے گئے تو یہ اُنکے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر اُن سے لڑائی ہوئی تو یہ اُن کی مدد نہ کریں گے اور اگر اُن کی مدد بھی کی تو پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر اُن کی کوئی

يُنْصَرُونَ ۝ لَأَنْتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُورِهِمْ مِنَ اللَّهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ۝ لَا

مدد نہ ہوگی بے شک تم لوگوں کا خوف اُنکے دلوں میں اللہ سے بھی زیادہ ہے یہ اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ سمجھتے نہیں یہ لوگ

يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى مُحَصَّنَةٍ أَوْ مِنْ وَرَاءِ جُدُرٍ بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا

سب ملکر بھی تم سے نہ لڑیں گے مگر حفاظت والی بستیوں میں یا دیوار کی آڑ میں اُن کی لڑائی آپس میں بڑی تیز ہے اے مخاطب تو اُن کو متفق خیال کرتا ہے

وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ۝ كَمَثَلِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ

حالانکہ اُنکے قلوب غیر متفق ہیں یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ ایسے ہیں جو عقل نہیں رکھتے اُن لوگوں کی سی مثال ہے جو ان سے کچھ ہی پہلے ہوئے ہیں جو اپنی کردار کا مزہ چکھ چکے ہیں۔

خلاف کردن منافقین با یہود در وعدہ نصرت مع تشجیع مومنین

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا (الیٰ قولہ) وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ۝ کیا آپ نے ان منافقین (یعنی عبداللہ بن ابی وغیرہ) کی حالت نہیں دیکھی کہ اپنے (ہم مذہب) بھائیوں سے کہ کفار اہل کتاب ہیں (یعنی بنی نضیر سے) کہتے ہیں (یعنی کہتے تھے لان السورۃ علی مایدل علیہ الفاظہا وعلی ما نقلہ فی الروح عن اہل الحدیث والسیر نزلت بعد الواقعۃ) کہ واللہ (ہم ہر حال میں تمہارے ساتھ ہیں پس) اگر تم (اپنے وطن سے جبرًا) نکالے گئے تو ہم (بھی) تمہارے ساتھ (اپنے وطن سے) نکل جاویں گے اور تمہارے معاملہ میں ہم کبھی کسی کا کہنا نہ مانیں گے (یعنی ہم کو خواہ کوئی کیسا ہی سمجھاوے کہ خروج وقتال میں جو آیندہ مذکور ہیں تمہارا ساتھ نہ دیں لیکن ہم نہ مانیں گے پس جملہ لانطیع سیاق وسباق دونوں کے متعلق ہے) اور اگر تم سے کسی کی لڑائی ہوئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں (یہ تو اُنکے کاذب ہونیکا اجمالاً بیان ہوا آگے تفصیلاً فرماتے ہیں کہ) واللہ اگر اہل کتاب نکالے گئے تو یہ (منافقین) اُنکے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر اُنسے لڑائی ہوئی تو یہ اُن کی مدد نہ کریں گے اور اگر (بفرض محال) اُن کی مدد بھی کی (اور لڑائی میں شریک ہوئے) تو پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر (اُنکے بھاگ جانے کے بعد) اُن (اہل کتاب) کی کوئی مدد نہ ہوگی (یعنے جو ناصر تھے وہ تو بھاگ گئے اور دوسرا بھی کوئی ناصر نہ ہوگا پس لامحالہ مغلوب ومقہور ہونگے غرض منافقین کی جو غرض ہے کہ اپنے اُن بھائیوں پر کوئی آفت نہ آنے دیں اُس میں ہر طرح ناکامی رہے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب آخر میں بنی نضیر نکالے گئے تو منافقین اُنکے ساتھ نکلے نہیں اور جب اول میں اُن کا محاصرہ کیا گیا جس میں احتمال قتال کا تھا تو اُس میں انھوں نے نصرت نہیں کی اور بعد اخبار خداوندی لاینصرونہم کے نصروہم کا تو احتمال ہی نہ تھا محض بطور فرض محال کے فرما دیا کہ شقوق واقعیہ وفرضیہ سب پر ترتب مقصود یعنے عدم اعتبار کا ہو جاوے کقولہ تعالےٰ ولئن اتبعت اہواءہم الخ اور بعد وقوع واقعہ کے اس طرح فرمانا لئن اخرجوا الخ

اللغات اخوانہم الشائع استعمالہ بمعنے المشارکین فی النشرب الاخوۃ بمعنے المشارکین فی النسب ۱۲ رھبۃ مصدر مبنی للمفعول ۱۲ **البلاغۃ**۔ یقولون عبر عن الماضی بصیغۃ المضارع استحضار الصورۃ القول ۱۲ **النحو** قریبا یتعلق بما تعلق بہ الصلۃ ای الذین کانوا من قبلہم فی زمن قریب ۱۲ **الملحقات الترجمۃ** لہ قولہ قبل لئن اخرجتم واللہ اشارۃ الی ان اللام موطاۃ للقسم کما ہو معروف ۱۲

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٥﴾ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ إِنِّي

اور اُنکے لیئے دردناک عذاب ہے، شیطان کی سی مثال ہے کہ انسان سے کہتا ہے کہ تو کافر ہوجا پھر جب وہ کافر ہوجاتا ہو تو کہہ دیتا ہے کہ میرا تجھ سے کوئی واسطہ نہیں

أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ﴿١٧﴾

نہیں میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں سو آخری انجام دونوں کا یہ ہوا کہ دونوں دوزخ میں گئے جہاں ہمیشہ رہیں گے اور ظالموں کی یہی سزا ہے

ع ۲ ۵

یا تو استحضار صورت واقعہ ماضیہ کے لیئے ہے تاکہ اُن کا خلف وعدہ اور اُنکا مخذول ہونا خوب پیش نظر ہوجاوے اور یا آئندہ جو احتمال موہوم تھا ساتھ دینے کا اُس کی نفی کردی اور اگر قبل واقعہ کے نزول ثابت ہوجاوے تو توجیہ ظاہر ہے۔ آگے اس ساتھ نہ دینے کا سبب فرماتے ہیں کہ) بیشک تم لوگوں کا خوف ان (منافقین) کے دلوں میں اللہ سے بھی زیادہ ہے (یعنے دعوے ایمان سے جو یہ اپنا ڈرنا اللہ تعالےٰ سے بیان کرتے ہیں وہ تو خلاف واقع ہے ورنہ کفر کو کیوں نہ چھوڑ دیتے اور تمہارا واقعی خوف ہے پس اس خوف کی وجہ سے یہ لوگ اُن بنی نضیر کا ساتھ نہیں دے سکتے پس عدم خوف من اللہ کا حاصل عدم ایمان ہے ورنہ طبعًا مخلوق کا خوف خالق سے زیادہ ہونا محل اثم نہیں اور) یہ (اُن کا تم سے ڈرنا اور خدا سے نہ ڈرنا) اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ (بوجہ کفر کے خدا تعالےٰ کی عظمت کو) سمجھتے نہیں (اور یہ یہود عام بنی نضیر وغیر بنی نضیر سے اور منافقین الگ الگ تو تمہارے مقابلہ کا کیا حوصلہ کرتے یہ لوگ (تو) سب ملکر بھی تم سے نہ لڑینگے مگر حفاظت والی بستیوں میں یا دیوار (قلعہ وشہر پناہ) کی آڑ میں (حفاظت سے مراد عام ہے خندق وغیرہ سے ہونا یا قلعہ وغیرہ سے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ منافقین نے کبھی قری محصنہ میں یا وراء جدار سے اہل اسلام کا مقابلہ کیا ہو کیونکہ مقصود یہ ہے کہ اگر کبھی یہود یا منافقین منفردًا یا مجتمعًا تمہارے مقابلہ میں آئے بھی تو قری محصنہ یا وراء جدار سے وہ مقابلہ ہوگا چنانچہ یہود بنی قریظہ واہل خیبر اسی طرح مقابل ہوئے گو منافقین اُنکے ساتھ مجتمع نہ تھے اور منافقین کا کبھی اتنا حوصلہ بھی نہ ہوا پس مسلمانوں کی اس میں تشجیع ہی ہو کہ اُن سے کچھ اندیشہ نہ رکھیں اور اُنکے بعض قبائل جیسے اوس وخزرج کے واقعات جنگ دیکھکر یہ اندیشہ نہ کیا جاوے کہ شاید اسی طرح اہل اسلام کے مقابلہ میں یہ کارنمایاں کرسکیں بات یہ ہو کہ) اُن کی لڑائی آپس (ہی) میں بڑی تیز ہے (مگر مسلمانوں کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہیں اور اسی طرح یہ احتمال نہ کیا جاوے کہ گو بمقابلہ اہل اسلام کے یہ ضعیف ہوں مگر بہت سے ضعفاء ملکر قوی ہوجاتے ہیں شاید اس طرح یہ مسلمانوں سے عہدہ برآ ہوسکیں سو اُس کی نسبت یہ ہو کہ) اے مخاطب تو اُنکو (ظاہر میں) متفق خیال کرتا ہے حالانکہ اُنکے قلوب غیر متفق ہیں (یعنے گو عداوت اہل حق ان سب میں مابہ الاشتراک ہو مگر خود بھی تو اُنمیں اختلاف عقائد کیوجہ سے افتراق اور عداوت ہو کقولہ تعالےٰ فی المائدۃ والقینا بینہم العداوۃ الخ و مر تفسیرہ پس اس سے وہ احتمال تقویت بالاجتماع کا بھی مرتفع ہوگیا اور یہ رفع احتمال زیادہ تاکید وتقویت مقصود کے لیئے ہے ورنہ حق تعالےٰ کی مشیت اُن کی مغلوبی ومقہوری کے ساتھ متعلق ہوچکی ہو تو اگر اتفاق بھی ہوتا تو کیا کام آتا۔ آگے اس نااتفاقی کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ) یہ (تشتت قلوب) اسوجہ سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو (دین کی) عقل نہیں رکھتے (اس لیئے اہواء متشتتہ کے متبع ہیں اور تشتت اہواء کے لیئے اختلاف قلوب لازم ہے۔ اور اسپر یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ بے دینوں میں بسا اوقات اتفاق قلوب دیکھا جاتا ہو۔ بات یہ ہو کہ حرف بار سببیہ پر دال ہو خواہ فی الجملہ اور بعض کے اعتبار سے ہو یہاں مقصود قاعدہ کلیہ بیان کرنا نہیں بلکہ ان میں جو نااتفاقی تھی اُس کا سبب بیان کرنا مقصود ہے کہ اُنکے لیئے یہی امر سبب ہوگیا تھا چنانچہ ظاہر ہے آگے بالخصوص بنی نضیر اور اُن منافقین کی جنھوں نے وعدہ نصرت کرکے اُنکو دھوکہ میں ڈالا اور عین وقت پر دغا دی حالت مذکور ہے پس فرماتے ہیں کہ اُنکے مجموعہ کی دو مثالیں ہیں ایک مثال خاص بنی نضیر کی اور دوسری منافقین کی پس بنی نضیر کی مثال تو) اُن لوگوں کی سی مثال ہو جو ان سے کچھ ہی پہلے ہوئے ہیں جو (دنیا میں بھی) اپنی کردار کا مزہ چکھ چکے ہیں اور (آخرت میں بھی) اُنکے لیئے دردناک عذاب (ہونے والا) ہے (مراد ان سے یہود بنی قینقاع ہیں جن کا قصہ یہ ہوا کہ بعد واقعہ بدر کے انھوں نے آپ سے سنہ ۲ھ میں نقض عہد کرکے محاربہ کیا پھر مغلوب ومقہور ہوئے اور قلعہ سے آپکے فیصلہ پر باہر نکلے اور سب کی مشکیں باندھی گئیں پھر عبداللہ بن ابی کے الحاح سے اُن کی اس شرط پر جان بخشی کی کہ مدینہ سے چلے جائیں چنانچہ وہ اذرعات شام کو نکل گئے اور اُنکے اموال میں غنیمت کی طرح عمل ہوا کذا فی زاد المعاد اور ان منافقین کی مثال) شیطان کی سی مثال ہے (اول تو) انسان سے کہتا ہے کہ تو کافر ہوجا پھر جب

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○

اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر ہر شخص دیکھ بھال لے کہ کل کے واسطے اُسنے کیا بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی سب خبر ہے

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَ

اور تم اُن لوگوں کی طرح مت ہو جنھوں نے اللہ سے بے پروائی کی سو اللہ تعالیٰ نے خود اُن کی جان سے اُنکو بے پروا بنا دیا یہی لوگ نافرمان ہیں اہل نار اور

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا

اہل جنت باہم برابر نہیں جو اہل جنت ہیں وہ کامیاب لوگ ہیں اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تو اُس کو دیکھتا کہ خدا کے خوف سے دب جاتا اور

مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ

پھٹ جاتا اور ان مضامین عجیبہ کو ہم لوگوں کے لیئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سوچیں وہ ایسا معبود ہے کہ اُسکے سوا کوئی معبود نہیں وہ جاننے

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ○ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ

والا ہے پوشیدہ چیزوں کا اور ظاہر چیزوں کا وہی بڑا مہربان رحم والا ہے وہ ایسا معبود ہے کہ اُسکے سوا کوئی اور معبود نہیں وہ بادشاہ ہے پاک ہے سالم ہے امن دینے والا ہے

الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ

نگہبانی کرنیوالا ہے زبردست ہے خرابی کا درست کرنیوالا ہے بڑی عظمت والا ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کے شرک سے پاک ہے وہ معبود ہے پیدا کرنیوالا ہے ٹھیک ٹھیک بنانیوالا ہے صورت بنانیوالا ہے

الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

اُسکے اچھے اچھے نام ہیں سب چیزیں اُس کی تسبیح کرتی ہیں جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اور وہی زبردست حکمت والا ہے ؏

وہ کافر ہو جاتا ہے (اور کفر کے وبال میں گرفتار ہوتا ہے خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں) تو اُسوقت صاف جواب دیدیتا ہے اور کہدیتا ہے کہ میرا تجھ سے کوئی واسطہ نہیں میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں (جیسے دنیا میں ایسی تبری کا قصہ سورۂ انفال آیت واذ زین لہم الشیطان اعمالہم الخ میں گذر چکا ہے اور آخرت میں تبری مضلین کی ضالین سے آیات متعددہ میں مذکور ہے) سو آخری انجام دونوں کا یہ ہوا کہ دونوں دوزخ میں گئے جہاں ہمیشہ رہیں گے (ایک اضلال کی وجہ سے دوسرا ضلال کی وجہ سے) اور ظالموں کی یہی سزا ہے (پس جس طرح اس شیطان نے اُس انسان کو اول بہکایا پھر وقت پر ساتھ نہ دیا اور دونوں خسران میں پڑے اسی طرح ان منافقین نے اول بنی نضیر کو بری رائے دی کہ تم نکلو نہیں پھر عین وقت پر اُنکو دغا دی اور دونوں بلا میں پھنسے بنی نضیر تو بلائے اخراج میں اور منافقین ناکامیابی میں ربط تمہید میں گذر چکا ؛

ترغیب تحصیل جنان و ترہیب از موجبات نیران و تاکید آں بذکر علو شان قرآن و صفات کمال حضرت رحمان ؛

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ (الٰی قولہ) وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ اے ایمان والو (تم نے نافرمانوں کا انجام سن لیا سو تم) اللہ سے ڈرتے رہو

اللغات الباری الموجد للاشیاء بریئۃ من تفاوت حسب ما تقتضیہ الحکمۃ ۱۲ **البلاغۃ** نفس یراد کل نفس تمام یصرح بکلمۃ العموم اشارۃ الی ان کل نفس مستقلۃ ومتفردۃ فی وجوب النظر علیہا غد اسماہ غدا للتنبیہ علی القرب **قولہ** لا یستوی فی الروح لعل تقدیم اصحاب النار فی الذکر للایذان من اول الامر بان القصور الذی ینبئ عنہ عدم الاستواء من جہتہم لا من جہۃ مقابلیہم فان مفہوم عدم الاستواء بین الشیئین المتفاوتین زیادۃ ونقصانا وان جاز اعتبارہ بحسب زیادۃ الزائد لکن المتبادر اعتبارہ بحسب نقصان الناقص علیہ قولہ تعالیٰ ہل یستوی الاعمی والبصیر ام ہل تستوی الظلمات والنور الی غیر ذلک ولعل تقدیم الفاضل فی قولہ تعالیٰ ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون لان صفۃ ملکۃ لصفۃ المفضول والاعدام مسبوقۃ بملکاتہا والمراد بعدم الاستواء عدم الاستواء فی الاحوال الاخرویۃ کما ینبئ عنہ التعبیر عن الفریقین لصاحبیۃ النار وصاحبیۃ الجنۃ ۱۲

سُورَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ اٰيَةً

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں — اللہ کے نام سے — جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

اور ہر ہر شخص دیکھ بھال لے کہ کل (قیامت) کے واسطے اُسنے کیا (ذخیرہ) بھیجا ہے (یعنے اعمال صالحہ میں کوشش کرو جو کہ ذخیرۂ آخرت ہیں) اور (جس طرح تحصیل طاعات و اعمال صالحہ میں تقویٰ کا حکم ہے اسی طرح سیئات و معاصی سے بچنے کے بارہ میں بھی تم کو حکم ہو کہ) اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالےٰ کو تمہارے اعمال کی سب خبر ہے (پس معاصی کے ارتکاب سے اندیشۂ عقوبت ہو پس پہلا اتقوا اللہ طاعات کے متعلق ہو جس کا قرینہ قدمت لغد ہے اور دوسرا معاصی کے متعلق ہے جس کا قرینہ خبیر بما تعملون ہے) اور (آگے ان احکام کی مزید تاکید کے لیئے ارشاد ہو کہ) تم اُن لوگوں کی طرح مت ہو جنھوں نے اللہ (کے احکام) سے بے پروائی کی (یعنے عمل بالاحکام کو ترک کر دیا اس طرح کہ اوامر کے خلاف کیا اور نواہی کا اقتراف کیا) سو (انجام اسکا یہ ہوا کہ) اللہ تعالےٰ نے خود اُن کی جان سے اُنکو بے پروا بنا دیا (یعنے اُن کی ایسی عقل ماری گئی کہ خود اپنے نفع حقیقی کو نہ سمجھا اور نہ حاصل کیا) یہی لوگ نافرمان ہیں (اور نافرمانی کی سزا بھگتیں گے اور اوپر جن دو قسم کے لوگوں کا ذکر ہوا یعنے ایک وہ جو اہل تقویٰ ہوں اور دوسرے وہ جو تارک احکام ہوں اُن میں ایک اہل جنت ہیں دوسرے اہل نار اور) اہل نار اور اہل جنت باہم برابر نہیں (بلکہ) جو اہل جنت ہیں وہ کامیاب لوگ ہیں (اور اہل نار ناکام ہیں جیسا اوپر اولئک ہم الفاسقون سے معلوم ہوا پس تم کو اصحاب الجنۃ میں سے ہونا چاہیئے اہل نار میں سے نہ ہونا چاہیئے اور یہ مفید نصائح جس قرآن کے ذریعہ سے تم کو سنائے جاتے ہیں وہ ایسا ہو کہ) اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے (اور اُس میں فہم کا مادہ رکھ دیتے اور شہوات کا مادہ نہ رکھتے) تو (اے مخاطب) تو اُس کو دیکھتا کہ خدا کے خوف سے دب جاتا اور پھٹ جاتا (یعنے قرآن فی نفسہ ایسا مؤثر اور قوی فاعل ہے مگر انسان میں بوجہ غلبۂ شہوات کے قابلیت فاسد ہو گئی جسکے سبب تاثر نہیں ہوتا پس انسان کو چاہیئے کہ تحصیل طاعات و ترک معاصی سے اپنی شہوت کو مغلوب کرے تاکہ مواعظ قرآنیہ سے اس کو تاثر ہو اور احکام میں استقامت و استدامت اور ذکر و فکر نصیب ہو جسکا اوپر حکم ہوا ہے) اور ان مضامین عجیبہ کو ہم لوگوں کے (نفع کے) لیئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سوچیں (اور منتفع ہوں اسی لیئے یہ مضمون لو انزلنا الخ یہاں بیان کیا گیا آگے حق تعالےٰ کے صفات کمال بیان کیئے جاتے ہیں جس سے حق تعالےٰ کی عظمت قلب پر نقش ہو کر معین ہو بجا آوری احکام کا پس ارشاد ہو کہ) وہ ایسا معبود ہے کہ اُسکے سوا کوئی اور معبود (بننے کے لائق) نہیں وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا اور ظاہر چیزوں کا وہی بڑا مہربان رحم والا ہے (اور چونکہ توحید نہایت مہتم بالشان چیز ہے اس لیئے اُس کو تاکید کے لیئے مکرر فرمایا کہ) وہ ایسا معبود ہے کہ اُسکے سوا کوئی اور معبود (بننے کے لائق) نہیں وہ بادشاہ ہے (سب عیبوں سے) پاک ہے (سب عیبوں سے) سالم ہے (یعنے نہ ماضی میں اُس میں کوئی عیب ہوا کہ حاصل ہے قدوس کا اور نہ آیندہ اسکا احتمال ہے کہ حاصل ہے سلام کا کذا فی الکبیر اپنے بندوں کو مخاوف سے) امن دینے والا ہے (اپنے بندوں کی مخاوف سے) نگہبانی کرنے والا ہے (یعنے آفت بھی نہیں آنے دیتا اور آئی ہوئی کو بھی دُور کر دیتا ہے) زبردست ہے خرابی کا درست کر دینے والا ہے بڑی عظمت والا ہو اللہ تعالےٰ (جس کی یہ شان ہے) لوگوں کے شرک سے پاک ہے وہ معبود (برحق) ہے پیدا کرنے والا ہو ٹھیک ٹھیک بنانے والا ہو (یعنے ہر چیز کو حکمت کی موافق بناتا ہے) صورت (شکل) بنانے والا ہے اُسکے اچھے اچھے نام ہیں (جو اچھی اچھی صفتوں پر دال ہو) سب چیزیں اُس کی تسبیح (و تقدیس) کرتی ہیں (حالاً یا قالاً) جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہی زبردست حکمت والا ہے (پس ایسے باعظمت کے احکام کی بجا آوری ضرور اور نہایت ضرور ہی) ؛ الحمد للہ کہ سورہ حشر کی تفسیر ختم ہوئی اب سورہ ممتحنہ کی آتی ہو انشاء اللہ تعالےٰ ، سُورَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ وَاٰيُهَا ثَلٰثَ عَشْرَةَ کذا فی البیضاوی

ربط سورۂ سابقہ میں منافقین کی یہود سے دوستی کرنے کی مذمت تھی اس سورۃ کے اول و آخر میں مسلمانوں کو کفار سے تعلقات دوستی اور خصوص مشرکات سے تعلق نکاح رکھنے کی ممانعت ہو اور مشرکات و مؤمنات میں تمایز کے لیئے صرف اظہار ایمان پر اکتفا کرنیکا ارشاد ہی ، نہی از موالاۃ باکفار بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا

اى ایمان والو تم میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ کہ اُن سے دوستی کا اظہار کرنے لگو حالانکہ تمہارے پاس جو دین حق آچکا ہے

بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ

وہ اُس کے منکر ہیں رسول کو اور تم کو اس بنا پر کہ تم اپنے پروردگار اللہ پر ایمان لے آئے شہر بدر کرچکے ہیں اگر تم میرے رستہ میں

جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي تُسِرُّونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ

جہاد کرنے کی غرض سے اور میری رضامندی ڈھونڈھنے کی غرض سے نکلے ہو تم اُن سے چپکے چپکے دوستی کی باتیں کرتے ہو حالانکہ مجھ کو سب چیزوں کا خوب علم ہے تم جو کچھ چھپا کر کرتے ہو

وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝ إِنْ يَثْقَفُوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَيَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ

اور جو شخص تم میں سے ایسا کریگا وہ راہ راست سے بہک گیا اگر انکو تم پر دسترس ہو جاوے تو اظہار عداوت کرنے لگیں اور تم پر برائی کے ساتھ

أَيْدِيَهُمْ وَأَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوءِ وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ ۝ لَنْ تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ

دست درازی اور زبان درازی کرنے لگیں اور وہ اس بات کے متمنی ہیں کہ تم کافر ہو جاؤ تمہارے رشتہ دار اور اولاد

يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ

قیامت کے دن کام نہ آویں گے خدا تمہارے درمیان فیصلہ کریگا اور اللہ تمہارے سب اعمال کو خوب دیکھتا ہے تمہارے لیے ابراہیم میں اور ان لوگوں میں جو کہ انکے شریک حال تھے

وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَ

ایک عمدہ نمونہ ہے جبکہ ان سب نے اپنی قوم سے کہدیا کہ ہم تم سے اور جن کو تم اللہ کے سوا معبود سمجھتے ہو اُن سے بیزار ہیں ہم تمہارے منکر ہیں اور ہم میں اور

بَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ

تم میں ہمیشہ کے لیے عداوت اور بغض ظاہر ہوگیا جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ لیکن ابراہیم کی اتنی بات تو اپنے باپ سے ہوئی تھی

لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ

کہ میں تمہارے لیے استغفار ضرور کرونگا اور تمہارے لیے مجھ کو خدا کے آگے کسی بات کا اختیار نہیں اے ہمارے پروردگار ہم آپ پر توکل کرتے ہیں اور آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ (الیٰ قولہ تعالیٰ) وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ یہ آیتیں ایک قصہ کے متعلق ہیں اور وہ قصہ یہ ہے کہ جب آپ نے فتح مکہ کے لیے جہاد کرنے کا ارادہ کیا تو حاطب بن ابی بلتعہ نے جو کہ اہل بدر سے ہیں اور رہنے والے یمن کے ہیں اور مکہ میں آ رہے تھے اور انکے بھائی اور والدہ اور اولاد و اہل و عیال و اموال اب بھی مکہ میں تھے اہل مکہ کے نام ایک خط لکھا کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم تم پر چڑھائی کرنے والے ہیں اور یہ خط ایک عورت کو دے دیا کہ مکہ والوں کو پہونچادے آپ کو وحی سے یہ بات معلوم ہوگئی آپ نے حضرت علیؓ اور چند صحابہؓ کو حکم دیا کہ فلاں جگہ وہ عورت ملے گی اُس سے وہ خط لے آؤ یہ گئے اور وہ عورت ملی اور اُنکے دھمکانے سے وہ خط اُس نے دیا اور یہ لائے آپ نے حاطبؓ سے پوچھا اُنھوں نے کہا کہ

اللغات العداوة ضد الصداقة والبغض ضد الحب ۱۲

النحو تلقون تفسير للموالاة او استيناف والباء زائدة وفيه وجه آخر وهو ان الباء للتعدية والمعنى تفضون اليهم بالمودة وافضى يتعدى بالباء كما في الروح عن الاساس **قوله** ان كنتم خرجتم جواب الشرط محذوف دل عليه تقدم كانه قيل لا تتولوا اعدائي ان كنتم اولياي **قوله** تسرون استيناف او بدل من تلقون ۱۲ **قوله** يوم القيمة متعلق بلن تنفع **قوله** الا قول ابراهيم استثناء منقطع معنى متصل صورة ۱۲

البلاغة

كفرنا بكم اى بكم وبما تعبدون ففيه تغليب ۱۲

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

اے ہمارے پروردگار ہم کو کافروں کا تختہ مشق نہ بنا اور اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ معاف کر دیجئے بے شک آپ زبردست حکمت والے ہیں

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۚ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ

بے شک ان لوگوں میں تمہارے لیے یعنی ایسے شخص کے لیے عمدہ نمونہ ہے جو اللہ کا اور قیامت کے دن کا اعتقاد رکھتا ہو اور جو شخص روگردانی کریگا سو

اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝ عَسَى اللَّهُ أَن يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُم مِّنْهُم مَّوَدَّةً ۚ

اللہ تعالیٰ بالکل بے نیاز اور سزاوار حمد ہیں اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ تم میں اور ان لوگوں میں جن سے تمہاری عداوت ہے دوستی کر دے

وَاللَّهُ قَدِيرٌ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ لَّا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَ

اور اللہ کو بڑی قدرت ہے اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں کے ساتھ احسان اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین کے

لَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝

بارہ میں نہیں لڑے اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا اللہ تعالیٰ انصاف کا برتاؤ کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں

واقعی خط میرا ہی لکھا ہوا ہے لیکن خدانہ کرے میں نے مخالفت اسلام کے سبب یہ خط نہیں لکھا بلکہ میں جانتا تھا کہ اسلام کو تو اس سے کوئی ضرر نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اسکو ضرور غالب کرنے والا ہے اور آپکو ضرور فتح ہوگی اور میرا نفع ہوجاویگا کہ اہل مکہ اس کا احسان مانکر میرے اہل وعیال واموال کی حفاظت کرینگے اور انکو ایذا و ضرر نہ پہونچاویں گے کیونکہ میری ان سے اور کوئی قرابت ہے نہیں جس کی وجہ سے وہ میری رعایت کرتے بلکہ میں محض اجنبی پردیسی آدمی تھا حضرت عمر رض کو غصہ آیا اور آپ نے ان کی گردن مارنے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا کہ یہ اہل بدر سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے گناہ معاف فرمائے ہیں اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں کذا فی الدر المنثور عن کتب الحدیث پس ارشاد ہے کہ اے ایمان والو تم میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ کہ ان سے دوستی کا اظہار کرنے لگو (یعنے گو دل سے دوستی نہ ہو مگر ایسا دوستانہ برتاؤ بھی مت کرو) حالانکہ تمہارے پاس جو دین حق آچکا ہے وہ اسکے منکر ہیں (یہ بیان ہے عدوی کا اور) رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کو اور تم کو اس بنا پر کہ تم اپنے پروردگار اللہ پر ایمان لے آئے شہر بدر کر چکے ہیں (یہ بیان ہے عدوکم کا مع عدوی کے غرض ایسے لوگوں سے دوستی مت کرو) اگر تم میرے رستہ میں جہاد کرنے کی غرض سے اور میری رضامندی ڈھونڈھنے کی غرض سے (اپنے گھروں سے) نکلے ہو (کہ دوستی کفار کی جس کا حاصل کفار کی رضامندی کی فکر ہے منافی ہے طلب رضا رحق اور مباشرۃ اعمال موجبہ رضا رحق کے) تم ان سے چپکے چپکے دوستی کی باتیں کرتے ہو (یعنے اول تو دوستی ہی بری چیز ہے پھر خفیہ پیغام بھیجنا بوجہ اسکے کہ موہم اختصاص مزید دوستی ہے اور زیادہ برا ہے) حالانکہ مجھ کو سب چیزوں کا خوب علم ہے تم جو کچھ چھپا کر کرتے ہو اور جو ظاہر کر کے کرتے ہو (یعنے مثل دوسرے موانع مذکورہ کے یہ امر بھی مانع دوستی ہونا چاہیئے) اور (آگے اس پر وعید ہے کہ) جو شخص تم میں سے ایسا کرے گا وہ راہ راست سے بھٹک گیا (اور انجام ضالین کا معلوم ہی ہے آگے ان کی دشمنی کا بیان ہے کہ وہ تمہارے ایسے سخت دشمن ہیں کہ) اگر انکو تم پر دسترس ہوجاوے تو (فوراً) اظہار عداوت کرنے لگیں اور (وہ اظہار عداوت یہ کہ) تم پر برائی (اور ضرر رسانی) کے ساتھ دست درازی اور زبان درازی کرنے لگیں (یہ تو دنیوی اضرار ہے) اور (دینی اضرار یہ کہ) وہ اس بات کے متمنی ہیں کہ تم کافر (ہی) ہوجاؤ (پس ایسے لوگ کب قابل دوستی ہیں) اور اگر تم کو دوستی کے بارہ میں اپنے اہل وعیال کا خیال ہو تو خوب سمجھ لو کہ) تمہارے رشتہ دار اور اولاد قیامت کے دن تمہارے (کچھ) کام نہ آوینگے خدا (ہی) تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا اور اللہ تمہارے سب اعمال کو خوب دیکھتا ہے (پس ہر عمل کا فیصلہ ٹھیک ٹھیک کرے گا پس اگر تمہارے اعمال موجب عقوبت ہونگے تو اس عقوبت سے ارحام و اولاد بچا نہ سکیں گے پھر ان کی رعایت میں خدا کے حکم کے خلاف کرنا بہت مذموم امر ہے اور اس سے اموال کا قابل رعایت نہ ہونا اور اظہر ہے

آگے حکم مذکور پر تحریض کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ ربنا لا تجعل[illegible]
فتنۃ للذین کفروا [illegible]
التحرز عن اسباب [illegible]
التی یظن بہا علی المحق[illegible]
انہم مبطلون و بالعکس[illegible]
ما کان غیر اختیاری[illegible]
ہذہ الاسباب فا[illegible]
عند ان یدعی بالوقا[illegible]
وقریب منہ حل بیـ[illegible]
مواضع التہم قولہ تـ[illegible]
لا ینہاکم اللہ الی قو[illegible]
ان تبروہم قلت ما یفـ[illegible]
اہل الطریق من الم[illegible]
مع بعض الکفار ولیـ[illegible]
لہم وقبول الہدیۃ[illegible]
احسان منہم بہم[illegible]
اذن بذلک فی الا[illegible]

ترجمہ

قولہ تعالیٰ ربنا لا تجعـ[illegible]
فتنۃ للذین کفروا[illegible]
اس پر دال ہے کہ ایسے اسـ[illegible]
سے بچنا مطلوب ہے جس سے ا[illegible]
اہل باطل ہونیکا شبہ ہو[illegible]
اور ان اسباب میں جو غیـ[illegible]
ہیں ان سے بچنا یہ ہے کہ دعا کر[illegible]
قولہ تعالیٰ۔ لا ینہاکـ[illegible]
الی قولہ ان تبروہم[illegible]
کی عادت ہے کہ بعض کفا[illegible]
و نرم کلامی یا قبول ہدیہ[illegible]
کرتے ہیں یہ جائز ہے۔

إِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ قٰتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِّن دِيٰرِكُمْ وَظٰهَرُوا عَلٰى إِخْرَاجِكُمْ

صرف اُن لوگوں کے ساتھ دوستی کرنے سے اللہ تعالےٰ تم کو منع کرتا ہے جو تم سے دین کے بارہ میں لڑے ہوں اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ہو اور تمہارے نکالنے میں مدد کی ہو

أَن تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُونَ ۝

اور جو شخص ایسوں سے دوستی کریگا سو وہ لوگ گنہگار ہونگے

کا قصہ ارشاد ہے کہ تمہارے لیے ابراہیم (علیہ السلام) میں اور اُن لوگوں میں جو کہ (ایمان و طاعت میں) اُن کے شریک حال تھے ایک عمدہ نمونہ ہے (یعنے اس بارہ میں کفار سے ایسا برتاؤ رکھنا چاہیئے جیسا ابراہیم علیہ السلام اور اُنکے متبعین نے کیا) جبکہ ان سب نے (اوقات مختلفہ میں) اپنی قوم (کے لوگوں) سے کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جنکو تم اللہ کے سوا معبود سمجھتے ہو اُن سے بیزار ہیں (اوقات مختلفہ اسلیئے کہا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام نے جس وقت اول یہ بات اپنی قوم سے کہی تھی اُس وقت وہ بالکل تنہا تھے پھر جو آپکے ساتھ ہوتے گئے کفار سے قطع تعلق قولاً و فعلاً کرتے گئے۔ آگے اُس بیزاری کا بیان ہے کہ) ہم تمہارے (یعنے کفار اور اُنکے معبودین کے) منکر ہیں (یعنے تمہارے عقائد اور معبودات کی عبادت کے منکر ہیں یہ تو تبری باعتبار عقیدہ کے ہے) اور (تبری باعتبار معاملہ اور برتاؤ کے یہ ہے کہ) ہم میں اور تم میں ہمیشہ کے لیئے عداوت اور بغض (زیادہ) ظاہر ہوگیا (کیونکہ بنا عداوت کی اختلاف عقائد ہے اور اب اُس کا زیادہ اعلان ہوگیا تو عداوت کا بھی زیادہ اظہار ہوگیا۔ عداوت اور بغض متقارب ہیں اور دونوں کا جمع کرنا تاکید کے لیے۔ اور یہ عداوت ہم کو تم سے ہمیشہ رہیگی) جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ (غرض ابراہیم علیہ السلام اور اُنکے متبعین نے کفار سے صاف قطع تعلق کر دیا) لیکن ابراہیم (علیہ السلام) کی اتنی بات تو اپنے باپ سے ہوئی تھی (جو ظاہر میں موہم تعلق کو ہے) کہ میں تمہارے لیئے استغفار ضرور کروں گا اور تمہارے لیئے (استغفار سے زیادہ) مجھ کو خدا کے آگے کسی بات کا اختیار نہیں (کہ دعا کو قبول ہی کرا لوں یا باوجود ایمان نہ لانے کے تم کو عذاب سے بچا لوں۔ مطلب یہ کہ اتنی بات تو البتہ ابراہیم علیہ السلام نے کہی تھی جس کا مطلب تم میں سے بعض لوگ مطلق استغفار سمجھ گئے حالانکہ یہاں استغفار کے دوسرے معنے ہیں یعنی طلب ہدایت جس کی سب کو اجازت ہے اور واقع میں وہ قطع تعلق کے خلاف بھی نہیں مگر ظاہری صورت تعلق اور ظاہری معنے استغفار کے اعتبار سے صورۃً اس کو مستثنےٰ کیا جاتا ہے اور مستثنےٰ لفظاً ہر چند کہ مجموعہ لاستغفرن اور ما املک الخ ہے لیکن استثنا مجموعہ کا باعتبار جزو اول کے ہے اور جزو ثانی تبعاً آگیا ہے اور تحقیق اس استغفار کی آخر سورۂ برائت میں گذری ہے یہ گفتگو تو ابراہیم علیہ السلام کی اپنی قوم سے ہوئی آگے اُن کی دعا کا مضمون ہے یعنے کفار سے قطع تعلق کر کے انھوں نے اس بارہ میں حق تعالےٰ سے عرض کیا کہ) اے ہمارے پروردگار ہم (اس اظہار عداوت مع الکفار میں) آپ پر توکل کرتے ہیں اور (کفایت مہمات دارین و حفاظت شرور و آفات میں و نیز ایمان لانے میں) آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور (اعتقاد رکھتے ہیں کہ) آپ ہی کی طرف (سبکو) لوٹنا ہے (پس اس اعتقاد کی وجہ سے ہم نے جو کچھ تبری وغیرہ کی ہے محض خلوص سے کی ہے اُس میں کوئی غرض دنیوی نہیں اور اس سے مقصود تفاخر نہیں بلکہ عرض حال بغرض سوال ہے اور) اے ہمارے پروردگار ہم کو کافروں کا تختۂ مشق نہ بنا (یعنے ہم پر اس تبری سے یہ کافر ظلم نہ کرنے پاویں) اور اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ معاف کر دیجیے بیشک آپ زبردست حکمت والے ہیں (اور ہر طرح کی آپکو قدرت حاصل ہے یہ دونوں دعائیں بمنزلہ غایت کے ہیں اول دعاؤں کے لیئے ایک غایت باعتبار دنیا کے ایک باعتبار آخرت کے پس لاتجعلنا کو توکلنا سے زیادہ تعلق ہے اور اغفرلنا کو الیک المصیر سے اور انبنا مثل مشترک کے ہے آگے دوسرے عنوان سے اہتمام کے لیئے تحریض مذکور کی تاکید ہے کہ) بیشک ان لوگوں میں (یعنے ابراہیم علیہ السلام اور اُنکے متبعین میں) تمہارے لیئے یعنے ایسے شخص کے لیئے عمدہ نمونہ ہے جو اللہ (کے سامنے جانے) کا اور قیامت کے دن (کے آنے) کا اعتقاد رکھتا ہو (یعنے یہ اعتقاد مقتضی ہے اس بارہ میں اتباع ابراہیمی کو اور سابق میں یہ مضمون بلحاظ حال مقتدیٰ بہ کے ہے اور یہاں بلحاظ مقتضی اقتدا کے ہے پس تکرار نہیں)

ملحقات الترجمۃ لہ قولہ فی لا املک خدا کے آگے اخذ بحاصل الترجمۃ ۱۲

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ

اے ایمان والو جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کرکے آویں تو تم اُن کا امتحان کر لیا کرو اُنکے ایمان کو اللہ ہی خوب جانتا ہے پس اگر اُنکو مسلمان سمجھو تو

مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا ؕ

اُن کو کفار کی طرف واپس مت کرو نہ تو وہ عورتیں اُن کافروں کے لیئے حلال ہیں اور نہ وہ کافر اُن عورتوں کے لیئے حلال ہیں اور اُن کافروں نے جو کچھ خرچ کیا ہو وہ اُنکو ادا کردو

اور آگے دوسرے طرز پر وعید ہے جیسے اس سے پہلے ومن یفعلہ میں وعید آچکی ہے یعنی) جو شخص (اس حکم سے) روگردانی کرے گا سو اُسی کا ضرر ہوگا کیونکہ) اللہ تعالیٰ (تو) بالکل بے نیاز اور (بوجہ جامع الکمالات ہونے کے) سزاوار حمد ہے (پس وہاں استکمال بالغیر وانتفاع بعبادت المخلوق کا احتمال ہی نہیں اور چونکہ کچھ اُن کی عداوت سنکر مسلمانوں کو فکر ہو سکتی تھی کچھ قطع قرابات سے طبعاً رنج ہو سکتا تھا اس لیئے بطور بشارت کے آگے پیشین گوئی فرماتے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے (یعنے اُدھر سے وعدہ ہے) کہ تم میں اور اُن لوگوں میں جن سے تمہاری عداوت ہے دوستی کردے (گو بعض ہی سے سہی یعنی اُن کو مسلمان کردے جس سے عداوت مبدل بہ صداقت ہو جاوے) اور (اس کو کچھ بعید نہ سمجھو کیونکہ) اللہ کو بڑی قدرت ہے (چنانچہ فتح مکہ کے روز بہت آدمی خوشی سے مسلمان ہو گئے مطلب یہ کہ اول تو اگر قطع تعلق ہمیشہ کے لیئے ہوتا تب بھی بوجہ مامور بہ ہونے کے واجب العمل تھا پھر خاصکر جبکہ تھوڑی ہی مدت کے لیئے کرنا پڑے اور پھر مشارکت فی الایمان سے دوستی اور تعلق بدستور عود کر آوے غرض ہر طرح قطع تعلق ضروری ہوا) اور (اب تک جو کسی سے اس حکم کے خلاف خطا ہو گئی ہو جس سے وہ اب تائب ہو چکا تو) اللہ تعالیٰ (اُسکے لیئے) غفور رحیم ہے (اور یہاں تک تو دوستانہ تعلقات کی نسبت حکم فرمایا تھا کہ اُن کا قطع واجب ہے آگے محسنانہ تعلقات کے حکم کی تفصیل فرماتے ہیں وہ یہ کہ) اللہ تعالیٰ تم کو اُن لوگوں کے ساتھ احسان اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین کے بارہ میں نہیں لڑے اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا (مراد وہ کافر ہیں جو ذمی یا مصالح ہوں یعنی محسنانہ برتاؤ اُن سے جائز ہے اور اسی کو منصفانہ برتاؤ فرما دیا پس انصاف سے مراد خاص انصاف ہے یعنے خاص اُن کی ذمیت یا مصالحت کے اعتبار سے انصاف مقتضی اس کو ہے کہ اُنکے ساتھ احسان سے دریغ نہ کیا جاوے ورنہ مطلق انصاف تو ہر کافر بلکہ جانور کے ساتھ بھی واجب ہے آگے ترغیب ہے اس برتاؤ کی کہ) اللہ تعالیٰ انصاف کا برتاؤ کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں (البتہ) صرف اُن لوگوں کے ساتھ دوستی (یعنے بر و احسان) کرنے سے اللہ تعالیٰ تم کو منع کرتا ہے جو تم سے دین کے بارہ میں لڑے ہوں (خواہ بالفعل یا بالعزم) اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ہو اور (اگر نکالا بھی نہ ہو لیکن) تمہارے نکالنے میں (نکالنے والوں کی) مدد کی ہو یعنے اُنکے ساتھ شریک ہوں بالفعل یا بالعزم اس میں سب حربی غیر مصالح آگئے اور مراد دوستی سے بقرینہ آیت اولیٰ کے بر و اقساط ہے اس کو دوستی کہنا بنکتہ تنفیر بایں معنی ہے کہ یہ دشمنی نہیں پس دوستی کے ایک معنے وجودی ہیں وہ تو ہر کافر سے ممنوع ہے دوسرے معنے عدمی ہیں یعنی عدم عداوت وہ غیر اہل حرب سے جائز اور اہل حرب سے ناجائز) اور جو شخص ایسوں سے دوستی (کا برتاؤ بالمعنے المذکور) کرے گا سو وہ لوگ گنہگار ہونگے **ف** تفصیل موالاۃ واحسان مع الکفار کی سورۂ آل عمران آیت لا یتخذ المؤمنون الخ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ؎

رابطہ تمہید میں گذر چکا ؎

قطع تعلق مناکحت بین المؤمنین والمشرکین و امتحان ایمان

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ (الیٰ قولہ) اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (یہ آیتیں بھی ایک خاص موقع کے متعلق ہیں اور وہ موقع صلح حدیبیہ کا ہے جس کا بیان آغاز سورۂ فتح میں ہوا ہے منجملہ اُن شرطوں کے جو صلح نامہ میں لکھی گئی تھیں ایک شرط یہ بھی تھی کہ جو شخص مسلمانوں میں سے کافروں کی طرف چلا جاوے وہ واپس نہ دیا جاوے اور جو شخص کافروں میں سے مسلمانوں کی طرف چلا جاوے وہ واپس دیدیا جاوے چنانچہ بعضے مسلمان مرد آئے اور وہ واپس کر دیئے گئے پھر بعضی عورتیں مسلمان ہو کر آئیں اُنکے اقارب نے اُن کی واپسی کی درخواست کی اس پر یہ آیتیں حدیبیہ میں نازل ہوئیں جس میں عورتوں کے واپس

مسائل السلوک

قولہ تعالیٰ فامتحنوھن دل علی الامر بامتحان المرید ؎ ؎ ؎ ؎

ترجمہ

قولہ تعالیٰ فامتحنوھن اس میں مرید کے امتحان کا امر ہے ؎ ؎ ؎ ؎ ؎

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۚ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْأَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ

اور تم کو اُن عورتوں سے نکاح کرنے میں کچھ گناہ نہ ہوگا جبکہ تم اُن کے مہر اُن کو دیدو اور تم کافر عورتوں کے تعلقات کو باقی مت رکھو اور جو کچھ تم نے خرچ کیا ہو مانگ لو اور

وَلْيَسْأَلُوا مَا أَنْفَقُوا ۚ ذَٰلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ ۖ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ

خرچ کیا ہو وہ مانگ لیں یہ اللہ کا حکم ہے وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور اللہ بڑا علم اور حکمت والا ہے اور اگر تمہاری بیبیوں میں سے کوئی بی بی کافروں میں

إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَآتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُمْ مِثْلَ مَا أَنْفَقُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ

رہ جانے سے تمہارے ہاتھ نہ آوے پھر تمہاری نوبت آوے تو جن کی بیبیاں ہاتھ سے نکل گئیں جتنا انہوں نے خرچ کیا تھا اُسکے برابر تم اُن کو دیدو اور اللہ سے کہ جس پر تم ایمان رکھتے ہو

مُؤْمِنُونَ ۝ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا

ڈرتے رہو اے پیغمبر جب مسلمان عورتیں آپکے پاس آویں کہ آپ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللہ کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہ کریں گی اور نہ

يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَ

چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہ کوئی بہتان کی اولاد لاویں گی جس کو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان بنا لیویں اور

أَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ ۙ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

مشروع باتوں میں وہ آپکے خلاف نہ کریں گی تو آپ اُن کو بیعت کر لیا کیجئے اور اُنکے لیئے اللہ سے مغفرت طلب کیا کیجئے بے شک اللہ غفور رحیم ہے

کرنے کی ممانعت کی گئی پس عموم مضمون صلح نامہ کا اس سے مخصوص اور منسوخ ہوگیا اور ایسی عورتوں کے باب میں کچھ خاص احکام مقرر کیئے گئے اور اُنکے ساتھ کچھ احکام ایسی عورتوں کے باب میں مقرر ہوئے جو پہلے مسلمانوں کے نکاح میں تھیں مگر اسلام نہ لائیں اور مکہ ہی میں رہ گئیں اور چونکہ مدار اُن احکام کا ان عورتوں کا مسلمان ہونا ہے اس لیئے طریق امتحان بھی بتلایا گیا اور خلاصہ اُن احکام کا یہ ہے **حکم اول** ۔ جو عورت دار الحرب سے مسلمان ہو کر آجاوے اُس کا نکاح شوہر کافر سے فوراً ٹوٹ گیا۔ اسی طرح جس حربیہ کا شوہر مسلمان ہوجاوے اُس کا نکاح بھی معاً ٹوٹ جاوے گا ﴿ **حکم دوم** ۔ پہلی عورت کا نکاح مسلمان مرد سے جائز ہے اگر وہ حاملہ ہے تو بعد وضع حمل بالاجماع اور اگر غیر حاملہ ہو تو امام صاحب کے نزدیک بلا عدت اور صاحبین کے نزدیک بعد عدت اور دوسری عورت پر کسی کے نزدیک عدت نہیں اور یہ دونوں حکم اب بھی باقی ہیں **حکم سوم** پہلی عورت کو پہلے شوہر نے جس قدر مہر دیا ہو مسلمان وہ مہر اُس شوہر کافر کو واپس کردیں اگر کوئی خاص شخص نکاح کرے تو وہ واپس کرے ورنہ بیت المال سے دیدیا جاوے یہ حکم خاص تھا اسی واقعہ کے ساتھ بلحاظ صلح کے کہ اہل صلح کا ضرر نہو اور نیز اُنکو اشتعال نہ ہو جس سے صلح ٹوٹ جاوے اب یہ حکم باقی نہیں **حکم چہارم** اسی طرح کفار دوسری عورت کا مہر مسلمان شوہر کو ادا کریں یہ حکم بھی مخصوص تھا اُسی واقعہ کے ساتھ **حکم پنجم** ۔ اگر کفار ایسی عورتوں کا مہر اُنکے مسلمان شوہروں کو واپس نہ کریں تو جو مہر کفار کا مسلمانوں کے ذمہ واجب الادا ہے وہ اُن کفار کی جگہ ان مسلمان شوہروں کو دیدیا جاوے برابری کی صورت میں تو کچھ تکلف نہیں اور کمی وبیشی میں یہ حکم تھا کہ جو کفار کا بچے وہ کفار کو دیدیا جاوے اور جو اپنا رہے اُس کا مطالبہ اُن سے کیا جاوے اور یہ حکم بھی مخصوص تھا اُسی واقعہ کے ساتھ اور دلیل ان بعض احکام کے مخصوص ہونے کی اجماع ہے اور نیز یہ کہ خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اور جگہ یہ برتاؤ نہیں کیا اور بقیہ احکام ہدایہ وغیرہ سے اور روایات درمنثور سے منقول ہیں البتہ حکم سوم میں جو

اللغات العصم جمع عصمۃ وہی ما یعتصم بہ من عقد وسبب والمراد النہی عن ابقاء علاقۃ من علق الزوجیۃ اصلا فعاقبتم من العقبۃ لا من العقاب وہی فی الاصل النوبۃ فی الرکوب اسے فجارت عقبتکم واخترتہ فی الترجمۃ وعن الزجاج ان معنے فعاقبتم فغنمتم وحقیقتہ ناصبتم فی القتال بعقوبۃ حتے غنمتم قولہ بین ایدیھن فی الروح عن الفراء ذلک ان الولد اذا وضعتہ الام سقط بین یدیہا ورجلیہا ۱۲

بیت المال سے دلانے کو لکھا ہے یہ ایک اور تفسیر سے منقول ہے اور اگر یہ شبہ ہو کہ اس تخصیص و نسخ سے عہد عام کا نقض ہو گیا اور نقض جائز نہیں
جواب یہ ہے کہ نقض بمعنے غدر جائز نہیں اور بلا غدر نفس صلح ہی کا رفع جائز تھا اور کسی خاص جزو کا رفع تو اُس سے اہون واخف ہے اور فریق ثانی اس پر
مجبور نہیں کیا گیا وہ اگر نہ مانتے تو بیش بریں نیست کہ صلح مرتفع ہو جاتی پھر اُس میں کوئی محذور لازم نہیں آتا لیکن جب فریق ثانی نے بھی مان لیا خواہ اپنی
کچھ مصلحت سمجھ کر خواہ اس خیال سے کہ مردوں کے اجتماع سے تو اندیشہ محاربہ کا ہے مگر عورتیں اگر واپس نہ کی گئیں تو اُن سے کوئی اندیشہ نہیں تو مان لینے
کے بعد صلح متفق علیہ بھی ہو گئی پھر بعد واپسی حدیبیہ کے بھی بعض عورتیں آئی تھیں وہ بھی اس حکم میں شامل رہیں کذا فی الدر المنثور ایضاً پس بخطاب عام ارشاد
فرماتے ہیں کہ) اے ایمان والو جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں (دار الحرب سے) ہجرت کر کے آویں (خواہ مدینہ میں کہ دار الاسلام ہے خواہ حدیبیہ میں
کہ معسکر اسلام حکم دار الاسلام میں ہے کذا فی کتاب الحدود من الہدایۃ) تو تم اُن (کے مسلمان ہونے) کا امتحان کر لیا کرو (جس کا طریقہ آگے خطاب خاص یا ایہا النبی
میں آتا ہے اور اُس امتحان میں ظاہری ایمان پر اکتفا کیا کرو کیونکہ اُنکے (حقیقی) ایمان کو (تو) اللہ ہی خوب جانتا ہے (تم کو تحقیق ہو ہی نہیں سکتا) پس اگر
اُن کو (اس امتحان کی رو سے) مسلمان سمجھو تو اُن کو کفار کی طرف واپس مت کرو (کیونکہ) نہ تو وہ عورتیں اُن کافروں کے لیے حلال ہیں اور نہ وہ کافر اُن عورتوں
کے لیے حلال ہیں (کیونکہ مسلمان عورت کا نکاح کافر مرد سے مطلقاً نہیں رہتا موافق حکم اول کے) اور (اس صورت میں) اُن کافروں نے جو کچھ (مہر کے بابت
اُن عورتوں پر) خرچ کیا ہو وہ اُنکو ادا کر دو (موافق حکم سوم) اور تم کو اُن عورتوں سے نکاح کرنے میں کچھ گناہ نہ ہوگا جبکہ تم اُنکے مہر اُن کو دے دو (ادا یا التزاماً
اور یہ قید بیان شرطیت کے لیے نہیں کیونکہ جواز نکاح موقوف نہیں ہے ادائے یا التزام مہر پر بلکہ بیان لزوم کے لیے ہے یعنی مہر لوازم نکاح سے ہے خواہ مسمّی
ہو یا نہ ہوا اور خواہ بالمعنے المتبادر ہو یا کپڑوں کا جوڑہ ہو وہو المذکور فی قولہ تعالیٰ لا جناح علیکم ان طلقتم النساء ما لم تمسوھن او تفرضوا لھن فریضۃ ومتعوھن) اور (اے
مسلمانو) تم کافر عورتوں کے تعلقات کو باقی مت رکھو (یعنی جو تمہاری بیبیاں دار الحرب میں کفر کی حالت میں رہ گئیں اُنکا نکاح تم سے زائل ہو گیا اُن کے
تعلقات کا کوئی اثر باقی مت سمجھو حتے کہ ایسے مرد کو فوراً ایسی عورتوں سے بھی نکاح جائز ہے جن سے اُس متروک کی عدت میں جائز نہ ہوتا کیونکہ عدت بھی واجب
نہیں ہے موافق جزو اخیر حکم دوم اور بعض صحابہ کا طلاق دینا باوجود عدم احتیاج الی الطلاق کے اور اُس پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا بشرطیکہ آپکو اطلاع ہو
انکار نہ فرمانا شاید اس لیے ہو کہ طلاق بالمعنے اللغوی ہو جس کا حاصل اظہار متارکت ہے) اور (اس صورت میں) جو کچھ تم نے (اُن عورتوں کے مہر میں) خرچ
کیا ہو (اُن کافروں سے) مانگ لو (موافق حکم چہارم) اور (اسی طرح) جو کچھ اُن کافروں نے (مہر کے بابت) خرچ کیا ہو وہ (تم سے) مانگ لیں (جیسا اوپر
ارشاد ہوا ہے آتوھم ما انفقوا شاید یہ تکریر مضمون باختلاف عنوان اس لیے ہو کہ تمہارے ذمہ جو دوسروں کا حق ہو اُس کو زیادہ موکد سمجھو) یہ (جو کچھ کہا گیا)
اللہ کا حکم ہے (اس کا اتباع کرو) وہ تمہارے درمیان (ایسا ہی مناسب) فیصلہ کرتا ہے اور اللہ بڑا علم (اور) حکمت والا ہے (علم و حکمت سے مناسب احکام مقرر فرماتا
ہے) اور اگر تمہاری بیبیوں میں سے کوئی بی بی کافروں میں رہ جانے سے (بالکل ہی) تمہارے ہاتھ نہ آوے (یعنی نہ وہ ملے اور نہ اُس کا بدل کہ مہر ہے جو
مقتضا تھا حکم چہارم کا اور) پھر (کافروں کو مہر دینے کی) تمہاری نوبت آوے (یعنی موافق حکم سوم کے تمہارے ذمہ کسی کافر کا حق مہر واجب الادا ہو) تو (تم وہ
مہر اُن کافروں کو نہ دو بلکہ جن (مسلمانوں) کی بیبیاں ہاتھ سے نکل گئیں (جن کا ابھی ذکر ہوا فاتکم میں) جتنا (مہر) اُنھوں نے (ان بیبیوں پر) خرچ
کیا تھا اُس کے برابر (اس رقم واجب الادا میں سے) تم اُنکو دے دو (موافق حکم پنجم) اور اللہ سے کہ جس پر تم ایمان رکھتے ہو ڈرتے رہو (اور احکام واجبہ میں
خلل مت ڈالو آگے خطاب خاص میں طریق امتحان ایمان کا فرماتے ہیں کہ) اے پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) جب مسلمان عورتیں آپکے پاس (اس غرض سے)
آویں کہ آپ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللہ کے ساتھ کسی شئے کو شریک نہ کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل
کریں گی اور نہ کوئی بہتان کی اولاد لاویں گی جس کو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان (نطفۂ شوہر سے جنی ہوئی دعویٰ کر کے) بنا لیویں (جیسا جاہلیت میں
بعض عورتوں کا دستور تھا کہ کسی غیر کا بچہ اُٹھا لائیں اور کہہ دیا کہ میرے خاوند کا ہے اور یا کسی سے بدکاری کی اور اُس نطفۂ حرام کو اپنے خاوند کا بتلا دیا کہ اس
میں علاوہ گناہ زنا کے الحاق ولد کا ہے غیر من لہ الولد کے ساتھ جس پر حدیث میں بھی وعید آئی ہے رواہ ابو داؤد والنسائی) اور مشروع باتوں میں وہ آپکے خلاف
نہ کریں گی (اس میں سب احکام شرعیہ آگئے) پس وہ عورتیں اگر ان شرطوں کو قبول کر لیں جن کا اعتقاد شرط ایمان ہے اور التزام عمل شرط کمال ایمان ہے
تو آپ اُن کو بیعت کر لیا کیجئے)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ

اے ایمان والو اُن لوگوں سے دوستی مت کرو جن پر اللہ تعالیٰ نے غضب فرمایا ہے کہ وہ آخرت سے ایسے نا اُمید ہو گئے ہیں جیسا کفار

مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ۝

جو قبروں میں نا امید ہو گئے

اور اُن کے لیے اللہ سے (پچھلے گناہوں کی) مغفرت طلب کیا کیجیے بیشک اللہ غفور رحیم ہے (مطلب یہ کہ جب ان احکام کے حق اور واجب العمل سمجھنے کا اظہار کریں تو اُن کو مسلمان سمجھیے اور ہر چند کہ خود اسلام ہی سے مغفرت ذنوب ماضیہ ہو جاتی ہے مگر امر بالاستغفار یا تو کمال ترتب آثار مغفرت کے لیے ہے اور یا حاصل اس کا دُعا ہے قبول ایمان کی جو ملزوم ہے مغفرت کا ربط۔ اوپر اور یہاں تک بیان تھا مطلق کفار سے تعلقات رکھنے کا جن میں زیادہ مضامین متعلق مشرکین کے تھے آگے کفار یہود سے تعلق رکھنے کے بارہ میں کہ مدینہ میں وہ بکثرت تھے ارشاد ہے)۔

خاتمہ مناسب فاتحہ در نہی از موالاۃ یہود

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ۝ اے ایمان والو اُن لوگوں سے (بھی) دوستی مت کرو جن پر اللہ تعالیٰ نے غضب فرمایا ہے (مراد اس سے یہود ہیں لقولہ تعالیٰ فی المائدۃ من لعنہ اللہ و غضب علیہ و جعل منہم القردۃ والخنازیر) کہ وہ آخرت سے (کے خیر و ثواب) سے ایسے نا امید ہو گئے ہیں جیسا کفار جو قبروں میں (مدفون) ہیں (خیر و ثواب آخرت سے) نا امید ہیں (جو کافر مر جاتا ہے بوجہ اسکے کہ اس کو معائنہ آخرت کا ہو جاتا ہے حقیقت امر پر یقین کے ساتھ مطلع ہو جاتا ہے کہ اب میری ہر گز بخشش نہ ہوگی چونکہ حسب آیت یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم آپ کی نبوت کو اور اسیطرح مخالف نبی کے کافر اور غیر ناجی ہونیکو خوب جانتے ہیں گو عار و حسد کی وجہ سے اتباع نہ کرتے تھے اس لیے انکو دل سے یقین تھا کہ ہم ناجی نہیں ہیں گو شیخی کے مارے ظاہراً اس کے خلاف کرتے ہوں پس حاصل ہوا کہ جن کی گمراہی ایسی مسلم ہے کہ وہ خود بھی اُس کو دل سے تسلیم کرتے ہیں ایسے گمراہوں سے تعلق رکھنا کیا ضرور اور یہ نہ سمجھا جاوے کہ جو گمراہ اشد درجہ کا نہ ہو اُس سے دوستی جائز ہے جواز دوستی سے تو مطلق کفر مانع ہے مگر اس صفت سے وہ عدم جواز اور شدید ہو جاویگا اور شاید تخصیص یہود کی اس جگہ اس لیے ہو کہ مدینہ میں یہود زیادہ تھے اور دوسرے وہ لوگ شریر و مفسد بھی بہت تھے)۔

الحمد للہ کہ آج بتاریخ ۲۲ جمادی الاولےٰ ۱۳۲۵ھ روز پنجشنبہ وقت چاشت تفسیر سورۂ ممتحنہ کی ختم ہونے سے گیارہویں جلد تفسیر کی ختم ہوئی اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بارہویں جلد بھی پوری فرماوے۔ اب آگے سورہ صف کی تفسیر آتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

۴ والصلوٰۃ والسلام علےٰ رسول اللہ واخوانہ من الانبیاء ہداۃ سبل اللہ۔

اللغات

من اصحٰب القبور من بیا نیۃ ۱۲

وجوہ المثانی متعلقہ جلد یازدہم بیان القرآن

سورۃ الاحقاف

قوله تعالیٰ لتنذر۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بالخطاب لنافع وابن عامر والثانیۃ بالغیبۃ للباقین بخلاف عن البزی وعلی الاول الضمیر للرسول صلی اللہ علیہ وسلم وعلی الثانی للکتاب **قوله تعالیٰ** احسنا۔ فیہ قراءتان الاولیٰ علی وزن الافعال للکوفیین والثانیۃ بضم الحاء وسکون السین للباقین **قوله تعالیٰ** کرھا فی الموضعین فیہ قراءتان الاولیٰ بضم الکاف للکوفیین وابن ذکوان والثانیۃ بالفتح للباقین **قوله تعالیٰ** نتقبل عنہم احسن ما عملوا ونتجاوز۔ فیہما قراءتان الاولیٰ بصیغۃ جمع المتکلم المعروف ونصب احسن لحفص وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بصیغۃ الغائب المجہول ورفع احسن للباقین **قوله تعالیٰ** اف لکما۔ فیہ ما تقدم فی بنی اسرائیل **قوله تعالیٰ** اتعداننی۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بادغام النون الاولیٰ فی الثانیۃ لہشام والثانیۃ بالاظہار للباقین **قوله تعالیٰ** لیوفیہم۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بالتحتیۃ لابن کثیر وابی عمرو وہشام وعاصم والثانیۃ بالنون للباقین **قوله تعالیٰ** ابلغکم۔ فیہ قراءتان الاولیٰ من الابلاغ لابی عمرو والثانیۃ من التبلیغ للباقین **قوله تعالیٰ** لا یریٰ الا مساکنہم۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بالتحتیۃ مضمومۃ ورفع النون من مساکنہم لعاصم وحمزۃ والثانیۃ بالفوقیۃ مفتوحۃ ونصب مساکنہم للباقین۔

سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

قوله تعالیٰ والذین قتلوا۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بضم القاف وکسر التاء لابی عمرو وحفص والثانیۃ بفتح القاف والتاء والف بینہما للباقین **قوله تعالیٰ** غیر اسن۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بقصر الہمزۃ لابن کثیر والثانیۃ بالمد للباقین والاول صفۃ مشبہۃ **قوله تعالیٰ** فہل عسیتم۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بکسر السین لنافع والثانیۃ بالفتح للباقین **قوله تعالیٰ** املی لہم۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بصیغۃ الماضی المجہول لابی عمرو والثانیۃ بالماضی المعلوم للباقین **قوله تعالیٰ** اسرارہم۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بکسر الہمزۃ لحمزۃ والکسائی وحفص والثانیۃ بالفتح للباقین **قوله تعالیٰ** رضوانہ۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بضم الراء لشعبۃ والثانیۃ بکسرہا للباقین **قوله تعالیٰ** لنبلونکم ونعلم ونبلو۔ فیہا قراءتان الاولیٰ بالتحتیۃ لشعبۃ والثانیۃ بالنون للباقین **قوله تعالیٰ** الی السلم۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بکسر السین لحمزۃ وشعبۃ والثانیۃ بالفتح للباقین

سورۃ الفتح

قوله تعالیٰ دائرۃ السوء۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بضم السین لابن کثیر وابی عمرو والثانیۃ بالفتح للباقین **قوله تعالیٰ** لتؤمنوا وتعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ۔ فیہا قراءتان الاولیٰ بالغیبۃ فی الاربعۃ لابن کثیر وابی عمرو والثانیۃ بالخطاب للباقین **قوله تعالیٰ** علیہ اللہ۔ فیہ قراءتان الاولیٰ ضم ہاء الضمیر لحفص والثانیۃ کسرہا للباقین ووجہ الضم انہا ہاء ہو وانما تکسر لرعایۃ الیاء او الکسر وحسن الضم فی الآیۃ للتوصل بہ الی تفخیم لفظ الجلالۃ الملائم لتفخیم امر العہد المشعر بہ الکلام وایضا ابقاء ما کان علی ما کان ملائم للوفاء بالعہد **قوله تعالیٰ** فسیؤتیہ فیہ قراءتان الاولیٰ بالتحتیۃ لابی عمرو والکوفیین والثانیۃ بالنون للباقین **قوله تعالیٰ** بکم ضرا۔ فیہ قراءتان الاولیٰ ضم الضاد لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالفتح للباقین **قوله تعالیٰ** کلام اللہ۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بکسر اللام بعد الکاف ولا الف بعد اللام لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بفتح اللام والف بعدہا للباقین **قوله تعالیٰ** یدخلہ ویعذبہ۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بالنون فیہما لنافع وابن عامر والثانیۃ بالتحتیۃ للباقین **قوله تعالیٰ** بما تعملون بصیرا فیہ قراءتان الاولیٰ بالغیبۃ لابی عمرو والثانیۃ بالخطاب للباقین **قوله تعالیٰ** رضوانا تقدم فی سورۃ محمد **قوله تعالیٰ** شطأہ۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بفتح الطاء لابن کثیر وابن ذکوان والثانیۃ باسکانہا للباقین وہما لغتان **قوله تعالیٰ** فآزرہ۔ فیہ قراءتان الاولیٰ بقصر الہمزۃ بعد الفاء لابن ذکوان والثانیۃ بالمد للباقین وہما لغتان

سورۃ الحجرات

قوله تعالیٰ فتبینوا فیہ ما تقدم فی النساء **قوله تعالیٰ** میتا فیہ قراءتان الاولیٰ بتشدید الیاء لنافع والثانیۃ بالسکون للباقین **قوله تعالیٰ** لا یلتکم فیہ ثلث قراءات الاولیٰ بہمزۃ ساکنۃ بعد التحتیۃ للدوری عن ابی عمرو والثانیۃ بابدالہا الفا للسوسی والثالثۃ بغیر ہمزۃ ولا الف للباقین وفیہ لغتان لات یلیت ألت یألت **قوله تعالیٰ** بصیر بما تعملون فیہ قراءتان الاولیٰ بالتحتیۃ لابن کثیر والثانیۃ بالخطاب للباقین

سورۃ ق

تعالیٰ یوم نقول - فیہ قراءتان الاولی بالیاء لنافع وشعبۃ والثانیۃ بالنون للباقین قولہ تعالیٰ ما توعدون - فیہ قراءتان الاولی بالغیبۃ لابن کثیر
یۃ بالخطاب للباقین قولہ تعالیٰ وادبار السجود - فیہ قراءتان الاولی بکسر الھمزۃ لنافع وابن کثیر وحمزۃ والثانیۃ بالفتح للباقین قولہ تعالیٰ تشقق فیہ
ان الاولی بتشدید الشین لنافع وابن کثیر وابن عامر والثانیۃ بالتخفیف للباقین -

سورۃ الذاریت

تعالیٰ عیون فیہ قراءتان الاولی بکسر العین لابن عامر وابن ذکوان وشعبۃ وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالضم للباقین قولہ تعالیٰ مثل ما انکم
اءتان الاولی برفع اللام لحمزۃ والکسائی وشعبۃ والثانیۃ بالفتح للباقین والرفع علی کونہ صفۃ لحق والنصب علی الحالیۃ من المستکن فی لحق
تعالیٰ سلم - فیہ قراءتان الاولی بکسر السین وسکون اللام لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بفتح السین واللام والف بعدھا للباقین قولہ تعالیٰ
عقۃ فیہ قراءتان الاولی باسکان العین ولا الف قبلھا للکسائی والثانیۃ بکسر العین وقبلھا الف للباقین والاول مرۃ من الصعق بمعنی الصاعقۃ -
تعالیٰ وقوم نوح - فیہ قراءتان الاولی بکسر المیم لابی عمرو وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالنصب للباقین والکسر علی عطفہ علی ثمود والنصب علی تقدیر
نا قولہ تعالیٰ تذکرون - فیہ قراءتان الاولی بتخفیف الذال لحفص وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالتشدید للباقین -

سورۃ الطور

تعالیٰ واتبعتھم - فیہ قراءتان الاولی بصیغۃ جمع المتکلم من الافعال لابی عمرو والثانیۃ بصیغۃ واحدۃ المؤنث من الافتعال للباقین
تعالیٰ ذریتھم - الاول فیہ ثلث قراءات الاولی بالافراد ورفع التاء لنافع وابن کثیر والکوفیین والثانیۃ بالجمع مع رفع التاء لابن عامر
لثۃ بالجمع مع کسر التاء لابی عمرو قولہ تعالیٰ الحقنا بھم ذریتھم - فیہ قراءتان الاولی بالجمع وکسر التاء لنافع وابی عمرو وابن عامر والثانیۃ
راد ونصب التاء للباقین قولہ تعالیٰ ما التناھم - فیہ قراءتان الاولی بکسر اللام لابن کثیر والثانیۃ بالفتح للباقین وھما لغتان قولہ تعالیٰ
فیھا ولا تاثیم فیھما قراءتان الاولی بالفتح من غیر تنوین لابن کثیر وابی عمرو والثانیۃ بالرفع فیھما مع التنوین للباقین قولہ تعالیٰ لؤلؤ فیہ قراءتان
لابدال للسوسی وشعبۃ والثانیۃ بالھمزۃ للباقین قولہ تعالیٰ ندعوہ انہ فیہ قراءتان الاولی بفتح الھمزۃ لنافع والکسائی والثانیۃ بالکسر للباقین
ۃ بتقدیر اللام قولہ تعالیٰ المصیطرون - فیہ اربع قراءات الاولی بالسین لھشام وقنبل والثانیۃ بالصاد والسین لحفص والثانیۃ بالاشمام ای
لصاد والسین کالزای لحمزۃ بخلاف عن خلاد والرابعۃ بالصاد الخالصۃ للباقین قولہ تعالیٰ فیہ یصعقون - فیہ قراءتان الاولی بالمجھول لابن عامر وعاصم
نیۃ بالمعروف للباقین

سورۃ النجم

تعالیٰ ما کذب - فیہ قراءتان الاولی بتشدید الذال لھشام والثانیۃ بالتخفیف للباقین وکلاھما ظاھر قولہ تعالیٰ افتمرونہ فیہ قراءتان الاولی
الفوقیۃ واسکان المیم ولا الف بعد المیم لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بضم التاء وفتح المیم والف بعد المیم للباقین والاول من مریت اذا جحدت -
تعالیٰ منٰوۃ - فیہ قراءتان الاولی بھمزۃ مفتوحۃ بعد الالف لابن کثیر والثانیۃ بغیر ھمزۃ للباقین قولہ تعالیٰ ضیزی - فیہ قراءتان الاولی بھمزۃ
ۃ بعد الضاد لابن کثیر والثانیۃ بالیاء للباقین وھما لغتان قولہ تعالیٰ کبٰئر الاثم فیہ ما تقدم فی الشوری قولہ تعالیٰ امھٰتکم مر فی النور
تعالیٰ ابراھیم - فیہ قراءتان الاولی بفتح الھاء والف بعدھا لھشام والثانیۃ بکسر الھاء ویاء بعدھا للباقین قولہ تعالیٰ النشأۃ
قراءتان الاولی بفتح الشین وبعدھا الف ممدودۃ قبل الھمزۃ لابن کثیر والثانیۃ بسکون الشین وبعدھا الھمزۃ المفتوحۃ للباقین
تعالیٰ عادا الاولی - فیہ قراءتان الاولی بضم اللام مع التشدید بالادغام التنوین فیھا لنافع وابی عمرو ونقل ضمۃ الھمزۃ الیھا ا
ون یھمز بعد اللام ھمزۃ ساکنۃ مکان الواو والثانیۃ بتنوین الدال وکسر التنوین وسکون اللام وبعدھا ھمزۃ مضمومۃ للباقین قولہ تعالیٰ ثمود
راءتان الاولی بغیر تنوین لعاصم وحمزۃ والثانی بتنوین للباقین

سورۃ القمر

قولہ تعالیٰ الی شیء نکر۔ فیہ قراءتان الاولی بسکون الکاف لابن کثیر والثانیۃ بضمہا للباقین والاول تخفیف للثانی **قولہ تعالیٰ** خشعاً فیہ قراءتان الاولی بفتح الخاء والف بعدہا وکسر الشین لابی عمرو وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بضم الخاء ولا الف بعدہا وفتح الشین مشددۃ للباقین **قولہ تعالیٰ** ففتحنا۔ فیہ قراءتان الاولی بالتشدید لابن عامر والثانیۃ بالتخفیف للباقین **قولہ تعالیٰ** عیونا تقدم فی الذاریات **قولہ تعالیٰ** سیعلمون۔ فیہ قراءتان الاولی بالخطاب لابن عامر وحمزۃ والثانیۃ بالغیبۃ للباقین۔

سورۃ الرحمٰن

قولہ تعالیٰ والحب ذو العصف والریحان فیہا ثلث قراءات الاولی بنصب الثلاثۃ ای الحب وذا والریحان لابن عامر والثانیۃ برفع الحب وذو وجر الریحان لحمزۃ والکسائی والثالثۃ برفع الثلاثۃ والنصب علی تقدیر خلق والرفع علی العطف علی فاکہۃ وجر الریحان لعطفہ علی العصف ومعنی الریحان علی ہذا الرزق بارادۃ اللب مقابلا للعصف **قولہ تعالیٰ** یخرج۔ فیہ قراءتان الاولی بالمجہول لنافع وابی عمرو والثانیۃ بالمعلوم للباقین **قولہ تعالیٰ** المنشآت فیہ قراءتان الاولی بکسر الشین لحمزۃ وابی بکر بخلاف عنہ والثانیۃ بالفتح للباقین ومعنی الاول الرافعات الشرع ومعنی الثانی المرفوعات الشرع **قولہ تعالیٰ** سنفرغ۔ فیہ قراءتان الاولی بالتحتیۃ لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالنون للباقین **قولہ تعالیٰ** شواظ۔ فیہ قراءتان الاولی بکسر الشین لابن کثیر والثانیۃ بالضم للباقین وہما لغتان **قولہ تعالیٰ** ونحاس فیہ قراءتان الاولی بخفض السین لابن کثیر وابی عمرو والثانیۃ بالرفع للباقین وہو علی الاول معطوف علی نار وعلی الثانی معطوف علی شواظ **قولہ تعالیٰ** لم یطمثہن فی الموضعین۔ فیہ قراءتان الاولی بضم المیم للکسائی بخلاف عنہ والثانیۃ بالکسر للباقین **قولہ تعالیٰ** فی آخر السورۃ ذی الجلال۔ فیہ قراءتان الاولی بالواو لابن عامر علی انہ صفۃ الاسم والثانیۃ بالیاء وصفا للرب للباقین

سورۃ الواقعۃ

قولہ تعالیٰ ولا ینزفون۔ فیہ قراءتان الاولی بکسر الزای لعاصم وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالفتح للباقین وتقدم وجہہما فی الصفت۔ **قولہ تعالیٰ** وحور عین۔ فیہ قراءتان الاولی بخفض الاسمین لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالرفع للباقین والخفض لعطفہ علی جنات النعیم والرفع لعطفہ علی ولدان **قولہ تعالیٰ** عربا۔ فیہ قراءتان الاولی بسکون الراء لحمزۃ وشعبۃ والثانیۃ بالضم للباقین والاول تخفیف للثانی **قولہ تعالیٰ** اوآباؤنا فیہ قراءتان تقدمتا فی الصفت **قولہ تعالیٰ** نحن قدرنا۔ فیہ قراءتان الاولی بتخفیف الدال لابن کثیر والثانی بالتشدید للباقین **قولہ تعالیٰ** النشأۃ تقدم فی النجم **قولہ تعالیٰ** تذکرون۔ فیہ قراءتان الاولی بتخفیف الذال لحمزۃ والکسائی وحفص والثانیۃ بالتشدید للباقین **قولہ تعالیٰ** انا لمغرمون۔ فیہ قراءتان الاولی بہمزۃ الاستفہام قبل انا لشعبۃ والثانیۃ بہمزۃ واحدۃ علی الاخبار للباقین **قولہ تعالیٰ** بمواقع النجوم۔ فیہ قراءتان الاولی بسکون الواو ولا الف بعدہا علی الافراد مراد بہ الجمع لحمزۃ والکسائی والثانیۃ بفتح الواو والف بعدہا علی الجمع للباقین

سورۃ الحدید

قولہ تعالیٰ ترجع الامور۔ فیہ قراءتان الاولی بالمعلوم لابن عامر وحمزۃ والکسائی والثانیۃ بالمجہول للباقین **قولہ تعالیٰ** اخذ میثاقکم فیہ قراءتان الاولی بصیغۃ المجہول ورفع القاف لابی عمرو والثانیۃ بصیغۃ المعلوم ونصب القاف للباقین **قولہ تعالیٰ** ینزل۔ فیہ قراءتان الاولی من الافعال لابن کثیر وابی عمرو والثانیۃ من التفعیل للباقین **قولہ تعالیٰ** وکلا وعد۔ فیہ قراءتان الاولی برفع اللام لابن عامر والثانیۃ بالنصب للباقین والکل علی الاول مبتدأ وعلی الثانی مفعول لوعد **قولہ تعالیٰ** فیضعفہ۔ فیہ اربع قراءات الاولی من التفعیل مع فتح الفاء لابن عامر والثانیۃ من التفعیل مع ضم الفاء لابن کثیر والثالثۃ من المفاعلۃ مع فتح الفاء لعاصم والرابعۃ من المفاعلۃ مع ضم الفاء للباقین **قولہ تعالیٰ** انظرونا۔ فیہ قراءتان الاولی من الانظار لحمزۃ والثانی من النظر للباقین **قولہ تعالیٰ** لا یوخذ۔ فیہ ثلث قراءات الاولی بالتانیث وتحقیق الہمزۃ لابن عامر والثانیۃ بالتذکیر

ال الهمزة واو الورش والسوسی والثالثة بالتذکیر والتحقیق للباقین **قوله تعالیٰ** وما نزل - فیه قراءتان الاولی بتخفیف الزای لنافع وحفص
انیة بالتشدید للباقین **قوله تعالیٰ** ان المصدقین والمصدقات - فیه قراءتان الاولی بتخفیف الصاد فیهما لابن کثیر وشعبة والثانیة
شدید للباقین **قوله تعالیٰ** یضعف - فیه قراءتان الاولی من التفعیل لابن کثیر وابن عامر والثانیة من المفاعلة للباقین **قوله تعالیٰ**
وان - فیه قراءتان الاولی بضم الراء لشعبة والثانیة بالکسر للباقین **قوله تعالیٰ** بما اتاکم - فیه قراءتان الاولی بقصر الهمزة لابی عمرو والثانیة
للباقین **قوله تعالیٰ** بالبخل - فیه قراءتان الاولی بفتح الموحدة والخاء لحمزة والکسائی والثانیة بضم الموحدة وسکون الخاء للباقین وهما لغتان
تعالیٰ فان الله هو الغنی فیه قراءتان الاولی بغیر هو لنافع وابن عامر والثانیة باثبات هو للباقین **قوله تعالیٰ** رسلنا وبرسلنا فیه قراءتان
ل بسکون السین لابی عمرو والثانیة بالضم للباقین **قوله تعالیٰ** ابراهیم فیه قراءتان الاولی بالف بعد الهاء المفتوحة لهشام والثانیة بکسر
ویاء بعدها للباقین **قوله تعالیٰ** رضوان تقدم انفا **قوله تعالیٰ** لئلا - فیه قراءتان الاولی بیاء مفتوحة بعد اللام لورش والثانیة بهمزة للباقین

سورة المجادلة

تعالیٰ الذین یظهرون والذین تظهرون - فیهما قراءات ذکرت فی الاحزاب الا الثانیة وحمزة والکسائی مع ابن عامر **قوله تعالیٰ** اللائی
بع قراءات الاولی بالهمزة المکسورة ولا یاء بعدها لقالون وقنبل والثانیة بتسهیل الهمزة مع المد والقصر لورش والبزی وابی عمرو ولا یاء بعدها والثالثة
ال الهمزة بیاء ساکنة مع المد وهو وجه للبزی وابی عمرو والرابعة بهمزة مکسورة بعدها یاء للباقین **قوله تعالیٰ** ویتنجون - فیه قراءتان الاولی
ونتجاء لحمزة والثانیة من التناجی للباقین **قوله تعالیٰ** لیحزن - فیه قراءتان الاولی من الافعال لنافع والثانیة من حزن للباقین **قوله تعالیٰ** فی
ن - فیه قراءتان الاولی بالجمع لعاصم والثانیة بالافراد للباقین **قوله تعالیٰ** انشزوا فانشزوا - فیه قراءتان الاولی بضم الشین لنافع وابن عامر و
بخلاف عن شعبة والثانیة بالکسر للباقین وهما لغتان **قوله تعالیٰ** یحسبون - فیه قراءتان الاولی بفتح السین لابن عامر وعاصم وحمزة و
ة بالکسر للباقین

سورة الحشر

تعالیٰ یخربون - فیه قراءتان الاولی من التفعیل لابی عمرو والثانیة من الافعال للباقین **قوله تعالیٰ** بیوتهم فیه ما تقدم فی النور **قوله تعالیٰ**
دولة - فیه قراءتان الاولی بالتانیث ورفع دولة لهشام والثانیة بالتذکیر والنصب للباقین ومعنی الثانی کیلا یکون الفیء دولة **قوله تعالیٰ**
نا - فیه ما تقدم فی التوبة **قوله تعالیٰ** وراء جدر - فیه قراءتان الاولی بکسر الجیم وفتح الدال والف بعدها لابن کثیر وابی عمرو والثانیة بضم
الدال جمعا للباقین **قوله تعالیٰ** تحسبهم فیه قراءتان تقدمتا فی اخر المجادلة

سورة الممتحنة

تعالیٰ یفصل فیه اربع قراءات الاولی بصیغة المعلوم من ضرب لعاصم والثانیة بصیغة المجهول من التفعیل لابن عامر والثالثة بصیغة المعلوم
فعیل لحمزة والکسائی والرابعة بصیغة المجهول من ضرب للباقین **قوله تعالیٰ** اسوة فیه ما تقدم فی الاحزاب **قوله تعالیٰ** ابراهیم فیه قراءتان
براهام لهشام والثانیة ابراهیم للباقین **قوله تعالیٰ** ولا تمسکوا - فیه قراءتان الاولی بفتح المیم وتشدید السین لابی عمرو والثانیة بسکون المیم
السین للباقین **قوله تعالیٰ** وسئلوا فیه ما تقدم فی الانبیاء **وجوہ المثانی متعلقہ جلد یازدہم ختم ہوئی**

فہرست مضامین تفسیریہ متعلقہ جلد یازدہم بیان القرآن

فہرست مضامین منصوصہ قرآن متعلقہ جلد یازدہم تفسیر بیان القرآن

تمت

...شتاق

یعنی قطب عالم شیخ المشائخ
جنید عصر شبلی دوران عارف باللہ
حضرت مولانا شاہ حاجی محمد امداد اللہ

...اجر کی قدس اللہ سرہٗ العزیز کی سوانح عمری۔
...حکیم الامۃ مجدد الملۃ خلیفہ برحق حضرت مولانا مولوی
...تھانوی دام ظلہم العالی۔
...ضرات اولیاء اللہ کے تذکرے مختلف اوقات میں
...اوران سے تمام سالکین کو عموماً اوران حضرات کے
...علاوہ علم حالات کے دیگر منافع بہت سے ہوتے
...ہمت بڑھتی ہو۔ کام کرنیکا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔
...سلوک حل ہو جاتے ہیں اس کی برکت سے ترقی
...ہے وغیر ذلک اور پھر محبوب کا ذکر بھی محبوب
...بھی بزرگوں کے تذکرے کو جی چاہتا ہے کہ اس سے
...بھی بڑھتی ہے اور المرء مع من احب سے امید
...ثمرہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ حق تعالیٰ کے یہاں ملے
...وہ سے اکثر حضرات کی تمنا تھی۔ اور بعض کی بدرجہ
...کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک
...ہو جائے جس سے غلامان امدادی کو خصوصاً اور
...یاب فیض ہو۔ اگرچہ ایک تذکرہ اس سے پہلے مسمی
...ئع ہوا تھا۔ مگر اس سے منتفع ہونا ہر شخص کا کام نہ
...میں اصل چیز حضرت قدس سرہٗ کے ملفوظات
...کے ان سے منتفع ہونا ممکن نہ تھا۔ اور ظاہر ہے
...درا ہی پوری طرح سمجھ سکتے اس لئے شرح بھی
...کے خلفاء ہی کی معتبر ہو سکتی تھی۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر
...لامۃ حضرت مولانا **محمد اشرف علی** صاحب
...ف توجہ فرمائی اور مختلف کتابوں سے اور کچھ اپنی
...س سرہٗ کے حالات جمع فرمائے اور حصہ ملفوظات
...رمائی کہ نہایت مختصر مگر نہایت کافی ہے اب وہ
...یں پوشیدہ تھے آفتاب عالم تاب کی طرح اپنا
...مزید براں یہ کہ حضرت حاجی صاحب کے مکتوبات
...ت مولانا گنگوہی حضرت مولانا نانوتوی وغیرہم
...کام روانہ فرمائے ہیں خوش قسمتی سے دستیاب
...اظہار صرف ان الفاظ میں ہو سکتا ہے کہ ان کے
...ساتھ ایک خاص قسم کا تعلق اور قلب میں ایک سرور
...ہوتا ہے کہ وہ مطالعہ پر ہی موقوف ہے۔ غرض
...درج بھی یہی مکتوبات ہیں۔ یہ مجموعہ بحمد اللہ تیار ہے
...اصلی ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ/) ہے۔

...ت وبیاض

یعنی

...العارفین حاجی الحرمین الشریفین سالک دہم
...ولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے
مکتوبات وبیاض

...ے اہل قلم طبقہ میں سے بہت کم لوگ ایسے ہیں
...حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ محمد فرح
...ردی حاصل نہ ہو۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی حیات

سے کون واقف نہیں یہ مکتوبات طالبان راہ سلوک کے لئے ایک نہایت ہی کارآمد دستور العمل ہے ہر طبقہ کے لئے مفید ہیں مبتدیوں کو استاد شفیق اور متوسطوں کو رہنما اور منتہیوں کو ندیم حقیقی وسمسلہ کا کام دیتے ہیں وہ مفید علوم و مضامین انہیں یکجا مجتمع ملیں گے کہ سینکڑوں مطالعہ سے بھی اسقدر علوم حاصل نہیں ہو سکتے پوری حالت اس مختصر اشتہار میں کیا بیان ہو سکتی ہے بلکہ سچ یہ ہے کہ ایک طویل دفتر میں بھی بیان نہیں ہو سکتی۔ بس دیکھنے سے ہی تعلق ہے۔ ان کل مکتوبات پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد خاص حکیم الامۃ حضرت مولانا مولوی محمد اشرف علی تھانوی دام ظلہم نے حاشیہ نہایت مگر مختصر اور جامع حواشی بھی چڑھا دیئے ہیں جس سے مصداق نور علیٰ نور ہو گئے اور ان سب کے علاوہ شائقین کی خوش قسمتی سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے صاحب نے حضرت رح کی وہ خاص بیاض جس میں مع بالفصائح و علوم عملیات نادر الوجود نسخہ جات مجرب گوناگوں درج تھے حضرت حکیم الامۃ دام ظلہم العالی کی خواہش پر ان کی خدمت میں ارسال کر دی یہ وہ نایاب چیز ہے کہ ایسی چیزوں کو تو لوگ ہوا بھی نہیں دیتے۔ مگر حکیم صاحب نے بغرض فائدہ عام اس کے عطا کرنے میں دریغ نہیں فرمایا حق تعالیٰ سب حضرات کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور اپنے قرب سے نوازے۔ اس مکتوبات وبیاض کے مجموعہ میں گویا تمام دین و دنیا کی ضروریات یکجا مجتمع ہیں مکتوبات کا نام **مکتوبات یعقوبی** اور بیاض کا نام **بیاض یعقوبی** ہے مجموعہ چھپ کر تیار ہو گئی ہے۔ قیمت اصلی اس مجموعہ کی ایک روپیہ آٹھ آنہ۔

الطرائف والظرائف

یعنی

حکیم الامۃ مجدد الملۃ مولانا مولوی حاجی قاری شاہ محمد اشرف علی صاحب دام ظلہم العالی کی بیاض

اس بیاض میں بھی مثل بیاض یعقوبی کے نہایت اعلیٰ درجہ کے مفید و دلچسپ مضامین ہیں یعنی فوائد علمیہ نکات تصوف اور نہایت اعلیٰ درجہ کے عملیات اور نسخہ جات اور مختلف مضامین درج ہیں اس کو ہم بیجا کی تعریف کیا کریں۔ صاحب بیاض کی طرف نسبت ہی اس کی تعریف کے لئے کافی ہے۔ حضرت حکیم الامت دام فیضہم کی ذات بابرکات سے جو کچھ فائدہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچ رہا ہے اس سے ایک دنیا واقف ہے۔ قیمت اصلی (۹/) نو آنہ مقرر ہے۔

التنبیہ الطربی فی تنزیہ ابن العربی

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ پر جو اعتراضات ہیں ان کا جواب

مؤلفہ حکیم الامۃ مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی دام ظلہم

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ صوفیہ امت کے اپنے زمانہ سے اسوقت تک خصوصیت کے ساتھ ایک معرکۃ الآراء مسئلہ مختلف فیہا رہے ہیں اور منشاء اس اختلاف کا بعض اقوال ہیں جو ان کی طرف منسوب ہیں جنکا ظاہر شریعت کے خلاف ہے۔ بعض نے ان کو خلاف شریعت دیکھکر شیخ رح کی تضلیل کی بعض نے ان کے تاریخی احوال پر نظر کر کے ان کو اولیاء اللہ میں شمار کیا۔ اور ان کے ان ہی فضائل و کمالات و دیگر علوم و مقالات کو دیکھکر ان کے اقوال موہمہ میں سے بعض کی نسبت کا انکار کیا اور بعض میں انکی اصطلاحات پر نظر کر کے تاویل کی اور بعض کو ثابت کر دیا کہ وہ شریعت میں مسکوت عنہا ہیں مخالف نہیں۔ اور چونکہ اپنے اکابر کو حضرت شیخ رح کا معتقد پایا اسلئے اکثر حضرات کا دل چاہتا تھا کہ کوئی محقق جو جامع شریعت و طریقت ہو حضرت شیخ رح کے اقوال کی تحقیق کرے اور حقیقت کو واضح کر دے۔ خدا تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے حکیم الامۃ حضرت مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب دام ظلہم العالی کو ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور ان کے مدارج میں دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے کہ انہوں نے اس ضرورت کو بھی پورا فرما دیا اور یہ کتاب تالیف فرمائی۔ جس میں حضرت شیخ رح کے اقوال موہمہ خلاف شریعت کو ان ہی کے دوسرے اقوال سے حل فرما دیا جس سے اب وہ اقوال بے غبار ہو گئے یا ثابت ہو گیا کہ ان کی نسبت شیخ رح کی طرف غلط تھی۔ اس بحث میں یہ کتاب خود ہی اپنی نظیر ہے پوری حقیقت مطالعہ سے واضح ہو گی ایک کالم میں عربی ہے اور اس کے مقابل کالم میں اسکا نہایت سلیس ترجمہ ہے امید ہے کہ شائقین جلد طلب فرماویں گے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک ایک روپیہ (عہ/)

خصوص الکلم فی حل فصوص الحکم

فصوص الحکم حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رح کی فن تصوف میں وہ مشہور کتاب ہے کہ جس سے ہر خاص و عام واقف ہے۔ مگر اس کے مضامین اسقدر دقیق اور فہم عوام بلکہ بعض خواص سے بھی بالاتر ہیں کہ ان کی حقیقت تک پہونچنا ہر شخص کا کام نہیں اور اسی وجہ سے کم فہم لوگوں نے حضرت شیخ کی تکفیر کر دی اور بعض لوگ ان مضامین کے ظاہری کو صحیح سمجھ کر ان کے معتقد ہو گئے اور ایسے لوگوں نے اپنا دین ایمان خراب کر لیا۔ غرض ایک فتنہ عظیم عالم میں برپا ہو رہا تھا خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ حضرت حکیم الامۃ دام ظلہم نے اس ضرورت کو محسوس فرمایا اور فصوص کے بعض اہم مضامین کی شرح فرما دی جس سے وہ مضامین بالکل بے غبار شریعت پر منطبق ہو گئے التنبیہ الطربی میں اکثر جگہ اس کے مضامین کا حوالہ دیا گیا ہے۔ قابل دید کتاب ہے۔ قیمت آٹھ آنہ (۸/)

انوار المحسنین

اولیاء اللہ کے تذکرے میں جو برکت حق تعالیٰ نے رکھی ہے اس سے ہر سالک اور تذکروں کا مطالعہ کرنے والے حضرات واقف ہیں۔ کہ حق تعالیٰ کی محبت نیک کام کی توفیق اور ہمت دنیا سے قلب کو نفرت اسی سے پیدا ہوتی ہے۔ اکثر مشائخ ایسی کتابوں کے مطالعہ کی سالکین کو تعلیم کرتے ہیں اور اس سے جو فوائد ہوتے ہیں ان کا گویا آنکھوں سے مشاہدہ ہوتا ہے چنانچہ ان ہی فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے خود حضرت حکیم الامت دام ظلہم نے اس کتاب کا عربی کتابوں سے ترجمہ فرمایا۔ قابل دید عجیب کتاب ہے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک نو آنہ (۹/) مقرر ہے امید ہے کہ شائقین بہت جلد ان موتیوں کی طرف توجہ فرماویں گے۔ اور جلد سے جلد ان کتب کو طلب فرما کر اپنا کتب خانہ ان سے سجا لیں گے۔ کہ دین و دنیا دونوں کے فوائد ان کتابوں میں موجود ہیں۔